

فونیرو سیف

شرط

شرط



از قلم ذونیرہ سیف

All Rights Reserved

Copyright: Zunaira Saif (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

safareadab@gmail.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

شرط کے تمام جملہ حقوق لکھاری "ذو نیرہ سیف" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔



وہ تھک ہار کر صوفی پر بیٹھی تھی شکوہ کنا آنکھوں سے دیکھا تھا

تمہاری کون مانے گا یہاں اب فیصلہ ہو چکا ہے اب بیٹا۔۔۔۔۔ وہ بھی جیسے بے بس تھیں ان سے بیٹی کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی

چاہے پتھر پر لکیر ہو فیصلہ لیکن میں اس فیصلے، یہاں کی فرسودہ روایات اور دقیانوسی خیالات کو نہیں مانتی اور ناکسی کی زبردستی قبول کروں گی یہ میرا فیصلہ ہے آپ یہ جا کر بتا سکتی ہیں۔ اب کی بار دوبار اسے ہمت مجتمع کی تھی اور مستحکم لہجے میں باور کروایا تھا جو اس کی پہچان تھا

اس نے دو ٹوک بات کی تھی
تھوڑی دیر پہلے جتنی وہ مشتعل لگ رہی تھی اب قدرے سکون سے تھی لیکن پریشانی ابھی بھی تھی ماتھے
کے بل ہنوز قائم تھے جو پریشانی کا ثبوت تھے

انہوں نے تاسف سے اپنی اولاد کو دیکھا تھا اور شکستہ قدموں سے باہر نکلی تھیں کسی جگہ پر وہ بھی انہیں ٹھپک لگی تھی اس کی باتیں حقیقت پر مبنی تھیں

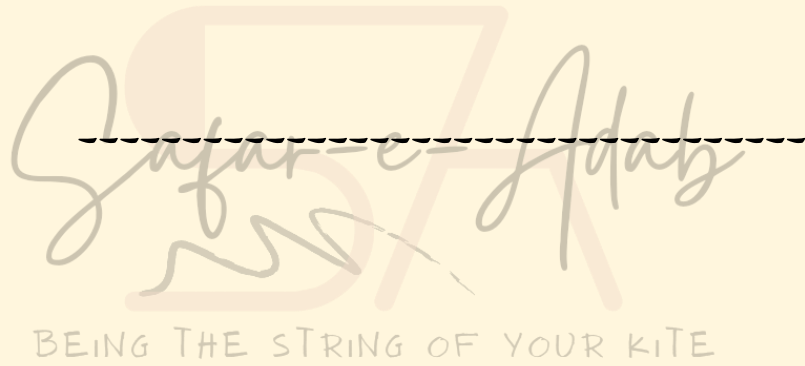
وہ انہیں کیسے منائیں اس خیال پر انہیں ایک ہی شخص یاد تھا کیونکہ اس ایک شخص کے علاوہ اسے کوئی راضی نہیں کر سکتا تھا لیکن وہ یہ بات بھول گئی تھیں کہ اس نے ان کی بھی ہمیشہ حائر مائیں مانی تھیں

صرف اور صرف جائز

او کے مائی لیڈی آئی ایم کمنگ ان فاسیو منٹس

سربارہ بجے اسر اس کے بعد لپچ

اور سر ڈنران کے اپنے نیو فائیسٹار ہوٹل میں ہے جس میں تمام ہمارے پارٹنر مدعو ہیں
 اس کے سامنے کھڑی تقریباً پچیس کے لگ بھگ کی وہ لڑکی جینز شرٹ میں ملبوس سٹالر کو گردن کے گرد
 لپیٹے سنجیدہ تاثرات سے کھڑی اسے آگاہ کر رہی تھی چہرے پر ہلکی سی نیچرل لپسٹک کی جھلک نظر آرہی
 تھی اور گہرے سیاہ بال جوڑے میں مقید تھے جبکہ دونوں اطراف سے لٹیں نکلی ہوئی تھی
 چند ایک دو اور باتوں کے بعد اس نے اشارے سے اسے جانے کی اجازت دی تھی اور لپ ٹاپ کو شٹ
 ڈاؤن کر کے کافی کا کپ اٹھائے گلاس ونڈو میں آکھڑا ہوا تھا اور کچھ سوچ رہا تھا شاید سوچنے کے ساتھ ساتھ
 اس کے چہرے کے تاثرات سخت ہو رہے تھے اور آنکھوں میں بھی سرد تاثر ابھر رہا تھا



صبح بخیر بابا جان۔۔۔۔۔

السلام وعلیکم بیٹا صبح بخیر۔۔۔

اوسوری وعلیکم السلام۔۔۔۔۔ معزرت خواہ انداز میں ان کو پیچھے سے ہگ کرتے کہا تھا اور پھر اپنی چیئر
 دھکیل کر سربراہی کرسی کے پاس بیٹھ گئی

مکھن نہیں لگا اور اب کھانا شروع کرو۔۔۔۔۔

اس فرامیڈے سے بابا کیوں خیریت ہے کیا ہم جارہے ہیں کہیں؟؟ ایک ہی سانس میں اگلا سوال داغا تھا ہم آپ اپنی پیکنگ کر لیجیئے گا ہم نے حویلی جانا ہے اسی ہفتے سے کیوں کہ آپ کی چچا زاد کی شادی ہے

بٹ بابا یونویس وہاں جا کر بہت بور ہوتی ہوں وہاں کی ساری ریسٹرکشنز سے اور جب ہر کوئی مجھے عجیب نظروں سے دیکھتا ہے جیسے ہم کسی اور سیارے سے ان کے سیارے میں غلطی سے چلے گئے ہوں۔۔۔۔۔ اس نے منہ کے پاؤٹس بناتے کہا تھا

[illegible]

نوار گومنٹ ماہر وش ہم ہفتے کی دوپہر نکل رہے ہیں اور اس دفع سٹے لمبا ہو گا اور آئی ہو پ آپ انجوائے بھی کرو گی وہاں جا کر کیونکہ پہلے ہر دفع آپ کا سٹے صرف دو دن اور رات کا ہوتا تھا بٹ اب اچھا لگے گا

آپ کو کیونکہ آپ کے دادا لوگ آپ سے بہت محبت کرتے ہیں اور کیا کبھی کسی نے آپ سے براہ راست آپ کی ڈریسنگ پر کوئی بات کی ہے؟؟ نہیں نانا خود کو تیار کر لیں انہوں نے کرسی دھکیل کر اٹھتے کہا تھا اور آفس کے لیے نکل گئے تھے جب اس نے اوکے کہا تھا بجھے دل سے اتنے سارے پلینز تھے دوستوں کے ساتھ گھومنے کے اب وہ سارے کینسل کرنے پڑے گے اس نے سوچا تھا

ان کے گھر کا رول تھا جب بچے کو کوئی ایک بھی پرنٹ بات سمجھا رہا ہو گا اپنے انداز میں تو دوسرا انٹرفیئر نہیں کرے گا اس لیے باپ بیٹی کی گفتگو میں اس کی والدہ خاموش ہی رہی تھیں اب اپنی سوکا لڈ ددھیال کو جھیلنا پڑے گا وہاں اس کو سوچ کے کوفت ہو رہی تھی

اور ان سب سے بڑھ کر وہاں کا سائیکو بھتیجا بابا کا اور وہاں کا سردار محمد جبرائیل خان اس کو سوچ کے ہی اس کی رگیں تن گئی تھیں جبکہ سامنے بیٹھی ڈائمنگ چیئر پر اس کی ماں اس کے ایکسپریشنز کو غور سے ملاحظہ فرما رہی تھی کہ اب وہ اندر کی بھڑاس نکالے گی لیکن شاید آج وہ بھی وادی نیلم کی جھیل کے پانی کی طرح سکوت کا مظاہرہ کر رہی تھی جو اپنے اندر خزانہ چھپائے ہوئے تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

جبرائیل خان کدھر ہے ابھی تک نہیں آیا؟؟؟

داجی نے سربراہی کرسی پر بیٹھتے کہا تھا جبکہ گھر کے تمام افراد وہاں موجود تھے سوائے ان کے بڑے پوتے
کہ----

داجی ابھی وہ ایک مسئلہ پیٹا رہے ہیں انہوں نے مجھے بھیج دیا ہے جبکہ خود وہیں ہیں اور بعد میں آئیں گے ان کی بائیں جانب بیٹھے ان کے دوسرے نبروالے پوتے اسفند خان نے جواب دیا تھا

چلو تم لوگ کھاؤ کھانا جب تک میں جبرائیل کا انتظار کر لوں اس کے ساتھ ہی کھاؤں گا کچھ اور مزید کہے وہ وہاں سے اٹھ گئے تھے ان کی جبرائیل خان سے محبت مثالی تھی وہ اس محبت کی وضاحت نہیں کر پاتے تھے بس اس کے بغیر وہ سانس بھی بمشکل لیتے تھے

ابھی بھی وہ اس کے لیے کھانا چھوڑ کر اٹھ گئے تھے جبکہ انہیں بھی پتا تھا کہ جبرائیل خان انہیں زیادہ انتظار نہیں کروائے گا اور ایسا ہی ہوا تھا وہ آدھے گھنٹے بعد ان کے سامنے تھا ان کے کمرے میں اور ان کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا

داجان کتنی دفع کہا ہے آپ کھالیا کریں کھانا مجھے تو وادی کے کاموں میں دیر سویر ہو ہی جاتی ہے آپ کے لیے زیادہ دیر تک بھوکا رہنا نقصان دہ ہے۔ وہ بڑی محبت اور اپنائیت سے انہیں کہہ رہا تھا اور اس کے چہرے پر ابھی واقع ہی وہ محبت اور شفقت نظر آرہی تھی جو صرف چند لوگوں کے لیے ہی نظر آتی تھی ورنہ وہ ایک سخت مزاج، غصیلہ، رعب دار، اور سنجیدہ رہنے والا بندہ تھا جو اپنے لیے دیئے میں ہی رہتا تھا لیکن اس میں بھی وہ سب کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا اپنے گھر سے لے کر اپنی وادی کے لوگوں کے مسائل تک ہر چیز اس کے علم میں ہوتی تھی

کیا کبھی پہلے تمہارے آنے سے پہلے کھایا ہے؟؟

یہ ہی کہہ رہا ہوں کہ اب کھالیا کریں میں اب وہ پانچ سال کا بچہ نہیں رہا۔۔۔۔۔

میرے لیے ابھی بھی بچے ہی رہو گے۔۔۔۔۔

انہوں نے اس کی طرف نظر بھر کے دیکھا تھا

چھ فٹ سے نکلتا قد، سرخ و سپید رنگت کا حامل وہ پٹھان کندھوں پر اپنے مخصوص انداز میں شمال اوڑھے
سنجیدہ تاثرات کے ساتھ بہت خوبصورت لگا تھا اپنا خیال کرتے ہوئے اور انہوں نے دل میں بے ساختہ
ماشاء اللہ کہا تھا

اس کے پانچ راؤنڈر مکمل ہو گئے تھے اس پارک کے اور اب وہ کھڑی ہو کر گہرے گہرے سانس لے رہی
تھی باڈی فل وارم اپ ہو چکی تھی اور نومبر کی ٹھہرتی صبح میں بھی اس کے ماتھے پر پسینہ تھا جسے وہ ٹشو
سے جھک کے صاف کر رہی تھی

BEING THE STRING OF YOUR

نارملی تو وہ تین ہی پورے پارک کے چکر لگاتی تھی روٹین کے بٹ آج اسے غصہ تھا اس لیے جان بوجھ کے
پانچ چکر لگائے تھے اور اب وہ حویل کے مکینوں کے بارے میں سوچ رہی تھی جن کے لیے وہ ایک
صرف میوزیم کا کوئی نمونہ ہوتی تھی جس کے منہ پر تو اس کی بہادری کی تعریف کرتے تھے جبکہ پیٹھ پیچھے وہ
اس کے خلاف تھے اسے دو غلے پن سے سخت نفرت تھی

اس لیے اس طرف سے دھیان ہٹا کر گھر کی جانب چل دی تھی اس وقت وہ ٹریک سوٹ میں ملبوس تھی
اور شولڈر کٹ بالوں کی ٹیل کی ہوئی تھی جس سے بال نکل کر گردن کو بوسے دے رہے تھے

مما کیا ممکن نہیں ہے کہ میں وہاں ناجاؤں۔۔

اس نے دوبار ان کو منانے کی کوشش کی تھی

ماہ تمہارے بابا ایک دفع بات کر چکے ہیں مجھے نہیں لگتا کہ اب آرگیکو کرنا بنتا ہے۔۔۔۔ اس کے سامنے
فریش جوس کا گلاس رکھتے کہا تھا

بٹ ممما۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ اپنی بات مکمل کرتی اس کے بابا کی آواز آئی تھی

ماہ بیٹا ہو گئی تیاری آپ کی؟؟؟ کچن کے دروازے میں کھڑے انہوں نے پوچھا تھا وہ اس وقت گھر کے
کپڑوں میں کھڑے تھے مطلب ان کا کوئی ارادہ نہیں تھا آج آفس جانے کا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے نامیں سر ہلایا تھا ان کی جانب مڑ کے آپ آفس نہیں جائیں گے؟؟؟ ان کے کوئی اور سوال کرنے
سے قبل ہی وہ گلاس رکھ کر ان کے پاس آئی تھی

نہیں ہم رات میں ہی نکل رہیں حویلی کے لیے اس لیے کچھ کام تھے پیٹانے والے۔۔

اس کے گرد بازوؤں کو پھیلاتے وہ اسے ساتھ لیے لان میں نکل آئے تھے

بعض اوقات لگتا ہے کہ ہمارے والدین ہمیں سمجھ نہیں رہے ہیں انہیں ہم سے زیادہ اپنی زبان کا پاس ہوتا
ہے اور وہ ہم سے محبت نہیں کرتے ہیں اور ہماری ذات ان کے سامنے کچھ نہیں ہے

اپنے باپ کے وہ کندھے تک آرہی تھی اس کی عمر بیس سے اوپر تھی لیکن لگتی ابھی بھی وہ اٹھارہ کی تھی ہم غلط سوچتے ہیں جتنا ہمارے والدین ہمارے بارے میں سنسُر ہوتے ہیں اتنا کوئی بھی نہیں ہوتا ہے یہ ہمیں صرف تب نہیں سمجھ آتی جب سمجھنی چاہیے لیکن بعد میں فوراً سمجھ آ جاتی ہے جب وقت گزر جاتا ہے

اس کا سر شرمندگی سے جھک گیا تھا

ایم سوری بابا۔۔۔۔۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا اس نے وضاحت دینا چاہی تھی اپنے خاموشی کی بیٹا میں نے آپ کو تو کچھ بھی نہیں کہا تو سوری کس بات کا میں صرف ایک بات سمجھا رہا تھا اب آپ جاؤ اور چینج کر کے پیکنگ کر لو اور اگر کچھ خریدنا ہے تو تیار ہو جانا دوپہر میں ساتھ چلیں گے

او کے بابا ماہ روش ابراہیم خان آپ سے بہت محبت کرتی ہے اس نے جانے سے پہلے ان کے گلے لگتے کہا تھا اور شرمندگی کا تاثر زائل کرنے کی کوشش کی تھی

ماہ بیٹا۔۔۔۔۔ آپ کے بابا ابراہیم خان بھی آپ سے بہت پیار کرتے ہیں

اس کے سر پر بوسہ دیتے کہا تھا

خان حویلی کی شان و شوکت اس وقت دیکھنے کے لائق تھی دن کے اوقات میں وہ ایک خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی لیکن رات اس کی خوبصورتی مزید بڑھتی مصنوعی روشنی میں

گیٹ سے داخل ہوتے ہی ایک لمبی روش تھی جو ایک طویل راہداری کے اختتام پر حویلی کے اندرونی حصے کے پاس ختم ہوتی تھی جس کی دونوں جانب پتھروں کی کیاریاں بنی ہوئی تھیں جن میں مختلف اقسام کے پھول لگے ہوئے تھے اور دونوں اطراف خوبصورت سالان تھا جن کے مرکز میں فوارے بنے ہوئے تھے ان فواروں کے گرد بھی مختلف رنگ کے پتھروں کو گولائی کے انداز میں سجایا گیا تھا جن پر رات کے وقت مصنوعی روشنی پڑتی تو وہ ایک جادوئی منظر پیش کرتے تھے جبکہ حویلی کی پچھلی جانب ایک چھوٹا سا باغ بنا ہوا تھا جس میں تقریباً ہر موسم کے پھل لگے ہوئے تھے اور اس باغ کی اینٹرنس ایک انتہائی خوبصورت تھی ایک دروازہ بنا ہوا تھا جو درمیان سے خالی تھا اور اس کے اوپر بیل لٹک رہی تھی جن کے اوپر پھول لٹک رہے تھے اس بیل نے اس پورے دروازے کو ڈھانپ رکھا تھا اور جب اس باغ کے اندر داخل ہو تو اس کی گھاس کی ایک منظم طریقے سے کانٹ چھانٹ کی ہوئی تھی جبکہ چند ایک جگہوں پر لکڑی کی کرسیاں بنی ہوئی تھیں اور ساتھ میں ٹیبل بھی بنی ہوئی تھی اور اس کے آگے پرندوں کے پنجرے بھی تھے جن میں پرندے مجود تھے

یہ اس حویلی کا سب سے خوبصورت حصہ تھا اس نے پوری حویلی میں سے اس جگہ کو مار جن دیا تھا وہ اس سب میں اتنی محو تھی کہ اسے اپنے پیچھے آتے جبرائیل خان کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا وہ اس کے کنکھارنے پر متوجہ ہوئی تھی

اوہائے آپ کب آئے اس نے اس کی موجودگی محسوس کرتے ہی کہا تھا اور اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا
سلام کے لیے

جبکہ وہ کھڑا سنجیدہ تاثرات سے اس کا جائزہ لے رہا تھا جو بلو جینز کے اوپر بے بی پنک کلر کی شرٹ میں
ملبوس تھی جس کے اوپر اس نے گھٹنوں تک آتا لانگ کوٹ پہن رکھا تھا بال اونچی ٹیل میں مقید تھے اور
پاؤں سنیکرز میں مقید تھے اس کے حلیے سے ایک ناگوار شکن ابھری تھی

اپنے ارد گرد کا ہوش ہو تو پتا چل جاتا ہے کہ کون پہلے سے موجود ہے اور کون بعد میں آیا ہے اور ہماری
خواتین مردوں سے ہاتھ نہیں ملاتی ہیں

اس نے اس کے ہاتھ کو نظر انداز کرتے کہا تھا

شرمندہ ہوتے اس نے اپنے ہاتھ کو پیچھے کیا تھا اس کے ماتھے پر ایک لکیر ابھری تھی ناگواری سے
میں کال پے بزی تھی تو بے خبری میں نہیں دیکھ پائی کسی کو اب کی دفع میز پر موجود اس کے لیپ ٹاپ
اور کافی کے کپ کو دیکھ کر کہا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس نے کسی کہہ کر جیسا پچھلا بدلہ چکایا تھا

یہ اس کی باخاطبہ جبرائیل خان سے پہلی ملاقات تھی کیونکہ جب بھی وہ پہلے یہاں آئی تھی ایک یادودن
کے لیے ہی آئی تھی اور اس سے بات چیت کا کم ہی موقع ملتا تھا وہ ہمیشہ قبیلے کے کاموں میں ہی مصروف
ہوتا تھا اور اگر کبھی کبھار اگر سامنا ہوتا بھی تو اس کی آنکھوں میں عجیب ہی سرد مہری سی ہوتی تھی اسے
دیکھ کے

بے خبری بھی انسان کو بعض اوقات لے ڈوبتی ہے لہذا اپنے ارد گرد کا خاص خیال رکھا کریں -----
خاص پر خاص زور دیا تھا

اس کو سنجیدہ تاثرات سے کہتا وہ اپنے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوا تھا اور اسے نظر انداز کیا تھا ایک دفع
پھر

میں بے خبری میں مرنے والی نہیں ہوں بلکہ ہر سچویشن کو اپنے حق میں کرنے پر یقین رکھتی ہوں

اسے غالباً اوور کانفیڈینس کہتے ہیں۔۔۔ لیپ ٹاپ کی سکرین کو بند کرتے کہا تھا اور اپنے کندھوں پر چادر کو
اچھے سے اوڑھا تھا شام کے وقت اب خنکی بڑھ رہی تھی اور ہلکا ہلکا اندھیرا بھی چھا رہا تھا

مجھے لگتا ہے کہ آپ نے لوگوں کو ساری عمر غلط جج کرنے میں گزار دی ہے اور اسے اوور کانفیڈینس کہتے
ہیں یا کچھ اور میں مزید اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی اور شاید مہمانوں سے بحث کی عادت ہے آپ کو
جبکہ اس ٹائم میرا سٹیمینا نہیں ہے کچھ بھی سننے کا سو آپ جاری رکھیں۔۔۔۔۔ نخوت سے کہتے وہ واپسی
کے لیے پلٹی تھی اس کی جانب سے جواب کا انتظار کیے بغیر
اور سردار جبرائیل خان کی پہلی دفع کسی نے بولتی بند کی تھی

لیکن چند دن کی مہمان نوازی کا خیال کر کے وہ اپنے غصے کو دبا گیا تھا جو اس کے جواب پر ابلا تھا

ان کے خاندان کی عورتیں یوں مردوں سے بحث نہیں کرتیں ہیں جبکہ چچا جان نے پتا نہیں اس کی تربیت
کیسی کی ہے

اس کے اٹھتے ہی لاونج میں جبرائیل خان داخل ہوا تھا

سلام چچا جان معذرت خواہ ہوں کہیں بڑی تھا تو آپ سے جلدی ملاقات نہیں ہو سکی ۔۔ اس نے آتے ہی ابراہیم خان سے بغلیں ہوتے کہا تھا اور روایتی انداز میں ہاتھ چوم کر آنکھوں سے لگائے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

برخوردار کوئی بات نہیں سمجھ سکتا ہوں آپ کی پریشانی۔۔۔ اس کا کندھا تھپتھپاتے اپنے ساتھ ہی بٹھایا

تھا

آپ کو کوئی دقت تو نہیں ہوئی یہاں آنے میں آپ مجھے کہہ دیتے میں حاضر ہو جاتا۔۔۔۔۔ مخصوص
پشتولہجے میں وہ اردو میں ان سے مخاطب تھا

ارے بیٹا اپنے گھر بھی بھلا کبھی آنے میں دقت ہو سکتی ہے

وہ گھر جو شام کی نیلگوں روشنی میں خوبصورت لگ رہا تھا صبح کے وقت بغیر کسی مصنوعی روشنی کے اپنی مثال آپ تھا چونکہ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا اس لیے زیادہ تر گھروں کی تعمیر میں لکڑی کا استعمال ہوا تھا اور خان حویلی میں لکڑی کے ساتھ ساتھ پتھر کا بھی زیادہ مقدار میں استعمال ہوا تھا

اس وقت وہ ایک ناقابل شکست عمارت کا منظر پیش کر رہی تھی جس کے باہر جلی حروف میں لکھا تھا ،، خان حویلی،۔ اس وادی میں پائے جانے والے تمام گھروں میں سے سب سے اچھی اور منفرد لگ رہی تھی وہ اس وقت اسے مارنگ واک کی چونکہ عادت تھی اس لیے ادھر بھی جلد ہی اٹھ گئی تھی اور حویلی کے باہر جاگنگ کے لیے موجود تھی

یہاں اس حلیے کیا کر رہی ہو اس وقت۔۔۔۔۔

وہ تقریباً ایک میل دور کھڑی تھی اور اپنی سوچ میں اس قدر محو تھی کہ مقابل کی سخت آواز پر اچھلی تھی یہ کیا طریقہ ہے آواز دینے کا۔ اس نے بھی لہجے کو سخت بنا کر پوچھا تھا

میرے سوال کا جواب دو اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو۔ اس کے سوال کو نظر انداز کیے اپنے سوال کو دہرایا تھا جبکہ اس کے انداز پر ماہ روش نے اچنبھے سے دیکھا تھا

پہلی بات میں آپ کو جواب دینے کی پابند نہیں ہوں اور دوسری آپ ہوتے کون ہیں یہ پوچھنے والے
اور مجھ ہر رعب جمانے والے

اس نے ٹراؤزر کی جیب سے ہاتھ نکال کر سینے پر باندھے اسے دیکھا تھا

پہلی بات تو میں اس وادی کا سردار ہوں اور سردار کی حیثیت سے میرے سوال کا جواب دینا تم پر دینا لازم
ہے اور دوسرا تم سے بڑا ہوں اور تمہارا تایا زاد بھائی ہوں اور اس حیثیت سے یہ جاننا مجھ پر فرض ہے
کہ میرے گھر کی عورت اس وقت باہر کیا کر رہی ہے ----- اب کے ذرا تحمل اسی کے
لہجے میں جواب دیا تھا ورنہ دل تو کر رہا تھا کہ -----

اب بتانا پسند کرو گی کہ صبح کے اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو ----- ماتھے پر بل ڈالے اس نے سیدھے
نداز میں تیکھا سوال دوبارہ کیا تھا

میرا خیال ہے کہ صبح کے ساڑھے چھ بجے اس سوٹ میں یہاں مارنگ واک ہی کی جاسکتی ہے اگر مجھے پتا
ہوتا کہ اس وقت یہاں پنک بھی منائی جاتی ہے تو وہ ہی منا لیتی کم از کم آپ کی تسلی ہو جاتی کہ یہاں پنک
منار ہی ہوں ----- انتہائی روڈ اندامیں کہا تھا

اچھا اگر ہو گیا ہو تو گھر چلو ہمارے گھر کی خواتین یوں اس حلیے میں گھر سے باہر نہیں نکلتی ہیں
----- مقابل کی طرف سے کمال ضبط کا مظاہرہ کیا گیا تھا

محمد جبرائیل خان نے اس کے حلیے (جو اس وقت ٹریک سوٹ میں ملبوس تھی جس جے اوپر بلیک ہوڈی
پہن رکھی تھی اور بالوں کی ٹیل بنی ہوئی تھی) کی جانب اشارہ کرتے کہا تھا اور خود گھر کی جانب رخ کیا تھا
وہ خود بھی اس وقت ٹریک سوٹ میں ملبوس تھا

جبکہ اس کال اٹھانے سے قبل ہی وہ آگے کی طرف نکلا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنے غصے میں وہ کچھ ایسا بول دے جس سے شرمندگی ہو بعد میں

سب کو وہاں ناشتے پر خود کا ویٹ کرتے دیکھ کر شر مندہ ہوئی تھی اور اپنے چہرے کو نارمل کیا تھا وہ دراصل میں واک کرنے گئی تھی اس نے جبرائیل خان کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر کہا تھا وہ ناشتے کی ٹیبل پر نہیں بیٹھا تھا

آپ لوگ شروع کر لیں میں بس تھوڑی دیر میں آتی ہوں بی جان۔۔۔۔۔۔ مدہم لہجے میں اس نے کہا تھا

کرسی پر براجمان تھے ان کی بائیں جانب کی کرسی خالی تھی تب ہی ماہر روش جینز کے اوپر کھلا سا کرتا پہنے گلے میں مفکر لپیٹے داخل ہوئی تھی خفا خفا سے تاثرات کے ساتھ

سلام کے بعد وہ فرشتے کی کرسی پر بیٹھنے لگی تھی جب داجی نے اسے جبرائیل خان کی سامنے والی کرسی پر بیٹھنے کے لیے کہا تھا اور وہ خاموشی ایک خونخوار نظر سے دیکھ کر بیٹھ گئی تھی

ایم سوری داجان آپ لوگوں کو انتظار کرنا پڑا۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں آپ ناشتہ شروع کرو والدین تو ہمیشہ انتظار ہی کرتے ہیں بچوں کا۔۔۔۔۔ داجان نے ملائمت سے کہا تھا

جبکہ جبرائیل خان نے حیرانی سے ان کی طرف دیکھا تھا جو کھانے کے اوقات میں دیر برداشت نہیں کرتے تھے خصوصاً بچوں کے معاملے میں۔

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

داجان (افروز خان) کی شادی اپنے ہی خاندان میں اپنی چچا زاد صفیہ خان کے ساتھ ہوئی جن سے ان کی چار اولادیں ہوئیں تین بیٹے اور ایک بیٹی

سب سے بڑے بیٹے زاویر خان جن کی شادی اپنی خالہ زاد ارمینہ سے ہوئی تھی جن سے ان کے کے تین بچے تھے بڑی زرمینہ گل، اس سے چھوٹا محمد جبرائیل خان اور اس سے چھوٹا ولی محمد خان دوسرے نمبر کے بیٹے زوار خان ان کی بھی شادی خاندان میں ہی ہوئی تھی ارمینہ کی چھوٹی بہن زرمینہ سے ہوئی تھی ان چار بچے تھے دو بڑی جڑواں رومیہ اور فرشتہ اور ان سے چھوٹا اسفندیار خان جبکہ اسفندیار سے چھوٹا رضی خان تھا

جبکہ تیسرے نمبر پر ابراہیم خان تھے ماہ روش کے والد جن کے دو ہی بچے محمد امیر حمزہ اور ماہ روش ابراہیم خان ان کی شادی خاندان سے باہر ہوئی تھی ان کی پسند سے اور انہوں نے اپنا زیادہ تر وقت امریکہ میں ہی گزارا تھا ان کے بچوں کی ابتدائی تعلیم بھی وہی کی تھی اور ان کے بچوں کا رہن سہن بھی وہاں سے میل کھاتا تھا جبکہ ان کی شریک حیات زارا آفندی تھیں جو انتہائی نرم خو محبت سے گندھی ہوئی سلیقہ شعار عورت تھیں جسے دیکھتے ہی ابراہیم خان نے پسند کر لیا تھا لیکن یہ پسندیدگی صرف ایک طرفہ تھی کیونکہ ابراہیم خان زارا کے والد کے سٹوڈنٹ تھے اور زارا اور ابراہیم خان ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے بعد میں ابراہیم خان نے اپنی پسند کا ذکر جب گھر میں داجان کے سامنے کیا تو سب نے مخالفت کی تھی اس شادی کی لیکن انہوں نے بھی ہار نہیں مانی تھی اس لیے گھر کے لاڈلے ہونے کا رعب جما کر واپس اسلام آباد آگئے تھے ناراض ہو کر جبکہ دوسری طرف داجان اور بی بی جان کو یقین تھا کہ ان کی لاڈلی اولاد ان کا مان رکھے گی اور خاندان سے باہر شادی نہیں کرے گی لیکن ہائے یہ ہمارے مان

ابراہیم خان بھی اپنی ضد کے پکے تھے انہوں نے جا کر ڈائریکٹ اپنے استادِ محترم سے ان کی بیٹی کا ہاتھ مانگا تھا اور ساری صورتِ حال بھی واضح کر دی تھی اور یہ بھی یقین دلایا تھا کہ وہ شادی ان کی بیٹی سے ہی کرے گا اور زارا کے والد آفندی صاحب ابراہیم کو پہلے ہی بہت پسند کرتے تھے اس کے سچ بتانے پر انہیں خوشی ہوئی تھی اس لیے انہوں نے داجان سے ملاقات کر کے انہیں بلا خر قائل کر ہی لیا تھا لیکن داجان نے ایک شرط رکھی تھی ابراہیم کے سامنے جسے صرف وہ دونوں ہی جانتے تھے کوئی تیسرا نہیں

داجان بھی فطرتاً سخت گیر مزاج کے حامل تھے اور اپنے اصولوں کے خلاف کچھ بھی نہیں مانتے تھے اور کوئی ان کے اصولوں کی خلاف ورزی کرے وہ اسے معاف نہیں کرتے تھے لیکن شاید ابراہیم خان اور اس کی اولاد کے معاملے میں ان کا دل نرم پڑ جاتا تھا

اور ابراہیم کی شادی کے کچھ عرصے بعد وہ اپنی بیوی کے ساتھ امریکہ شفٹ ہو گئے تھے اپنی جاب کے سلسلے میں تب ان کے بڑے بھائی کے دو بچے تھے زرینے گل اور جبرائیل خان جبرائیل کا نام انہوں نے رکھا تھا اور پھر وقتاً فوقتاً وہ پاکستان کا چکر لگاتے رہے تھے کئی مواقع پر اس کے بعد ماہِ روش کے اے لیولز کے بعد وہ مستقل طور پر پاکستان میں اسلام آباد شفٹ ہو گئے تھے اور داجان نے بھی انہیں فورس نہیں کیا تھا اپنے آبائی گھر شفٹ ہونے کے لیے شاید وہ صحیح موقع کی تلاش میں تھے اور وہ جلد آ ہی گیا تھا

بڑے دن بعد آج سورج نے چہرہ دکھایا تھا

ارے ادھر آؤ میرا بچہ تم بھی پسند کرو۔۔۔۔۔ اسے دیکھ کر بی جان نے بلایا تھا
کون سا لوگی تم ان میں سے بلکہ تم میری پسند کا لویہ زرا اوڑھو چادر تم بھی۔

بلیک اور میرون کلر کی مثال تھی جس کے کناروں پر بارڈر بنا ہوا تھا شیشوں کا اور ہلکی پھلکی کڑھائی بھی ہوئی تھی جبکہ اندر بھی کہیں کہیں شیشے اور کڑھائی موجود تھی

یہ میں ایسی چیزیں نہیں لیتی ہوں بی جان۔۔۔۔۔ اس نے پسندیدہ لگنے کے باوجود ہچکچاتے منع کیا تھا

ارے لالہ آپ بھی دیکھیں نا اور اپنی رائے دیں شالز کے بارے میں۔ اسے نزدیک ہی کھڑا دیکھ کر رومیہ نے کہا تھا

جبکہ اس کی آواز پر سب نے اس کی طرف دیکھا تھا جو آج شال کے بغیر تھا اور بازوؤں کے کف ہمیشہ کی طرح مڑے ہوئے تھے کہنیوں تک۔۔۔۔۔

یہ میرا کام نہیں ہے بچے آپ لوگ کر لو پسند اگر نا آئے تو مجھے بتا دینا میں اور منگوادوں گا جبکہ اس کو دیکھ کر باقی لڑکیوں کی طرح نہ ہی وہ ڈری تھی اور نا ہی شرمائی تھی اس کے سامنے چادر لینے پر بلکہ اس نے چادر آہستہ سے اتار کر ساتھ رکھ دی تھی۔۔۔

اس کے چیلنجنگ انداز پر اس کا پاراہائی ہوا تھا اسے ہمیشہ اس لڑکی کی آنکھوں میں چیلنج محسوس ہوتا تھا میں چلتا ہوں فارم ہاؤس پر کام ہے اور بی جان میں نے باقی لوگوں کو بول دیا ہے کام کا شام تک ہو جائے گا آپ لوگ اپنی تیاری کمپلیٹ کر لیں رات تک آج کا ہی دن ہے بس کل سے مہمان آرہے ہیں اور مہمان خانے بھی تیار کروا دیجیے گا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

مہمانوں کو کسی قسم کی پریشانی نا ہونے پائے اور آج کل سیاح زیادہ تعداد میں آرہے ہیں تو اسفندیار کو کہہ دے کہ رات تک تمام گیسٹ ہاؤسز کی چکر لگالے اگر کسی چیز کی کمی ہے تو وہ بھی پوری ہو جائے اور ہمارے مہمانوں کو کسی قسم کی پریشانی نا ہونے پائے اور ولی اور ار ترضیٰ جب یونیورسٹی سے آئیں تو انہیں بھی فارم ہاؤس پر بھیج دیجیے گا

چلتا ہوں خیر ہو۔۔۔۔۔

ارے ماہروش میں ایسے بن بلایا مہمان آتا اچھا لگوں گا۔

بس کریں بھائی۔۔۔۔۔

دیکھو ماہروش وہ تمہارا دھدھیل ہے جبکہ میرا ان کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہے اور میں۔۔۔۔۔۔۔

چپ اب آپ نہیں بولیں گے بلکہ میری ویڈیو کال ایکسیپٹ کریں میں اب ٹیرس پے جا رہی ہوں اب دیکھیں زرا اس خوبصورت جنت نظیر وادی کو اس کے اونچے اونچے بلند و بالا پہاڑوں کو اور اس کے زندگی سے بھرپور سبزے کو اس دلکش وادی نیلم کو دیکھنے کو دل نہیں کرتا ہے آپ کا۔۔۔۔۔ اس کے دل میں لالچ پیدا کرنا چاہتا تھا

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے ویڈیو کال ایکسیپٹ کرتے ہی وہ شروع ہوئی تھی
ہا ہا ہا مجھے ماہروش ابراہیم لالچ دے رہی ہے واہ۔ وہ دل کھول کے ہنسا تھا

ہاں نامزید چند ایک باتوں کے بعد وہ اسے راضی کر ہی چکی تھی

چلیں میں ماما اور بابا کو نہیں بتاؤں گی بلکہ آپ سر پر اندریں گے انہیں

ماہروش کہاں ہو؟؟؟؟

اسی وقت اس کے کمرے سے زرینے نے آواز لگائی تھی

میں ادھر ہوں زرینے گل۔

میں آپ سے بعد میں بات کروں گی بھائی اب ڈن ہے آپ کو پر اگر ام

ڈن۔۔۔

اسی وقت زرینے ٹیرس پر آئی تھی تو ویڈیو کال آف کرتے تھے احمد اس نے کی ایک جھلک دیکھی تھی کیا کر رہی ہو ادھر چلو ہم سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں نیچے ڈھولکی پر۔۔۔۔۔

آپ چلو میں چنچ کر کے آتی ہوں۔۔ اس نے اپنے کپڑوں کی جانب اشارہ کرتے کہا تھا

اوکے پھر ہم سارے نیچے ہال میں ہیں تم آ جانا

اوکے۔

پینٹ شرٹ چنچ کرنے کے بعد اس نے گرے کلر کی پینٹ پر گرے کلر کا ہی کڑھائی والا کرتا پہن لیا تھا جو اس کی وارڈروب میں اس کی ماں صبح بیگ کر کے گئیں تھیں اور اسے تاکید کر کے گئی تھیں کہ جب تک ادھر ہیں وہ ایسی ہی ڈریسنگ کر لے

اس نے ان کی بات مان لی تھی اور اوپر صبح والی شال اوڑھ لی تھی بال اس نے کھلے چھوڑ دیے تھے اور چادر اس نے کندھوں پر اوڑھ رکھی تھی

کمرے سے نکل کر اس کے ساتھ والا دوسرا کمرہ جبرائیل خان کا تھا یہ کمرے دوسری منزل پر پچھلی سائیڈ پر بنے ہوئے تھے

دوسری منزل کے تمام کمرے بچوں کی ملکیت تھے اس کے لیفٹ والے کمرے میں زرینے اور رومیہ کا قیام تھا عموماً زرینے اکیلی ہی اس کمرے کی مالک ہے لیکن رومیہ اکثر جب بھی اپنے ننھیال سے واپس آتی

اسی کے ساتھ رہتی تھی اور پریشے کا الگ کمرہ تھا جبکہ جبرائیل خان کے ساتھ والا ولی محمد خن کا اور اس سے آگے دونوں اسفندیار اور ار ترضیٰ خان کا تھا

لالہ پلینز مجھے پریکٹس بھی کرنی ہے؟؟؟ اس نے رومیہ کی آواز سنی تھی
تو کرو آپ کو کس نے روکا ہے کیا کوئی پریشانی ہے؟؟

لالہ داجان-----

ان کی طرف سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں سنبھال لوں گا-----
لیکن لالہ اگر انہیں پتا چل گیا تو-----

اگر پتا چل بھی گیا تو آپ کا لالہ ہے نایہ سب سنبھال لے گا ڈونٹ وری-----
کہیں تمہارا ارادہ تو نہیں بدل گیا؟؟؟؟

استغفر اللہ لالہ رومیہ گل اپنے ارادوں میں ہمیشہ سے پکی ہے اپنے لالہ کی طرح ایک دفع اگر ڈیسین لے
لیا تو اس پر ہمیشہ قائم رہے گی
ویری گڈ-----

زرمینے گل کو بولنا مجھے کافی دے جائے مجھے کچھ کام کرنا ہے آفس کا
اوکے اینڈ تینکس لالہ-----

اس نے بائی چانس ان دونوں کی باتیں سن لی تھیں لیکن نتیجے پر نہیں پہنچ پائی تھی خیر مجھے کیا وہ بھی نیچے جا کر ان لڑکیوں کے درمیان جا کر بیٹھ گئی تھی جنہوں نے وہاں کے روایتی لباس زیب تن کیے ہوئے تھے کھلے ڈھلے سے فراک پہنے ہوئے تھے ان تمام نے اس زر مینے گل ان کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی جبکہ وہ روایتی انداز میں گانے گارہی تھیں جو کہ پشتو میں تھے جبکہ وہ اس کے سر سے اوپر سے گزر رہے تھے

لیکن وہ لڑکیاں خوب انجوائے کر رہی تھیں اس کے بیٹھنے پر زر مینے نے اس کو اپنے ساتھ بٹھالیا تھا ابھی یہاں ہی انجوائے منٹ ہو رہی تھی لیکن باقاعدہ فنکشن کے لیے باہر لان میں انتظام جاری تھا زر مینے لالہ کے لیے کافی بنادو۔۔۔ اسی وقت رومیہ نے اس کے ساتھ بیٹھتے پیغام دیا تھا لیکن وہ تو مایوں میں بیٹھی ہے۔۔۔ اس نے اچنبھے سے دیکھ کر کہا تھا

لیکن لالہ کو اس کے ہاتھ کی کافی چاہیے ہوتی ہے۔۔۔ رومیہ نے کندھے اچکائے تھے اوکے میں بنا لیتی ہوں زر مینے گل نے اٹھتے کہا تھا
ٹھہر زر مینے گل آپ میں بنادیتی ہوں۔

جبکہ رومیہ کے ساتھ زر مینے گل نے اسے حیرت سے دیکھا تھا
مجھے بھی پنی ہے اس لیے میں بنادیتی ہوں

شہور۔۔۔۔۔

لاؤ۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ لے کر جاتی اس کی ماں نے آواز دی تھی

تم دے آؤ میں مورے کی بات سن لوں۔۔۔۔۔ Safar e Afsar

اسے دوبار اکپ پکڑا یا تھا

آجاء۔۔۔۔۔ دروازاناك كرنے پر اجازت ملي تهي

بلیک ٹراؤزر کے اوپر وائٹ شرٹ پہنے وہ ابھی ابھی شاور لے کے نکلا تھا ماتھے کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا جبکہ تولیہ کندھوں کے درمیان تھا

-----میں یہ کافی دینے آئی تھی خامخواہ وضاحت دی تھی

جبکہ اس کی بات پر ولی محمد خان کے چہرے پر شفیق سی مسکراہٹ ابھری تھی

ہاں آئیں بھائی میں آپ کو روم دکھا دوں

۔ چلیں مائی لارڈ۔۔۔۔۔

لان کو اچھی طرح مصنوعی روشنی میں خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا اور لان کے ایک سرے پر سیٹج بنایا گیا تھا جہاں زرینے گل کو وادی نیلم کے روایتی لباس میں مایوں بٹھایا ہوا تھا آس پاس تمام کزنز کا جگمگا ہوا تھا اور وہاں کی لڑکیاں خوب انجوائے کر رہی تھیں جب کہ وہ وہاں بیٹھی بیزاری محسوس کر رہی تھی

عورتیں الگ گروپ میں بیٹھی ہوئی تھیں اور محو گفتگو تھیں اور باقی لوگ بھی ادھر ادھر پھر رہے تھے اسی وقت اس کا فون بجا تھا اس نے دیکھا تو کرائم پارٹنر کالنگ لکھا ہوا تھا او شکر ہے۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کیا یار خود تو وہاں جا کے بیٹھ گئے ہو اور مجھے ادھر خاندان کے درمیان چھوڑ دیا ہے

اس نے چھوٹتے ہی کہا تھا

دوسری جانب سے زندگی سے بھرپور قہقہہ برآمد ہوا تھا

ایک منٹ صرف اس وجہ سے تو نہیں وہاں پڑھنے کا بہانہ بنایا تھا تم نے۔۔۔۔۔ مشکوک نگاہوں سے حمزہ کو گھورا تھا

یار تم نا اس شور سے باہر نکل کے بات کرو مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے اور یہ کیا پیسٹری بنی ہوئی ہو
 ----- اس نے ماہ روش کے حلیے کی جانب اشارہ کیا تھا جبکہ اس نے فرنٹ کیمرہ میں خود کو دیکھتے وہ
 معقول لگی تھی

اچھی خاصی لگ رہی ہوں خود کو دیکھو ڈاکٹر کم بندر زیادہ لگ رہے ہو
 اس نے وہاں شور سے نکل کر حویلی کے اندر کی جانب جاتے کہا تھا اور سوٹ کے ہم رنگ دوپٹے کو
 دوسرے کندھے پر منتقل کیا تھا

شرم کرو تم سے پورا چار سال بڑا ہوں-----

سیریلی----- مزاق اڑایا تھا اور ناک سے مکھی اڑائی تھی

کیا واقعی بری لگ رہی ہوں؟؟؟؟ اسے مسلسل ہنستے دیکھ کر پوچھا تھا
 نہیں----- بس کیک پیسٹری لگ رہی ہو

تم ہمیشہ بکو اس ہی کرتے ہو
 BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایک منٹ رومیہ بات سننا-----

سیڑھیوں پر بیٹھی وہ اندر کی جانب جاتی رومیہ کو روکا تھا

کیا میں پیاری نہیں لگ رہی ہوں؟؟؟؟

رومیہ نے اسے اچنبھے سے دیکھا تھا

کس بیوقوف نے کہا ہے آپ سے بہت پیاری لگ رہی ہو

تینکس یار اب یقین آگیا ہے اور ایک منٹ مجھے پلینز تم کہا کرو آپ نہیں

اور کچھ ملکہ عالیہ-----

نہیں بس یہ ہی کرد و فلحال-----

جو حکم آپ کا کیا بندی اب جائے-----

ویسے ایک بیوقوف اور بندر ہے جس کی آنکھیں خراب ہیں جس کو نیچرل بیوٹی نہیں نظر آتی اور

شرارتی انداز میں کہتی وہ رکی تھی

اور----- ادھر سے لقمہ ملا تھا-----

اور یہ کہ میڈیکل کی خشک کتابیں پڑھ پڑھ کے اس کی نظر بالکل ہی خراب ہو گئی ہے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

جب کہ وہ ابھی تک اسے متنبسم نگاہوں سے دیکھ رہا تھا

بس کردو مجھ سے جلنا اور یہ بتاؤ بابا کہاں ہیں اور ممان کو فون نہیں لگ رہا----- جبکہ ان کو چھوڑ

کررو میسہ اندر کی جانب بڑھی تھی

شکل دیکھو اپنی میں تم سے جلوں گی-----

ماہ روش-----

ان کی نوک جھونک سٹارٹ ہو گئی تھی جو جلد نہیں ختم ہو سکتی تھی---

کہنے کے ساتھ ہی وہ عجلت میں وہاں سے نکل گیا تھا

چہرے کے تاثرات حد سے زیادہ سنجیدہ تھے

کیا بات ہے داجی۔۔۔۔۔

بڑی بہونے پریشانی سے کمرے میں داخل ہوتے وہاں سب کو اکٹھے دیکھ کر ہو چھا تھا

بڑے تمام ہی وہاں موجود تھے

دیکھو بہو تم ماں ہو تمہارا جاننا حق بتا ہے تمہارا بھائی بارات لانے سے منع کر چکا ہے کیونکہ اس کا بیٹا اسے بتائے بغیر ملک چھوڑ کے چلا گیا ہے

اس کی ماں نے جبرائیل خان کو دیکھا تھا جس کی رگیں پھولی ہوئیں تھیں اور مٹھیاں زور سے بھینچی ہوئیں تھیں بڑی مشکل سے کنٹرول کیا ہوا تھا غصہ

داجان آپ مجھے اجازت دیں میں اس خبیث کو پاتال سے ڈھونڈ لاؤں گا اس کی ہمت کیسے ہوئی ہمارے خاندان کی عزت سے کھیلنے کی اور آپ ایسے خاموش کیسے رہ سکتے ہیں

جبرائیل خان اپنے غصے کو کنٹرول کروہم اس کا بدلہ لیں گے لیکن ابھی ہوش میں رہ کر مسئلہ حل کرنے کا وقت ہے۔۔۔۔۔

جبکہ باقی لوگوں کی حالت ان سے مختلف نا تھی

دا جان کیا آپ ہمارے بیٹے تقی کو اپنی فرزند ی میں قبول کریں گے؟؟؟

ابراہیم خان کی بیوی نے اچانک کہا تھا

~~~~~

گاڑی نکالو ہم عون خان کے ڈیرے پر جا رہے ہیں۔۔۔۔۔

انتہائی غصے اور طیش کے عالم میں ڈرامینگ روم سے نکلتے ہی اس نے حکم جاری کیا تھا جبکہ مہمان بھی بس نکل رہے تھے جو قرب وجوار سے تھے باقیوں کے لیے انیکسی میں انتظام ہوا تھا

جلدی سے گارڈ پچھلی گاڑی میں بیٹھے تھے اور اس کے ساتھ اس کا مشیر خاص ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا گیٹ وا ہوا تھا اور زن سے گاڑی نکلی تھی اس کے پیچھے باقی دونوں گارڈز کی گاڑیاں بھی تھیں

Safar-e-Adab

کیا کچھ ہوا ہے؟؟؟؟

اس نے رومیہ سے پوچھا تھا جو کچھ اپ سیٹ لگ رہی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE ہم اس نے سر ہلایا تھا

کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عون بھائی گھر چھوڑ کے چلیں گئے ہیں وہ شاید کسی اور کو پسند کرتے ہیں اور انہوں نے بارات لانے سے منع کر دیا ہے

اومائی گاڈ۔۔۔۔۔

اب کیا ہو گا۔۔۔۔۔

لالہ لوگ بہت غصے میں  
اور لالہ پتا نہیں اتنے غصے میں کدھر گئے ہیں

-----

سارا فارم ہاؤس چھان مارو مجھے عون چاہیے۔۔۔۔۔

سائیں عون سائیں کہیں نہیں ہیں۔۔۔۔۔

اس کے سامنے مؤدب کھڑے اس کے ملازم نے کہا تھا

شٹ۔۔۔۔۔ اس نے زور سے مکہ گاڑی کے بونٹ پر مارا تھا

کہاں تک بھاگے گا۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

رحمان۔۔۔۔۔

جی سائیں۔۔۔۔۔

تم نے عون کے گھر نظر رکھو اس کے سارے بلوں کا پتہ لگاؤ جب بھی نظر آئے تم مجھے بتاؤ گے

جو حکم سائیں۔۔۔۔۔



شہباز خان-----

جی خان---

صبح 7 بجے مجھے جرگہ چاہیے سارے سرداروں تک پیغام پہنچا دو اور غفار حیات کے اس مجرم کو کہیں بھاگنے نہیں دینا مجھے کل کے جرگے میں سب کی موجودگی چاہیے۔۔۔ حتیٰ انداز میں کہا تھا

جو حکم خان سائیں-----

اور غفار حیات تم اپنے گھر جاؤ میں کل سب کے سامنے تمہیں انصاف دلاؤں گا اور گارڈز تمہارے گھر کے باہر پہرہ دیں گے

کل اپنی بیٹی کو بھی ساتھ لانا۔۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد جبرائیل خان کے چہرے پر تکلیف کے آثار تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

نکاح کے بعد مبارک باد کا شور ہوا تھا

دلہن کا چہرہ سپاٹ تھا جبکہ دلہا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جس سے وہ مبارکباد وصول کر رہا تھا

نکاح میں دلہا کی طرف سے اس کی خالہ کے گھر والے اور دو دوست شامل تھے

جبکہ لڑکی کی ساری فیملی شامل تھی

ماہوش زرینے گل کو کمرے میں لے جاؤ۔۔۔۔۔ اس کی بھینچی ہوئیں مٹھیاں دیکھ کر اس کی ماں نے کہا تھا



جبرائیل خان کے فارم ہاؤس پر اس وقت جرگے کا فیصلہ ہو رہا تھا دونوں جانب سے گواہوں اور ثبوتوں کو دیکھا جا رہا تھا

اب آپ بتاؤ بیٹا کہ یہ جھوٹا ہے یا سچا؟؟؟؟؟

خان سائیں کوئی بھی عورت مردوں کے سامنے آواز تب اٹھاتی ہے جب وہ اپنی بے گناہی ثابت کرنا چاہتی ہو

خان سائیں میں اس وقت انصاف کی طالب ہوں آپ سے----- یہ کہہ کر غفار حیات کی بیٹی نے اپنا سر جھکا لیا تھا جو چادر میں لپیٹی ہوئی تھی

تم بتاؤ کیا تم اپنا گناہ قبول کرتے ہو اکبر علی؟؟؟؟

جی سائیں میں قبول کرتا ہوں کیونکہ یہ اسی لائق ہے یہ میری منگ ہے اور یہ شہر جا کر پڑھنے کے بہانے غیر مردوں سے دوستیاں کرتی ہے اس کو اپنے پڑھنے کا بڑا غرور تھا اس لیے اس کا یہ غرور توڑ دیا ہے میں نے۔ بات کے آخر میں اس نے شیطانی مسکراہٹ دی تھی

جھوٹ بول رہا ہے سائیں بکو اس کر رہا ہے میری دھی بہت نیک ہے پارسا ہے یہ سب بکو اس کر رہا ہے

تم چپ کرو غفار حیات تمہیں انصاف ملے گا

چونکہ ملزم نے اہنا گناہ قبول کر لیا ہے اس لیے تمام سرداروں کی رائے کے مطابق اور اسلامی نقطہ نظر سے اس کو وادی کے بڑے چوک میں کوٹھے مارے جائیں گے

اور لڑکی کی تمام پڑھائی کی ذمہ داری لڑکے کے گھر والے اٹھائیں گے





اسے سر میں شدید درد محسوس ہو رہا تھا اس لیے وہ کچن میں آگئی تھی اپنے لیے کافی بنانے  
 ابھی وہ بنا کے جانے ہی لگی تھی کہ کچن کے دوسرے دروازے سے جبرائیل خان اندر داخل ہوا تھا اور  
 اسے دیکھ کر نوکرانی کا پوچھا تھا  
 وہ باہر کہیں مورے کے ساتھ بڑی ہے

اگر رو میسہ یا فرشتے فارغ ہیں تو ان کو زرا بھیج دیں پچھلی تلخی بھلائے وہ ملائمت سے بول رہا تھا  
 وہ تو بڑی ہیں اگر کچھ چاہیے تو مجھے بتا دیں اس نے جبرائیل خان کے سرخ ہوتے چہرے کی جانب دیکھا  
 تھا اس نے محض مروت کے مارے پوچھا تھا

ایک کپ چائے اور ساتھ میں بخار کی ٹیبلٹ میرے کمرے میں پہنچا دیجئے گا  
 اسے چائے چڑھاتے دیکھ کر وہ کمرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اسے اپنا یہاں بیٹھنا بے معنی لگا تھا اس لیے اپنے  
 کمرے کی جانب چل دیا تھا صبح کے جرگے کے بودوہ فارم ہاؤس پر چلا گیا تھا اور وہیں اسے بخار ہو گیا تھا سارا  
 دن وہاں اسفندیار اور ولی خان کے ساتھ انتظامات دیکھ رہا تھا اور ابھی بھی اسے زبردستی اسفندیار نے گھر  
 بھجوا دیا تھا



اگلادن بہت اچھا گزرا تھا توقع کے برعکس رخصتی کے بعد ایک ہاٹل میں قیام کیا گیا تھا تقی احمد کی طرف سے مہمانوں کا اور ان کے لیے ہاٹل کی سب سے اوپر والی منزل کے سب سے اچھے کمرے کا انتخاب کیا گیا تھا

ماہ روش اور اس کی والدہ بھی ان کے ساتھ ہی تھیں دوسرے فلور پر اور ماہ روش ہی زرینے گل کو کمرے میں چھوڑ کے گئی تھی اور اب تقی سے دروازے پر ننگ وصول کر رہی تھی دیکھیں تو بی بھائی اتنی اچھی بیوی ملی ہے تو ننگ بھی اتنا اچھا ہی بنتا ہے میں نے تو دیکھی ہی نہیں کتنی پیاری ہے؟؟؟؟

اگر تم دیکھنے دو گی تو ہی دیکھ کر بتا سکوں گا کہ کتنا اچھا ننگ بنتا ہے مسکراہٹ روک کر کہا تھا ہاں بڑے چالاک ہے مجھے ویسے ہی ٹر خار ہے ہیں میں تو نہیں ٹلنے والی یہاں سے جب تک مجھے دیں گے نہیں۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

پچ کلر کی میکسی پہنے اور بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے، کانوں میں بڑے بڑے آویزے پہنے اور لائٹ میک اپ میں ایک ہاتھ میں کلچ تھا مے دوسرے ہاتھ میں موبائل فون پکڑے وہ اس وقت فل لڑنے کے موڈ میں آگئی تھی

یار میں ایسے کیسے دے دوں جب کہ دیکھا ہی نہیں میں نے؟؟؟؟ آ نکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی

میں آپ کو گارنٹی دیتی ہوں کہ اس خاندان کی سب سے خوبصورت اور سب سے پیاری اور نیک لڑکی آپ کو ملی ہے اور یہ قول ماہِ روشِ ابراہیم کی زبان کا دیا ہوا ہے اب یقین کر لیں اور شرم کریں آپ کی دلہن آپ کا انتظار کر رہی ہے چلیں نکالیں اب

یہ لومیری ماں ایسے تو تم نے ہٹنا نہیں ہے یہاں سے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک ریکیٹنگل شیپ کی ایک ڈبی نکال کے دی تھی

اووو تھینک یو سوچ بھائی آپ اس بندر سے بھی اچھے ہیں

یہ لیں دروازہ کھلا ہے آپ جائیں اب میں تو چلی

دروازے سے داخل ہونے کے بعد اس نے دروازہ لاک کیا تھا اور اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر رکھتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھا تھا

اس کی موجودگی محسوس کر کے بخ سردی میں بھی اس کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں تھیں وہ بہت زیادہ نروس ہو رہی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

پلکیں جھکی ہوئیں تھیں اور وہ ہلکا ہلکا لرز رہی تھی

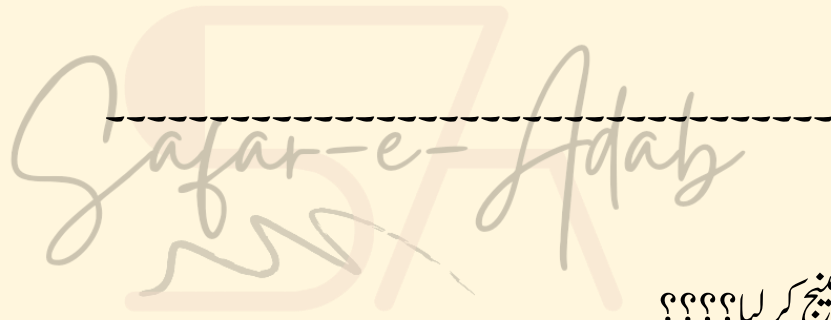
جب اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر سہلاتے ہوئے اس نے اسے ریلیکس ہونے کا کہا تھا

ریلیکس رہیں میں آدم خور نہیں ہوں۔۔۔ ہلکی سی مسکراہٹ سے اس کی نروس نیس کم کرنی چاہی تھی

جو کچھ ہوا اسے بھول جائیں یہ سب کچھ یوں ہی ہونا تھا اگرچہ آسانی سے بھلایا نہیں جاسکتا لیکن کوشش کی جاسکتی ہے اور میں اس کوشش میں آپ کا ہر قدم پر ساتھ دوں گا

میں وعدے وعید نہیں کروں گا لیکن خود کو اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر لمحہ آپ کے ساتھ رہوں گا خوشی میں غمی میں۔ ہار میں خزاں میں غرض زندگی کے ہر موڑ پر آپ مجھے ہمقدم پائیں گیں

ٹھہر ٹھہر آہستہ آہستہ طول طول کر بولتا وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا اس کی نظریں زرینے گل کے ہاتھ پر تھیں جو اس کے ہاتھوں میں قید تھا جبکہ زرینے گل کی نظریں اس کے چہرے پر تھیں بلاشبہ وہ خوبصورت مردوں میں سے تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ وہ مسکرا رہا ہے یا شاید مسکراہٹ ہمہ وقت اس کے چہرے کا حصہ تھی اس کے جو خدشات تھے وہ کہیں دور جاسوئے تھے اب وہ ریلیکس تھی اس کی باتوں کا اثر ہو رہا تھا یا شاید جو بھی تھا لیکن اس کا دل پر سکون ہار ہا تھا لمحہ بہ لمحہ



BEING THE STRING OF YOUR KITE

ماما آپ نے چلیج کر لیا؟؟؟؟

اپنے کمرے میں داخل ہوتے اس نے کہا تھا

بیٹا سر میں شدید درد ہے بس اب لیٹوں گی۔۔۔ انہوں نے کنپٹی دباتے کہا تھا

میں میڈیسن لادوں اور چائے؟؟؟

میں پی چکی ہوں پریشان نہیں ہو آپ۔۔۔

اور بابا؟؟؟

آ رہے ہیں وہ کچھ دیر تک ادھر ہی رکیں گے وہ بھی  
چلیں آپ پھر ریٹ کریں میں چلتی ہوں دوسرے کمرے میں۔۔

دروازا بند کرتے ہی اس کے فون کی بیل بجی تھی

جدھر حمزہ لالہ لکھا آ رہا تھا

ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کال پک کی تھی

کیسے ہو ڈاکٹر بندر۔۔۔۔۔

میں الحمد للہ مزے میں ہوں تم بتاؤ سو تو نہیں گئی تھی

نہیں بس چیخ کرنے لگی تھی تم کیوں پوچھ رہے ہو؟؟؟؟

کہاں ہو اس وقت؟؟؟ حمزہ نے پوچھا تھا

کیوں خیریت۔۔۔۔۔ اپنے کمرے کا کی سے لاک کھولتے کہا تھا اور اندر داخل ہوئی تھی

ابھی اندر اندھیرا تھا جب اس نے قدم رکھا تھا

اچھا مجھے پک کر لو میں باہر کھڑا ہوں۔۔۔ مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کہا تھا

کہاں کھڑے ہو ایک منٹ؟؟؟؟

ہاٹل کے باہر یہ مجھے اندر نہیں آنے دے رہے ہیں

اللہ اللہ حمزہ جھوٹ تو نہیں بول رہے ہو؟؟؟؟ مشکوک نظروں سے موبائل کو گھورا تھا

خود آ کے دیکھ لو۔۔۔۔۔

او کے تم ویٹ کرو میں آر ہی ہو بس ابھی۔۔۔ ایکسائٹمنٹ سے اس نے کہا تھا

اور کال بند نہیں کرنا۔۔۔۔۔

او کے مادام۔۔۔۔۔۔۔

کمرے کے دروازے میں ہی کھڑے اس نے بات سنی تھی اور دروازے کو دوبارہ بند کر کے واپس پلٹی تھی اور جلدی سے سیڑھیوں کا رخ کیا تھا بجائے لفٹ سے جانے کے

پانچ منٹ میں وہ نیچے تھی جب وہ ریسپشن پے کھڑا تھا اسے دیکھ کر بہت خوبصورت مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا تھا وہ بھاگ کے اس کے گلے لگی تھی

آئی ایم سرپرائزڈ حمزہ ابراہیم۔۔۔۔۔۔۔

ہیپی برتھڈے ماہرِ روش ابراہیم۔۔۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے گرد بازوؤں کا ہالہ بناتے کہا تھا اور اس کے سر کو چوما تھا

ماما بابا کو بتایا۔۔۔۔۔

صرف بابا کو۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہی لینے گئے تھے

اس سے الگ ہوتے کہا تھا اور ریسپشن سے بو کے اٹھاتے اسے دیا تھا

جسے اس نے محبت سے پکڑا تھا

تھینک یو سو میچ یار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔



تجھی، پیپی برتھڈے کی واپچی آوازیں ابھریں تھیں جب دونوں نے سامنے دیکھا تھا تمام بنگ جنریشن لہک لہک کر بول رہے تھے سب نے چیخ نہیں تھا کیا جبکہ وہ منہ پر ہاتھ رکھے ابھی تک کھڑی تھی

جب سب لوگ اس کے قریب آئے تھے

آئی کانٹ ایکسپلین مائی فیلنگز ان دس ٹائم ----

لیکن میں بہت بہت خوش ہوں بہت زیادہ-----

تھینکس آلات لیڈیز اینڈ جینٹس-----

جب ولی محمد خان، جبرائیل خان، اسفندیار خان اور ارٹھی خان آگے بڑھ کے حمزہ سے بغلیں ہوئے تھے

اب تو ناراض نہیں نامہ روش ہم سے؟؟؟ ولی محمد خان نے کہا تھا

او اچھا آپ اس لیے نہیں بتا رہے تھے حمزہ کے آنے کا

ہممم-----

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اچھا اب چلو تمہارے کمرے میں چلتے ہیں سب کیوں فرشتے رومیہ نے فرشتے اور باقی کزنز کی جانب

دیکھتے کہا تھا

پورا کمرہ غباروں سے سجا ہوا تھا اور درمیان میں کیک ٹیبل پر سیٹ تھا

یہ سب دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی تھی اور سب کو تھینکس کہا تھا

رات گئے تک سب ہلاکلا کرتی رہی تھیں وہ جبکہ لڑکے کچھ دیر ٹھہر کر چلے گئے تھے

سب نے اسے گفٹس دیے تھے سوائے حمزہ اور جبرائیل خان کے

جبکہ وہ بہت خوش تھی بہت زیادہ اب اسے اپنے بابا کا یہاں آنے کا فیصلہ صحیح لگا تھا

-----؟-----

داجان ابھی اس کی پڑھائی کمپلیٹ نہیں ہوئی ہے تو بہتر ہے ابھی ہم اس موضوع پر بات نہ کریں۔۔۔  
ابراہیم خان ہم نے ہر موقع پر تمہاری بات مانی ہے کبھی منع نہیں کیا تو اس کے پیچھے وجہ صرف یہ ہی تھی  
ہمیں کل ہی ان دونوں کی منگنی اناؤنس کرنی ہے یہ تم بھی اپنے زہن میں بٹھالو اور خود کو تیار کر لو

Safar-e-Adab

-----  
اب کی بار بنا انہیں بات کا موقع دیے وہ باہر کی جانب بڑھے تھے  
داجان اگر میں اس بات سے انکار کر دوں تو؟؟؟ ابھی وہ چوکھٹ پر پہنچے تھے کہ انہیں آواز سنائی دی  
تھی

آپ اس پوزیشن میں نہیں ہیں ابراہیم خان بہتر ہے کہ خود کو تیار کر لیں آپ کے پاس آج سے پچیس  
سال پہلے اختیار تھا جب آپ نے اقرار کیا تھا بغیر پلٹے وہیں کھڑے سکون سے جواب دیا تھا  
آپ کو کیا لگتا ہے داجان تب میں اقرار یا انکار کی پوزیشن میں تھا۔۔۔





اففف لعنت ہے تم پے اسفندیار کہاں کا غصہ کہاں نکال دیا تم نے ----  
ایک ہاتھ کا مکہ بنا کے دوسرے ہاتھ پر مارا تھا

مما حمزہ چلا گیا؟؟؟؟

ان کے روم میں داخل ہوتے اس نے کہا تھا

بیٹا اس کا کل پیپر تھا اس لیے اسے جانا پڑھا۔۔۔

الماری میں کپڑے طے کر کے رکھتے انہوں نے کہا جبکہ وہ دھپ سے بیڈ پے گری تھی

اس وقت وہ جینز کے ساتھ نیوی بلیو کلر کی شرٹ میں ملبوس تھی جبکہ اس کے اوپر جیکٹ پہن رکھی تھی

ماہ روش بیٹا آپ کے بابا آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں اور جب تک یہاں ہیں اپنی ڈریسنگ کو یہاں کے حساب سے کریں آپ کی بی جان کو ایسی ڈریسنگ پسند نہیں ہے لہذا خیال رکھا کریں اور جائیں جا کے چیلنج کر کے کچھ ڈھنگ کا پہنیں اور بعد میں بابا سے مل لیجئے گا کتنی دفع آپ کو کہا ہے آپ بات ہی نہیں مانتی ہیں

ان کی بات پر اس کے ماتھے پر سلوٹیں ابھری تھیں ماما پتا نہیں آپ اتنے سال امریکہ میں رہ کے بھی

خود کو یہاں کے سانچے میں ڈھالے رکھا اور پلیز مجھے یہاں نہیں رہنا اور نا ہی ان کے رسم و رواج پسند ہیں

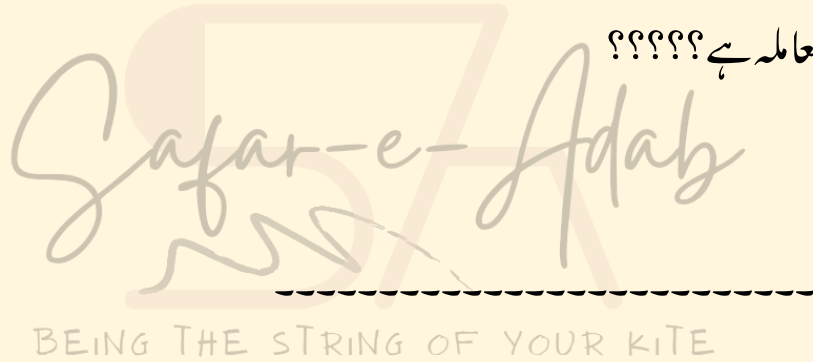
کہ ان کی باتوں کو مانتی پھروں اور میں ایسی ہی ڈریسنگ میں کمر ٹیبل ہوتی ہوں چاہے بی جان یا ان کے

پوتے کو برا ہی کیوں نہ لگے دیٹس اٹ میں ایسی ہی ہوں اور ایسے ہی رہوں گی اور پلیز آتم سوری میں آپ سے بد تمیزی نہیں کرنا چاہتی ہوں ابھی میرا یہاں سے جانا ہی بہتر ہے ہم بعد میں بات کریں گے۔ انہیں کپڑے چھوڑ کے خود کو تعجب سے دیکھتے پایا تو اسے اپنے لہجے کا احساس ہوا تھا

اگر کسی کو میں ایسے اچھی نہیں لگتی ہوں تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے

شہرے ہوئے انداز میں اپنی بات مکمل کیے وہ وہاں سے نکلنے لگی تو بی جان کو دروازے میں کھڑے پایا۔ انہیں دیکھ کر ایک لمحے کو رک کی تھی پھر بنان کی جانب مزید دیکھے وہ وہاں سے نکل دی تھی

بہو مجھے بتاؤ کیا معاملہ ہے؟؟؟؟



پریسہ، ماہ روش، حورین کہاں ہو سب جلدی نیچے آؤ نیا کپل آیا ہے۔۔۔۔۔۔ اوپری منزل کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر اس نے اعلان کیا تھا

اسی وقت ار ترضی خان اپنے کمرے سے نکلا تھا

اس سے زیادہ اچھا طریقہ نہیں تھا بلانے کا سب کو۔ ابھرو اٹھاتے طنزیہ انداز میں اس نے فرشتے کو کہا تھا

اس وقت ناشتہ کریں گے؟؟؟؟

تمہارے بھچے میں کچھ ہے جو میں کھاؤں گا

کوئی بھی یہاں نہیں ہے سب جا چکے ہیں نیچے۔۔۔ ہاں البتہ ماہِ روش پچھلے باغ میں گئیں ہیں انہیں بلالو

اس کی بات پر اس نے سر ہلایا تھا

ماہ روش کا پوچھتے وہ پچھلے باغ میں آئے تھے جہاں وہ لکڑی کے بنے پنچ پر اداس بیٹھی تھی  
ماہ روش بیٹے اکیلے بیٹھے ہو کیا ہوا ہے آپ کو؟؟؟

دونوں اطراف میں لگے پھولوں کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ اس کے پاس جا کر بیٹھے تھے  
ان کے بیٹھنے پر اس نے باپ کے کندھے پر سر رکھا تھا اور انہوں نے اس کے گرد بازو پھیلا یا تھا اور محبت  
سے اپنے ساتھ لگایا تھا

یار بابا یہ بتائیں آپ مجھے یہ جو آپ کی بیگم ہیں میری سوتیلی ماں تو نہیں ہیں۔۔۔ انداز خفگی بھرا تھا  
اس کے ناراض انداز کو دیکھ کر انہوں نے قہقہہ لگایا تھا  
میں سیریس ہوں بابا انہیں مجھ پر ان کو میری ڈرینگ پر اعتراض ہے اور وہ جب بھی یہاں سے ہو کر جاتی  
ہیں مجھے ہمیشہ کہتی ہیں کہ یہ ناپہنہ وہ ناپہنہ دوستوں کے ساتھ ہاٹلنگ ناکرو، سومنگ ناکرو، دوستوں کے  
ساتھ پارٹیز میں ناجاؤ وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔

وہ اس وقت بچی بنی ہوئی تھی اور اگلی پچھلی ساری شکایتیں لگا رہی تھی  
اور کیا کہتی ہیں میری بیگم؟؟؟؟ میری بیگم پر زور دیا تھا  
اور یہ بھی کہ آج آپ ان سے ڈر کے مجھے اٹھانے نہیں آئے تھے نا؟؟؟  
اب کی دفع ناراضی سے باپ کا ہاتھ اٹھایا تھا اور تھوڑا دور ہو کے بیٹھی تھی



انہیں اس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراضگی جتنی اپنی باتیں منواتی، ماں کی شکایتیں لگاتی، حمزہ کو چڑاتی بہت پیاری لگتی تھی ان کے سامنے وہ بالکل بچی بن جاتی تھی جبکہ باقی لوگوں کے سامنے وہ بڑی سمجھدار تھی مدبر اور سمجھ کے جواب دینے والی ایگو والی کسی کو خاطر میں نہ رکھنے والی ضدی لڑکی۔۔۔۔۔

ابھی بھی وہ اس کے انداز پر مسکرا رہے تھے

ناراض نہیں تھا بلکہ جبرائیل کے ساتھ تھا اور گھر بھی نہیں تھا کیا آپ کے بابا آپ سے ناراض ہو سکتے ہیں ان کے اس انداز میں پوچھنے پر اس نے دوبارہ ان کی جانب دیکھا تھا اور مسکرائی تھی اس انداز پر وہ پوری دنیا بھی وار سکتی تھی

چلیں آپ کو معاف کیا کیا یاد کریں گے۔۔۔۔۔

مما بتا رہیں تھیں آپ کو کوئی بات کرنی ہے مجھ سے؟؟؟

اس نے ان کے کندھے سے سر اٹھا کر نظریں اخروٹ کے درخت سے ہٹا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔ اس چھوٹے سے باغیچے میں ہر طرح کے پہاڑی پھول کھلے ہوئے تھے اور تقریباً ہر طرح کے پھل کے بھی درخت موجود تھے۔۔۔۔۔

ان کے چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہوئے تھے

انہوں نے ایک نظر بیٹی کے چہرے پر ڈال کر سامنے دیکھا تھا اور دوبارہ اس کا سر کندھے پر رکھا تھا۔

آپ کیا چاہتے ہیں۔۔۔۔ اس نے بھی تحمل سے پوچھا تھا

اونہوں۔۔۔۔۔ اپنی رائے دیں ابراہیم خان مجھے باتوں میں الجھائیں نہیں مجھے پتا ہے آپ کی بیگم آپ کو رات کی ملاقات کا احوال سنا چکیں ہیں

اسے رات اپنی اور اپنی ماں کی باتیں یاد آئیں تھیں جو اس نے ان سے کہیں تھیں جب وہ بی جان سے بات کرنے کے بعد اس کی رائے لینے آئیں تھیں اس رشتے کے بارے میں تب وہ اچھی خاصی ہائپر ہوئی تھی لیکن۔۔۔۔۔۔

مما کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔۔۔ وہ انتہائی حیرانی اور صدمے کی کیفیت میں تھی

ایسا کیسے ممکن ہے میں ہر گز اس رشتے سے راضی نہیں ہوں اور نا ہی یہ شادی کروں گی۔۔۔ اس نے دو ٹوک، قطعیت سے انکار کیا تھا

اس کے اعصاب جواب دے رہے تھے مطلب یہ لوگ کیسے خود غرض ہو سکتے ہیں ناپسندیدہ شخصیت کو اس کی زندگی میں داخل کر رہے ہیں ہر گز نہیں

اب کے تقریباً چھج کر کہا تھا

دیکھو بیٹا میری بات سنو وہ بہت اچھا ہے وہ ایک۔۔۔۔۔

پلیز ممانہیں سنا کسی کی شان میں قصیدے مجھے آپ کو بھی اس کی خوبیاں نظر آرہی ہیں ان کی امارت نظر آرہی ہیں لیکن مجھے وہ سرے سے ناپسند ہیں میں کسی قیمت پر بھی اس انسان سے شادی نہیں کروں گی آپ لوگوں نے مجھے گائے بھینس سمجھ لیا ہے جو کہیں گے میں مان لوں گی کیسے کر سکتے ہیں آپ یہ سب ممانجھ سے بات کرنا اس کو پسند نہیں ہے میرے کھانے پینے سے لے کر ڈرینگ تک سب کو اعتراض ہے یہاں پر تو پھر آپ کیسے بات مان سکتی ہیں ان کی ----- کیسے ----- ممانکیسے ----- کیا اس لیے مجھے آزادی دی میری مرضی کی پڑھائی کرنے دی ہر لمحہ مجھے آزاد فیل کروایا لیکن اب مجھے پابند کر رہے ہیں کہ میں، میری ذات میری ترجیحات میری زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے

وہ تھک ہار کر صوفی پر بیٹھی تھی شکوہ کنا آنکھوں سے دیکھا تھا

تمہاری کون مانے گا یہاں اب فیصلہ ہو چکا ہے اب بیٹا۔۔۔۔۔ وہ بھی جیسے بے بس تھیں ان سے بیٹی کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی

چاہے پتھر پر لکیر ہو فیصلہ لیکن میں اس فیصلے، یہاں کی فرسودہ روایات اور دقیا نوسی خیالات کو نہیں مانتی اور ناکسی کی زبردستی قبول کروں گی یہ میرا فیصلہ ہے آپ یہ جا کر بتا سکتی ہیں۔ اب کی بار دوبار اسے ہمت مجتمع کی تھی اور مستحکم لہجے میں باور کروایا تھا جو اس کی پہچان تھا

اس نے دو ٹوک بات کی تھی

تھوڑی دیر پہلے جتنی وہ مشتعل لگ رہی تھی اب قدرے سکون سے تھی لیکن پریشانی ابھی بھی تھی ماتھے کے بل ہنوز قائم تھے جو پریشانی کا ثبوت تھے

انہوں نے تاسف سے اپنی اولاد کو دیکھا تھا اور شکستہ قدموں سے باہر نکلی تھیں کسی جگہ پر وہ بھی انہیں ٹھیک لگی تھی اس کی باتیں حقیقت پر مبنی تھیں

وہ انہیں کیسے منائیں اس خیال پر انہیں ایک ہی شخص یاد تھا کیونکہ اس ایک شخص کے علاوہ اسے کوئی راضی نہیں کر سکتا تھا لیکن وہ یہ بات بھول گئی تھیں کہ اس نے ان کی بھی ہمیشہ جائز باتیں مانی تھیں

-----  
BEING THE STRING OF YOUR KITE

صرف اور صرف جائز-----

خیالات کو جھٹکتے ہوئے وہ حال میں پہنچی تھی

جبکہ ابھی وہ ان کی رائے پوچھ رہی تھی

سیاسی بیان دوں یا سچ بولوں۔۔۔۔۔

صرف سچ۔۔۔۔۔ جواب فوراً ابھرا تھا

مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔۔۔۔۔ اس کے کئیں فاعدے اور خوبیاں گنوا سکتا ہوں چونکہ آپ سمجھیں گیں کہ بیوی کی رضامندی کی وجہ سے ہاں میں ہاں مل رہا ہوں تو رہنے دیتے ہیں تو سوا باتوں کی ایک بات میں تو راضی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہممممم مجھے ایمو شنل بلیک کر رہے ہیں

ہر گز نہیں۔۔۔۔۔ میں آپ پر کوئی دباؤ نہیں ڈالوں گا میں نے کہا نا کہ میرے ہوتے ہوئے کوئی بھی آپ کو کچھ نہیں کہے گا بابا کو میں ٹیکل کر لوں گا آپ بس اپنی بات کریں۔۔۔۔۔

تو پھر غور سے سنیں۔۔۔۔۔ میری کچھ شرائط ہیں

ایسا میں کچھ نہیں کہنے والی ہوں

دیکھیں بابا اگر میں ہاں کہہ بھی دوں تو شروع شروع میں یہ سب لوگ پیار سے سمجھائیں گے، پھر دنیا کا حوالہ دیں گے، پھر غصے سے اور پھر طعنے دیں گے آخر میں آکر آپ کی تربیت پے بات لے آئیں گے جو ماہ روش ابراہیم خان کبھی بھی برداشت نہیں کر سکے گی۔۔۔۔۔

اور پھر میں اپنی زبان پے قابو نہیں رکھ پاؤں گی پھر دن گل ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سمپل۔۔۔۔۔ اس نے بات یوں کی تھی جیسے یہ اپنے بارے میں نا کہہ رہی ہو بلکہ کسی تیسرے فریق کی بات ہو رہی ہو

چونکہ کبھی نا کبھی تو آپ نے میری شادی کرنی ہی کرنی ہے تو اگر آپ کی پسند سے کر لوں گی تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لیے آپ داجان کو ہاں بول دیں لیکن میں اپنے لاسٹ سمیسٹر تک کوئی بھی ان کی انٹر فیرنس برداشت نہیں کروں گی کسی بھی معاملے میں خصوصاً آپ کے بھتیجے کی۔۔۔ اور میں اس منگنی کے لیے راضی ہوں

آخر میں اس نے منہ ایسے بنایا تھا جیسے کڑوا بادام نگل لیا ہو

ماہ روش یہ آپ کا حتمی فیصلہ ہے۔۔۔۔۔ وہ جیسے ابھی بھی بے یقین تھے وہ اچھی طرح اپنی اولاد کو جانتے تھے اس کی رگ رگ سے واقف تھے وہ جانتے تھے کہ یہ سب وہ کسی نہ کسی مجبوری میں کر رہی ہے جیسا کہ آپ کی اور میری عمر میں اچھا خاصا فرق ہے اور آپ شادی شدہ ہے جبکہ اس لحاظ سے میرا اور آپ کا کوئی مذاق نہیں بنتا ہے ابراہیم صاحب اب چلیں یہاں سے اس سے پہلے کہ آپ کی بیگم یہاں چھاپہ ماریں اور مجھ سے مزید ناراض ہو جائیں۔۔۔۔۔ انہیں بھی ہاتھ پکڑ کر اٹھایا تھا

جبکہ وہ جانتے تھے کہ ان کی بیٹی نے کل رات بابا کے ساتھ ہونے والی گفتگو سن لی تھی اس لیے وہ اپنے باپ کا سر جھکنے نہیں دے گی

-----

دیر سے آنے پر اس نے تقی بھائی اور زرینے گل سے معذرت کی تھی جبکہ باقی لوگوں کے ساتھ مل کے  
ناشتہ کیا تھا اور ابراہیم خان صاحب مردانے میں چلے گئے تھے

ایم سوری۔۔۔۔۔

ماں کو کچن میں زرینے گل کی ماں اور چچی کے ساتھ دیکھ کر اس نے ان سے چپکے سے کہا تھا  
کہاں تھیں آپ؟؟؟؟ کب سے بھائی اور زرینے گل انتظار کر رہے تھے آپ کا  
بابا کے ساتھ تھی باہر باغ میں۔۔۔۔۔ اس نے چھوٹی تائی کو سبز چائے چڑھاتے دیکھ کر کہا تھا  
جبکہ اس کا باپ کے زکر پر ماں نے غور سے چہرہ دیکھا تھا اور کچھ کھوجنے کی کوشش کی تھی  
چھوٹی تائی ایک کپ میرے لیے بھی۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ماں کو غور سے خود کو دیکھنے پر اس نے ان کا دھیان بٹانا چاہا تھا

اسی وقت جبرائیل خان کی ماں ادھر داخل ہوئیں تھیں اور انہوں نے اسے ماں کے ساتھ ڈائینگ چیئر بیٹھے  
دیکھ کر اپنے پاس بلایا تھا اور اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا

تائی میری چائے بھی ادھر ہی بھیج دیجئے گا

اس نے کچن سے نکلتے کہا تھا

اس کی ماں اور تائی کے علاوہ ملازمائیں بھی ناشتہ بنانے اور دینے میں مصروف تھیں جبکہ جبرائیل خان کی ماں باپ دیکھ رہی تھیں کہ سب کھا چکے کہ نہیں ان کے ہاں ہمیشہ ناشتہ عورتیں خود تیار کرتی تھیں ہمیشہ چاہے جو بھی ایونٹ ہو اور سرو بھی اپنی نگرانی میں کرواتی تھیں

-----

وہ اسے ساتھ لیے بی جان کے کمرے میں آئیں تھیں جدھر اس کے لیے بھاری کامدار جوڑا بیڈ پر پڑا ہوا تھا میروں کلر کا بھاری کام والا جوڑا اور اس کے ساتھ کی میچنگ جیولری جبکہ ساتھ میں ہائی ہیلز بھی پڑیں تھیں

اسے داخل ہوتے دیکھ کر بی جان نے اسے اپنے پاس صوفے پر بلایا تھا  
کیسی ہو بچہ اب طبیعت ٹھیک ہے آپ کی۔۔۔۔۔ (ہیں میری طبیعت کو کیا ہوا تھا) اس نے تعجب سے جی کہا تھا

آپ کی مورے بتا رہی تھیں کہ آپ کے سر میں درد ہے

جی جی اب ٹھیک ہے بلکہ پہلے سے بہت بہتر ہوں۔

کبھی ہمارے پاس بھی بیٹھ جایا کرو۔۔۔۔۔



ایم سوری بی جان مجھے مس بیسیو نہیں تھا کرنا چاہیے۔۔۔۔۔ ان کے پر خلوص رویے پر اسے رات کی باتیں پھر سے یاد آئی تھیں شرمندہ انداز میں معذرت کی تھی

کوئی بات نہیں آپ ہماری بچی ہو اگر ہم سے ناراض نہیں ہوگی تو کس سے ہوگی اور یہ باتیں تو چلتی رہیں گیں آپ اپنا ڈریس دیکھو پیشل آپ کے لیے بنوایا ہے اسلام آباد سے پرسوں آرڈر پر۔۔۔

اسے ولیمے کے لحاظ سے کلر اچھا خاصا ڈارک لگا تھا لیکن رات کی بتمیزی کے بعد ابھی وہ ان کا دوبارہ دل نہیں توڑنا چاہتی تھی

کیسا لگا؟؟؟؟ اسے مسلسل جوڑے کو دیکھتے پا کر انہوں نے استفسار کیا تھا

بہت اچھا ہے بلکہ بہت پیارا ہے۔۔۔۔۔

اسے بی جان کے کمرے میں چھوڑ کے جبرائیل کی مورے واپس چلے گئیں تھیں اور اس وقت بی جان کے ساتھ وہ اکیلی ہی تو م میں تھیں

اچھایہ دیکھو آپ کے لیے ہم نے جیولری بھی بنوائی ہے ڈائمنڈ کی زرا مجھے پہن کے دکھاؤ کیسی لگ رہی ہے

انہوں نے اسے بیڈ سے جیولری باکس اٹھانے کے لیے کہا تھا اس نے خاموشی سے تائید کی تھی جب انہوں نے اس کے گلے میں خوبصورت نیگلکس پہنایا تھا اور کانوں میں ایئر رنگز جبکہ ایک بازو میں اس نے تقی بھائی والا بریسلٹ پہنا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ میں انہوں نے ڈائمنڈ کا بریسلٹ پہنایا تھا

آخر میں اسے ساتھ لیے ڈریسنگ کے سامنے کھڑا کیا تھا اور آخر میں اس کے ماتھے پر بندیا اٹکائی تھی کمرے میں چونکہ ہیٹر چل رہا تھا اس لیے اسے سردی محسوس نہیں ہو رہا ہے

اب اس کا دوپٹہ بھی لوزر اکھنے کے ساتھ ہی اس کے سر پر بھاری کا مدار دوپٹہ اوڑاھایا تھا جس کے بارڈر پر انتہائی نفیس اور خوبصورت ماتی لگے ہوئے تھے

اور شیشے میں اس کا عکس دیکھا تھا

ماشاء اللہ نظر بد سے بچائے۔۔۔۔۔

مورے۔۔۔۔۔ اسی وقت جبرائیل خان اپنی ماں کو پکارتا ہوا اندر ناب گھماتا داخل ہوا تھا

اس کی پکار پر بی جان پلٹی تھیں جبکہ اسے اندر داخل ہوتے دیکھنے کے باوجود وہ ہنوز کھڑی رہی تھی رخ موڑے جبکہ اس کی سائیڈ کو وہ دیکھ سکتا تھا

سوری بی جان مجھے لگا آپ اور مورے یہاں ہیں مجھے ناک کر کے آنا چاہیے تھا کندھوں پر حسبِ معمول چادر ڈالے چاکلیٹ براؤن بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے جبکہ وجیہ چہرے پر سنجیدگی برقرار رکھتے ہوئے اس نے معذرت خواہ انداز میں کہا تھا

اسے دیکھ کر ماہِ روش نے آہستہ سے رخ بدلے تھا اور جیولری اتارنی شروع کی تھی

کوئی کام تھا آپ کو جبرائیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی مجھے مورے سے بلیک کلر کی فائل لینا ہے چچی نے کہا تھا وہ ادھر آپ کے کمرے میں ہیں

آپ کی مورے نہیں ہیں یہاں لیکن فائل ادھر سائیڈ ٹیبل پر رکھی ہے ماہِ روش بچہ زرا پکڑائیے گا وہ بلیک کلر کی فائل۔۔۔۔۔

اس کے کانوں سے ٹاپس نکالتے ہاتھ رکے تھے اس نے شیشے سے بی جان کو دیکھا تھا اور پھر سائیڈ ٹیبل پر پڑی فائل کو اپنے سر پر رکھے دوپٹے کو اس نے کندھے پر منتقل کیا تھا جبکہ دوپٹے کے نیچے اس نے وائٹ ہی پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہن رکھی تھی

چار قدم چل کے اس نے فائل اٹھائی تھی اور واپس آٹھ قدم چلتے اس کے نزدیک آکر اس کی طرف بڑھائی تھی جس سے اس کی کلائی پر موجود بریسٹ پر نظر پڑی تھی جسے دیکھ کر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی

اس کے بڑھانے پر اس کے بائیں ہاتھ سے اپنے دائیں ہاتھ سے فائل پکڑی تھی اور بنا اس کی جانب دیکھے باہر کی جانب بڑھا تھا جبکہ اندر آتے ہوئے اس کی نظر سامنے اسی پر پڑی تھی

جبکہ بی جان فون پر کسی سے محو گفتگو تھیں

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

-----

مس نور لہدی چلی گئیں ہیں کیا؟؟؟؟؟

جی سر----

کب گئیں ہیں کتنی دیر پہلے؟؟؟؟



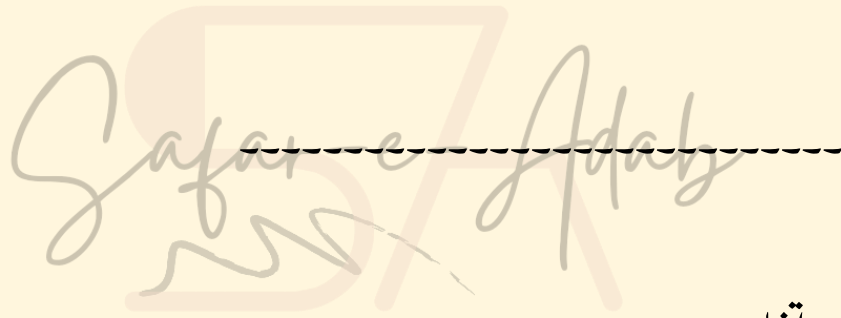
خدا کی قسم اب کی دفع صرف میں بولوں گی اور ایسا بولوں گی کہ آپ کے پاس اپنی صفائی میں ایک لفظ نہیں ہوگا اسفندیار خان صاحب۔۔۔۔۔ اور آپ خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہیں گے

اب کی دفع مجھے رستے میں روکنے اور میرا ہاتھ پکڑنے سے گریز کیجئے گا کیونکہ میں تو پہلے ہی بدنام ہوں آپ کی عزت پر بھی حرف آئے گا

اس کے الفاظ پر اسفندیار خان کا چہرہ پل بھر میں سرخ ہوا تھا

راستہ دیکھئے۔۔۔۔۔

اسے سائیڈ پے ہٹاتے وہ آگے بڑھی تھی جبکہ وہ بت بنا کھڑا رہ گیا تھا۔۔۔۔۔



کہاں تک پہنچا رتضیٰ۔۔۔۔۔ BEING THE STRING OF YOUR LIE

لالہ آلموسٹ کمپلیٹ ہو گیا ہے بس یہ میرا پہلا ایکسپیرینس ہے تو اس پر میں نے اپنی ساری انرجی صرف کی ہے۔۔۔۔۔

اسفندیار خان اسلام آباد میں اپنا بزنس چلا رہا تھا جبکہ ار ترضیٰ اور ولی محمد خان ادھر وادی نیلم میں اپنے پچاس ہوٹلز کی چین سنبھال رہے تھے ابھی چھ ماہ پہلے ہی اس انہوں نے سٹڈی کے ساتھ ساتھ اس کو سنبھالا تھا جبکہ پہلے اسے جبرائیل خان سنبھال رہے تھے اور اب بھی ہفتے میں کبھی کبھار چکر لگاتے تھے



ایک منٹ اسفی کی کال ہے داجان سے میں آکربات کرتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ عجلت بھرے قدم اٹھاتا وہاں سے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا تھا جبکہ فارم ہاؤس کے لان میں وہ دونوں کھڑے ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے جبکہ وہاں پے چند ایک لڑکے مستعدی سے اپنا کام نپٹا رہے تھے رات کے ولیمے کے لیے

-----

-----

فارم ہاؤس کے وسیع لان میں اس وقت مہمانوں کی گہما گہمی تھی، ہر طرف چہل پہل جاری تھی، بیرے مشروب لیے گھوم پھر رہے تھے چونکہ ولیمہ لڑکے کی جانب سے تھا اس لیے اس ولیمے کے تمام اخراجات کی ذمہ داری تلقی احمد نے اٹھائی تھی اور اس نے دل کھول کر خرچ کیا تھا لیکن تمام انتظامات اگرچہ لڑکی والوں نے کیے تھے اور خرچہ سارا تلقی احمد نے اٹھایا تھا

موتیوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں، خوبصورت لائٹنگ کے درمیان فریش پھولوں کا استعمال کیا گیا تھا اور لان کے وسط میں دیوار کے ساتھ سیٹج بنایا گیا تھا جس کے اوپر ایک بڑا سا چاند بنا ہوا تھا جس کے اطراف میں بھی موتیوں کی مالائیں لٹک رہی تھیں یہ اسپیشلی دلہا دلہن کے لئے تھا جس پر وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے ابھی چند منٹ پہلے ان کی دھماکا دار اینٹری ہوئی تھی ہر طرف مسکراہٹیں بکھیرتے چہرے گھوم رہے

تبھی بچتا میوزک رکاتا تھا اور سامنے راہداری سے میروں کلر کے ڈریس میں ماہ روش ابراہیم خان اپنے باپ اور ماں کے درمیان چلتی ہوئی آرہی تھی کسی ریاست کی شہزادی کی طرح اٹھی ہوئی گردن، کھڑی مغرور ناک اور شاہانہ انداز اسے واقعی ہی ریاست کی شہزادی بنارہے تھے ایک طرف بلیک ڈنرسوٹ میں باپ اور دوسری جانب بلیک کلر کی ساڑھی میں ماں اس منظر کو مکمل کر رہے تھے دونوں کے چہروں پر خوبصورت مسکراہٹ دمک رہی تھی جبکہ کے موبائل پر حمزہ ویڈیو کال پر تھا جسے وہ مسلسل انگور کر رہی تھی اور باپ سے پکڑ کر ان کا موبائل ان کی جیب میں ڈال دیا تھا اس کی اس دیدہ دلیری پر سب دنگ رہ گئے تھے کہ نکاح کی دلہن میں واقع ہی دم ہے کسی سے ناڈرنے والی۔۔۔۔۔

ان تین لوگوں کا گروپ چلتا ہوا سامنے داجان، بی جان، زوار خان، اور بڑے بھائی زاویر خان کے پاس جا کے رکاتھا جب ماہ روش نے آگے بڑھ کے ان کا ہاتھ چوم کے آنکھوں کو لگایا تھا فردا فردا اور دعائیں سمیٹی تھیں

پھر اسے لے کر نکاح والی جگہ کی جانب بڑھے تھے ماما دھر کیوں بیٹھ رہے ہیں ہم؟؟؟؟؟





او کے مجھے پانچ منٹ چاہیے ہیں فریش ہونے کے لیے۔۔۔۔۔ اس نے دو ٹوک کہا تھا اور اپنے پیچھے کھڑی فرشتے کو اپنی طرف بلایا تھا اور اندر کمروں کی جانب بڑھی تھی جبکہ اس کی ماں نے معاملہ سنبھالا تھا

پانچ منٹ کی بجائے 10 منٹ بعد جب وہ کزنز کے گھرے میں باہر نکلی تھی تو بھاری کامدار دوپٹہ جو پہلے سر پہ تھا اب ایک کندھے پر موجود تھا جیولری میں صرف نیکلس اور کانوں کے بندے تھے اور ایک کلائی میں صرف تفتی احمد والا بریسلٹ باقی سب کچھ وہ اتار آئی تھی۔۔۔۔۔ اور چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے

کزنز کے نرغے میں چلتی ہوئی وہ نکاح کی جگہ پر آ کے بیٹھی تھی تبھی مولوی صاحب کے نکاح شروع کرنے سے پہلے اس کی تائی نے اس کے اوپر بڑی شال ڈالنی چاہی تو اس نے سہولت سے منع کر دیا تھا جبکہ جالی دار پردے سے جبرائیل خان سمیت سبھی معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے

کچھ لوگ چہ گوئیاں کر رہے تھے تو کچھ غیبتیں ان سب سے قطع نظر وہ سکون سے بیٹھی تھی

جب مولوی صاحب نے داجان کے کہنے پر نکاح شروع کیا تھا

جبرائیل خان ولد زاویر محمد خان آپ کو سکھ رائج الوقت ایک کروڑ کے عوض ماہر ویش خان ولد ابراہیم خان کے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟؟

(مکمل بتمیزیون کے ساتھ) پیچھے سے اسفندیار خان نے اس کے کان میں جملہ کسا تھا جسے اس نے انور کیا تھا



مولوی نے دوبار اپو چھاتھا۔۔۔۔۔

"جی قبول ہے"

کیا قبول ہے؟؟؟؟

" قبول ہے"

قبول ہے؟؟؟؟؟

" قبول ہے"

ہر طرف مبارک باد کا شور اٹھا تھا۔۔۔۔۔  
خوشیاں، قہقہے، مسکراہٹیں جو کچھ دیر کے لیے تھم گئیں تھیں وہ پھر سے شروع ہو گئے تھے  
لیکن ان تمام مسکراہٹوں میں ماہ روش ابراہیم خان کا کوئی حصہ نہیں تھا۔۔۔۔۔  
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسے بے اعتبار جانا گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کی مرضی کو اہمیت نہیں دی گئی تھی۔۔۔۔۔

اس کے احساسات کی پرواہ کیے بغیر منگنی کا کہہ کر نکاح رکھ دیا گیا تھا

کیا یہ ہی اس کی اپورٹیننس تھی ان سب کی نظر میں۔۔۔۔۔











جبکہ اس کے پاس بیٹھی حیات گزرے دنوں کی یاد میں نم آنکھ لیے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

-----

حیات مراد اور نور لہدی مراد دو ہی بہنیں تھیں والد ایک پرائیویٹ فرم میں جاب کرتے تھے اور والدہ گھریلو خاتون تھیں

نور لہدی یونیورسٹی کی سٹوڈنٹ تھیں جب اس کا رشتہ اس کے والد مراد صاحب نے اپنے بھتیجے سے کر دیا جو ایک پرائیویٹ کالج میں پروفیسر تھا پڑھائی کے آخری سال میں ہی شادی طے پائی تھی اور تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں

اسفندیار خان بھی اسی یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا جس میں نور لہدی پڑھ رہی تھی چند ایک دفع اس سے مدد لی تھی پڑھائی کے معاملے میں

تبھی اس کی خصوصی مدد پر اس کی کلاس کے لڑکوں نے پرنک کیا تھا جو کتاب نور لہدی نے اسفندیار سے لی تھی اس میں لویٹر رکھ دیا تھا اسفندیار کی طرف سے جو ہو بہو اسفندیار کی رائٹنگ میں تھا اس کی کلاس کا عمر تھا جسے سب کی رائٹنگ کاپی کرنا آتی تھی وہ اس میں ایکسپرٹ تھا پھر اسفندیار کو بھی ایک لیٹر ملا تھا جو نور لہدی کی جانب سے تھا۔۔۔۔۔



**خواہشوں کے بغیر۔۔۔۔۔**

" کبھی تم سے کہنے کی ہمت نہیں ہوئی کہ تم اچھی لگتی ہو اور تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں بس چند مہینے انتظار کر لو اس کے بعد ہم شادی کر لیں گے جو وقت ہم نے ساتھ گزارا ہے وہ بہت خوبصورت تھا اور ہم مزید وقت ساتھ گزاریں گے میرے واپس آنے کے بعد "

فقط تمھارا ۔۔۔۔ اسفندیار خان

یہ سب چیزیں دیکھ کر یا سراسر اپنی والدہ اور اپنے مہمانوں کے ساتھ وہاں سے نکل گیا تھا جبکہ باقی لوگ تماشا دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

تصویریں ایک انسان سے دوسرے اور تیسرے تک جارہی تھیں ہر کوئی اس کے کردار کو نشانہ بنارہا تھا

ارے ایسی بد کردار لڑکی پیدا ہوتے ہی مر جاتی تو اچھا تھا۔۔۔۔۔۔

باہر یہ گل کھلانے جاتی تھی یا پڑھنے۔۔۔۔۔۔

اپنی چھوٹی بہن کو بھی یہ ہی سکھا رہی ہوگی۔۔

ارے یہ تو روز ہی پر اے مردوں کے ساتھ گاڑی میں آتی ہے۔۔۔۔۔۔

اس کا باپ اور ماں اپنی بیٹی کی صفائیاں دے رہے تھے بہن اپنے آنسوؤں کو روک نہیں پارہی تھی۔۔ یہ

سب جھوٹ ہے۔۔۔۔۔۔

اس کی آواز ان آوازوں میں دب کے رہ گئی تھی

ابا یہ سب جھوٹ ہے میں نے ایسا کچھ نہیں کیا اس لئے چیخ کے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

یونیورسٹی کی بولڈ ڈبیسٹر اپنے ہی حق میں بول نہیں پارہی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

میں قسم کھاتی ہوں یہ سب غلط ہے مم مم مین نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔۔ بھرائی آواز میں اس نے چیخ

کر کہا تھا اس کی آواز پر یک دم سناٹا چھایا تھا چند سیکنڈز کے لیے لیکن پھر سے وہی چہ لگوئیاں شروع ہو گئیں  
تھیں

اس کے باپ کی گردن جھکی ہوئی تھی اور ماں کی آنکھوں سے اشک رواں تھیں جبکہ وہ دونوں بہنیں بے

بسی کی تصویر بنی ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔۔





اپنی کرسی پیچھے دھکیلتے اٹھے تھے اور ڈائنگ ہال کے دروازے کے باہر کھڑے اسے ساتھ لیے مردانے میں گئے تھے جو ان کا مخصوص کمرہ تھا۔۔۔۔۔

آپ ہم سے ناراض ہیں؟؟؟؟؟؟

آپ کو کیا لگتا ہے داجان؟؟؟؟ کیا نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

بچے آپ ہمارا خون ہو آپ کو کیا لگتا ہے ہم نے غلط کیا ہے۔۔۔۔۔

اسے صوفے پر بٹھائے وہ خود بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے کچھ ڈھونڈتے پلٹے تھے

داجان پتا ہے کیا مجھے سب لوگ کہتے ہیں کہ ماہ روش ابراہیم خان بڑی ضدی اور متمیز ہے اور وہ اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹتی ہے تو چلیں میں آپ کو اس کی وجہ بتاتی ہوں۔۔۔۔۔

آپ کے اور ہمارے درمیان صرف منگنی کی بات طے ہوئی تھی ہوئی تھی نا؟؟؟؟؟؟  
بچے منگنی ہو یا نکاح کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

انہوں داجان مجھے صرف ہاں یا ناں میں بتائیں۔۔۔

صرف منگنی کی بات ہوئی تھی نا؟؟؟ ٹھہرے ہوئے مدلل انداز میں استفسار کیا تھا

"ہاں"

جب آپ سے منگنی کے حوالے سے بات ہوئی تھی تو اس کا مطلب یہ ہی تھا کہ میں دل سے راضی ہوں۔

جب میں نے ایک دفع زبان دی تھی تو مطلب صاف تھا کہ ماہ روش ابراہیم خان اپنی زبان سے مکرے گی نہیں۔۔۔۔۔

داجان ابھی میری پوری بات نہیں ہوئی ہے آپ پہلے میری بات سن لیں پھر میں بھی سنوں گی پلیز

Safar-e-Adab

## BEING THE STRING OF YOUR KITE

**آپ خود بتائیں**

اس کی تمام باتیں حقیقت پر مبنی تھیں ان کے پاس واقعی جواب میں کچھ نہیں تھا۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے



نہیں بچے ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس کی بات پے وہ تڑپے تھے

داجان مجھے وقت لگے گا یہ بات بھلانے میں۔۔۔۔ میں اتنی جلدی باتیں نہیں بھلا پاتی ہوں اور میرے بابا کہتے ہیں میری یہ عادت آپ پر ہے۔ ہے نا عجیب بات۔۔

دا جان

کہاں ہیں آپ مجھے کام ہے آپ سے۔۔۔۔۔

اس کمرے میں داخل ہونے کے بعد ایک اور دروازے سے داخل ہوں تو وہاں پر صوفے اور بیڈ موجود تھا جس میں داجان جب وادی کے کاموں سے فری ہوتے تو آرام کرتے تھے ابھی بھی وہ ماہ روش کے ساتھ اسی کمرے میں موجود تھے جب جبرائیل خان مرکزی دروازے سے انہیں آوازیں دیتا دھر داخل ہوا تھا

## BEING THE STRING OF YOUR KITE

ادھر ہوں جبرائیل۔۔۔۔

جب وہ داخل ہوا تو اس نے داجان کے ساتھ اسے بیٹھے تعجب سے دیکھا تھا

آ جاؤ اندر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ ابھی تک وہ دروازے میں ہی کھڑا تھا جیسے وہ ان کی باتوں میں مغل نہیں ہونا چاہ رہا تھا

اس کے داخل ہوتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور آنکھوں کے تاثرات کو گلز سے چھپایا تھا

آپ کب آؤ گی بچے؟؟؟؟؟؟

ان کی جانب دیکھتے اس نے کہا تھا اور ماہِ روش کے پیچھے ہو لیا تھا۔۔۔۔۔

ایک منٹ----- ابھی اس نے مرکزی دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ جبرائیل خان نے بھی دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا تھا اب یوں تھا کہ نیچے جبرائیل خان کا ہاتھ تھا اور اوپر ماہ روش ابراہیم خان کا-----

یہ سب بے اختیاری عمل تھا

اس کے ہاتھ کے نیچے سے فوراً اپنا ہاتھ نکالا تھا

فرمائیے-----

اپنے ہاتھوں کو کوٹ کی جیبوں میں ڈالے اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے پوچھا تھا آپ کو داجان کے تحفے سے انکار نہیں کرنا چاہئے تھا۔

کیوں----- سوالیہ ابرو اٹھاتے زبان کو بھی زحمت دی تھی

بڑوں کو انکار نہیں کرنا چاہیے----- اس نے جیسے کسی بچے کی طرح سمجھانا چاہا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایکسیوزمی مسٹر-----

یہ میرا اور ان کا معاملہ ہے آپ بیچ میں ناپڑیں میں ان کے تحفے سے انکار کروں یا قبول کروں اٹس نن آف یور بزنس-----

مجھ سے اور میرے معاملات سے دور رہیں مجھے۔

اگر نار ہوں تو! ایک کندھے سے شال کا پلو اٹھاتے دوسرے پر رکھتے کہا تھا

تو یہ آپ کی سراسر بے وقوفی ہوگی-----

کندھے اچکاتے کہہ کر اس نے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔۔۔۔۔

-----

گاڑی میں وہ اپنی ماں کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھی جبکہ اگلی سیٹ پر ابراہیم خان کے ساتھ جبرائیل خان دروازہ کھول کے بیٹھا تھا آدھا گھنٹہ پہلے کی بہ نسبت وہ اس وقت پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا جس کے اوپر اس نے سویٹر پہن رکھا تھا اور آنکھوں کو گالز سے چھپایا ہوا تھا

اسے اندر بیٹھتے دیکھ کر ماہ روش برامنہ بنایا تھا جسے اس نے بیک مرر سے بخوبی نوٹ کیا تھا سارا رستہ وہ بابا کے ساتھ باتیں کرتا آیا تھا اور اس کی والدہ بھی کبھی کبھار ان کی باتوں کا جواب دے دیتی تھیں جبکہ دو ڈھائی گھنٹے کا سفر اس نے سو کر گزارا تھا

اٹھو۔۔۔۔۔ ماہ روش گھر آگیا ہے

مجھے پروفیسر عبد الحمید کے ہاں جانا ہے۔۔۔۔۔ اس نے بنا ترے کہا تھا

ابھی گھر آؤ ماہ روش ہم رات کو ادھر چلیں گے اور آپ نے اپنی یونیورسٹی جانے کی تیاری بھی کرنی ہے ماما بابا مجھے ادھر ہی جانا ہے آپ لوگوں کے ساتھ نہیں۔۔۔۔۔ ان کے باہر نکلنے پر بھی وہ اندر ہی بیٹھی رہی تھی

اوکے ٹھیک ہے جبرائیل آپ کو چھوڑ دیتے ہیں جبرائیل میں آپ کو لوکیشن سینڈ کر دیتا ہوں

ان کے دیکھنے پر جبرائیل خان نے سر ہلایا تھا اور ایک نظربیک مرر سے اسے دیکھا تھا جس کی آنکھیں نیند سے جاگنے کی وجہ سے ہلکی ہلکی گلابی ہو رہیں تھیں اور اب آنکھیں گاگلز کے بغیر تھیں

گھر کے باہر ہی وہ اتر کے اندر چلے گئے تھے جبکہ جبرائیل خان نے گاڑی ریورس کی تھی اور پھر روکی تھی آپ آگے آجائیں ماہ روش!

اس نے پہلی دفع اس کا نام پکارا تھا۔

کیوں؟؟؟؟؟؟

کیونکہ غالباً میں آپ کا ڈرائیور نہیں ہوں۔۔۔۔۔

میں پیچھے ہی ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔

جب تک آپ آگے نہیں آئیں گیں تب تک یہ گاڑی ادھر ہی کھڑی رہے گی یاد رکھیں میں بھی اپنی بات کا پکا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے درپردہ چوٹ کی تھی

اوووو سیریلی مسٹر جبرائیل خان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آنکھوں پر دوبارہ گاگلز چڑھاتے اس نے استہزایا انداز

اپنا یا تھا

یہ مجھ سے بہتر کون جانتا ہو گا آپ لوگوں کے بارے میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کسی کے بارے میں جلدی فیصلہ نہیں سناتے ہیں جب تک اسے مکمل پرکھنا لیں ابھی ان باتوں کے لیے وقت نہیں ہے جلدی سے آگے آکر بیٹھیں مجھے لیٹ ہو رہا ہے اور پیچھے گاڑیاں مسلسل ہارن دے رہیں ہیں جلدی کریں آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے ایک ہی زاویے سے بیٹھے دیکھ کر اس نے دوبار کہا تھا اور ماہ روش کو بھی چار و ناچار آگے آکر بیٹھنا پڑا تھا جبکہ اس کے انداز پر جبرائیل خان کے چہرے پر مسکراہٹ نے چھپ دکھائی تھی باقی کارستہ خاموشی کی نذر ہوا تھا

اس گھر میں جانا ہے آپ کو؟؟؟؟؟؟؟؟

ہاں کیوں؟؟؟؟

کچھ نہیں۔۔۔۔۔ اس نے ٹالا تھا

اور اس کے نابتنے پر وہ خاموشی سے اتری تھی اور ٹھاہ کر کے دروازہ بند کیا تھا جیسے اپنا سارا غصہ جبرائیل خان کے سر کے بجائے اس ہر نکالا ہو

اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ جانتا ہے کچھ اس گھر کے اور اس لے مکینوں کے بارے میں۔۔۔۔۔

جیسے بڑا محبت کا رشتہ رہا ہو اس گھر سے۔۔۔۔۔ BEING THE STRING OF YOUR LIFE

اور یہ بات ماہ روش ابراہیم خان کو ناگوار گزر رہی تھی

-----

یہ کیا طریقہ ہے صاحب ؟؟؟؟؟؟

کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔

اس وقت گھر کے تمام لوگ ڈائینگ روم میں موجود تھے

صاحب بیشک وہ ہماری پوتی ہیں لیکن ہمیں ان کا رویہ ہضم نہیں ہو رہا ہے انہیں خیال رکھنا چاہیے تھا کل جس طرح انہوں نے کیا تھا مجھے تو ابھی تک تاؤ آ رہا ہے اور آج بھی ہم سے مل کر نہیں گئیں ہیں جبکہ ان کی ماں الگ شرمندہ ہو رہی تھیں

تمام لوگ اپنی باتیں چھوڑ کر اب انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔  
دیکھیں نیک بخت آپ اپنی جگہ بالکل ٹھیک ہیں لیکن کیا آپ نے خود کو بچی کی جگہ پر رکھ کر سوچا ہے  
؟؟؟؟؟ نہیں نا تو خود کو ان کی جگہ پر رکھ کر سوچیں۔۔۔۔۔ ٹھہر کر بات کمپلیٹ کی تھی

جس طرح ہم نے ان کے ساتھ کیا ہے یہ سب سنا اب ہمارا بنتا ہے اگر وہ چاہتی تو عین نکاح کے وقت انکار کر دیتیں۔۔۔۔۔

خود کو بچی کی جگہ پر رکھ کر سوچیں گیں تو کچھ بھی غلط نہیں لگے گا اور یہ سب باتیں وہاں کیں جاتیں ہیں  
جدھر رشتے نانہانے ہوں۔۔۔۔۔

ہم اب اس بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے بلکہ پیار اور محبت سے بچی کو راضی کریں گیں۔۔۔

میں اب اس گھر میں ہماری پوتی کے بارے میں کوئی غلط بات ناسنوں یہ سب اپنے دماغ میں بڑھالیں

-----

جبرائیل خان کی والدہ کے دل میں کل کے رویے سے جو تھوڑا بہت ملال تھا وہ بھی جاتا رہا تھا  
جاؤ اسنی بہن (رومیہ دانین) کو اس کے ہاسٹل آج تم چھوڑ دو جبرائیل اپنے چچا کے ساتھ گیا ہے ان کو  
چھوڑنے۔

رومیہ تیار ہو؟؟؟؟؟؟ صوفی سے اٹھتے ہوئے اسفندیار خان نے پوچھا تھا

جی لالہ میں بس اپنا بیگ لے آؤں کمرے سے۔ اس نے انہیں دیکھ کر کہا تھا اور اندر کمروں کی جانب بیگ  
لینے بڑھی تھی اس کے دماغ میں ایک ہی بات چل رہی تھی کہ کیا داجان جانتے ہیں کہ میں ماموں کے ہاں  
نہیں بلکہ ہاسٹل میں رہ رہی ہوں

BEING THE STRING OF YOUR KITE

-----

مس نور لہدی کو میرے کمرے میں بھیجیں۔۔۔۔۔



ریسیشن پر موجود لڑکی کو کہتے اپنے آفس کی جانب بڑھا تھا

او کے سر۔ اس لڑکی نے سر ہلایا تھا

مے آئی کم ان سر؟؟؟؟

"یس"

سر آپ نے بلایا تھا۔۔۔۔۔

ہمم۔۔۔ فائل کو بند کرتے اور اسے سائیڈ پر رکھتے سیدھا ہو کر بیٹھا تھا وہ گرے کلر کے تھری پیس میں  
ملبوس تھا اور کوٹ کو اٹینڈ پر لٹکایا ہوا تھا جبکہ گہری آنکھیں اس پر تھیں۔۔۔۔۔

آپ کل کہاں تھیں؟؟؟؟؟

سر میں نے لیولی تھی کل کی کچھ پرسنل کام کی وجہ سے اور میں مطلع کر کے گئی تھی پرسوں۔۔۔

کیا مجھے بتایا تھا آپ نے؟؟؟؟

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سر آپ چار دن سے آفس نہیں آرہے تھے تو مجبوراً مجھے سرائٹر ریاض سے پریشن لینا پڑی تھی اس نے  
اپنی مجبوری بتائی تھی

کیا میں پرسنل کام کی نوعیت جان سکتا ہوں؟؟؟

"نہیں" یک لفظی جواب آیا تھا

اس کے جواب پر یک لخت اس کے تاثرات سپاٹ ہوئے تھے



یہ دیکھ۔۔۔۔۔ موبائل کی سکرین سامنے کی تھی جسے دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں

ہممم ایک گھنٹے تک ابھی صرف ایک گلاس جوس لادیں۔

جی کون؟؟؟؟؟

تم مجھے کالز کیوں کر رہے ہو؟؟؟؟؟ سیاٹ انداز اپناتے ہوئے یو چھاتھا

لیکن مجھے تم سے بات نہیں کرنی ہے حمزہ مجھے دوبارہ فون مت کرنا اب اوکے۔۔۔۔۔ کہتے ساتھ ہی کریڈل پر ریسپورس نکلتا تھا

ابھی وہ دو قدم چلی ہی تھی کہ دوبارہ رینگ ہوا تھا

واپس پلٹی تھی اور اسے بجتے دیکھتی رہی تھی چند منٹ جبکہ اٹھایا نہیں تھا ابھی مسلسل چوتھی بیل پرس نے اٹھایا تھا۔۔۔۔

یار ہوا کیا ہے بتاؤ تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے اٹھانے پر جیسے وہ جانتا تھا کہ وہ ہی اٹھائے گی وہ چھوٹے ہی بولا

تھا

یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کیا ہوا ہے ؟؟؟؟؟ اس کے معصوم بننے پر وہ بھیٹی تھی



~~~~~

حالت میں تھی
یہ ہی میرا فیصلہ ہے۔۔۔
روں تو؟؟؟؟؟

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ بھی جیسے ہٹ دھرم بن رہی تھی

آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں ابا۔۔۔ وہ چیخی تھی

چند سال پہلے بھی آپ نے فیصلہ کیا تھا جس نے میری زندگی برباد کر دی تھی۔

یہ فیصلہ زندگی کو اس کے اصل رنگوں سے روشناس کروائے گا میری بیٹی۔

ابا

بس نور

اس نے ان کے پاس آکر ان کے گھٹنوں پر سر رکھتے کہا تھا

میرا وعدہ ہے اس دفع ویسا کچھ نہیں ہو گا بلکہ وہ سب جانتا ہے اس بارے میں اور یہ بھی کہ تم بے گناہ ہو

ابا کوئی بھی باز نہیں آئے گا طعنے دینے سے پلینز مجھے نہیں کرنی ہے یہ شادی وادی پلینز ابا آپ بس انکار کر دیں۔۔۔۔۔ وہ جیسے انہیں لازمی اس رشتے سے منع کروانا چاہ رہی تھی

اب نہیں کر سکتا بلکہ پہلی دفع تو کسی کو تمھاری بے گناہی کا یقین آیا ہے تو میں کیسے انکار کر دوں۔

بس اب تم تیاری کرو اپنے نکاح کی۔۔۔۔۔

ابا میں یہ سب قبول نہیں کر پاؤں گی۔۔۔۔۔ اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے کہا تھا اور اپنی بے بائی بتائی تھی

وقت لگے گا میری بیٹی لیکن کر لو گی۔۔۔۔۔

کیا میں اس کا نام جان سکتی ہوں ابا؟؟؟؟

اور جو نام انہوں نے بتایا تھا اسے لگا تھا جیسے پوری چھت اس ہر آن گری ہو۔۔۔۔۔۔۔

پوری دنیا میں سے کوئی بھی شخص ہو جاتا لیکن کم از کم یہ نہ ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس وقت شدید غصے، بے بسی دکھ، رنج اور تکلیف کی انتہا پر تھی۔۔۔۔۔۔۔

ایسا میں کبھی نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

آپنی ابا نہیں مانیں گے اس دفع۔۔۔۔۔ اس نے جیسے اس تلخ حقیقت بتانی چاہی تھی اس کا ہاتھ دباتے ہوئے، اسے تسلی دیتے

دھک، بے بسی، تکلیف، مجبوری اور پتا نہیں کیا کیا در آیا تھا اس کے آنسوؤں میں

[illegible]

اس نے اتنی سختی سے اس کی بات کے درمیان تردید کی تھی کہ وہ مزید کچھ بول ہی نہیں سکی تھی

ابراہیم صاحب آپ کو ماہ روش کی بات نہیں ماننی چاہی تھی۔۔۔ فریش ہو کر وہ اس وقت ابراہیم خان کے ساتھ ٹی وی لاونج میں بیٹھے تھے جب ماہ روش کی والدہ نے بات شروع کی تھی کیا میں وجہ جان سکتا ہے؟؟؟ ماہ روش پہلے بھی جاتی ہیں ادھر تو اب کیا اعتراض ہے آپ کو۔۔۔۔۔ چائے کے کپ کو جھک کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے انہوں نے استفسار کیا تھا۔۔۔

پہلے کی بات اور تھی۔۔۔۔۔ چند سیکنڈز ٹھہر کے بات مکمل کی تھی جبکہ ابھی وہ جبرائیل کے سامنے ضد کر کے ادھر گئی ہے اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا آپ کے پیار نے اسے بگاڑ دیا ہے اگر وہ پہلے گھر آتی اور پھر ادھر سے جاتی تو مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا اور جبرائیل کیا سوچتا ہو گا بھلا اب وہ اس کے نکاح میں ہے۔۔۔۔۔۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ جبرائیل کیا اور کیوں سوچے گا ابھی وہ اپنے باپ کے گھر میں اسے کہیں بھی آنے جانے کے لیے صرف باپ کی اجازت کی ضرورت ہونی چاہیے (اپنی طرف انگلی سے اشارہ کیا تھا) کسی اور کی نہیں حیرت ہے کہ آپ بھی ایسی باتیں کر رہی ہیں کیا آپ اپنی بیٹی کو نہیں جانتی ہیں اور اگر

اس کا نکاح ہو بھی گیا ہے تو کیا مطلب ہے کہ وہ بس گھر بیٹھیں رہیں کہیں بھی ناجائیں اپنے نانا کے گھر بھی ----- حد کرتیں ہیں آپ بھی مطلب آپ کب سے ٹیپیکل عورتوں کی طرح سے سوچنا شروع ہو گئیں ہیں-----

ایک اور بات مجھے پتا ہے کہ آپ ماں ہیں آپ کو لوگوں کی باتیں سننا پڑتی ہیں اور اپنی اولاد کی صفائیاں بھی دینی پڑتی ہیں لیکن ایک بات یاد رکھیے گا کہ ہم نے اپنی اولاد کو خود پالا، پوسا ہوتا ہے ہمیں خود پتا ہوتا ہے کہ وہ کہاں صحیح ہیں اور کہاں غلط۔ اگر ہم دوسروں کی باتوں میں آکر انہیں ڈانٹنا شروع کر دیں یا ان پر پابندیاں لگانا شروع کر دیں تو ہم اپنی اولاد کو خود سے دور کرنے کی طرف قدم بڑھا رہے ہوتے ہیں ----- اور یہ باتیں کرنے والے کبھی بھی ہمارے سکے نہیں ہوتے ہیں نا ہماری اولاد کے جب گھر سے باہر جائیں تو ان باتوں کا ان لوگوں کو اچھی طرح جواب دے کر آئیں نا کہ انہیں ساتھ لے کر آئیں اور سن کر اپنی اولاد پر پابندیاں لگانا شروع کر دیں-----

بار بار نصیحتیں کرنا، انہیں ٹوکنا اولاد کو باغی بنادیتا ہے-----

اپنی بات مکمل کر کے وہ اٹھے تھے اور ان کے ساتھ ہی وہ بھی شر مندہ شر مندہ سی اٹھیں تھیں جب ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر نرمی اور محبت سے دبایا تھا انہیں جیسے اپنے رویے سے احساس دلایا تھا کہ اگر مجھے بیٹی سے محبت ہے تو بیٹی کی ماں سے بھی محبت ہے تاکہ اپنی غلطی کو سوچیں-----

میں ایک کام سے باہر جا رہا ہوں لنچ کے ٹائم میں آپ کے بابا کی طرف جانا ہے تیار رہیے گا۔۔۔

اور اپنی بیٹی سے ان کی محبت بتائی نہیں جاسکتی تھی بلکہ وہ تو نظر آتی تھی۔۔۔۔۔

جی فرمائیے کہاں پر آنا ہے مجھ غلام کو؟؟؟؟؟

گاڑی ڈرائیو کرتے وہ کال پر مقابل سے پوچھ رہے تھے۔۔۔۔۔ لہجہ محبت سے لبریز تھا، انداز محبت پر اگر کہانی لکھی جاتی تو کمال خوبصورت ہوتی۔

مجھ سے ڈائلاگ بازی مت کریں فوراً اس ایڈریس پر پہنچیں۔۔۔۔۔ جو آپ کو ٹیکسٹ کیا جا رہا ہے
انداز حاکمانہ تھا ایسا یقین تھا کہ مقابل کبھی بھی انکار کی جرات نہیں کر سکتا ہے

جو آپ کا حکم-----

آپ کال بند کریں اور پہنچیں اس جگہ پر اور لیٹ آنے کی سزا آپ جانتے ہیں نا-----

جی مادام اگر غلام دیر سے آیا تو وہ اس سزا کو بخوشی قبول کرے گا-----

اوکے آپ کال بند کریں اب----- جیسے وہ ان کے احترام میں کہہ رہی ہو

جی مادام جو آپ کا حکم----- اور فوراً کال بند کی تھی

ان کے لبوں پر خوبصورت زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی-----

آپ پورے تین منٹ لیٹ ہیں اور آپ کے دوست پورے 2 منٹ----- جب وہ پہنچیں تو وہ لڑکی

انہیں بتا رہی تھی کہ وہ لیٹ ہیں کیا وہ واقعی لیٹ ہوئے تھے یا-----

ہم اپنی سزا جانتے ہیں----- دونوں یک آواز بولے تھے

اوکے پھر بیٹھ جائیں اس نے فراخ دلی سے اجازت دی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

پہلے پزا اور پھر آئس کریم----- اس نے جیسے اطلاع دی تھی

لیکن ہمارا تو لنچ----- ان دو مردوں میں سے ایک نے کچھ بتانا چاہا تھا

ایک منٹ آپ ابھی کہ ابھی اپنی بیٹی اور آپ اپنی بیوی کو کال کر کے لنچ کے لیے منع کر رہے ہیں

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا اور پھر اوکے میں سر ہلایا تھا

اس وقت اس لڑکی کے چہرے پر اس قدر اطمینان اور خوشی تھی (کیا یہ تمام عمر کے لیے خوشی کے لمحات

تھے؟؟؟؟) کہ پورے ریستورینٹ میں واحد وہ لڑکی تھی جو ایک بڑھتی عمر کے اور ایک ادھیڑ عمر شخص

Safar-e-Adab

کیا ہے یہ ؟؟؟؟؟

لعنت ہے تجھے اندھا ہے کیا۔۔۔۔۔ ولی محمد خان نے اسے ایک گھوری سے نوازا تھا

دفع ہو جا سارے موڈ کا ستیاناس کر دیا ہے۔۔۔۔

اچھانا یا رد کھار ترضیٰ نے لیب ٹاپ سائیڈ پر رکھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑا تھا زبردستی

کیا یہ سچ ہے؟؟؟؟؟ موبائل کی روشن سکرین دیکھتے ہوئے اس نے سوالیہ ابرو اٹھایا تھا

نہیں جھوٹ ہے۔۔۔ لعنت بھیجنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے اس سے موبائل کھینچا تھا اور گود میں کشن رکھتے کچھ سوچ رہا تھا

اچھا اب کیا ارادہ ہے؟؟؟؟؟ ار تضحیٰ نے جیسے اگلا لائحہ عمل پوچھا تھا

میں پیکنگ کرنے لگا ہوں تم بتا دینا کہ میں دوستوں کے ساتھ جا رہا ہوں۔۔۔۔ بیڈ سے نیچے پیر رکھتے ہوئے اس نے کہا تھا اور الماری کی جانب بڑھا تھا

چھ مہینے کے لیے دوستوں کے ساتھ؟؟؟؟؟ اس نے پوچھا تھا

نہیں چار ماہ کے لیے۔۔۔۔ ولی محمد خان نے سنجیدگی سے پیکنگ کرتے ہوئے کہا تھا

یار مجھے کیوں پھنسا رہا ہے سب میری جان کو آجائیں گے۔۔۔ ار تضحیٰ نے دہائی دی تھی

مجھے نہیں پتا ہے کچھ بھی بول دینا لیکن میں نکل رہا ہوں۔۔۔ سوٹ کیس کی کی زپ بند کرتے اسے نیچے اتارا تھا

پھر الماری سے اپنے کریڈٹ کارڈز اور ڈگریاں نکال کے فائل میں رکھیں تھیں اپنے ضروری ڈاکیومنٹس کے ساتھ۔۔۔۔۔۔

یار تو واقعی سنجیدہ ہے؟؟؟؟؟؟؟ ار تضحیٰ کو لگ تھا کہ وہ مزاق کر رہا تھا لیکن وہ سیریس تھا

اس کے سوال پر انتہائی شرمندہ کرتی ہوئی نظروں سے دیکھا تھا ار تضحیٰ کو اور اپنے کپڑے لے کر واش روم میں گھسا تھا

چند منٹ بعد جب وہ مکمل تیار تھا۔۔۔۔۔

بک بک نا کر۔۔۔۔۔ جارہا ہوں

سرا نہوں نے ہمارے ساتھ کام کرنے سے منع کر دیا ہے انہیں ہمارا کام پسند نہیں آیا ہے اس لیے۔۔۔۔۔
اس کا اسٹنٹ بتا رہا تھا۔۔۔

وجہ؟؟؟؟؟ اپنا کوٹ اتار کر اسٹینڈ پر لٹکا یا تھا اور کہنیوں تک بازو فولڈ کیے تھے

سروہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خرم شہزاد مجھے بکو اس نہیں سنی ہے مجھے وجہ سنی ہے وجہ بتاؤ کیا بنی ہے اس سب کے پیچھے۔ اسے تمہید
سے سخت نفرت تھی

تمہارے پاس آدھا گھنٹہ ہے صرف آدھا گھنٹہ جاؤ تلاش کرو ورنہ میرے آفس میں داخل مت ہونا
۔۔۔۔۔ اس کے بات مکمل کرنے پہلے ہی وہ اس کی عزت افزائی کر چکا تھا
سر آدھا گھنٹے میں کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ منمنایا تھا

20 منٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے لیپ ٹاپ آن کیا تھا اور مطلوبہ بیج کھولا تھا ابرو
تنی ہوئی تھیں، ماتھے کے بل گہرے ہو رہے تھے اور چہرے کا رنگ سرخ

اوکے اوکے سر میں جا رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ فوراً سے پیشتر باہر بھاگا تھا

مجھے کل کے سارا دن کی فوٹیج چاہیے پانچ منٹ میں وہ بھی بھجواؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یس سر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نکلنے سے قبل بس اتنا ہی کہہ پایا تھا مزید وہاں رہ کر اپنی شامت نہیں بلو اسکتا تھا

پریشانی ابھی بھی تھی کہ اتنا اہم پراجیکٹ ہاتھوں سے نکل گیا تھا چند دن وہ وادی میں کام کی زیادتی کی وجہ سے پراپر آفس نہیں آسکا تھا اس لیے گڑبڑ ہونا شروع ہو چکی تھی لیکن اسے بروقت اس گڑبڑ کا سر کچلنا تھا وہ بھی تھروپر اپر چینل

BEING THE STRING OF YOUR KITE

لغاری صاحب آپ کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے ہمارے ساتھ کام کرتے ہوئے؟؟؟؟؟

چند ایک فارمل باتوں کے بعد اچانک اس کے پوچھنے نے انہیں بوکھلادیا تھا

راؤنڈ اباؤٹ دو سال-----

ٹھیک اور گیلانی صاحب کو کتنا عرصہ ہوا ہے؟؟؟؟؟

دو مہینے----- ان دونوں کے ماتھے پر اتنی سردی ہونے کے باوجود بھی پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں

جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ مسٹر اینڈ ریو کی کمپنی نے ہمارا ٹینڈر ریجیکٹ کر دیا ہے جبکہ اگر یہ پراجیکٹ ہمیں مل جاتا تو ہمیں اگلے چھ مہینے کسی اور پراجیکٹ کے لیے انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا لیکن

اب ایسا ہو چکا ہے تو مجھے ہمارے انویسٹرز پر پورا اعتماد ہے (خصوصاً ان دونوں صاحب پر نظر جمائی تھی) اس لیے ہمیں پہلے سے زیادہ فارم میں آکر اگلے پراجیکٹ کو حاصل کرنے کی محنت کرنی ہے تو آپ لوگوں پر اس کمپنی کو بھرپور اعتماد ہے، اگر آپ ہیں تو اس کمپنی کا عروج ہے اگر آپ اس کا ساتھ نہیں دیں گے تو یہ کمپنی بھی کہیں کی نہیں رہے گی اس کی ساکھ آپ کو ہی بحال رکھنی ہے۔۔

کیا کچھ ہوا ہے مسٹر جبرائیل خان----- گیلانی صاحب نے چوتلے کچھ پوچھا تھا کہ وہ کتنا جانتے ہیں

آپ کو کیا لگتا ہے مسٹر گیلانی کیا ہوا ہو گا----- الٹا سوال ہوا تھا وہ بھی چبھتا ہوا

نو نو مسٹر خان نتھنگ----- وہ سوال کر کے پچھتائے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا آپ فارغ ہیں ؟؟؟؟؟؟"

آپ کے لیے وقت نکالا جاسکتا ہے بر خور دار۔۔۔۔۔۔

اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنی سب سے قریبی ہستی کے ساتھ ہیں۔۔۔۔۔۔ فوراً سے ٹائپ کیا تھا

"بجا فرمایا" لیکن آپ کے لیے نکال سکتا ہوں وقت،

آجائے اپنی الجھنوں کو سلجھانے کے لیے۔۔۔۔۔۔

میں آپ کے گیٹ کے باہر کھڑا ہوں۔۔۔۔۔۔ اس نے سکون سے کہا تھا اور اب ادھر سے ٹائپنگ شو
ہو رہی تھی

تو گیٹ سے اندر داخل ہونے کی بھی زحمت کر لیجئے میں ڈرامینگ روم جارہا ہوں آپ بھی جائیے۔۔

یار نانا آپ کے دوست کو اپنے گھر سکون نہیں ہے کیا ابھی ہم اتنی اچھی مووی دیکھ رہے تھے آکے
ڈسٹرب کر دیا۔۔۔۔۔۔ انداز جھنجھلاہٹ سے بھرپور تھا اسے بے وقت مہمان کی مداخلت اچھی
نہیں لگی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

مہمان رحمت ہوتے ہیں ماہی ایسے نہیں کہتے ہیں چلو آؤ دو کپ کافی ڈرامنگ روم میں بھجوادو بٹلر سونے چلا
گیا ہے انہوں نے کلاک کی جانب دیکھتے کہا تھا جہاں گھڑی گیارہ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی

اوکے چلیں آپ۔۔۔۔۔۔ کمبل سے نکلتے ہوئے اپنی جرسی اٹھا کے پہنی تھی اور ان کے کندھوں کے گرد
ان کی شال لپیٹی ان کے ہم قدم ہوئی تھی

برخوردار بڑی دیری کی چکر لگنے میں ----- اس لڑکے کے ہاتھوں سے پھول پکڑتے ہوئے
انہوں نے کہا تھا

سر بس بہت سے مسئلوں میں الجھا ہوا ہوں سمجھ ہی نہیں آرہی ہے -----

ابھی کیا چیز پریشان کر رہی ہے ----- وہ جیسے ان سے اپنی پریشانی کا حل ہی لینے آیا تھا اور جانتا بھی تھا
کہ وہ بوجھ لیس گے اس کی پریشانی اگلو الیس گے سب کچھ -----

میرے کچھ اپنے مجھے دھوکا دینے کی کشش کر رہے ہیں یہ سب بتاتے ہوئے اس کے چہرے پر تکلیف کے
آثار تھے

جبکہ اگر میں ان کے ساتھ تعلقات ختم کر لوں تو بہت سے معصوم لوگوں کا بھی نقصان ہو گا جو ان سے
منسلک ہیں میں ان کو ایک موقع دے آیا ہوں مجھے لگ رہا ہے میں نے غلط کیا ہے یا صحیح میں فیصلہ نہیں کر پا
رہا ہوں ----- ان کے سامنے بیٹھا وہ اپنی پریشانی کی وجہ بتا رہا تھا، آنکھوں کی سرخی اس کی پریشانی کی
تشخیص کر رہی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کافی بن گئی ہے نانا جان ----- وہ آواز لگا کے چلی گئی تھی جب ان کے اٹھنے سے قبل ہی وہ اٹھ کر
دروازے کی جانب بڑھا تھا اور کھول کر ٹرائی اندر کی جانب دھکیلی تھی جبکہ ایک سرسری سی نظر
سیڑھیوں سے اوپر کی جانب بڑھتے وجود پر ڈالی تھی جس نے ہلکے پیازی رنگ کا سلیپنگ سوٹ پہن رکھا
تھا اور کپڑوں کے اوپر ہلکے ہی پیازی رنگ کی جرسی پہنی ہوئی تھی جبکہ اسے گہرے رنگ پسند تھے
جیسے میروں -----

ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ ان کے پاس واپس آ کر بیٹھا تھا اور ان کی جانب کپ بڑھایا تھا

کسی کو دے دیجیے گا۔۔۔ یہ کہتے ہوئے اس کے خوبصورت سرخ و سپید رنگت والے مرد کے عنابی
 ہونٹوں تلے خوبصورت مسکراہٹ ابھری تھی بس ایک لمحے کے لیے
 اس کے جانے کے بعد وہ ماہی کے کمرے میں آئے تھے جس کا آدھا لحاف گرا ہوا تھا اسے اس پر درست
 کرتے ہوئے ایک نظر اس کے سوئے ہوئے وجود کو دیکھتے وہ باہر نکل گئے تھے لائٹ بجاتے ہوئے جانتے
 تھے کہ انہیں کے لیے جلائی گئی ہے کہ وہ ہی آ کے بند کریں گے

آپ کے نکاح کا جوڑا آیا ہے آپ۔۔۔۔۔ حیات نے ایک بڑا سا ڈبہ لا کر اس کے کمرے میں صوفے پر
 رکھا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کس نے بھیجا ہے اور کیوں یہ سب پوچھنا بے کار تھا وہ جانتی تھی کس کی طرف سے آیا ہے
 حیات ابھی اسے میری نظروں سے دور کر دو پلیز۔۔۔ اسے اس جوڑے کو دیکھ کر پرانے تکلیف دہ
 مناظر یاد آرہے تھے جنہیں وہ بھولنا چاہتی تھی

"ٹھیک ہے" حیات ابا کو بتا دو مجھے اب کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں اس شادی کے بعد بھی جاب نہیں چھوڑوں گی تم اور ابا میری ذمہ داری ہو اس پر میں کوئی کپڑا مانگ نہیں کر سکتی ہوں۔۔۔

بالآخر کچھ سوچتے وہ پرسکون ہوئی تھی اتنے دنوں کا سٹریس کچھ کم ہوا تھا

مجھے پتا تھا میری بیٹی کبھی بھی میرا مان ٹوٹنے نہیں دے گی۔۔۔۔۔ ابا خود اپنی وہیل چیئر دھکیل کر اس کے کمرے میں آئے تھے کل سے نور لہدی کی ناراضگی چل رہی تھی ابا سے لیکن آج وہ خود آئے تو ناراضگی بھی ختم۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

[illegible]

پتر وہ خفا ہو رہا ہے کہ وہ اٹھالے گا ہمارا خرچہ۔۔

ہر گز نہیں اب میں آپ کی بیٹی ہوں یہ میرا فرض ہے اور مجھے ہی آپ کی ذمہ داری اٹھانی ہے کسی اور کو نہیں صرف اس بات پر میں کپڑے نہیں کر سکتی ہوں آپ یہ بتادیں اسے ورنہ میری طرف سے انکار سمجھیں۔۔۔۔۔۔

اچھا اچھا جزباتی نا ہو منالیا ہے میں نے اسے اور جاؤ جو کچھ خریدنا ہے بہن کو ساتھ لے جاؤ کل پھر وقت نہیں ملے گا اس کی ایک ہی بہن ہو اسے شوق ہو گا نور۔۔۔۔۔۔۔۔

ابا نے اس سے نگاہیں چراتے کہا تھا وہ اس کے چہرے پر لکھی تحریر پڑھ چکے تھے
ٹھیک ہے ابا پیسے دے دیں ہمیں اور حیات کو بولیں تیار ہو جائے میں بھی آرہی ہوں۔۔۔

ادھر سے بھی کمال ضبط کا مظاہرہ ہوا تھا

۔ ان کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکالتے ہوئے وہ اٹھ کے واشروم کی جانب بڑھی تھی جبکہ مراد صاحب کی نظریں اپنی ہاتھوں پر تھیں اور آنکھوں میں نمی تھی جسے وہ صاف کرتے باہر کی طرف بڑھے تھے

ادھر سے بھی کمال ضبط کا مظاہرہ ہوا تھا

BEING THE STRING OF Y

لیکن اس نے مجھے نہیں بتایا نا جان اسے صرف اپنی عیاشیاں عزیز ہیں وہ اپنی پریکٹس چھوڑے دنیا گھوم رہا ہے جبکہ ماما کو اس بات کا بھی علم نہیں ہے اور اب مجھے لگتا ہے ان کے ہونہار بیٹے کے بارے میں انہیں پتا چلنا چاہیے جس کی مجھے مثالیں دیتی ہیں کہ کچھ پڑھ لو فلاں فلاں۔۔۔۔۔

پتا نہیں آپ لگ کیوں اسے فیل کرواتے ہیں کہ آپ کچھ جانتے نہیں ہیں

اس کے آخری انداز پے وہ مسکرائے تھے

ٹھیک ہے تمہارا اور تمہارے بھائی کا معاملہ ہے میں کچھ نہیں بولوں گا کیا آج یونیورسٹی نہیں جانا ہے تم نے اپنی گھڑی کی جانب دیکھتے کہا تھا جو اس وقت سات بج رہی تھی

آپ ہی باتوں میں لگاتے ہیں میں تو فل موڈ میں ہوتی ہوں جانے اب بھی آپ نے ہی لگایا ہے باتوں میں

Safar-e-Adab

دور بڑھتے ان کی آوازیں مدھم ہو رہی تھیں

BEING THE STRING OF YOUR KITE

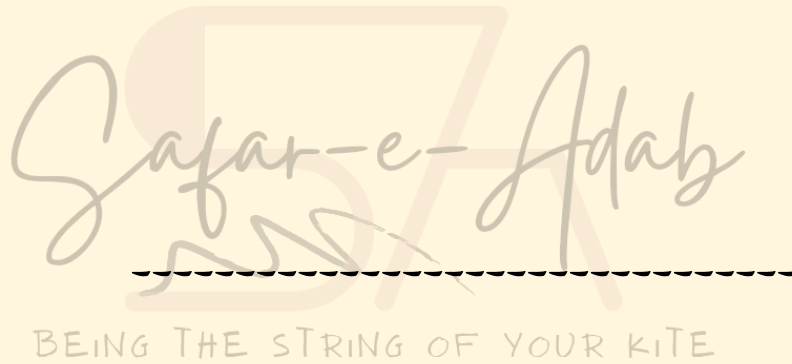
ولی خان کدھر ہے وہ ناشتے پے نہیں آیا ہے؟؟؟؟

کیا سین ہے بر خور دار ولی محمد خان کدھر ہے؟؟؟؟

یار تاجان آپ کے اپنے بھی ریسورسز ہیں کروالیں پتا مجھے کون سا اس کے سب کاموں کی خبر ہوتی ہے
---- ان کے ساتھ چلتے بات کے جواب میں ٹرسے کہا تھا

وہ تو ہم نکلوا ہی لیں گے اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو تیار رہیے گا آپ بھی شامت کے لیے----- اسے کندھے
پر تھکی دیتے اپنی گاڑی کی جنب بڑھے تھے

حد ہے یار کچھ کرو تو بھی میری ہی گردن اور نا کرو تو بھی میری ہی گردن پکڑنی ہوتی ہے-----



داجان پلیز-----

آپ مجبوری سمجھنے کی کوشش کریں۔

میں آپ کو پوری ڈیٹیل بتاؤں گا لیکن آپ کا آنا ان کی عزت میں اضافے کا باعث ہو گا۔۔۔۔۔
 ٹھیک ہے ٹھیک ہے اور جبرائیل خان کدھر ہے وہ بھی ادھر آپ کے ساتھ ہے۔۔۔
 جی داجان ساتھ ہی ہیں آپ آجائے تورات ادھر ہی رکھیں گے۔۔۔۔۔

میں نے ڈرائیور کو ایڈریس سمجھا دیتا ہوں آپ بس آنے کی تیاری کریں۔۔۔۔۔۔۔
 لیکن ہم ابراہیم کی طرف رکھیں گے
 اوکے۔۔

میری پیکنگ کروا دیجئے ایک کام کی وجہ سے اسلام آباد جانا ہے موسم کے لحاظ سے کپڑے رکھیے گا تب تک
 میں شاور لے لوں۔۔۔۔۔
 اپنی بیگم سے کہتے وہ واشروم کی جانب بڑھے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

مما حمزہ نے کوئی کال نہیں کی؟؟؟؟؟؟

انتہائی معصومیت تھی چہرے پر

نہیں بس ابھی اس کی جا ب چل رہی ہے تو کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے۔۔۔۔۔

وہ اس وقت وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ پہنے اوپر سٹالر کو گردن کے گرد لپیٹا ہوا تھا اور گیلے بال کھولے ہوئے تھے جو پہلے کندھوں تک آتے تھے لیکن اب آدھی کمر ڈھکی ہوئی تھی

ماہِ روش _____ Safar-e-_____

السلام علیکم میرا بیٹا واپس آگیا ہے۔۔۔۔۔ کچن کے دروازے سے داخل ہوتے ابراہیم صاحب کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ ابھری تھی اسے گھر میں دیکھ کر۔۔۔

وہ چمیر سے اٹھی تھی دو قدم چل کے ان کے پاس آئی تھی اور ان سے ملی تھی

اونہوں بابا بیٹی آئی ہے اور اگر بیٹے کو فون کریں تو وہ بھی آسکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کے ساتھ ہی کھڑی ہو کر کہا تھا

وہ کیسے آئے گا ماہِ روش وہ امریکہ میں ہے ایک کال پر کیسے آجائے گا۔۔۔۔۔ اس کی ماں نے اسے گھورا تھا

حمزہ امریکہ کب سے نار ان کاغان میں واقع ہو گیا فوراً گھر پہنچو نو ایکسیوزز۔۔۔۔۔ فوراً کال بند کی تھی جبکہ ماہ روش کے ہونٹوں پر دبی دبی مسکراہٹ تھی اور ٹرے میں رکھے کپ لیے باہر بڑھی تھی

بابا اب آئے گا نامرہ جب مماسے ڈانٹ کھائے گا امریکی بند رہا ہا ہا۔۔۔۔۔ اپنے باپ کو لاونج کی طرف جاتے دیکھ کر وہ بھی ٹرے لیے ان کے پیچھے ہولی تھی اور انہیں بتاتے ہوئے آخر میں قہقہہ لگایا تھا اس بات سے بے خبر کے لاونج میں موجود مہمان اسے کے قہقہے سے مسرور ہوا تھا

یہ آپ کی کافی۔۔۔۔۔ ٹیبل پر رکھتے ہوئے سردار جبرائیل خان کو دیکھ کر باقی کے الفاظ منہ میں رہ گئے تھے اور فوراً اسے لب بھیجے تھے

کپ رکھتے وہ وہاں سے چل دی تھی مزید کوئی بات کیے ٹیبل پر موجود تین مگ اسے دیکھ رہے تھے

یہ ہلچل یہ ٹوٹنا ...

بلاوجہ ہر کسی سے روٹھنا

کچھ نہ کہو اسے ابھی

وجود میں ٹھراؤ آنا ابھی باقی ہے !!!

یہ محفلیں یہ اداسیاں ... Safar-e-Adab
گھنٹوں ہر کسی کی بات کو سوچنا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ نہ کہو اسے ابھی

وجود میں سکوں آنا ابھی باقی ہے !!!

یہ آنسو یہ ہچکیاں ...

ساری رات بس کروٹیں ہی بدلنا

کچھ نہ کہو اسے ابھی

وجود میں ظرف آنا بھی باقی ہے !!!

یہ گلے یہ شکایتیں

لوگوں کے پیچھے دور تک یوں دوڑنا

کچھ نہ کہو اسے ابھی

وجود میں قرار آنا بھی باقی ہے !!!

یہ دل ہارنا یہ مایوسیاں

خود کو بے کار ہی انسان سمجھنا

کچھ نہ کہو اسے ابھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وجود میں اس ذات کا یقین آنا بھی باقی ہے !!! ♥

آپی میرا آج ٹیسٹ ہے تو میں کالج جا رہی ہوں کل کی چھٹی لیتی آؤں گی۔۔۔۔۔ کالج یونیفارم میں مکمل تیار
تھی وہ اور جانے سے قبل اسے مطلع کرنے آئی تھی جب وہ کتابوں میں کھوئی ہوئی تھی پرانی تکلیف یادوں
میں جن میں وہ خط موجود تھے جنہیں کبھی پھینک نہیں سکی تھی

ہوں ٹھیک ہے ابا چلیے گئے باہر۔ "؟؟؟؟

او کے "اللہ حافظ"۔۔۔۔

حمزہ آگیا ہے؟؟؟؟؟

جی وہ ابھی ابھی آئے ہیں اور مہمان سے بہت اچھے سے ملیں ہیں اور اب بیگم صاحبہ کے ساتھ کچن میں ہیں

اچھا اور وہ جو مہمان بیٹھے تھے وہ چلے گئے ہیں کیا؟؟؟؟؟ مہمان پر اس نے غور نہیں کیا تھا

نہیں بی بی جی وہ بھی ادھر ہیں-----

"اچھا آپ جاؤ میں آتی ہوں"----

اور رانی سر ہلاتی چلی گئی تھی

چند منٹ بعد وہ گہری نیلی جینز کے اوپر وائیٹ ٹی شرٹ پہنے سیڑھیوں سے اتر رہی تھی لاؤنج میں ہیٹر چل رہا تھا اس لیے اس نے کچھ بھی اوپر پہننے کی زحمت نہیں تھی کی

جب جبرائیل خان نے ناگواری سے اس کے حلیے کو دیکھا تھا ایک پل کے لیے اور دوبار ابراہیم صاحب کی طرف متوجہ ہوا تھا جن کے ساتھ کاروباری گفتگو چل رہی تھی چونکہ لاؤنج بالکل سامنے تھا اس لیے فوراً نظر پڑتی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اور ابراہیم کے اس طرح ناگواری سے نظریں پھیرنے پر ماہ روش کے ماتھے پر سلوٹیں ابھری تھیں اور اسے انگور کرتے وہ سیدھی کچن کی جانب بڑھی تھی سپاٹ تاثرات کے ساتھ-----

اوووو حمزہ بھائی آیا ہے----- کچن میں داخل ہوتے ہی اس نے ماما کو حمزہ کے کان پکڑے ڈانٹتے دیکھا تھا جبکہ اس نے بھائی کو خاصا لمبا کھینچا تھا اور اس کے اس طرح کہنے پر حمزہ نے خونخوار نظروں سے گھورا تھا

یار ماما کیا کر رہی ہیں پلینز چھوڑ دیں باہر میرا بہنوئی بیٹھا ہوا ہے کیا سوچے گا میرے بارے میں۔
 اس نے بھی معصومیت سے ماہ روش کو دیکھتے کہا تھا کس کے جواب میں اس نے مارنے کے لیے کچھ دیکھا تھا
 لیکن سوائے دروازے کے پاس انڈور پلانٹس کے اور کچھ نہیں تھا
 ماہ روش آپ جائیں دیکھیں رانی نے سب کچھ لگا دیا ہے ٹیبل پر۔۔۔۔۔
 "او کے ماما"۔۔۔۔۔ آپ پلینز اس کی اچھی طرح طبیعت سیٹ کر کے لائیے گا حمزہ کو خون آشام نظروں
 سے گھورتے ماما کو کہا تھا

ماں کو چونالگاتے شرم نہیں آتی ہے تمہیں حمزہ کب بڑے ہو گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
 یار ماما پلینز مجھے نہیں تھا رہنا وہاں اس لیے آپ سے مجبوراً جھوٹ بولنا پڑا اور نہ آپ زبردستی وہیں اسے
 کرواتے اور بڑا تو ہو گیا ہوں۔۔۔۔۔ اس نے منہ بناتے کہا تھا
 صرف قد میں بڑا ہوا ہے ورنہ ہے ابھی بھی امریکی بندر۔۔۔۔۔ ماہ روش باہر سے بڑبڑائی تھی
 اور مجھے تو اس بات پر بھی حیرانی اور غصہ ہے کہ آپ کیسے ماہ روش کی مرضی کے بغیر یہ سب کر سکتے ہیں
 بس اسی وجہ سے نہیں رہا تھا وہاں۔
 تم جانتے ہو اگر اس کی مرضی شامل نا ہوتی تو وہ کبھی بھی اس کے لیے رضامندی ظاہر نا کرتی اسے بس وقتی
 غصہ ہے جو وقت کے ساتھ ختم نا ہوا تو کم ضرور ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔
 کبین سے برتن نکال کر صاف کرتے رانی کے حوالے کرتے وہ اس کی باتوں کا جواب دے رہی تھیں

پلیز ممانہ اس کی پوری زندگی کا سوال ہے اور اب میں بھی اس کے ساتھ کھڑا ہوں جو بھی فیصلہ کرے گی اپنے ساتھ پائے گی چاہے جیسے بھی حالات ہوں۔۔۔۔۔ شیلف کے ساتھ ٹیک لگائے اپنے موبائل کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے اس نے سنجیدہ انداز میں اپنا موقف بتایا تھا

اچھا ساتھ بعد میں دینا پہلے جا کے مہمانوں سے ملو اور پھر بابا سے اپنی کلاس لینے کے لیے تیار رہو اس کے بال بگاڑتے اسے باہر دھکیلا تھا۔۔۔ جس کا قد چھ فٹ کے قریب تھا رنگت صاف تھی جو اپنے باپ سے چرائی تھی اور بالوں اور آنکھوں کا رنگ ماں سے۔۔۔۔۔

ڈائننگ ٹیبل پر سربراہی کرسی پر داجان موجود تھے ان کے ساتھ ابراہیم خان، ان کے سامنے بڑے بھائی اور دوسری جانب حمزہ تھا جبکہ جبرائیل خان کی چیئر کے عین سامنے والی چیئر پر ماہ روش بیٹھی تھی اور اس کے ساتھ اس کی والدہ۔۔۔۔۔

دونوں بہن بھائیوں کا موڈ کچھ ٹھیک نہیں تھا خصوصاً ماہ روش کو ان کی آمد کی اتنی جلدی توقع نہیں تھی۔۔۔۔۔ اس کے باوجود وہ بحالت مجبوری بیٹھی ہوئی تھی

ابراہیم اور بہو ہم نے اسفندیار خان کا نکاح طے کیا ہے اپنے دوست کی بچی کے ساتھ ہمیں کل جانا ہے ان کی طرف نکاح کی رسم کے لئے، چونکہ سب کچھ ابھی سادگی اور جنٹ ہونا ہے اس لیے بس آپ لوگوں کی شرکت لازمی ہے تیار رہیے گا۔۔۔۔۔ ابھی صرف نکاح کے ساتھ سادگی سے رخصتی ہوگی اور بچی اسلام آباد میں ہی اسفندیار کے اپارٹمنٹ میں جائے گی جبکہ ولیمہ ہم جبرائیل خان کے ولیمے کے ساتھ ہی رکھیں گے۔۔۔۔۔

اور ولیمے کی بات پے اس نے چبّتی ہوئی نظروں سے سب کی طرف دیکھا تھا اور آخر میں خصوصاً جبرائیل خان کی طرف جیسے کچا چبانے کا ارادہ ہو۔

جو آپ کا حکم داجان ہم تیار رہیں گے۔۔۔۔۔ ابراہیم صاحب نے اپنی زوجہ کی جانب دیکھتے ہاں میں جواب دیا تھا۔۔۔۔۔ باقی لوگ خاموش سامعین کا کردار ادا کر رہے تھے

یہ لیس داجان گوشتابہ میں نے سپیشل آپ کے لیے بنایا ہے مجھے پتا ہے کہ آپ کو پسند ہے ان کی جانب ڈونگہ بڑھایا تھا۔۔۔۔۔

بھائی صاحب آپ بھی لیجئے۔۔۔۔۔

"بہت شکریہ بھابھی"

بہت شکریہ آپ کا بہو اللہ ذائقہ سلامت رکھے آپ کے ہاتھوں میں۔۔۔۔۔

ماہ روش بچے آپ کیا کیا بنا لیتی ہیں۔۔۔۔۔

(صرف الو) حمزہ آہستہ سے بڑبڑایا تھا اور یہ بڑبڑاہٹ جبرائیل خان کے کانوں تک بخوبی پہنچی تھی جس کے نتیجے میں اس کے عنابی ہونٹوں تلے مسکراہٹ نے چھپ دکھلائی تھی اور ماہ روش نے اس کے پیر پر زور سے اپنا پیر مارا تھا جبکہ وہ کراہ کے رہ گیا تھا

بس کافی داجان۔۔۔۔۔ منہ میں کباب کا ٹکڑا رکھتے بے نیازی سے جواب دیا تھا اور اس کے جواب پر حمزہ اش اش کراٹھا تھا

اس کے جواب پر والدہ کی طرف سے ایک گھوری موصول ہوئی تھی جسے سرے سے اگنور کیا تھا

چلیں پھر آپ ہمیں کھانے کے بعد پلار ہی ہیں کافی؟؟؟؟ کھانا کھانے کے دوران وہ ہلکی پھلکی گفتگو کر رہے تھے جبکہ حویلی میں ان کا آرڈر تھا کہ کھانا کھاتے وقت پن ڈراپ سائلینس ہو۔۔۔۔۔

شیوردا جان۔۔۔۔۔ اپنے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے کہا تھا

ماہ روش حمزہ اور جبرائیل کی کافی آپ دے آئیں وہ لان میں۔۔۔۔۔ ایک ٹرے میں اپنی اور ابراہیم صاحب کی چائے اور داجان سمیت اپنے جیٹھ کے لیے کافی رکھتے ہوئے انہوں نے الگ ٹرے میں تین مگ رکھتے کہا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مما"۔۔۔۔۔ وہ منمنائی تھی

جاؤ ماہ روش۔۔۔۔۔

"او کے" اس نے منہ بنایا تھا

لان میں حمزہ تو کہیں نہیں تھا البتہ جبرائیل کھڑا تھا لون کی کرسیوں کے پاس۔۔۔۔۔

کافی!!!!!!

اس کی آواز پر وہ پلٹا تھا

جب اس نے بلیک کافی کی بجائے کریم کافی کا کپ اٹھایا تھا۔۔۔ ابھی اس نے اس پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ وہ بولی تھی

یہ کریم کافی ہے اور میری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا! لیکن اس پر نام تو نہیں لکھا ہوا ہے مگ کو ادھر ادھر کرتے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جب میں نے کہا ہے کہ میری توصاف مطلب ہے میں نے اپنے لیے بنائی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹیبل پر ٹرے رکھتے وہ لرنے مرنے کے موڈ میں تھی

میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں کہ اس پر کہیں بھی تمہارا نام نہیں لکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ کافی کا گھونٹ بھرتے اس نے جتایا تھا

ایک تو اس کی کافی پی گیا اور اوپر سے تم بول رہا تھا

اپنی لمٹس میں رہیں آپ کا میرے ساتھ ایسے تکلفات کا کوئی رشتہ نہیں ہے کہ مجھے تم کہہ کر پکاریں

۔۔۔۔۔۔۔۔

رشتہ تو ہے تم ناماں تو الگ بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اس وقت وہ کسی اور ہی موڈ میں لگ رہا تھا

اور ایسا کیوں لگتا ہے آپ کو میں اس رشتے کو مانتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔!!!!!!

تمہارے ماننے یا ماننے سے کیا ہو گا رشتہ تو بن چکا ہے اور یہ رشتہ نا اتنی جلدی بنائے جاتے ہیں اور نا ہی ختم کیے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں تو میں تو آج دینے آئی تھی وہ بھی صرف دودن کی اور پچھلے دودن بس طبیعت خراب تھی اس لیے چھٹی کر لی تھی بنا مطلع کیے۔۔۔۔۔ نور لہدی مراد نے اپنی کولیگ شہلا کو وضاحت دی تھی

سوری یار تمہارے کین میں بیٹھنے کی سر کی طرف سے ہدایات تھیں۔۔۔۔۔ خود کو اس کے ہی آفس میں اور اسی کی جگہ پر بیٹھے دیکھ کر وہ بلاوجہ ہی شرمندہ ہوئی تھی

مس شہلا میرے آفس میں آج کی تمام میٹینگز کاشیڈول لے کر آئیں۔۔۔۔۔ عجلت میں اس کے کین کا دروازہ کھولے ایک ہاتھ سے فون کان میں لگائے وہ اندر داخل ہوا تھا اور آرڈر دیئے پلٹا تھا جب اچانک ٹیبل کے دائیں جانب کھڑی نور لہدی مراد پر نظر پڑی تھی یہ اصل میں تھی یا اس کا خیال تھا

آپ یہاں نور لہدی؟؟؟؟؟؟

اوکے آپ میرے آفس میں یہ فائل لے کر آئیں مس شہلا آپ نور لہدی کو فائل دے کے بھیجیں

۔۔۔۔۔ اپنی بات کے جواب میں گھوریاں ملنے پر اس نے رساں نے بات کو سنبھالا تھا

اوکے سر۔۔۔۔۔ BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ لو نور لہدی لے جاؤ"

ایک فائل اس کی جانب بڑھائی تھی جسے اس نے انتہائی غصے سے تھاما تھا

سر کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ مس شہلا میرے آفس میں کیا کر رہی ہیں؟؟؟؟؟
انتہائی غصے سے ٹیبل پر فائل پھینکتے کہا تھا۔۔

اس کے متمیز انداز کو ملاحظہ کیا تھا اور پھر رساں سے بولا تھا

مجھے یہ تھا آپ اب آفس تشریف نہیں لائیں گی تو آفس کی ضروریات کے لیے کسی ناکسی کو تو یہ سیٹ الاؤ کرنی تھی اسی لیے انہیں وقتی طور پر دی گئی ہے۔۔۔۔۔ آپ بیٹھیں اور سکون سے بات کریں اسے سامنے کرسی کی جانب اشارہ کرتے کہا تھا اور خود کوٹ اتارتے اپنی چیئر کی بیک پر ٹکایا تھا اور لیپ ٹاپ کھولا تھا

میں یہاں آپ کے آفس میں بیٹھنے اور آپ سے کہیں لڑانے نہیں آئی ہوں میں یہاں یہ بتانے آئی ہوں کہ یہ سیٹ مجھے آپ کے بڑوں نے دی تھی اور میرا ان کے ساتھ کانٹریکٹ ہے، تو جب تک یہ کانٹریکٹ پورا نہیں ہو جاتا ہے تب تک میں اس سیٹ پر کام کروں گی اس کے بعد آپ چاہے جسے مرضی دیجئے گا میری بلا سے۔۔۔۔۔۔۔ اس کی ٹیبل پر جھک کے دونوں ہاتھ رکھتے وہ سکون سے گویا ہوئی تھی جبکہ وہ تو اس کے تیور ہی دیکھ کر حیران رہ گیا تھا

ٹھیک ہے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ جب چاہے دوبار اجوائن کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔ کرسی سے ٹیک لگائے اس نے اس کی جانب دیکھتے سکون سے جواب دیا تھا جبکہ مقابل کے اس طرح دیکھنے پر وہ جزبز ہوئی تھی کیا آپ کو کچھ اور کہنا ہے مس نور لہدی؟؟؟؟؟ اسے چند سیکنڈز دیکھنے کے بعد وہ بولا تھا اور اس کے اس طرح پوچھنے پر وہ سٹیٹائی تھی

"جی نہیں"

مجھے جو کہنا تھا کہہ چکی لیکن میری باتیں اپنے ذہن میں بٹھالیجئے گا۔۔۔۔۔

جو آپ کہیں۔۔۔۔۔ دبی دبی مسکراہٹ سے وہ گویا ہوا تھا اور اس کی مسکراہٹ دیکھتے وہ فوراً سے پہلے باہر کی طرف بڑھی تھی

اور اس کے باہر کی جانب بڑھنے کے بعد اس کے لبوں سے خوبصورت قہقہہ برآمد ہوا تھا

بھائی آپ کو کیا لگتا ہے یہ چھوٹی بات تھی؟؟؟؟؟

ہماری عزت کا سوال تھا اگر بروقت ہمیں برنامتا تو ہماری عزت خاک میں مل جاتی اور ہماری بیٹی تا عمر باپ کی دہلیز پر بیٹھی رہ جاتی۔۔۔۔۔

معزرت کے ساتھ بھائی ہمیں اسفی اور زر مینے کے بابا نے یاد ا جان نے منع نہیں کیا ہے بلکہ یہ ہمارا اپنا فیصلہ ہے جب دل صاف ہو گئے آپ کی طرف سے جب ہی مل لیں گے ورنہ ابھی دلوں میں جو دوریاں آگئی ہیں وہ اتنی جلدی نہیں دور کی جاسکتی ہیں

وقت لگے گا یہ سب بھولنے میں، سنبھلنے میں۔۔۔

ابھی جبرائیل کا بھی غصہ نہیں اتر ہے تو آپ کی ابھی سب معافیاں اور معزرتیں بیکار ہیں۔۔۔۔۔

میں نے کہانا ابھی وقت لگے گا سب بھولنے میں۔۔۔۔ دوسری جنب سے پتا نہیں کیا کہا گیا تھا جب انہوں نے دوبارہ جواب دیا تھا

یہ لیں زرینہ سے بات کر لیں میری طرف سے اللہ حافظ اور زرینہ جب بھی ادھر سے کال آئے تو مجھے مت بلائیے گا میرا اب ان سے کوئی رشتہ یا تعلق نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

سنجیدہ تاثرات سے کہتیں وہ راہداری سے گزرتیں اپنے کمرے کی جانب بڑھیں تھیں جبکہ پیچھے چھوٹی بہن اپنے بھائی کی صفائیاں سن رہیں تھیں



آپ کے فائنلز کب تک ہیں؟؟؟؟؟ اس کی طرف کریم کافی کا مگ بڑھاتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھتے لب کشائی کی تھی

خیریت بابا جان۔۔۔۔ اس کے لیے شکریہ " مگ پکڑا تھا اور اوپر اٹھاتے کہا تھا "

ہمم۔۔۔۔۔ اپنی کافی کا گھونٹ بھرتے بس سر ہلانے پے اکتفا کیا تھا

آلموسٹ جون جلانی میں ہیں۔۔۔۔۔

اور اس کے بعد کیا پلان ہے ؟؟؟؟؟؟

انٹرنشپ کروں گی پھر جاب کچھ عرصہ اور پھر آپ کے ساتھ بزنس۔۔۔۔۔ اور ان سب میں شادی کہیں بھی نہیں تھی

بابا چاہ رہے تھے کہ آپ کے فائنل کے بعد شادی رکھ دی جائے۔۔۔۔۔

منہ کی طرف جاتا مگ درمیان میں رکا تھا وہ جو کچھ اور ایکسپیکٹ کر رہی تھی یہ سن کر ساری کافی کا مزہ جاتا رہا تھا

آپ کیا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ اپنے بالوں کی موٹی لٹ کو کانوں کے پیچھے اڑستے ان کی سنجیدہ انداز میں رائے مانگی تھی

اب صرف آپ کی مرضی اور رائے کی اہمیت ہے ماہ روش۔۔۔۔۔ اس کے چہرے کے مبہم تاثرات کو نوٹ کرتے کہا تھا

ٹھیک ہے بابا مجھے ابھی یہ شادی نہیں کرنی ہے۔۔۔ دو ٹوک انداز اپنایا تھا جس کی وہ عادی تھی

کیا میں وجہ جان سکتا ہوں۔۔۔۔۔ انہوں نے فرینڈلی پوچھا تھا

بابا مجھے ایک چیز ڈسٹرب کر رہی ہے مسلسل اور وہ ہے ان کا مجھ پر "اعتبارنا کرنا" اگر میں باقی سب چیزوں کو اوائیڈ بھی کر دوں تو یہ نہیں کر سکتی ہوں یہ آسان نہیں ہے میرے لیے۔۔۔۔۔ دور خلاؤں میں دیکھتے وہ تکلیف دہ تاثرات کے ساتھ کہہ رہی تھی

مجھے اس سب کو قبول کرنے کے لیے وقت لگے گا کتنا لگے گا میں نہیں جانتی ہوں لیکن مجھے ابھی وقت چاہیے بابا !!!!!!!

اپنی بات مکمل کر کے اس نے باپ کی طرف دیکھا تھا اور ان کے تاثرات سے اندازہ لگانا چاہا تھا کہ کس حد تک وہ قائل ہوئے ہیں

آپ کچھ نہیں کہیں گے ؟؟؟؟؟

میرے بیٹے آپ جو بھی فیصلہ کریں گے اپنے باپ کو ہمیشہ ساتھ پائیں گے مجھے آپ کا فیصلہ قبول ہے۔
"آپ بے فکر رہیں"

اور آپ کی بیگم ؟؟؟؟

انہیں میں ہینڈل کر لوں گا۔۔۔۔۔ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا
پتا ہے پتا ہے کتنا ہینڈل کریں گے آپ ڈرتے جو ہیں ان سے دوبار اپنی جگہ پر سکون سے بیٹھتے کہا تھا
اس نے مذاق اڑایا تھا
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جس کے جواب میں ان کا قہقہہ ابھرا تھا

یہ جو میں آپ سے کہتی ہوں نا کہ ماہ روش ابراہیم خان آپ سے محبت کرتی ہے نرا جھوٹ کہتی ہوں آپ مانا نا کریں میری بات۔۔۔۔۔

جب کہ اب اس کی بے سروپا باتیں شروع ہو چکیں تھیں۔۔۔۔۔

الـجـهـ الـجـهـ بـكـهـرے بـكـهـرے

رـوـز و شـب دیکھے گاکون

لـوگ تـیرا جـرم دیکھیں گے

سب دیکھے گاکون



BEING THE STRING OF YOUR KITE

کیسی ہو ماہ روش؟؟؟؟ فرصت سے بیٹھی وہ اس کا حال پوچھ رہی تھی

(بہت بتمیز، روڈ، ضدی، مغرور، ہٹ دھرم، اکھڑ، اناوالی) ٹھیک ہوں الحمد للہ بولی تو بس یہ ہی

بڑی بے وفانگی نامل کے گئی اور ناہی جا کے کال کی----- جبکہ مجھے تو انتظار ہی رہا اپنے منہ میں

پاپ کارن رکھتے ہوئے

خفیف سا شکوہ کیا تھا اس نے

بس مصروفیت ہی ایسی ہو گئی تھی یونی پھر نانا کی طرف اور بس ان کے ساتھ آؤٹنگ وغیرہ۔۔۔ موبائل کو بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے اپنے اوپر کمبل کھینچا تھا

یہ بھی خوب کہی تم نے۔۔۔۔۔

ویسے تم نے زرینے گل کی شادی کی اسنیپس دیکھ لیں؟؟؟؟ پریشہ نے پوچھا تھا

اونہوں اس نے دائیں بائیں میں سر ہلایا تھا

اچھا ٹھہرو میرا لیپ ٹاپ تو ہاسٹل ہے میں لالہ کالے کے آتی ہوں۔۔۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے ان کی اسفندیار خان کے فلیٹ سے واپسی ہوئی تھی نکاح کے بعد اور سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں سونے چلے گئے تھے اور پریشہ نے ماہ روش کے ساتھ ٹھہرنے کی فرمائش کی تھی صبح ویسے بھی سب نے چلے جانا تھا جانا تو وہ رات کو چاہتے تھے لیکن ابراہیم اور ان کی بیگم کے اصرار پر انہیں رکنپڑا تھا

میں لے آئی یہ دیکھو۔۔۔۔۔ اپنے خیالات میں گم تھی جب پریشہ کی آواز آئی تھی اور اس کے ساتھ ہی جڑ کے بیٹھ گئی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سب کی تصویریں دیکھتے آخر میں ان کی تھی جن میں اس کے چہرے کے تاثرات تو سپاٹ تھے جبکہ جبرائیل خان کے چہرے پر بھی بلا کی سنجیدگی تھی

یار تم اور لالہ تو ایسے ایک دوسرے سے روٹھے کھڑے ہو جیسے پتا نہیں تیسری جنگ عظیم ہوئی ہو آپ لوگوں کے درمیان۔۔۔۔۔

انہی احساسات سمیت جب وہ کمرے میں داخل ہوا تھا جو کمرے کی حالت دے دیکھ کر شذر رہ گیا تھا

کیا ہوا ہے جلدی بتاؤ۔۔۔ ایک ہاتھ سے موبائل کو کان کے ساتھ لگائے گاڑی کا موڑ کاٹا تھا۔۔۔

دوسری جانب سے نا جانے کیا کہا گیا تھا اس کے ماتھے پر سلوٹیں ابھری تھیں

تم کہاں ہو اس وقت۔۔۔؟؟ وقفے سے اس نے یوچھا تھا

میں ہاٹل میں ہوں۔۔۔

ٹھیک ہے میں آدھے گھنٹے تک پہنچنے کی کوشش کروں گا تم وہیں رکو۔ اس نے پریشانی سے کہتے موبائل ڈیش بورڈ پر اچھالا تھا اور اسی وقت سامنے سے ٹریفک وارڈن نے اسے رکنے کا اشارہ کیا تھا موبائل فون کی

وجہ سے اس پر چالان کاٹا جا رہا تھا چونکہ اس کی غلطی تھی اس لیے اس نے خاموشی سے ساری کارروائی برداشت کی تھی لیکن اس کا پارہ ہائی ہو رہا تھا جبکہ اسے جلدی پہنچنا تھا اور ٹریفک وارڈن کی وجہ سے اسے دیر ہو رہی تھی

خدا خدا کر کے اس کی پندرہ منٹ بعد جان چھوٹی تھی اور خشکیوں نگاہوں سے گھورتے وہ گاڑی کی طرف پلٹا تھا اور منزل کی جانب رواں دواں تھا

مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے چاچو سے اجازت لے چکا ہوں باہر آ جاؤ؟؟؟؟؟
اس کے میسج پو وہ کشمکش کا شکار تھی جائے یا نا جائے؟؟؟؟؟

BEING THE STRING OF YOUR KITE

چاند کی روشنی کھڑکی سے چھن کے آرہی تھی، ہر طرف ہو کا عالم تھا، کچھ لوگ نیند کی وادیوں میں گم خوابوں کے جہان کی سیر کو تھے، چند ایک اشرف المخلوقات میں سے اس کی پیدا کردہ سخت زمین سے ماتھے ٹکائے اپنے گناہوں کی معافی کے طلبگار تھے تو کوئی اپنی خواہشات کے پورا ہونا کا طالب، کچھ عاجزی سے اس کی محبت کا اظہار اس کے کلام کو خراج پیشکر کے کر رہے تھے تو کچھ نفسا نفسی کے دور میں دولت کو سمیٹنے کی دوڑ میں غرق ہو رہے تھے، کچھ بھوک کے مارے کہ نوالوں کے طالب شکوے کیے جا رہے

تھے، کچھ اپنے نفس کے پیچھے تو کئیں ایک رات کے اندھیرے میں نیکیاں کمارہے تھے، اور ان کروڑوں کی مخلوقات میں ایک وہ تھا جو اس نیم اندھیرے میں جب چاند اپنے آخری دنوں میں تھا اپنا چکر مکمل کرنے کو تھا یا صرف دھوکا دے رہا تھا وہ سخت زمین سے ماتھا رگڑ رہا تھا کس لیے صرف اسی ذات گرامی کی خوشنودی، چاہ، محبت، نظر کرم، عنایات، رحمتوں، برکتوں کا طالب صرف اسی کا خاص بندہ جو اس کا بن کے بیٹھا تھا اس سے مانگ رہا تھا، اس کا زکر کر رہا تھا، ہلکے آنسو چہرہ بھگوئے ٹھوڑی سے ٹپک رہے تھے اور یہ کہیں اور کسی اور دنیا میں موتی بن رہے تھے صاف، شفاف، خوبصورت، قیمتی موتی، روبی اور لال سے بھی قیمتی، اور ان کی قیمت لکھی جا چکی تھی کسی اور دنیا میں اداہونی تھی شاید ادھر بھی مل جائے لیکن کیا اتنی جلدی اتنی آسانی سے مل جانا تھا، کیا اسے پانے کا ہر حق ادا ہو گیا تھا، کیا سارے فرائض انجام کو پہنچ چکے تھے کہ اتنی آسانی سے مل جاتا۔۔۔۔۔

اور کیا واقعی وہ ہلکے تھے اتنے ہلکے کے بغیر قیمت کے رہتے۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے چاچو سے اجازت لے چکا ہوں باہر آ جاؤ؟؟؟؟؟

اس کے میسج پو وہ کشمکش کا شکار تھی جائے یا نانا جائے؟؟؟؟؟

وہ کبھی ناجاتی اگر اس نے اسے آپ ناکہا ہوتا۔۔۔ بعض اوقات ہمیں کسی کے احترام سے بلانے کی عادت ہو جاتی ہے بلا وجہ ہی اگر وہ ہماری زندگی میں اہمیت نا بھی رکھتے ہوں

یونیورسٹی کے گیٹ سے باہر نکلی تو وہ سامنے ہی اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا وائٹ کلر کے کرتا شلوار میں ملبوس اور کندھوں پر چادر رکھے، برینڈڈ گھڑی پہنے، بالوں کو جیل سے ٹکائے، سرخ و سپید رنگت کا مالک اس وقت مرکز نگاہ بنا ہوا تھا جو بھی گزرتا ایک دفع رک کے ضرور دیکھتا یقیناً اللہ نے اسے فرصت میں بنایا تھا لیکن وہ ان سب سے بے نیاز کھڑا تھا جیسے یہ سب معمول کی بات ہو۔۔۔۔۔، ان سب باتوں اور چیزوں سے فرق نا پڑتا ہو

قدم قدم چلتی ریڈ ٹاپ کے ساتھ بلیک جینز پہنے وہ اس کے قریب آئی تھی اور وہ اسے اپنی جانب بڑھتے دیکھ چکا تھا تبھی اس کے لیے

دروازا کھولا تھا اور وہ شان بے نیازی سے بیٹھی تھی جیسے اس کے لیے بھی معمول کی بات ہو اس پروٹوکول کی۔۔۔۔۔

اس کے بیٹھنے پر وہ گاڑی کا دروازہ بند کر تا دوسری جانب سے آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا اور اسے سامنے رستے پر ڈالا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE
گاڑی میں مکمل خاموشی تھی جب اس نے ایک ریسٹورنٹ کے سامنے روکی تھی جو اپنی ریپوٹیشن کے لحاظ سے اسلام آباد کا مشہور ریسٹورنٹ تھا اس وقت لوگوں کا رش بڑھ رہا تھا آہستہ آہستہ جب وہ اسے ساتھ لیے فیملی کین کی طرف بڑھا تھا اور کھانا آرڈر کیا تھا جو اس کی پسند کا تھا وہ مسلسل اس کی خاموشی دیکھ اور پڑھ رہی تھی جب وہ گویا ہوا تھا

ویٹر کے آنے اور کھانا رکھنے تک وہ خاموش ہوا تھا جبکہ وہ گھونٹ گھونٹ پانی پیتی اس کے چہرے کے تاثرات پڑھ رہی تھی، اتار چڑھاؤ کو باریکی سے دیکھ رہی تھی

آپ کی ناراضگی سے میں بخوبی واقف ہوں۔۔۔۔

مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی ہے جبرائیل خان صاحب۔۔۔۔۔ اس کے مزید بولنے سے قبل ہی وہ بول اٹھی تھی، کافی غور و فکر کے بعد وہ اس پوائنٹ پر پہنچی تھی کہ وہ اسی بارے میں ہی بات کرے گا

لیکن میں کرنا چاہتا ہوں اس بارے میں بھی اور باقی معاملات میں بھی۔ آگے ٹیبل کی طرف جھکتے اس نے کہا تھا

میں بھی آپ کو بتا چکی ہوں کہ مجھے اس بارے میں یا کسی بھی بارے میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنی ہے، اسی کی طرح، آگے کی طرف جھک کے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بنا خوف کے وہ گویا ہوئی تھی، چیلنج کرتی نگاہوں سے

آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ مجھے کہیں گے کہ آپ بھی اس نکاح کی خبر سے ناواقف تھے تو میں یقین کر لوں گی۔۔۔۔۔ کھانے کی پلیٹ کو پیچھے کھسکھاتے ہوئے خود کرسی سے ٹیک لگائے طنزیہ نگاہوں سے گویا ہوئی تھی

میں اس بات سے بخوبی واقف ہوں سردار صاحب کہ داجان آپ سے پوچھے بغیر کبھی فیصلہ نہیں کرتے ہیں۔۔۔۔۔ چبھتی نگاہیں اس پر مرکوز تھیں

اور ماہ روش ابراہیم خان کے اس انداز نے اسے چونکایا تھا جتنا وہ ایزی لے رہا تھا اس بات کو وہ اتنی ہی پیچیدہ تھی، وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو ملاحظہ کر رہا تھا جب وہ دوبار ابولی تھی

مجھے اب آپ سب لوگوں کی ان سب فضول کی وضاحتوں سے فرق نہیں پڑتا ہے۔۔۔ اس کے انداز پر اس کے ماتھے کی سلوٹوں میں اضافہ ہوا تھا

جتنا اس نے سوچا تھا وہ اس سے زیادہ ضدی تھی، ہٹ دھرم کسی کی ناسننے والی اپنی کرنے والی، اکھڑ بھی اور بتمیز بھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہر دفع اسے ایک نئے روپ میں ملتی تھی

مجھے اب جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی مختصر باتوں کے جواب میں اس کی مسلسل خاموش دیکھ کر اکتا کے بولی تھی

اوکے سپاٹ تاثرات سے کہتے وہ والٹ سے چند نوٹ نکال کے ٹیبل پر رکھتے کسبن کا دروازہ کھولے باہر نکلا تھا اور اس کے پیچھے وہ شان بے نیازی سے چلتی آرہی تھی

انہی احساسات سمیت جب وہ کمرے میں داخل ہوا تھا جو کمرے کی حالت دے دیکھ کر شذر رہ گیا تھا

نور!!!!!! کرچیوں سے بچتا بچا تا وہ اس کی جانب بڑھا تھا جس جوڑے سے لٹیں نکل کے بکھری ہوئیں تھیں
اس کے پاس پنجنوں کے بل بیٹھا تھا

دوبارہ اسے نرمی سے پکارتا تھا اور جواب نہ دے، اب کی بار جھجھکتے ہوئے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتا تھا جس کا دوسری آواز پر ہلتا وجود ساکن ہو چکا تھا اور اس کے ہاتھ پکڑنے پر جھٹکے سے سر اٹھایا تھا اور خون آشام نظروں سے گھورا تھا

روئی روئی سرخ آنکھیں، سرخ ناک، لرزتے ہونٹ اور مٹا مٹا میک اپ اس کے دو آتشہ حسن میں اضافہ کر رہا تھا جبکہ وائیٹ میکسی کا بھاری کامدار دوپٹہ دائیں بازو پر جھول رہا تھا اور جھٹکے لگنے سے وہ بھی زمین بوس ہو گیا تھا

اس کی حالت دیکھ کر وہ متحوش ہوا تھا۔۔۔

نور لہدی کیا ہوا ہے بتاؤ تو صحیح!!!! ایک بار پھر نرمی سے استفسار کیا تھا۔

دور رہو مجھ سے خبردار میرے پاس آنے کی کوشش کی یا مجھ سے بات کرنے کی، نفرت ہے مجھے تم سے شدید نفرت۔۔۔۔۔ اس کی جانب دیکھتی وہ پھنکاری تھی

جبکہ اتنے شدید ری ایکشن پر وہ بھی ششدر رہ گیا تھا

تم سے ہے شادی صرف اور صرف میرے باپ کی خواہش تھی، اگر تم دنیا کے آخری مرد بھی ٹھہرتے تو نور لہدی مراد تم سے شادی سے پہلے مرنے کو ترجیح دیتی لیکن قسمت کی ستم ظریفی دیکھئے اسی ناپسندیدہ شخصیت کو پوری زندگی کے لیے پلے باندھ دیا ہے۔۔۔۔۔ خود پر ہنستی وہ اٹھی تھی

اور اس کے ساتھ وہ بھی اٹھا تھا اور اس کے بالکل قریب کھڑا ہوا تھا

کیا میں اس سب کی وجہ جان سکتا ہوں؟؟؟؟

تم ایک گھٹیا اور بے شرم انسان ہو جو اپنی غلطی بلکہ اپنا گناہ جانتے ہوئے بھی انجان بن رہا ہے اور اب اپنے ضمیر کی عدالت میں سرخرو ہونا چاہتے ہو مجھ سے شادی کر کے۔۔ اس کے سینے پر انگلی سے دستک دیتے کہا تھا اور اس کے سخت الفاظ پر اس کی رگیں تنی تھیں جبکہ ضبط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا

نور لہدی اسفندیار یار خان ایک بات ذہن میں بٹھالو کہ اسفندیار خان چھپ کے وار کرنے والوں میں سے نہیں ہے بلکہ وہ ڈٹ کے سامنے سے وار کرنے والوں میں سے ہے اور اگر بالفرض تمہاری پچھلی شادی میری وجہ سے ٹوٹی ہے بھی تو اس سب میس کے بعد مجھے فوراً منظر عام پر آ جانا چاہیے تھا، اگر نہیں آیا تھا تو کدھر تھا میں کیا یہ کبھی سوچا ہے تم نے؟؟؟؟؟ نہیں نا تو اب سوچو کیونکہ پہلی اور آخری دفعہ پوری ایمانداری سے بتا رہا ہوں کہ اس سب میں میرا کوئی ہاتھ نہیں تھا اور نا وہ سب کچھ میں نے کروایا ہے جبکہ اتنی تو تم سمجھا رہے ہو ہی کہ اپنے ارد گرد ہونے والے واقعات کو سمجھو اور اپنے اصلی مجرم کو ڈھونڈو، اور رہی تم سے شادی کی بات تو اس کا جواب میں تمہیں جب ہی دوں گا جب تم بخوبی جان جاؤ گی کہ اصلی گنہگار کون ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

واؤ گریٹ دی اسفندیار خان تمہیں کیا لگتا ہے کہ تمہاری اس سٹوڈنٹسٹوری پر میں یقین کر لوں گی اور تمہیں معاف کر کے تمہارے ساتھ پیپی لائف شروع کر لوں گی، اگر ایسا ہے تو تم ایک بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہو، تمہیں کیا لگتا ہے کہ یہ کوئی ناول یا ڈرامے کی سٹوری ہے جس کے اینڈ پر سب اچھا ہو گا، ہاں بتاؤ تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔۔ بات کے آخر میں پوچھتی وہ جنونی ہو رہی تھی اس کا سانس پھول رہا تھا، ہونٹ لرز رہے تھے غصے کی زیادتی سے کل صبح کا کھانا کھایا ہوا تھا جبکہ آج سوائے پانی کے کسی اور چیز کو اس نے منہ بھی نہیں لگایا تھا اسی وجہ سے اسے ویکینس ہو رہی تھی اور چکر آرہے تھے

اپنا سر پکڑے وہ ادھر ہی دوبار ایڈ کی یاننتی کے قریب قالین پر بیٹھی

مجھے اکیلا چھوڑ دو جاؤ جاؤ مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی ہے، میں کہہ رہی ہوں جاؤ نکل جاؤ یہاں سے
----- اسے وہیں اپنے سامنے پریشان نظروں سے ایستادہ دیکھ کر وہ آٹ آف کنٹرول ہو رہی
تھی جبکہ اس کی حالت کے پیشِ نظر وہ خاموش اور پریشان نظروں سے دیکھتا باہر کی جانب بڑھتا تھا اور اگر
چند منٹ مزید وہ وہیں کھڑے رہتا تو یقیناً اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو جاتا کافی وقت باہر گزارنے کے بعد
وہ اندر آیا تھا اور اسے بیڈ سے ہی ٹیک لگائے ڈوتے دیکھ کر اس کے اوپر کمبل پھیلا یا تھا اور ہیٹر آن کیا تھا،
خاموشی سے ساری چیزیں سمیٹی تھیں اور خاموشی سے چینیج کر کے دوسرے کمرے میں آگیا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

لالہ یہ لوگ زمین کا دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ زمین ان کی ہے اور یہ اس ہوٹل کو گرا کر کچھ اور بنانا چاہتے ہیں یہاں جبکہ اسے گرانے کے لیے اپنے ساتھ مزدور بھی لے آئے ہیں۔۔۔۔۔۔ جبرائیل خان جب

وادی میں پہنچا تھا تو ار ترضیٰ خان نے اسے پریشانی صورتحال بتائی تھی جبکہ وہ ان کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا جبرائیل کے آنے سے قبل

کیا آپ کے پاس اس پر اپرٹی کے لیگل ڈاکیومنٹس ہیں؟؟؟؟؟ اپنے کہنیوں تک بازو حسب عادت فولڈ کرتے سنجیدہ انداز میں ان کی جانب متوجہ ہوا تھا

ہاں سردار سائیں تب ہی ہم یہاں موجود ہیں اور ہم تمہارے اس ہوٹل کو گرا کر اپنا یہاں کام شروع کروانا چاہتے ہیں اس لیے براہ کرم ہمیں ہمارا کام کرنے دو، ارے اولڈ کو چلو ساراساماں باہر اٹھا کے پھینکو اندر سے۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی لمبی لمبی مونچھوں کو تاؤ دیتے اس نے اپنے کارندوں کو اشارہ کیا تھا

ایک منٹ خبردار اگر کوئی بھی آگے بڑھا تو اپنی ٹانگوں پر سلامت نہیں جاسکے گا، کیا تمہیں بات سمجھ نہیں آرہی ہے پہلے ہمیں کاغذ دکھاؤ اس پر اپرٹی کے اور ار ترضیٰ کو بھی اس پر اپرٹی کے لیگل پیپرزلانے کے لیے اشارہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔ ایک گھوری سے مزدوروں کو نوازتے وہ مونچھوں کو تاؤ دیتے یسین صابر کی طرف مڑا تھا

یہ لوسائیں ہم نے بھی کچی گولیاں نہیں کھائی ہیں۔ ایک فائل اس کی جانب بڑھائی تھی جس میں اس زمیں کے ڈاکیومنٹس موجود تھے جو ہو بہو ان کے پاس اصلی زمین کے ڈاکیومنٹس کی طرح کے تھے، جسے دیکھ کر دونوں پارٹیوں نے خوب ہنگامہ کیا تھا اور بالآخر یہ طے پایا تھا کہ اب اس کا فیصلہ کورٹ ہی کرے گا جب دونوں کے پیپر ز ہی ایک جیسے نکل آئے تھے اور رات گئے وہ حویلی کی جانب لوٹے تھے

اب پھر کیا کریں گے!!!!!! داجان نے اس سے اگلا لائحہ عمل پوچھا تھا

صبح ناشتے کی میز پر وہ اپنے اصلی حلیے میں واپس آچکی تھی رات اسفندیار کے کمرے میں آنے اور سارا بکھیڑا سمیٹنے سے وہ بے خبر ہی رہی تھی اور ابھی تک اٹھنے کے بعد بھی اس کی اسفندیار سے کوئی بھی ملاقات نہیں ہوئی تھی جبکہ ابھی حیات ابا کے ساتھ اس کا ناشتہ لے کے آئی تھی اور چاچو کے گھر سے پریسہ کے ساتھ ماہ روش بھی تھی جبکہ حمزہ آج کل کسی ہسپتال میں نوکری ڈھونڈنے کے چکر میں تھا اسی وجہ سے اس کی ملاقات پریسہ سے نہیں ہو سکی تھی

آپی یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے پہلے دن ہی اچھے کپڑے تو پہنیں کم از کم، ناشتے کے بعد حیات نے اسے سادہ سی شلوار قمیص میں دیکھ کر کہا تھا سامنے والے صوفے پر اسفندیار خان مراد صاحب کے ساتھ بیٹھا تھا جبکہ حیات اپنی بہن کے ساتھ اور پریسہ کے ساتھ ماہ روش کچن میں تھی جب حیات اس کے سادہ لباس کو دیکھتے گویا ہوئی تھی

آئیں آپ میرے ساتھ چلیج کریں کچھ اچھا پہنیں حد کرتیں ہیں آپ بھی، باہر آپ کی نندیں بھی ہیں کیا سوچیں گی کہ کیسی بھابھی ملی ہے۔۔۔۔۔ اسے اپنے ساتھ گھسیٹے لائی تھی

دیکھو نور میں چاہتا ہوں تم نارمل بیسیو کرو، چیزوں کو دیکھو سمجھو اور پھر میرے بارے میں میرے حق میں
یا میرے خلاف فیصلہ کرو۔۔۔۔

جو پرانی نور لہدی تھی وہ ایسی تو نہیں تھی وہ تو دبنگ قسم کی تھی، اپنی یونیورسٹی کی ڈیپارٹمنٹ، کسی سے ناڈرنے
والی، اپنے بل بوتے پر سب کچھ کرنے والی میں اسی نور لہدی کو واپس لانا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں وہ
نور لہدی واپس آئے اور اپنے گول اچیو کرے ناکہ اپنی غلطی ناہونے کے باوجود تسلیم کرے۔۔۔۔ اس
کا ہاتھ پکڑے آہستہ آہستہ سہلاتے وہ نرمی سے بول رہا تھا جبکہ اس کے الفاظ پر اس کی آنکھوں سے پانی گر
رہا تھا

ٹپ ٹپ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ سب میں ایک دوست کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں میں تمہیں ویسی ہی دیکھنا چاہتا ہوں جیسی تم ہمیشہ سے
تھی

وہ تو مر گئی اسے تم نے، تمہارے ان خطوط نے، اور لوگوں کے نشر و نثر نے مار دیا اس کے سب خواب نوچ
ڈالے، اسے بدکردار بنا ڈالا وہ تو مر گئی تھی اسی دن اپنی ماں کی میت کے ساتھ اور باپ کی معزوری کے
ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکالتے اپنی آنکھوں کو صاف کرتے، اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ
گویا ہوئی تھی سکون سے۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے تکلیف دہ تاثرات اسے بی تکلیف پہنچا رہے تھے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ظاہر ہو رہی تھی

اسی لیے تو کہہ رہا ہوں واپس آؤ اپنے اصلی روپ میں (روپ تو ایسے کہہ رہا تھا جیسے وہ کوئی ناگن ہو اور جس نے اپنا روپ بدلہ ہو) لوگ صرف ہمیں ڈرانا چاہتے ہیں، خود سے آگے نکلتا ہمیں دیکھ نہیں سکتے ہیں اسی لیے وہ تاک میں رہتے ہیں کہ انہیں ہماری کوئی کمزوری ملے اور وہ تاک کے نشانہ لگائیں اور ہمیں ریزہ ریزہ کر دیں، جب کہ جو لوگ مضبوط ہوتے ہیں وہ ان سب کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔

سخت الفاظ سننے کے بعد بھی وہ اسی کے ساتھ بیٹھے اسے سمجھا رہا تھا، اس کی پریشانی میں پریشان تھا کیوں کر رہا تھا وہ ایسے؟؟؟؟

میں اب مضبوط نہیں ہوں!!!!!! کیونکہ میری بیک مضبوط نہیں ہے، میرا باپ معزور ہے میری ایک بہن ہے جس کو میری وجہ سے باتیں سننی پڑی ہیں، اسی لیے میں مضبوط نہیں ہوں نہیں۔۔۔۔۔

نمی گھلی آوازیں کہا تھا
لیکن تم مضبوط بن سکتی ہو میں ہوں نا تمہاری بیک کوئی تم پر انگلی نہیں اٹھا سکے گا، حیات میری بہن ہے، تمہارے بابا میرے بھی ہیں وہ میری زمہ داری ہیں کوئی بھی تمہاری طرف آنکھ اٹھانے سے پہلے سودنغ سوچے گا، اس نے امید بھری نظروں سے دیکھا تھا

اور تم کیوں ایسا کرنا چاہو گے؟؟؟؟ وہ ابھی بھی شک میں تھی شش و پنج کا شکار

کیونکہ میں تمہارا دوست بننا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ معصوم سی خواہش

میں ابھی بھی تم پر شک کر رہی ہوں، میرا دل تمہاری طرف سے صاف نہیں ہوا ہے، تمہارے لیے ابھی بھی دل میں نفرت ہے کیا اس حال میں بھی مجھ سے دوستی کر لو گے؟؟؟؟ یقین ٹوٹ کر اب شک میں بدل گیا تھا اس کی اتنی وضاحتوں پر

adab@safareadab.com

اور اس کے سامنے ڈرینگ جبکہ بائیں دیوار کے اندر دروازہ تھا جو کہ اٹیچ با تھر روم کا تھا کوٹ اٹھائے باہر
بڑھا تھا اور اپنے کمرے کو لاک کیا تھا

کیا مسئلہ ہے تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے پیچھا کرنے سے اکتا کر بولی تھی
حمزہ مسلسل جاگنگ کرتے اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا اس سے بات کرنے کے لئے اس کی ابھی بھی اس سے
ناراضگی چل رہی تھی
یار بس بھی کر دو کب تک ناراض رہو گی !!!!!!! بالآخر تھک کر وہ اس کے سامنے آیا تھا اچانک اس کے
سامنے آنے پر وہ یک دم رکی تھی اور اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورا تھا
او کے ایک ڈیل کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے جیسے ماہ روش کو لالچ دینا چاہا تھا
آئی ایم ناٹ انٹر سٹڈ راستہ چھوڑو میرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اس کی بودی ڈیلز سے بخوبی واقف تھی اسے راستے سے
ہٹاتے وہ چل دی تھی

سن تولو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک دفع پھر اس کے سامنے آیا تھا
بکو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کی حرکتوں سے اسے تپ چڑھ رہی تھی

وہ اپنی زندگی کی جمع پونجی اس اکلوتی بہن پر لٹا رہا تھا۔۔۔

فرسٹ بیڈ۔۔۔۔۔ اس نے کہا تھا

تم بابا اور ماما کے ساتھ حویلی جا رہے ہو اور دوسری خبر یہ کہ بابا نے تمہارے اکاؤنٹ کھلوادیئے ہیں۔

نور !!!!!!! کہاں ہو

اسے آوازیں دیتا وہ کمرے میں آیا تھا جبکہ خالی کمرہ اس کا منہ چڑا رہا تھا، سٹڈی، واش روم سب خالی تھے، کچن بھی بھاں بھاں کر رہا تھا پھر وہ کچھ سوچتے ہوئے دوسرے کمرے کی جانب آیا تھا یہ فلیٹ دو کمروں، ایک گیسٹ روم، ایک کچن اور لاونج پر مشتمل تھا جو مکمل فرنشڈ تھا۔

لاونج میں صوفے پڑے تھے جبکہ دیواروں پر خوبصورت پینٹنگز آویزاں تھیں، سامنے ہی ایک دیوار گیر ایل ای ڈی نصب تھی جبکہ لاونج کے دائیں جانب کچن تھا جو امریکی اسٹائل میں تھا، اور لاونج کے بائیں جانب کمرے تھے ایک بڑا ماسٹر بیڈ روم تھا جس میں اسفندیار خان کا بسیرا تھا جبکہ ساتھ والے نسبتاً چھوٹے کمرے میں از خود نور لہدی نے اپنا مسکن بنالیا تھا۔۔۔۔۔

ایک ہفتہ ہو گیا تھا ان کی شادی کو اسفندیار تو اسے اگلے دن ہی اپنے ساتھ حویلی لے جانا چاہتا تھا لیکن داجان نے کہا تھا کہ پہلے وہ گھر والوں سے خود بات کر لیں پھر ہی وہ بہو کو گھر لے کر آئے اور آج اسے گرین سگنل مل گیا تھا، کل سے نور لہدی نے بھی دوبارہ آفس جوائن کر لیا تھا اور آج وہ جلدی بھی آگئی تھی

نور لہدی چاہتی تھی کہ وہ لوکل ہی آفس جائے اور یہ بات فلحال مخفی ہی رہے گی کہ وہ دونوں نکاح میں ہیں ایک دوسرے کے جبکہ اسفندیار خان کی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ اس کی بیوی لوکل جائے اور وہ بڑی بڑی گاڑیوں میں الغرض کافی بحث ہوئی تو اسفندیار اس بات پر مانا تھا کہ اگر وہ اس کے ساتھ نہیں جانا

چاہتی تو اسے ڈرائیور کے ساتھ جانا ہو گا، ٹھیک ہے وہ اس بات کو مخفی ہی رکھے گا اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اور یہ فائنل ہے بس۔۔۔۔۔

اس بات ہر کل سے اس کی بات چیت بند تھی پہلے جو ہلکی پھلکی بات ہو جاتی تھی وہ اس سے گیا تھا یوں تو وہ خود ہی کو گنگ کرتا تھا جب بھی ادھر ہوتا لیکن اب نور لہدی کی وجہ سے مسلسل باہر سے کھانا آرہا تھا یا ایک آدھ دفعہ ساتھ والی آنٹی نے بھیج دیا تھا جبکہ نور لہدی کو گنگ میں کوری تھی اور وہ باہر کا کھانا کھا کھا کر تھک گیا تھا

کہاں ہو یار کب سے آوازیں دیے جارہا ہوں، نامسیج کارپیلے ناکال ریسو کر رہی ہو۔۔۔۔۔ اسے اپنے کمرے کے ٹیرس پر کھڑے دیکھ اس کی سانس بحال ہوئی تھی

اور اسفندیار خان کو اپنے کمرے کی دہلیز پر کھڑے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں ناگواری ابھری تھی جبکہ بولی کچھ بھی نہیں تھی

تم تیار کیوں نہیں ہوئی!!!!!! اپنی بات کے جواب میں خاموشی دیکھ کر وہ دوبارہ گویا ہوا تھا اور چند قدموں کا فاصلہ طے کیے اس کے پاس آیا تھا

مجھے تمہارے ساتھ کہیں نہیں جانا ہے۔۔۔۔۔ اسے جواب دیتے وہ نیچے دیکھنے لگ گئی جدھر بچے کھیل رہے تھے

یار پلیرز میرا موڈ بہت اچھا ہے میں اسے سپائل نہیں کرنا چاہتا ہوں تیار ہو جاؤ تم، پہلے ہم بابا کی طرف چلیں گے اور پھر حویلی ٹائم کم ہے بابا نے ہمیں کھانے پر بلایا ہے۔۔۔۔۔ اسے آرڈر دیے وہ وہاں سے نکلا تھا جب کہ وہ اندر ہی اندر ڈھیر سارا چیخنی تھی

-----+ + + + +-----

بھولا کچھ نہیں خالہ بس کچھ مصروفیات تھیں، کمپنی کی، وادی کی اور بھی بہت سے ادھر سے کام ہیں جن کے پیچھے لگا ہوں جو زرینے گل کی شادی کی وجہ سے پنینڈنگ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا تم کہتے ہو تو مان لیتی ہوں۔ ویسے یہ بتاؤ ماہ روش کیسی ہے؟؟؟ کہیں اس سے ملنے کے کام تو نہیں ہیں
۔۔۔ اسے فائل پکڑاتے وہ شرارت سے گویا ہونیں تھیں

اچھی ہی ہوں گیس، ان کے علاوہ بھی کئیں کام ہیں، آپ فائل دے دیں مجھے پریسہ کو پہنچانی ہے، ویسے
ایک بات بتاؤں آپ کو وہ گرین چلی ہے۔۔۔ فائل کو دائیں ہاتھ میں منتقل کرتے وہ کہتے باہر بڑھا تھا جب
اس کی خالہ کی آواز نے اسے روکا تھا

اونہوں جبرائیل وہ بیوی ہے تمھاری اسے محبت سے قابو کرو گے تو ہوگی، اللہ نے عورت کو مرد کی پسلی
سے پیدا کیا ہے جو کہ ٹیڑھی ہوتی ہے، اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر
محبت سے پیار اسے اس کی خوبیوں اور خامیوں سمیت قبول کرو گے تو عورت اس مرد پر اپنا سب کچھ وار
دیتی ہے جو اسے خوبیوں اور خامیوں سمیت قبول کرتا ہے۔۔۔۔۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے
ایک نئی راہ دکھائی تھی جبکہ ان کی انداز پر اس کا تبسم ابھرا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

جبرائیل خان کے گھر سے جانے کے بعد داجان نے سب گھر والوں کو اسفندیار کے نکاح کے بارے میں بتا
دیا تھا، اور یہ بھی کہا تھا کہ آج وہ اپنی بیوی کے ساتھ حویل آرہا تھا۔ ان کے اس فیصلے پر عورتوں نے ایک
دفع شکوہ تو کیا تھا لیکن داجان کے سمجھانے پر وہ خاموش ہو گئیں تھیں

آج حویلی میں اسفندیار خان اور اس کی بیوی کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی تھیں، انواع و اقسام کے کھانے پکائے جا رہے تھے، حویلی کو سجایا جا رہا تھا موسم کے بدلنے کے لحاظ سے کپڑوں کے انبار بھی لگے ہوئے تھے

اسفندیار خان کے ساتھ ابراہیم خان کی فیملی کو بھی انوائٹ کیا گیا تھا جبکہ اس انویٹیشن پر ماہ روش نے تو صاف انکار کر دیا تھا اور اپنے نانا کے ہاں چلی گئی تھی جبکہ ابراہیم کی فیملی اور اسفندیار لوگوں کا قافلہ اکٹھا وادی نیلم کی جانب روانہ ہوا تھا

نانا اس وقت اسے اپنے سامنے بٹھائے اس کے بالوں کو تیل لگا رہے تھے اور وہ ان کی باتیں سن رہی تھی ساتھ ساتھ۔۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE
نانا آپ کا دل نہیں کرتا ہے کہ آپ کی شہرت ہو لوگ آپ کو جانیں کہ یہ ہیں وہ پروفیسر جن کی لندن کے پبلشنگ ہاؤس سے تیسری کتاب پبلش ہوئی ہے جو کہ اب ٹوٹل اکیس کتابوں کے مصنف ہیں جو مختلف مصنوعات پر لکھی گئیں ہیں۔۔۔۔۔

لوگوں کے جاننے سے کیا ہوتا ہے ماہی۔۔۔۔۔ اس کے بالوں کی جڑوں کو اچھی طرح تیل لگاتے وہ اس سے سوال پوچھ رہے تھے

پر وٹو کول ملتا ہے، عزت ہوتی ہے، لوگ عرصہ دراز تک یاد رکھتے ہیں، شہرت حاصل ہوتی ہے۔۔۔۔۔ وہ جیسے الفاظ چن چن کے بول رہی تھی

اور ان سب سے کیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟؟ اس کے بالوں کو اب جوڑے میں لپیٹتے جو کہ اب کمر تک جا رہے تھے وہ نرم سی مسکراہٹ سے گویا ہوئے تھے

ہم ان سب سے انسان فخر محسوس کرتا ہے۔۔۔ سوچ کے بولتے ان کے قدموں کے درمیان سے اٹھ کر وہ ان کے ساتھ صوفے پر بیٹھی تھی

اور فخر کے بعد جب شہرت ملتی ہے تب کیا محسوس ہوتا ہے؟؟؟؟ انہوں نے سوالیہ ابرو اٹھائی تھی شاید "تکبر"۔ اس کے جواب پر تبسم بکھرا تھا

وہ جیسے اسی پوائنٹ پر پہنچنا چاہتے تھے
"تکبر" یہ ہے وہ چیز جس سے اللہ نے بچنے کا حکم دیا ہے، جو اسے سخت ناپسند ہے۔۔۔۔۔

اگر اس نے اس سے منع کیا ہے تو اس کی کوئی لاجب بھی دی ہو گی ناک کیوں ماہی!!!! انہوں نے جیسے اس سے رائے لی تھی اور اس نے سر ہلایا تھا اثبات میں

جب انسان شہرت حاصل کرتا ہے تو اسے پزیرائی ملتی ہے، جب وہ مسلسل پزیرائی حاصل کرتا ہے تب وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے، پھر وہ چاہتا ہے کہ لوگ ہمیشہ اس کی پزیرائی کریں جس سے اس میں خود پسندی پیدا ہوتی ہے جو غرور اور تکبر کی پہلی سیڑھی ہے اور جب انسان اس سیڑھی پر قدم رکھتا ہے تو وہ بس اس سے اگلے سٹیپ چڑھنا چاہتا ہے اور اس کے لیے اسے چاہے اپنی واہ واہ کے لیے کچھ غلط ہی نا کرنا پڑے

---- اور اس تمام صورتحال کی وجہ سے انسان اللہ سے دور ہو جاتا ہے اور وہ سفر جو اسے راضی کرنے کے لیے اٹھایا جاتا ہے وہ اس سے دور کر دیتا ہے اور پھر بے چینی، اضطراب، پریشانیاں رستہ دیکھ لیتی ہیں کیا اس سے واپسی ممکن نہیں ہوتی ہے؟؟؟؟؟ وہ اپنے پہلے سوال کو بھول بھال کے واپسی کے بارے میں پوچھ رہی تھی

ہے میرے بچے واپسی ہے ----- وہ حلاوت سے گویا ہوئے تھے

کیسے نانا؟؟؟؟ اس کی بے تابی عروج پر تھی

صرف "توبہ"

اگر انسان بروقت توبہ کر لے تو معافی بھی مل جاتی ہے اور واپسی کا رستہ بھی کھل جاتا ہے لیکن توبہ سچی ہونی چاہئے ہے----

سر آپ کے مہمان آئے ہیں انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھایا ہے----- اسی وقت باوردی خلیل بھائی آئے تھے اور ان کے مہمانوں کی اطلاع دی تھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ ماہی کے ساتھ یونیورسٹی سے لوٹے تھے اور لنچ کے بعد فری ہوئے تھے، پھر پانچ بجے کے بعد ان کے دوستوں کا تانتا بندھا رہتا تھا کسی نا کسی حوالے سے جو ان سے دل کا حال کہنے، مشورہ لینے، اور اپنا دل ہلکا کرنے آتے تھے اور وہ بھی پورے خلوص اور محبت سے انہیں وقت دیتے تھے کچھ لوگ ہوتے ہیں ناجو خوشبو کی طرح ہوتے ہیں

اپنے دوستوں کے ساتھ وہ یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں بیٹھی تھی جب ان کے گروپ کے جاسم نے آکر بتایا تھا کہ مڈز کے پیپرز کے بعد ان کو پراجیکٹ کے سلسلے میں پہاڑی علاقے وزٹ کرنے ہیں ہر کوئی اپنی مرضی کے سنجیشن دے رہا تھا جب وہ اٹھی تھی

کرن یار جو بھی فائنل ہو ابتدا دینا مجھے میں تھک گئی ہوں اور سر میں درد ہو دہا ہے پلیز۔۔۔

ہاں ہاں تم جاؤ ریسٹ کرو بتا دوں گی۔۔۔۔

اپنے بیگ کو کندھے پر لٹکائے ایک بازو پر کوٹ کوٹکائے اور دوسرے سے ہاتھوں کی انگلیاں پیش کرتے وہ نانا کا نمبر ملا رہی تھی۔۔۔

نانا کب فری ہوں گے آپ؟؟؟؟؟

اچھا میں پھر جا رہی ہوں لنچ آپ کے ساتھ ہی کروں گی جب آپ آئیں گے واپس۔۔۔

دوسری جانب سے ناجانے کیا کہا گیا تھا تو اس نے ہاں کہتے فون کو بند کرتے جینز کی پاکٹ میں ڈالا تھا اور پارکنگ کی جانب بڑھی تھی شان بے نیازی سے، چلتے چلتے اس کی نظر ایک آدمی پر پڑی جس پر اسے جبرائیل خان کا گمان ہوا تھا اس کی بیک سائیڈ تھی اس کی جانب قد بھی اتنا ہی تھا، بالوں کا کلر بھی اور شاہانہ چلنے کا انداز بھی لیکن وہ پینٹ کوٹ میں ملبوس جبکہ جبرائیل خان کو ہمیشہ اس نے شلوار قمیص میں ملبوس پایا تھا

وہ کیوں اسے دیکھ رہی تھی اففف خود کو سرزنش کرتی اپنی چمچاتی گاڑی کی جانب بڑھی تھی برے منہ کے ساتھ اور برے تاثرات سے

.....

ہوا تو کچھ بھی نہیں

بس تھوڑے سے مان ٹوٹے ہیں

تھوڑے سے لوگ بچھڑے ہیں

ہوا تو یوں کچھ بھی نہیں

بس تھوڑی سی نیندیں اڑ گئیں ہیں

تھوڑی سی خوشیاں چھن گئی ہیں

BEING THE STRING OF YOUR KITE

تھوڑا سا چین بھی گنوا یا ہے

اپنا بھی گنوا یا ہے

آنکھوں کو برسناسکھایا ہے

محبتوں کا صلہ پایا ہے

ہوا تو کچھ بھی نہیں

بس کسی اپنے نے رلایا ہے

اسفندیار خان کے گھر والے اس سے بہت محبت سے ملے تھے بی جان، زرینہ بیگم اور اسفندیار کی تائی سمیت اس کی بہن فرشتہ بھی بہت عزت دے رہی تھی، ابراہیم کی بیگم بھی ملنساری سے ملی تھیں، خوش گو اور ماحول میں کھانا کھایا گیا تھا اور اس کے بعد گیارہ بجے تک وہ عورتیوں کے ساتھ ہی رہی تھی اور انہوں نے کوئی بھی اس کے خاندان کے بارے میں سوال جواب نہیں تھا کیا جبکہ اس کے بعد بی جان کے کہنے پر فرشتہ اسے اسفندیار کے کمرے میں چھوڑ آئی تھی۔ کمرے کے اندر داخل ہونے پر اس نے اک طائرانہ نگاہ دوڑائی تو کمرے کے وسط میں جہازی سائز بیڈ موجود تھا جس کے سامنے ڈریسنگ اور بیڈ کے بالکل سامنے صوفے موجود تھے جبکہ ایک ٹوم فریزر بھی موجود تھا اور کمرے کا مالک ندرت تھا، کھانا کھانے کے بعد ہی تمام مرد اسفندیار سمیت داجان، بڑے تایا اور ابراہیم خان سب کہیں چلے گئے تھے جبکہ جبرائیل خان واپس اسلام چلا گیا تھا صبح ہوتے ہی۔۔۔۔۔

کمرے کو دیکھنے کے بعد وہ الماری کی جانب بڑھی تھی جس میں اس کی ضرورت کا ہر سامان موجود تھا جو اس کی آمد کے ساتھ ہی اسے نوکرانی دکھا گئی تھی۔

ایک آرام دہ سوٹ نکالتے ڈریسنگ کی جانب بڑھی تھی اور نیند کا غلبہ ایسا چھایا تھا کہ بیڈ پر لیٹتے ہی نیند کی وادیوں میں کھو گئی تھی پھر پتا نہیں اسفندیار کب آیا اور کب گیا اسے پتا ہی نہیں چل سکا تھا

.....

اصطبل میں حمزہ ارتضیٰ کے ساتھ آیا تھا۔ چہل قدمی کے بعد اب ان کے قدم حویلی کی جانب اٹھ رہے تھے جب حمزہ کا فون بجا تھا جب اس نے دیکھا تو سامنے کرائم پارٹنر لکھا آ رہا تھا نمبر دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ مچلی تھی

کہاں ہوا بھی؟؟؟ بابا کہاں ہیں اور ماما؟؟؟ کوئی کال ہی ریسپور نہیں کر رہا ہے حد ہوتی ہے یا۔۔۔ ایک ہی سانس میں کئیں سوال پوچھ چکی تھی۔۔

میں اس وقت ارتضیٰ ساتھ ہوں اور بابا داجان سمیت کہیں گئے ہیں جبکہ ماما حویلی ہیں۔۔۔۔

تو کال کیوں نہیں اٹھا رہے ہیں میری۔۔۔۔ وہ روہانسی ہو رہی تھی
ریلیکس یا کیا ہو گیا ہے بڑی ہوں گے کسی معاملے میں فری ہو کے کال بیک کر لیں گے۔۔۔۔۔ حمزہ نے اسے تسلی دی تھی

کیا تم اکیلی ہو؟؟؟؟ نانا کدھر ہیں۔۔۔۔۔

اس کے اکیلے پن کے لحاظ سے وہ پوچھ رہا تھا

کچھ نہیں ہوا ہے مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کسی کو مجھ سے بات کرنے کی تم بھی جاؤ بس۔

بناس کی بات کا جواب دیئے وہ کال بند کر چکی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ حمزہ ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا تھا۔۔۔

کال سنتے سنتے وہ حویلی آگئے تھے جبکہ اسے پریشان دیکھ کر ارتضیٰ پوچھ رہا تھا کہ کوئی سیریس مسئلہ تو نہیں ہے اور وہ اسے اپنی بہن کی پریشانی کے بارے میں بتا رہا تھا مسلسل اس کا نمبر دوبار اڑائی کرتے

.....

نانا نے کہا تھا کہ وہ اسے ڈنر پے جوائن کر لیں گے لہٰذا ان کا کسی کے ساتھ ہے تو وہ اکیلی گھر چلی آئی تھی اور کچھ کھایا نہیں تھا جبکہ خلیل بھائی سے کہلو کر اس نے اپنی اور نانا کی پسند کے چند ایک پکوان بنوائے تھے اور پھر اچانک نانا کی آٹھ بجے کال آئی کہ وہ اپنے دوست کے ساتھ ڈنر کر کے آئیں گے وہ ڈنر کر لے۔ طبیعت اس کی پہلے اپ سیٹ تھی اس کی وجہ سے اس نے لہٰذا گول کیا اور پھر رات کا کھانا بھی، عجیب کسلمندی چھائی ہوئی تھی، پتا نہیں کیوں رونا بھی آ رہا تھا کہ نانا نے پہلی دفع کسی اور کی وجہ سے انکار کیا تھا اسے اوپر سے بابا اور ماما اس کی کالز نہیں اٹھا رہے تھے۔

رہی سہی کسر حمزہ کی کال نے پوری کر دی کہ بابا کہیں بڑی ہیں، غصے سے وہ سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی جبکہ خلیل بھائی اسے دیکھتے فون کی جانب بڑھے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

.....

ان کے کمرے کا دروازہ اناک کرتے حمزہ اندر داخل ہوا تھا۔

اس کی ماں جائے نماز کو تہہ کر کے اٹھ رہی تھیں

خلیل بھائی نانا کدھر ہیں۔؟؟؟؟؟

کچن میں ہیں میم-----!!!
BEING THE STRING OF YOUR LIFE

ویسے میں ناراض ہوں آپ سے !!!!! کچن کے دروازے سے ٹیک لگائے مسکراہٹ دباتے گویا ہوئی تھی
----- اسکے قدموں کی آواز سے وہ وقف ہو چکے تھے لیکن پلٹے نہیں تھے اور اس کے بولنے پر وہ
اسے پلٹ کے ایک مسکراہٹ سے نوازا تھا جبکہ بولے کچھ نہیں تھے اور برتن نکال رہے تھے جنہیں بٹلر
انہیں ٹیبل پر لگا رہا تھا

اپنے ہاتھ دھوتے، اپرن اتارتے وہ اس کی جانب آئے تھے اور اس کا ہاتھ پکڑ کے ٹیبل کی طرف لائے تھے چند قدموں کا فاصلہ طے کرتے۔۔۔۔۔

ماہی کی نارضگی کو ختم کرنے کے لیے ہی یہ سب کچھ بنایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ والی چیرپر بیٹھتے انہوں نے میز کی جانب اشارہ کیا تھا جو اس وقت نہاری، پائے، تازہ پراٹھے، نان چنے سے بھری پڑی تھی چھوٹی سی میز جن کو اب بٹلر ڈرو کر رہا تھا ساتھ ساتھ وہ اس سے باتیں کرتے اس کی نارضگی ختم کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آخر میں اسے تنبیہ کر رہے تھے کہ رزق کو ضائع نہیں کرتے ہیں جیسے تم نے کل بنوا کے نہیں کھایا اور وہ بھی اپنی بات پر شرمندہ ہو رہی تھی

Safar-e-Adab

اس وقت وہ فائل سامنے رکھے اہم پوائنٹ محفوظ کر رہی تھی کل کیس کی پہلی ہیرنگ تھی، ثبوت اور دلائل کے ساتھ اس نے یہ کیس جیتنا تھا۔۔۔۔۔ اس کے کیریئر کا تیسرا کیس تھا پچھلے دو تو کچھ بڑے نہیں تھے لیکن ایک میں اسے کامیابی ملی تھی اور دوسرے میں ناکامی جبکہ یہ کیس اسے ہر حال میں جیتنا تھا

ہاسٹل کے کمرے کی کھڑکیاں کھلی ہوئیں تھیں جن سے ٹھنڈی ہوائیں اندر آرہی تھی اور اس سے بے نیاز وہ ٹیبل کے پاس رکھی کتابوں کے نرغے میں کھوئی ہوئی تھی ساتھ ہی ٹیبل پر کچھ قانون کی کتابیں پڑیں

تو مورے پھر لالہ کا ولیمہ بھی لیٹ ہو گا؟؟؟؟

جی میرے بچے جب آپ کے بابا آئیں گے تب ہی ہو گا آپ کی پھوپھو بھی ہوں تو----- پہلے بھی وہ ہم سے ناراض ہو رہے ہیں کہ ہم نے زرینے گل کی شادی کر دی ان کے بغیر ہی-----

تب مورے پھر بھی کتنا وقت لگے گا ان کی واپسی میں؟؟؟؟؟

فرشتے بچے کیا باتیں لے کے بیٹھ گئیں ہیں ایک آدھ مہینا تو لگ ہی جائے گا اور جائیں زرا دیکھیں اوپر والے حصے کی صفائی ہو گئی ہے کہ نہیں-----

اسے فارغ بیٹھے دیکھ کر انہوں نے پچکارا تھا

اور ان کے حکم پر وہ اوپر سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اپنے آفس میں بیٹھا وہ اس وقت ماہ روش کے بارے میں سوچ رہا تھا جیسے تیسے رشتہ بن بھی گیا تھا لیکن اب وہ مکمل سنسیئر تھا اس رشتے سے اس کے دل میں پہلے اس کے حوالے سے کوئی فیئنگز نہیں تھیں لیکن مورے، بی جان اور خالہ جان کی باتوں سے وہ مسلسل اسے سوچ رہا تھا

اسے ماہ روش کی ڈریسنگ پر شروع سے اعتراض ہوتا تھا اس کے گھر میں کبھی بھی کسی نے ایسی ڈریسنگ نہیں کی تھی اور پھر وہ بہت بولڈ بھی تھی ہر معاملے میں لیکن ایک بات تھی کہ ہمیشہ اس نے اسے بڑوں سے ادب اور تمیز سے بات کرتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس کی ڈریسنگ کے حوالے سے جبرائیل نے ایک دفع بی جان کو کہا تھا کہ وہ منع کریں لیکن ان کی بات اس نے خاموشی سے سن لی تھی اور پھر بعد میں وہ حویلی ہی نہیں آتی تھی صرف چاچو اور چچی آتے تھے یہ اس وقت کی بات ہے جب چاچو نئے نئے امریکہ سے پاکستان شفٹ ہوئے تھے اس کے بعد وہ ابائی تھی زرینے گل کی شادی پے جب اس نے اسے وہ اپنی روایتی شال اوڑھے دیکھا تھا اسے وہ شال میں لپیٹی اچھی لگی تھی صرف ایک لمحے کے لیے لیکن پھر بعد میں جب داجان نے اس سے مرضی پوچھی تو اس نے صاف انکار کر دیا تھا کہ اسے ایسی لڑکی سے شادی نہیں کرنی ہے جو آزاد خیال ہو اور خاص کر ہمارے ماحول سے میل ناکھاتی ہو جبکہ داجان نے جب یہ کہا تھا کہ ماہ روش کے پیدا ہوتے ہی وہ جبرائیل خان اور ماہ روش کا رشتہ پکا کر چکیں ہیں یہ بات گھر کے سارے بڑے جانتے ہیں اور وہ جانتا تھا کہ ان کے خاندان میں منگ کو چھوڑا نہیں جاتا ہے۔ بہر حال داجان کی ایمو شنل بلیک میلنگ سے وہ مان گیا تھا اور داجان سے بھی اس کی صرف منگنی کے موضوع پر بات ہوئی تھی اور نکاح کے بارے میں اسے صرف چار گھنٹے قبل ولی محمد خان اور ار تضحیٰ سے پتا چلا تھا جس پر وہ داجان سے بات نہیں تھا کر سکا کیونکہ اسے ایک بہت ضروری کام سے جانا پڑ گیا تھا اور عین نکاح سے دس منٹ پہلے پہنچا تھا اور پھر نکاح کے وقت ماہ روش کے رویے سے سب حیران رہ گئے تھے اسے بھی لگ رہا تھا کہ وہ چھوٹی سی جزباتی لڑکی نکاح کے وقت انکار کر دے گی لیکن اس کی ہاں نے اسے خوشگواریت کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔۔ فوٹو شوٹ کے بعد اگلی صبح تک اس کی ماہ روش سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی جبکہ وہ اس سے بات کرنا لیکن مصروفیت کی وجہ سے موقع نہیں مل پارہا تھا، ماہ

یہ سب سوچتے اس کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی جب اسفندیار خان مکمل فارمل ڈریسنگ کیے اس کے آفس کادر وازا کھولتا اندر داخل ہوا تھا اور اس کی مسکراہٹ کو اچھے سے ملاحظہ کر چکا تھا سردار صاحب خیر تو ہے بڑا مسکرایا جا رہا ہے لگتا ہے ماہِ روش کے خیالوں میں گم ہو۔۔۔۔۔ اس کے سامنے کرسی پر براجمان ہوتے وہ اسے چھیڑ رہا تھا

بکو نہیں یہ بتاؤ کہ کیسی رہی ڈیلنگ؟؟؟ اس کے سوال کو نظر انداز کرتے وہ بات بدل گیا تھا

الحمد للہ فاتح ٹھہرے ہیں ہم تم اٹھو ہم لنچ کرنے جا رہے ہیں اور یہ جو ہلکا ہلکا مسکرایا جا رہا ہے اس کی وجہ بھی تم مجھے بتا رہے ہو اور اس کے جواب میں جبرائیل خان اسے گھور کے رہ گیا تھا

اس وقت ان کی یونی کافل گروپ ریسٹورینٹ میں بیٹھالینچ کر رہا تھا جو کہ ان میں سے ایک لڑکے جاسم کی طرف سے تھا اس کی منگنی کی خوشی میں۔۔۔۔۔

ماہ روش اور کرن کی کرسی بالکل دروازے کے سامنے تھی اور ماہ روش کے دائیں جانب ہی جاسم بیٹھا تھا جبکہ بائیں جانب کرن تھی ان کے گروپ میں کل سات ممبر تھے ماہ روش، کرن، جاسم، حماد اور ہانیہ کزنز تھے جبکہ حرم اور ہاشم بھی کزنز تھے یوں یہ سات لوگوں کا گروپ تھا جنہوں نے اگلے ہفتے مڈز کے بعد نار ان کاغان جانا تھا

ماہ روش جاسم کی طرف جھک کر اس کے موبائل پر جاسم کی گیت کی تصویر دیکھ رہی تھی جب سامنے کے دروازے سے اسفندیار خان اور جبرائیل خان داخل ہوئے تھے اسفندیار خان کی بات پر جبرائیل نے قہقہہ لگایا تھا اور وہ اتنا اونچا ضرور تھا کہ ہال میں موجود تمام لوگوں نے مڑ کے اس خوبصورت قہقہہ لگانے والے کو دیکھا تھا اور دیکھا تو ماہ روش نے بھی تھا لیکن بس سرسری نظر ڈال کے وہ دوبار جاسم کے موبائل پر جھک گئی تھی اور اسی وقت جبرائیل خان کی بھی نظر پڑی تھی لیکن وہ بدل نہیں سکا تھا اپنی نظر کا راستہ

ہی از ہینڈ سم۔۔۔۔۔ یہ تبصرہ حرم اور ہانیہ دونوں کا تھا جبکہ کرن نے بھی ایک نظر دوبار دیکھتے تائید کی تھی۔۔۔۔۔

لڑکوں نے بھی ایک نظر دوبار ڈالی تھی اور ان میں ڈے جاسم اور ہاشم جانتے تھے جبرائیل خان اور اسفندیار خان۔۔۔۔۔

.....

adab@safareadab.com

.....

بہو زرا مجھے اسنی کا نمبر ملا کے دو میں اس کی خبر لوں حد ہے تیسرا دن ہے اسے گھر سے گئے مجال ہے اس نے بہو کے بارے میں سوچا ہو کے اسے اکیلا چھوڑے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔

بی جان اس وقت اپنی دونوں بہوں سمیت فرشتے اور نور لہدی کو ساتھ بٹھائے اسفندیار کی کلاس لینے کے چکر میں تھیں۔۔۔ اگلے چند منٹ اس کی اچھی خاصی کلاس ہوئی تھی جس سے فرشتے سمیت نور لہدی انجوائے کر رہی تھیں اور بات کے آخر میں وہ گھر آنے کی حامی بھر چکا تھا

رشتوں میں لحاظ تب ہی رہتا ہے جب انہیں محبت اور خلوص سے نبھایا جائے احساس کی چاشنی سے۔

Safar-e-Adab

.....

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کبھی ان خاموش پہاڑوں کی آواز سنی ہے، ان بہتی ندیوں کی کہانی جانی ہے، لمبی لمبی بل کھاتی سڑکوں کا دکھ جانا ہے، خاموش میلوں پہلے جنگلات اور صحرا کے اکیلے پن کی وجہ ڈھونڈی ہے، گزرتے دنوں کی تیزی کو محسوس کیا ہے

کبھی وقت ملے تو ان کی خاموشی میں پنہاں معنی تلاش تا تم پر راز کھلیں گے ایسے راز جو کبھی سنے نہیں ہوں گے وہ راز ہر کسی پر نہیں کھلا کرتے ان کے لیے سفر کرنا پڑتا ہے، جلنا پڑتا ہے، غور و فکر کرنا پڑتا ہے پھر

.....

نیچے بھیجنے والے کا نام لکھا تھا جسے پڑھ کے کوئی تاثر نہیں تھا پیدا ہوا جبکہ پھولوں کو اس نے واز میں رکھ دیا اور پرانے پھول نکال دیے تھے اور خود بیگ لے کے باہر کی جانب بڑھی تھی

.....

مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے مجھ سے شادی کیوں کی ہے؟؟؟؟؟ جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھول کے وہ اندر داخل ہوا تھا گولہ باری جاری ہو گئی تھی جبکہ وہ اس کے تاثرات ملاحظہ کر رہا تھا جو غیر معمولی تھے کچھ تو تھا کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔۔۔۔ کوٹ اتارتے اسے صوفے پر پھینکتے وہ بولا تھا اور الماری سے کپڑے نکالے تھے

مجھ سے سیدھی بات کرو اور بتاؤ یہ سب کیا ہے؟؟؟ اس کے انجان بننے پر وہ چیخی تھی اور ایک پلندہ اس کی جانب بڑھایا تھا جو اس کے سینے سے لگ کے نیچے گرا تھا جبکہ وہ ششدر تھا یہ سب کچھ دیکھ

.....

اونچے لمبے پہاڑ، بل کھاتی سڑکیں، ہر طرف پھیلا سبزہ، خوبصورت وادیاں، اونچائی سے گرتی آبشاریں، رنگ برنگ جنگلی پھولوں کی مہک، لہراتی خوبصورت بناتی معطر فضا وہاں کی قدرتی خوبصورتی میں اضافے کا باعث بن رہی تھی جو یہاں آئے سیاحوں کو خود سے باندھ رہی تھی اور کہانیاں رقم کر رہی تھی صدیوں کے لئے جو گہرا نقش قائم کرتی ہیں۔۔۔۔

سات لوگوں پر مشتمل یہ قافلہ رات کے آٹھ بجے اپنے مقام پر پہنچا تھا آتے ہی رات کا کھانا ایک ہاٹل میں کھاتے وہ سفر کی تکان اتارتے سو گئے اور اس خوبصورت سفر کو صبح کے نور کے ہمراہ دیکھنے کی چاہ میں تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

قیامت خیز ہیں آنکھیں تیری
تم آخر خواب کس کے دیکھتے ہو

مجھ سے سیدھی بات کرو اور بتاؤ یہ سب کیا ہے؟؟؟ اس کے انجان بننے پر وہ چیختی تھی اور ایک پلندہ اس کی جانب بڑھایا تھا جو اس کے سینے سے لگ کے نیچے گرا تھا جبکہ وہ ششدر تھا یہ سب کچھ دیکھ

اووو تو اس کے ہاتھ یہ لگ گیا ہے۔۔۔۔۔ انفف اس وقت تو وہ اتنا تھکا ہوا تھا کہ بس فوراً فریش ہونے کے بعد سونا چاہتا تھا لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ اس کے اتنے شدید ری ایکشن پر وہ اسے دیکھ رہا تھا اور اپنا گریبان چھڑایا نہیں تھا یہ اسفندیار خان کے لئے اتنی زیادہ اہمیت کی بات نہیں تھی لیکن اس کے لئے تھی۔۔۔۔۔

کی مطلب ہے اس کو اس کا؟؟؟؟ اس کے اچانک آگے آنے سے وہ اس سے ٹکراتے ٹکراتے بمشکل بچا تھا اور ایک برہم نظر ڈالی تھی اس پر۔۔۔۔

مطلب صاف ہے کہ تم نے مجھے یہ سب کارڈز بھیجے تھے اور اپنی اور میرے تصویریں بھی ایڈٹ کر کے۔۔۔۔۔ اسے پیچھے ہٹاتے اپنے کپڑے اٹھائے تھے

جبکہ اس کے ہاتھ سے کپڑے لے کر وہ دوبارہ صوفے پر بیٹھ چکی تھی

آخر تمہارا مسئلہ کیا ہے نور لہدی اس کے رویے سے چڑھ رہا تھا اس وقت صرف آرام کی طلب تھی سر میں شدید درد ہو رہا تھا اور اوپر سے اس کی باتیں۔۔۔۔۔

تم بتاؤ مجھے تمہارا مسئلہ کیا ہے کیوں تم نے میری زندگی برباد کی ہے۔۔۔۔۔ وہ بھی دوبارہ بولی تھی

پتا ہے تمہارا مسئلہ کیا ہے تم اندھی ہو چکی ہے جسے سب صاف نظر آ بھی رہا ہے لیکن اپنی انا کے پیچھے تم اسے قبول نہیں کر پارہی ہو، یہ سب کارڈز تمہاری لکھائی میں ہیں یہ تصویریں ایڈٹ ہوئی ہیں اگر تم غور سے دیکھو گی اور رہ گئے یہ خطوط یہ بھی تمہارے لکھائی میں لکھے ہوئے ہیں جو تمہاری طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ زور سے اس کی کلائی پکڑتے اس کا رخ کارپٹ پر بکھرے ان خطوط اور کارڈز کی طرف کیا تھا اور برہمی سے بول رہا تھا

یہ میں نے نہیں بھیجیں ہیں تمہیں۔ اس کی آواز کھائی سے آئی تھی

مجھے پتا ہے کہ تم نے نہیں بھیجیں ہیں اس لیے تم سے باز پرس نہیں کی ہے لیکن تمہیں ہمیشہ مجھ سے بس لڑائی کرنی ہے اور لڑائی کے بہانے تراشنے ہوتے ہیں اور جب کوئی نیا بہانہ ملتا ہے تو اک نئے محاذ پر تیار ملتی ہو۔ خدا را اب بس کر دو واپس لوٹ آؤ ان سب چیزوں میں کچھ نہیں رکھا ہے، یہ سوائے دکھ اور تکلیف

ہوئے پتا نہیں کہاں چلا گیا تھا۔ صوفے پر بیٹھی وہ سر ہاتھوں پر گرائے گھنگھریا لے بالوں کا جوڑا بنائے
ہوئے تھی جواب تقریباً کھلنے میں۔۔۔

.....

کل رات سے پہلے وہ تقریباً سات بجے نار ان کاغان پہنچے تھے اور آج کا سارا دن انہوں نے ناشتہ کرنے
کے بعد گھومنے پھرنے میں گزارا تھا، پہاڑوں پر چڑھنے، ایک دوسرے پر برف کے گولے پھینکتے، چائے
پیتے، شاپنگ کرتے اور بلاوجہ مارکیٹس پھرتے بھرپور دن کا اختتام ہوا تھا جبکہ آج انہوں نے آنسو جھیل کو
بھی وزٹ کیا تھا اور خوبصورت قدرتی نظاروں کو کیمرے میں قید کیا تھا

اس وقت وہ سب سونے کو لیٹی تھیں جب ماہ روش کا فون بجا تھا جس پر بابا کالنگ آ رہا تھا اور اپنے
موبائل کی سکرین دیکھ کر بڑی جاندار مسکراہٹ آئی تھی جو ہانیہ اور کرن نے بخوبی نوٹ کی تھی
BEING THE STRING OF YOUR KITE
اور اب کافی دیر اس کی گفتگو چلنی تھی۔

.....

پریسہ دانیوں میں اس وقت کورٹ میں اپنے دلائل پیش کر رہی تھی اور دوسری جانب شہر کے معروف وکیل جانے مانے اپنے پیش کر رہے تھے جو سننے کے بعد جج نے اگلی پیشی دی تھی اور حتمی تھا کہ اگلی پیشی میں یہ فیصلہ سنایا جاتا کہ زمین کا اصل مالک کون ہے۔۔۔۔۔

"پری تم کب گھر آرہی ہو؟؟ واپسی پر اس کے ہاسٹل کی جانب گاڑی رواں دواں تھی جب موٹر مڑتے اسفندیار خان نے اس سے پوچھا تھا

جب آپ کا ولیمہ ہو گا۔۔۔۔۔ باہر کے بھاگتے دوڑتے مناظر سے نظریں ہٹاتے کہا تھا پہلے کیوں نہیں ابھی تو تمہارے پاس ایک ہی کیس ہے یہ ہی جس کی پیشی اگلے ہفتے ہے۔۔۔۔۔ لالہ مجھے ایک کیس ملا ہے جس کی وجہ سے جاننا گزیر ہے ٹھیک ہے ٹھیک وکیل صاحبہ آپ کہتی ہیں تو مان لیتے ہیں گاڑی اب اس کے ہاسٹل کے سامنے رک چکی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

رات کے وقت اس کی کھانے پر واپسی ہوئی تھی اور کھانا اس وقت بڑے سے لاونج سے صوفے ہٹا کر چٹائی کے اوپر سجایا گیا تھا عموماً پہاڑی لوگ چٹائی پر بیٹھنے اور چٹائی پر بیٹھ کے کھانے کو پریفر کرتے ہیں اس لئے روایتی انداز میں آج رات کا کھانا کھایا جا رہا تھا سب کھانے پر موجود تھے اور آخر میں اسفندیار اور جبرائیل خان کی آمد ہوئی تھی اور غالباً ان کا ہی انتظار کیا جا رہا تھا

نہیں ابھی کسی چیز کی بھی گنجائش نہیں ہے بعد میں فرشتے کے ساتھ لوں گی۔۔۔ وہ دونوں اتنی آہستہ آہستہ بول رہے تھے کہ بمشکل ہونٹوں کی جنبش سے پتہ چل رہا تھا باقی لوگ بھی کھانے میں مشغول تھے

کھانے کے بعد ملازمہ کے برتن اٹھانے تک وہ فرشتے کے ساتھ کچن میں آگئی تھی سب کے لئے سبز چائے بنانے اور باہر داجان حمزہ سے پوچھ رہے تھے کہ جتنے دن تک وہ ادھر ہے تب تک وہ ادھر کا ہسپتال جوائن کر رہا ہے کہ نہیں اور وہ ان کو مثبت جواب دے رہا تھا جس سے وہ خوش ہو رہے تھے

.....

اپنے پراجیکٹ کے متعلق انفارمیشن لینے اور اسے مکمل کرنے کے بعد واپسی پر ان کا اچانک ناران کاغان سے وادی نیلم جانے کا پلان بنا تھا جس پر سب نے لبیک کہا تھا جبکہ ماہ روش متاثر تھی اور پھر سب کے فورس کرنے پر اسے بھی ماننا پڑی تھی یوں یہ سات لوگوں کا گروپ چار گھنٹے کے سفر کے بعد ناران کاغان سے وادی نیلم پہنچا تھا اور ادھر کے ہاٹل میں رکنے کے لئے بحث ہو رہی تھی کہ کون سے ہاٹل میں رک جائے ڈرائیور انہیں ایک فورسٹار ہوٹل میں لے کر آیا تھا جس کی اینٹرینس خوبصورت تھی اور اس کا انٹیریئر اس سے زیادہ خوبصورت تھا کہیں سے بھی وہ فورسٹار ہوٹل نہیں لگ رہا تھا اپنی شان و شوکت سے وہ فائیسٹار ہوٹل سے کم نہیں تھا

اس وقت ہاشم لوگ کمرے بک کروا رہے تھے جبکہ لڑکیاں پیچھے کھڑیں تھیں عموماً رات کا وقت ہو رہا تھا ملگجہ ساندھیر اچھا رہا تھا چاند بھی آج جلدی نکل آیا تھا جس کی روشنی گلاس والز سے چھن چھن کر آرہی تھی اور موسم بھی اچھا خاصا دلفریب تھا

ماہ روش یہاں کے موسم پر تبصرہ کر رہی تھی جب اس کی آواز سنتے اوپر سیڑھیوں کی جانب جاتے ایک آدمی کے قدم رکے تھے اور اس نے موبائل کان سے ہٹایا تھا اور رک کے تصدیق کی تھی پھر چلتا ہوا اس کی جانب آیا تھا

"ماہ روش؟؟؟؟" اپنے نام کی صدا پر وہ پیچھے مڑی تھی اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے نوازا تھا السلام علیکم !

کیسی ہیں آپ؟؟؟ آپ نے تو ادھر آ کے ہمیں اچھا خاصا سر پرانز دیا ہے۔

اسے اپنے ہاتل میں دیکھ کر اسے حقیقتاً خوشی ہوئی تھی

وعلیکم السلام۔ الحمد للہ میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں ار ترضی لالہ۔۔۔۔ گھر میں سب کیسے ہیں؟؟ بد لے میں وہ بھی خوش اخلاقی سے گویا ہوئی تھی

الحمد للہ میں بھی ٹھیک ہوں اور باقی سب بھی۔ آپ لوگ یہاں ٹھہرنے آئے ہیں کیا ؟؟؟ ان کے پاس بڑے بڑے بیگز دیکھ کر اس نے اندازہ لگایا تھا جس پر ماہ روش نے سر ہلایا تھا اور پھر ان کا تعارف کروایا تھا

یہ میرے دوست ہیں اور ہم ابھی ہی ادھر آئے ہیں اور شاید ہمارے کمرے بھی بک ہو گئے ہیں یہ لوگ آ گئے ہیں کہتے ہی اس نے پیچھے سے آتے ہاشم اور جاسم لوگوں کا تعارف کروایا تھا اور پھر ار ترضی خان نے انہیں سب سے اوپر وی آئی پی رومز دلانے تھے اور ان کا سامان بھی کسی سے کہہ کر اوپر بھجوا دیا تھا خصوصی پروٹوکول کے ساتھ وہ انہیں بڑی اہمیت دے رہا تھا پھر ان سے ڈنر پر ملاقات کا کہہ کر واپس نیچے کی طرف آ رہا تھا جب ماہ روش اس کے ساتھ آئی تھی

آپ بتا دیتیں تاکہ آپ لوگوں کو اتنا ویٹ نہیں کرنا پڑتا لیکن شاید آپ ہمیں اپنا سمجھتی ہی نہیں ہیں۔۔۔۔ اس کے ساتھ چلتے ہوئے وہ بول رہا تھا

اس کی بات پر وہ مسکرائی تھی "ویسے اندازے صحیح لگاتے ہیں آپ"

کیا واقعی ماہ روش؟؟؟؟ اس کے لہجے میں دکھ بول رہا تھا اور رونی شکل بنائے وہ رکا تھا اور اس سے استفسار کر رہا تھا

ویسے ولی لالہ ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ ارتضیٰ سے بڑھ کے کوئی ڈرامے باز نہیں ہے ہمارے خاندان میں۔

کیا وہ جاہل انسان ایسی باتیں کرتا ہے میرے بارے میں!!! صدمے سے برا حال تھا

اس کے ایسے پوچھنے پر وہ کھکھلا کر ہنسی تھی اس کی اداکاری پر۔ چلتے چلتے وہ اب پارکنگ میں آگئے تھے وہ تو بڑا کچھ بتاتے ہیں لیکن خیر میں ساری باتیں تو نہیں بتا سکتی ہوں نا۔۔۔۔ بازوؤں کو سینے پر باندھتے وہ آنکھوں میں شرارت لیے گویا ہوئی تھی۔

میں پوچھ لوں گا اس خبیث سے۔۔۔ ویسے کیا آپ جارہی ہیں میرے ساتھ حویلی؟؟؟؟ گاڑی میں بیٹھنے سے قبل وہ بولا تھا

آپ کو کیا لگتا ہے؟؟؟ ایک ابرو اچکایا تھا

"ہرگز نہیں" دانت نکالے تھے

تو پھر جائیں آپ یہاں سے اور کل میرے والد محترم کو بھی ساتھ لیتے آئیے گا۔۔۔۔ گاڑی سے چند قدم پیچھے ہٹتے کہا تھا

اور کوئی حکم مادم-----ویسے والد محترم کے ساتھ اگر کوئی اور بھی آنا چاہیں تو اعتراض تو نہیں ہو گا نا
؟؟؟ شرارتی آنکھوں سے سوال کیا تھا معصومانہ

اس نے جواب میں صرف ایک "گھوری" سے نوازا تھا جسے دیکھ کر بوکھلایا تھا اور فوراً سے پہلے گاڑی میں
بیٹھا تھا اور بولا تھا

"میں تو مذاق کر رہا تھا کوئی بھی اور نہیں آئے گا بس اکیلے ہی آئیں گے" بوکھلا کے کہا تھا اور گاڑی لے
اڑا تھا پیچھے اس کی جلد بازی پر وہ مسکرا رہی تھی

ایک میل آگے آنے کے بعد اس نے جبرائیل کو کال ملائی تھی جسے فوراً ہی پک کر لیا تھا

ویسے لالہ مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ مجھے ایمر جنسی میں فارن ہوٹل کیوں بھیجا تھا ویسے یہ خدمت آپ خود بھی
سرا انجام دے سکتے تھے مجھ سے بہترین انداز میں..... شرارتی انداز سے کال پک ہوتے ہی وہ شروع ہو
گیا تھا

بکو اس نہیں کرو بلکہ اپنے عملے کو بولو کہ انہیں اچھی سروس فراہم کی جائے اور انہیں جدھر بھی گھومنے جانا
ہے انہیں جتنی جیب درکار ہوں گیں وہ موجود ہوں پارکنگ انہیں اب تک کی سب سے بہترین سروس
دی جائے۔۔۔۔۔ اسے لتاڑنے کے بعد اس نے ہدایات دی تھیں

آپ کی ساری ہدایات نوٹ کی جا چکی ہیں سر کوئی اور بھی حکم ہو تو کر دیجئے غلام حاضر ہے اگر کہتے ہیں تو ان
کا خود ہی ڈرائیور بن جاتا ہوں جب تک یہ قافلہ ادھر قیام کر رہا ہے۔۔۔۔۔ سنجیدہ انداز میں بھی شرارت
سے وہ دوبارہ گویا تھا

ویسے تمھاری تجویز قابلِ غور ہے لیکن فلحال گھر پہنچو رات تک سوچتے ہیں اس بارے میں۔۔۔۔۔ اور
فون رکھ دیا تھا جبکہ دوسری طرف وہ اپنا سامنہ لے کر رہ گیا تھا حد ہے یا عزت ہی نہیں ہے میری

.....

ماہی کب تک واپسی ہے تمھاری؟؟؟ اپنی لائبریری میں بیٹھے وہ اس وقت اسے مس کر رہے تھے تو کال کر
دی

ابھی کچھ پتا نہیں ہے نانا ویسے آپ کہیں مجھے مس تو نہیں کر رہے ہیں!!! دوستوں کے ساتھ گھومتے پھرتے
وہ کانوں میں بلیو ٹوٹھ لگائے ساتھ ساتھ ان سے بات بھی کر رہی تھی

نہیں تمھیں تو نہیں بس ایک چھوٹی سی اپنی بیٹی کو مس کر رہا ہوں جو کتابوں پر بلا وجہ اپنے نام لکھا کرتی ہے
، جسے میری امامت میں نماز پڑھنی ہوتی ہے، جو صبح میرے قرآن کو میرے لئے کھول کے رکھتی ہے
میرے نماز سے اٹھنے سے قبل ہی، جو میرے لئے کافی بناتی ہے، جس سے بیڈ منٹن میں میں ہار جاتا ہوں، جو
میرے کمرے میں بھول رکھتی ہے، جو میرے دوستوں سے بڑا تنگ آتی ہے اور ان کی ہی لائی ہوئی
چاکلیٹس کھا لیتی ہے جب وہ آتے ہیں تو برے برے منہ بناتی ہے۔۔۔۔۔ میں تو ان سب چیزوں کو
مس کر رہا ہوں تمھیں کب کر رہا ہوں اور میرے ساتھ تمھارے ینگ ماسٹرز بھی مس کر رہے ہیں جن
کے ساتھ اس ہفتے سائیکلنگ کی ریس ہے تمھاری۔۔۔۔۔

"کیا مطلب ہے اب اس بے تکے سوال کا"۔۔۔۔۔ کمبل سینے تک لیتے گھورا تھا

مطلب کے تم دوسرے کمرے میں جا کے سوؤ یہ میرا کمرہ ہے اور ادھر میں سوؤں گی سمجھے تم۔۔۔۔۔

اوو سیرینسلی یہ تمہارا کب سے ہو گیا بلکہ یہ ہمارا ہے صرف تمہارا نہیں یہ فلیٹ نہیں ہے کہ میں دوسرے کمرے میں جا کر سو جاؤں۔ میں تھکا ہوا ہوں تو پلیز لائٹ بند کر دو ایک لمبی نیند لینا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ اسے جواب دیتے وہ کروٹ بدل کے لیٹ گیا تھا

ہاں تو یہ ہی کہہ رہی ہوں کہ فلیٹ میں بھی تو دوسرے کمرے میں رہ رہے تھے اب بھی کسی کمرے میں سو جاؤ اتنی بڑی تو حویلی ہے کوئی تو خالی ہو گا نا۔۔۔۔۔۔۔ اس نے تحمل سے مشورہ دیا تھا

"ہاں تاکہ صبح پوری حویلی میں تماشا لگا ہو کہ نئے نویلے جوڑے کی لڑائی ہوئی ہے اور دلہن نے اسے کمرے سے باہر نکال دیا۔

اور تمہیں تو ویسے بھی میری کسی بات پر یقین نہیں آتا ہے " ابھی ادھر جتنے دن ہیں گزارا کر لو جب واپس گئے تو جو مرضی کر لینا۔۔۔۔۔ کروٹ بدلے ہی وہ چلایا تھا ہلکی آواز میں

میں کب نکال رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔ میں تو ایسے ہی کہہ رہی ہوں وہ روہانسی ہوئی تھی

"اف تم نے سونا نہیں ہے کیا " اس کے روہانے انداز پر اس کی جانب کروٹ بدلی تھی جو ٹیک لگائے بیٹھی تھی اور گھنگھریا لے بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے جن کی چند ایک سنہری لٹیں کان کے پیچھے سے نکل کر آگے گر رہی تھی اور لیمپ کی روشنی میں چمک رہی تھیں

"اگر تم مجھے یہ سب کچھ پہلے بتا دیتے تو یہ نہ ہوتا، اور میں تم پر شک نہیں کرتی" ----- تمہیں
سب چیزیں مجھے پہلے ہی دکھا دینی چاہئیں تھیں تاکہ تمہیں بلا وجہ اتنی باتیں ناسنس پڑتی۔۔۔۔۔ اپنے
ہاتھوں پر نظریں جمائے وہ آہستہ آہستہ بول رہی تھی

"میں نے تمہیں بتایا تھا کہ سب کچھ میں نے نہیں کیا " اس کی آنکھوں کو نظر کی گرفت میں لیتے اس
نے کہا تھا

"لیکن تمہیں یہ بتانا چاہئے تھا کہ یہ کس نے کیا ہے"

نظریں اب اس کی طرف اٹھائی تھیں جو اس پر جمائے بیٹھا تھا

"میرے بتانے سے تم کبھی نامانتی " نظریں ہنوز اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں

"اگر تم ثبوت دکھاتے تو کیا نامانتی؟؟؟" اپنے چہرے پر اس کی نظروں کی تپش کا احساس لمحہ بہ لمحہ گہرا
ہو رہا تھا وہ اس کا دھیان بٹانا چاہ رہی تھی

"میں تمہیں ٹوٹے نہیں دیکھ سکتا تھا" اب اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا تھا عجیب بے بسی سے۔
اور وہ جو کسی اور جواب کی توقع باندھے بیٹھی تھی فریز ہو گئی تھی اک لمحہ کے لئے، اس کے ہر طرف پھول
کھلے تھے جن کی خوشبو اس کے گرد پھیل رہی تھی، فسوں بڑھ رہا تھا ہر سو

لا جواب ہوئی تھی وہ۔۔

تمہارے آفس کے رویے سے میں تمہاری بے گانگی سمجھنے کی کوشش میں تھا کوئی سراہا تھا نہیں آ رہا تھا پھر
مجھے کچھ وقت لگا یہ سب پتا کروانے میں لیکن میں جان گیا تھا اس سب کے پیچھے وجہ کیا تھی چاہتا تو تمہیں

یہ سب بتانے کا مقصد تمہیں صرف اتنا ہے کہ کل کو کچھ بھی دیکھ کر مجھ پر خدا الزام لگانے سے پہلے کچھ سوچ لینا کبھی بندہ تھکا ہوا بھی ہوتا ہے یا۔۔۔۔۔ بات کے آخر میں وہ ہلکا سا مسکرایا تھا یا صرف اسے ہی اس کی آواز سے لگا تھا

ہاں اور اب تم ساری زندگی اس بات کے مجھے طعنے دیتے رہنا۔۔۔۔۔ ساری باتوں میں اسے صرف آخری بات پر اپنا بولنا محسوس ہوا تھا
اس کے جواب پر وہ مسکرایا تھا۔۔۔

ویسے یا ایک بات تو بتاؤ کیا تمہارے بال اصلی ہیں اور کیا ان کے یہ کرل تم نے خود کیے ہیں نا؟؟؟؟ اس کے گہرے سیاہ بالوں کو اپنے ہاتھ کی مٹھی میں لیا تھا اور ان کی نرمی محسوس کی تھی جو کاندھوں سے پھسل کر گود میں گر رہے تھے

کیا مطلب ہے اس بات کا اصلی ہیں میرے بال اور یہ کرل بھی اصلی ہیں۔۔۔۔۔ پچھلی ساری باتوں پر مٹی ڈالے اس کے ہاتھوں سے اپنے بال نکالے تھے اور اسے ایک نظر گھورا تھا
BEING THE STRING OF YOUR KITE

مطلب کے یہ بالکل سیدھے نہیں ہیں اور کرل نکلی نہیں ہیں؟؟؟؟ آواز میں صدمہ تھا جو بہت شدید تھا
ہاں نہیں ہیں سیدھے بلکہ کرلی ہیں اور کچھ بھی نکلی نہیں ہے خبردار اگر میرے بالوں کے بارے میں کچھ بھی ایسا کہاتو۔۔۔۔۔ اس کے چہرے کو نظروں میں رکھتے تنبیہ کی تھی

یا مجھے تو لگا تھا کہ تمہارے بال سیدھے ہوں گے بالکل سٹریٹ لیکن یہ تو یار مجھے لگتا ہے کہ تم سے شادی نہیں کرنی چاہئے تھی بالوں کے دھوکے میں کرلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کا صدمہ ہی نہیں جارہا تھا
جس کے آثار چہرے پر بھی تھے

تمہارا دماغ خراب ہے بس اور ناب تم مجھ سے یا میرے بالوں کے بارے میں کوئی بات مت کرنا۔۔۔۔۔
لیٹتے ہوئے اسے وارن کیا تھا اور اس کی طرف سے کروٹ بدل لی تھی جبکہ وہ تو شدید صدمے میں تھا

.....

ارتضیٰ کل سے ان کے گائڈ کی ڈیوٹی نبھاتا تھا چاچو کے ساتھ بھی وہ ہی آیا تھا اور واپس بھی ماہ روش سے ملوانے کے بعد وہ ہی لے کر گیا تھا اور آج کے دن بھی بھی مختلف جگہوں پر گھومنے کے بعد وہ انہیں پولو پلے گراؤنڈ میں لے کر آیا تھا جہاں کوئی میچ ہو رہا تھا جسے کافی لوگ دلچسپی سے دیکھ رہے تھے اور ان کی دیکھا دیکھی ہاشم اور جاسم بھی بھی جوش و خروش سے دیکھنے لگ گئے تھے جو کے اپنے آخری مراحل تھا اور آخر میں ایک گورے سے پہلے ہی یہاں کا مقامی باشندہ جیت چکا تھا جسے سب لوگ داد دے رہے تھے جب ماہ روش کا دھیان کرنے نے اس کی جانب دلایا تھا جواب گورے کے ساتھ ادھر سے ہی گزر کے جا رہا تھا دس فٹ کی دوری سے اور ماہ روش دور اونچے فلک بوس پہاڑوں پر جمی سفید برف کو دیکھ رہی تھی جب اس نے ان کی متوجہ دلاتی جگہ کی جانب دیکھا تھا

جدھر سے جبرائیل خان ایک گورے کے ساتھ جا رہا تھا جس سے وہ بڑی گرمجوشی سے باتیں بھی کر رہا تھا
"ارے یہ تو وہ ہی ہیں جو اس دن ریسٹورنٹ میں بھی تھے" یہ ہانیہ بولی تھی

"ہاں یہ ادھر کے سردار ہیں " اب جاسم بولا تھا

میں انہیں جانتا ہوں یہ بابا کے بہت اچھے دوست ہیں۔۔۔۔۔

آپ کیا جانتے ہیں ان کے بارے میں ار ترضیٰ جن کے یہاں کے لوگ بہت دیوانے اس نے لوگوں کے دیدنی انداز کے بارے میں کہا تھا۔۔۔۔۔ سامنے سے ہاشم لوگوں کے ساتھ آتے ار ترضیٰ سے پوچھا تھا جاسم نے

"اس کے ابرے میں آپ کو تو ماہ روش بتا سکتی ہیں کیوں ماہ روش۔۔۔۔۔ " آہستہ سے جھک کر پوچھا تھا جبکہ سب اسے تعجب سے دیکھ رہے تھے

کیا مطلب ہے اس بات کا وہ لوگ انہیں دیکھ رہے تھے

"میرا مطلب ہے کہ ماہ روش کے دھدھیل ادھر ہیں کچھ تو جانتی ہوں گیں۔ " ماہ روش نے اس کے کہنے پر زور سے اس کے پاؤں پر اپنا پیر مارا تھا جسے صرف کرن ہی نوٹ کر پائی تھی

اچھا آپ بھی تو کچھ بتائیں ویسے تو میں انہیں اتنا ہی جانتا ہوں کہ یہ بہت اچھے ہیں اور بابا کے دوست ہیں ان کے بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ تعلقات ہیں۔۔۔۔۔ یہ جاسم تھا

یہ یہاں کے سردار ہیں اپنے علاقے کے پنچ کہ حیثیت ہے ان کی بہت محبت کرنے والے اپنے لوگوں کا خیال کرنے والے ہیں اسپیشلی عورتوں کی عزت کے معاملے میں بہت سخت ہیں آپ لوگ کل سے یہاں ہیں لیکن آپ نے کسی کو بھی عورتوں پر فقرے کستے نہیں سنا ہو گا یا کسی سے بتمیزی نہیں کرتے دیکھا ہو گا، ہمارے ہاں عورتوں کی تعلیم پر بھی بہت زور دیا جاتا ہے جس کے لیے سوکل اور کالج بھی ہیں ادھر جن کے اساتذہ بہت قابل اور محنتی ہیں، اپنے علاقے کے رولز کے بارے میں بہت سخت ہیں، جن کی پاسداری

سب کرتے ہیں اور پولو کے بہت اچھے کھلاڑی ہیں ان سے کوئی بھی نہیں جیت سکتا ہے، ابھی بھی ان کے دوست اے ہیں کچھ امریکہ سے جنہیں وہ گھمارہے ہیں۔۔۔۔۔ الغرض بہت اچھے ہیں، اپنوں کا خیال رکھنے والے اپنی عورتوں کو سپورٹ کرنے والے، اپنے صحیح موقف پر ڈٹ جانے والے ایک بہت محبت کرنے والے ہیں۔۔۔۔۔ بہت محبت سے وہ اس کا زکر کر رہا تھا جسے سب سن رہے تھے اور سن تو ماہ روش بھی رہی تھی لیکن انکو زکر رہی تھی

یہ تو واقعی بہت اچھے انسان ہیں۔۔۔ یہ تبصرہ حماد اور حرم کا تھا

کیا یہ میرڈ ہیں؟؟؟ لڑکیوں کے ذہن میں کلبلا تا سواک حماد نے کر ڈالا تھا

اس سوال پر ار ترضیٰ نے ایک نظر اس پر ڈالی تھی جو لا تعلق آنے کی کوشش میں تھی

"شادی شدہ تو نہیں لیکن نکاح شدہ ہیں" ننکھیوں سے ماہ روش کی جانب دیکھتے کہا تھا جو اپنے تاثرات چھپا رہی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"واہ وہ لڑکی تو بہت خوش قسمت ہوگی" تبصرہ جاری تھا جبرائیل کی قسمت پر اور اس کی منکوحہ پر بھی

کیا ہم کوئی اور بات کر سکتے ہیں ار ترضیٰ لالہ۔۔۔!!! وہ اکتاہٹ کا شکار ہو رہی تھی مسلسل ایک ہی بات سن کے

شیور۔۔۔۔۔ اس نے برجستہ جواب دیا تھا

.....

"ویسے آپ کو کیا لگتا ہے پریسہ کے آج فیصلہ ہو جائے گا ہمارے کیس کا؟؟؟؟؟" کورٹ کے اندر کی جانب جاتے جبرائیل خان نے پریسہ سے پوچھا تھا

"پہلی بات تو یہ کہ لالہ یہ کیس کوئی پیچیدہ کیس نہیں ہے جس میں کوئی وقت لگے گا یا ہم ٹرائل پے جائیں گے بلکہ بہت سادہ سا کیس ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کا آج فیصلہ ہو جائے کیونکہ ہمارے پاس سارے ثبوت ہیں جو ہمارے حق میں ہیں۔۔۔۔"

ساتھ چلتے چلتے اس نے اپنے پوینٹ آف ویو سے آگاہ کیا تھا

چلو پھر دیکھتے ہیں پری صاحبہ کی صلاحیت۔۔۔ اسفندیار خان نے چیلنج دیتے انداز میں کہا تھا جس پر وہ محض مسکرا ہی سکی تھی

اور ٹھیک ایک گھنٹے بعد جج اپنا فیصلہ سناچکا تھا جو ان کے حق میں ہی ہوا تھا اور دوسری پارٹی سردار جبرائیل خان سے معذرت کر رہی تھی جبکہ پریسہ دانیوں گھر کی جانب گامزن گاڑی میں خود کو اک نئے محاذ پر لڑنے کے لئے تیار کر رہی تھی

دوسری طرف اسفندیار خان دا جان کو مبارکباد دے رہا تھا کہ کیس ہم جیت چکے ہیں اور وکیل ہمارے گھر آرہیں ہیں جس کے لئے دا جان خوش ہو رہے تھے اور خوب خاطر مدارت کی تلقین کی تھی اپنے گھر والوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک اور بات کہ آج کے معاشرے میں کتنی لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں لگتا ہے کہ ہم نے اپنی بیٹیوں کو موبائل دلو کر غلطی کر دی ہے وہ اسی شش و پنج کا شکار رہتے ہیں کہ شاید وہ کچھ غلط نا کر رہی ہوں اور یہ پڑھائی کے مقصد کے لئے لیا گیا موبائل ان کی عزت کا جنازہ نا نکال رہا ہو۔۔۔ او بھئی جب اعتبار کیا ہے تو پورا کریں نا کیوں خود کو اذیت کی سیڑھی پر کھڑا کیا ہوا ہے اور انہیں بھی نا آگے قدم بڑھا رہے ہیں اور نا

چمچے۔۔۔۔۔

ویسے ایک بات کہ ہمارے معاشرے کو لڑکیوں کی ڈریسنگ، ان کی آزادی، گھومنے پھرنے دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ وغیرہ پر جانے میں ڈھیر سارے عیب نظر آتے ہیں جس کی بنا پر ہمارا معاشرہ انہیں "بے حیا"، "بے شرم"، "بیغیرت" اور بعض اوقات "طوائف کا لقب بھی دیتے ہیں۔۔۔۔۔

کیوں کیونکہ ان کی نام نہاد عزت کی نیلامی ہو رہی ہوتی ہے اور اس عزت کا جنازہ نکل رہا ہوتا ہے سرعام جس کی بنا پر قتل بھی کیے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ میرا سوال ہے کیوں؟؟؟؟؟

اور جواب پتا ہے کیا کہ "ہماری عزت خراب کر رہی ہیں" "او کون سی عزت۔۔۔۔۔ ہاں کون سی؟؟؟ اگر آپ کی عزت خراب ہونی ہی ہے تو وہ آپ کے گھر کی چار دیواری میں بھی ہو جائے گی تب کیا کریں گے تب کس کو قصور وار ٹھہرائیں گے؟؟؟

اور یہ عزت اس وقت کہاں ہوتی ہے جب شادی بیاہ پر ناچ گانے اور اپنے گھٹیا نفس کی تسکین کے لئے عورتوں کو نچایا جاتا ہے ان سے دل لہایا جاتا ہے، اس وقت کہاں ہوتی ہے جب ایک عورت کا حق کوٹھے پر رات کی تاریکی میں لٹایا جا رہا ہوتا ہے، اس وقت کہاں جاتی ہے یہ نام نہاد عزت جب ایک عورت کو طوائف بننے پر مجبور کرتے ہیں یہ لوگ اور خصوصاً اس معاشرے کے معزز مرد کہاں ہوتے ہیں جب ایک بیوہ عورت کے گھر میں چھوٹے چھوٹے بچوں کے سامنے ان کی ماں کی عصمت دری کی جاتی ہے جب سانسان موٹروے پر ایک مظلوم عورت کی عزت کو دن دھاڑے تار تار کیا جاتا ہے تب یہ معاشرہ، اس کے معزز لوگ اور اس کی پاسداری کہا جاتی ہے۔۔۔۔ کیا وہ کسی کی بہن، بیٹی، بیوی، یا ماں نہیں ہوتی ہیں کیا ان کی کوئی عزت نہیں ہے

کیا اس معاشرے کی تمام حدیں صرف عورتوں کے لئے ہیں، تمام رکاوٹیں صرف انہی کے لئے بنائی گئی ہیں، کیا ان مردوں پر یہ معاشرہ کوئی قانون لاگو نہیں کرتا ہے جن کی پاسداری ان پر فرض ہے۔۔۔۔۔

ہمارا موضوع یہ نہیں تھا لیکن بات نکلتے نکلتے دور چلی جاتی ہے تو ہم واپس اپنے موضوع کی جانب آتے ہیں کہ ہمیں اپنی بیٹیوں کو اعتماد دینا ہے انہیں احساس دلانا ہے کہ زندگی کے ہر مشکل اور ہر ناممکن قدم پر ہم ان کے ساتھ ہیں وہ جو بھی اپنی مرضی کا پڑھنا چاہتی ہیں ہم انہیں سپورٹ دیں گے اور مکمل یقین دلائیں گے کہ ان کی منزل بس ان سے چند قدم کی دوری پر ہے اور یہ قدم اٹھانے کے لئے ہم ان کے ساتھ ہر چاہے ہر قدم کے درمیان سات سمندر کا بھی فاصلہ ہو۔

ہمت، حوصلہ، اعتبار، اعتماد یہ وہ سیڑھیاں ہیں جن کی مدد سے آپ کسی بھی منزل پر پہنچتے ہیں اور ان کی بنیادیں آپ کی فیملی مضبوط کرتی ہے جتنا زیادہ آپ کی فیملی آپ کو یہ چار چیزیں فراہم کرے گی اتنا ہی زیادہ آپ کے قدم مضبوطی سے جمیں گے

خوبصورت نمول باتیں، خوبصورت لمحے قید کر لئے گئے تھے، تاریخ کا حصہ بننے کے لئے جبکہ آج کا یہ لیکچر ایک لڑکی کی جانب سے تھا جو اپنے علاقے کی پہلی وکیل تھی جو اس وقت اپنے علاقے کے ہائی سکول میں کھڑی ان تمام والدین سے مخاطب تھی جو اپنی بچیوں کو باہر پڑھنے جانے سے روکتے ہیں

ار ترضی بچے آپ تو گھوڑے پر سوار ہو کل پرسوں سے گھر بھی مل نہیں رہے ہو اتنا بھی کیا کام کو سوار کر لینا ابھی بھی اتنی جلدی جارہے ہو؟؟؟ ابھی بھی وہ تیار ہو کے نکل رہا تھا جب مورے نے اسے بنا کھانا کھائے جاتے دیکھ کر ٹوکا تھا اور اس کے پیچھے گیراج تک آئیں تھیں

میری پیاری مورے جان آج کل کچھ سپیشل گیٹ ہیں تو ان کو سارا وقت دینا ہوتا ہے اور الالہ کے کہنے پر گائیڈر کی بھی ڈیوٹی نبھا رہا ہوں آج ویسے بھی دیر ہو گئی ہے۔۔۔ اس نے اپنی گھڑی سامنے کی تھی جو اس وقت آٹھ بج رہی تھی

"اور ایسے کون سے مہمان ہیں؟؟؟" اپنے سینے پر بازو لپیٹتے وہ مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھیں

مورے شک کیوں کر رہی ہیں ماہ روش ہیں اور ان کے کچھ دوست ہیں جو نار ان کا خان سے سیدھا ادھر آئے ہیں اور کل ویسے بھی ان کا آخری دن ہے ادھر کل رات کو وہ نکل جائیں گے۔۔۔۔۔ اس نے بے چارگی سے کہا تھا

اگر ماہ روش اور ان کے دوست ہیں تو آپ کو انہیں حویلی ٹھہرانا چاہئے تھا پتا نہیں کب عقل آئے گی آپ کو ار ترضی حد کرتے ہیں آپ بھی بلکہ آپ انہیں آج ہی حویلی آنے کی دعوت دیں اور ساتھ لے کر آئیے گا میں بی جان کو جا کر بتاتی ہوں خوش ہوں گیں وہ۔۔۔۔۔۔۔۔

گاڑی سے صرف پریسہ ہی اتری تھی اسفندیار کے ساتھ جبکہ وہ اندر بیٹھا رہا تھا ڈرائیونگ سیٹ پر جانتا تھا کہ کبھی بھی وہ اس کے ساتھ نہیں جائے گی اس لئے پریسہ کے ساتھ آنے پر راضی ہو گئی تھی لیکن اکیلے کبھی ناجاتی اور اسے گاڑی میں دیکھ کر کڑوا منہ بنایا تھا

اور اس کے دوستوں نے گاڑی کے کالے شیشے ہونے کی وجہ سے جبرائیل خون کو پہچانا نہیں تھا۔

.....

داجان ملیں اس وکیل سے جس کی وجہ سے ہمیں ہماری زمین واپس ملی ہے۔۔۔ اسفندیار خان نے اپنے پیچھے کی جانب اشارہ کیا تھا اور خود سامنے سے ہٹا تھا جدھر پریسہ دانیل ن اپنے مخصوص وکیل کے حلیے میں کھڑی تھی اور بڑی چادر کو تہہ کر کے بازو پر رکھا ہوا تھا جبکہ پریسہ کے پیچھے ہی جبرائیل خان تھا اسے تحفظ کا احساس دلاتے ہوئے کہ داجان اگر کچھ کہنا بھی چاہیں گے تو جبرائیل کی سپورٹ ہر لمحہ اس کے ساتھ ہو گی

اسفندیار خان کے کہنے پر سب گھر والے حیرت انگیز تاثرات سے دیکھ رہے تھے جیسے انہیں یقین نہیں آ رہا ہو کہ ان کے سامنے کھڑی ان کی اپنی ہی بیٹی ہے داجان سمیت بی جان بیٹیوں کی نوکری کے سخت خلاف تھیں لیکن جبرائیل خان کی سپورٹ کے ساتھ آج وہ اس مقام پر تھی

"کیا ہے یہ سب جبرائیل؟؟؟؟؟" داجان اپنی نشست سے اٹھے تھے اور سپاٹ تاثرات سے پوچھا تھا

کون لوگ داجان؟؟؟؟ یہ تو ہر حال میں باتیں کرتے ہیں انہوں نے تو زرینے گل کی شادی پر بھی اعتراض کیا تھا تو تب بھی آپ نے جواب دیا تھا تو مجھے یقین ہے کہ آپ اب بھی اپنے گھر کی عورت پر کسی کو انگلی اٹھانے کا موقع نہیں دیں گے۔ انہی کے انداز میں وہ ان کو گھیر رہا تھا اس سارے میس میں وہ

خاموش ہی رہی تھی جانتی تھی کہ اس جاوکیل جبرائیل خان ہے اور وہ یہ کیس جیت ہی لے گا نہیں تو
ٹرائل پے چلا جائے گا۔۔۔۔

چھوڑیں داجان یہ سب غصہ تھوک دیں اور مبارکباد دیں خان فیملی کی پہلی لائر کو جو اپنے والد محترم سے
بھی بہت اچھی ثابت ہوں گیں۔۔۔۔۔ پریسہ کو ساتھ لئے وہ داجان کے پاس آیا تھا اس وقت تو مصلحت
کے تحت وہ خاموش ہو گئے تھے اور اپنی پوتی کو مبارکباد دی تھی اور پیار بھی کیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ قائل نہیں ہوئے تھے یہ جبرائیل خان جانتا تھا اسلیئے وہ وہاں سے ان کے ساتھ ان کے کمرے میں
آیا تھا اور بالآخر ایک گھنٹے تک وہ انہیں دلائل دے کر قائل کر چکا تھا

اب باہر آجائیں آپ کی دوسری پوتی بھی تشریف لائیں ہیں غالباً ان سے مل کے خوشی ہوگی۔۔۔
جبرائیل انہیں چھیڑتے باہر ساتھ لایا تھا جدھر ماہ روش ابراہیم حمزہ کا سہارا لئے چل رہی تھی پیر کی موج
کے ساتھ۔۔۔۔۔ ابھی آتے ہوئے جبرائیل اسے حمزہ کے کلینک چھوڑ آیا تھا جدھر آج کل وہ جاب کر رہا
تھا اور ابھی وہ اپنی دوستوں کے ہمراہ ہی حویلی آئی تھی اور حمزہ کو بھی وقت سے پہلے گھسیٹ لائی تھی
حمزہ اسے لئے صوفے پر بیٹھا تھا سب سے ملنے ملانے کے بعد ماہ روش اپنی دوستوں کا تعارف کروا رہی تھی
جبکہ جبرائیل خان وہاں سے نکل گیا تھا ایک کال سننے کے لئے اور ار ترضیٰ بھی جاسم لوگوں کے ساتھ تھا
انہیں مردانے میں ٹھہرایا گیا تھا اب داجان سمیت گھر کی عورتیں تھیں جبکہ ماہ روش نے زبردستی حمزہ کو
ساتھ بٹھایا ہوا تھا اور ابراہیم صاحب اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ہاٹل میں کچھ چینجنگ کرنی تھی تو وہ دیکھنے
گئے ہوئے تھے

ہاں ہاں ٹھیک ہے لے جاؤ بچیوں کو آرام کر لیں زرا۔

تم نا۔۔ بمشکل خود کو کچھ بھی کہنے سے باز رکھا تھا۔۔۔۔۔۔ ماما اس کے ساتھ ہی آئیں تھیں دوسری طرف سے سہارا دیئے

ان دو کو ایک ہی کمرے میں ٹھہرایا تھا اور کرن کو ماہِ روش کے ساتھ ماہِ روش کے ہی کہنے پر۔۔۔۔۔۔

کیسے ہو ہینڈ سم ڈاکٹر۔۔۔۔۔ کرن اسے چھیڑ رہی تھی

جس کے ساتھ تمھاری اس دوست جیسی بتمیز بہن ہو وہ کیسا ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ اسے بیڈ پر بٹھاتے وہ جل کے گویا ہوا تھا جس پر ماہ روش نے اسے گھوری سے نوازا تھا جبکہ ماما اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں تھیں اور کرن مسکرا کر ان کی نوک جھونک دیکھ رہی تھی

حد کرتی ہے یہ بھی اب میں ادھر عورتوں میں بیٹھ کر مکھیاں ماروں گا مجھے بھی کلینک سے اٹھا کر لے آئی ہے۔۔۔۔۔ دروازے سے باہر نکلتے وہ بڑبڑا رہا تھا۔۔۔۔۔

ادھر بیٹھ کر بھی تو لکھیاں ہی مار رہے تھے امریکی بندر۔۔۔۔۔ ماہ روش پیچھے سے چیخی تھی جسے وہ انور کرتا نکل گیا تھا اور اب کرن فریش ہونے چل دی تھی واشر روم میں۔۔۔۔۔ جبکہ وہ ماں کو لاڈ دکھا رہی تھی

ہم واپس کب تک جا رہے ہیں؟؟؟؟ کتاب پر سے نظریں اٹھا کر پوچھا تھا
کیوں تم اکتا گئی ہو ادھر سے..... گھڑی اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی تھی اور اسے ایک نظر دیکھا تھا
ایسی بات نہیں ہے بلکہ میری آفس سے کافی ساری چھٹیاں ہو گئیں ہیں اتنا زیادہ کام جمع ہو گیا ہو گا بس اسی
لئے پریشانی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ کتاب بند کرتے وضاحت کی تھی۔۔
تم شاید بھلور ہی ہو کہ تمہارا باس میں ہوں تو تم دل کھول کر چھٹیاں کر سکتی ہو۔۔۔۔۔ صوفے پر بیٹھتے اپنے
جوتے جھک کر اتارتے وہ بول رہا تھا جب اس نے اس کے سامنے سلپیر لا کر رکھے تھے اور اسفندیار خان
کو صرف اس کے ہاتھوں میں اپنے جوتے نظر آئے تھے اور وہ ایک لمحے کو فریز ہوا تھا کیا بول رہا تھا وہ بالکل
بھول گیا تھا سب کچھ زہن سے محو ہو گیا تھا نظر آ رہا تھا تو صرف اس کے ہاتھ میں اپنے جوتے۔۔۔۔۔
اس نے کب ایسی خدمتداری کی توقع رکھی تھی، کب ایسی نواز شین چاہی تھی، کب وہ ایسی خواہشات کا
تمنائی تھا، وہ تو صرف ساتھ کا تمنائی تھا یہ جو ملنے کی شروعات ہو گئی تھی یہ تو اس سب سے بڑھ کر تھا،

فوراً سے بیشتر اس کے ہاتھوں سے جوتے لئے تھے

نیکسٹ ٹائم میرے جوتوں کو ہاتھ نہیں لگانا۔۔۔ نرمی سے کہتے وہ اٹھا تھا
 "کیوں تمہیں اچھا نہیں لگا ہے کیا؟؟؟" پیچھے سے آواز آئی تھی اندیشوں بھری۔۔
 ہاں "مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میرے جوتے کو میری ماں، بہن، بیوی یا بیٹی ہاتھ لگائے" پلٹ کر ایک نظر
 اسے دیکھتے جواب دیا تھا

اب کی بار فریز ہونے کی باقی اس کی تھی
 اس کا انداز ہمیشہ عزت دیتا ہوا تھا جب بھی اس نے دیکھا اور محسوس کیا تھا ہر بار وہ اسے غلط ثابت کر رہا
 تھا

اگر تم بور ہو گئی ہو تو جلدی سے تیار ہو جاؤ آج ہم باہر جا رہے ہیں اور رات کا کھانا بھی باہر کھائیں
 گے۔۔۔۔۔ چینیج کرنے کے بعد وہ واپس آیا تو اسے ایک ہی زاویے پر کھڑے پایا تھا
 ہیلو مادام آپ کے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں تیار ہو کے نیچے آجائیے۔۔۔۔۔ اس کے اگے چٹکی بجاتے وہ
 باہر کی جانب بڑھا تھا جبکہ وہ جلدی سے کپڑے لئے واش روم کی جانب بڑھی تھی

.....

ویسے نانا اب کی دفع آپ نے مجھے اس بندے سے لازمی ملوانا ہے میں تو جیلس ہونے لگ گئی ہوں اس سے آپ اتنی زیادہ تعریفیں کرتے ہیں اس۔۔۔۔

نانا سے بات کرتے کرتے وہ دراز کھول رہی تھی تو اس کے اندر اسے وہ بریسلٹ ڈبی کے اندر پڑا نظر آیا تھا جو نکاح سے قبل اس نے اتار دیا تھا اور جب سارا دراز کھولا تو اس کے اندر باقی کی بھی جیولری پڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اس سب کو دیکھ کر اس کے تاثرات عجیب ہو رہے تھے

ہاں ہاں ضرور ماہی وہ ہے ہی بہت اچھا، بہت ملنسار محبت کرنے والا اپنوں کا خیال رکھنے والا ان کے لئے قربانیاں دینے والا اور خصوصاً عورت کو عزت دینے والا ہے ہمارے معاشرے میں بہت کم ایسے لوگ ہیں جو یہ سب کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ وہ بہت محبت سے ذکر کر رہے تھے

ایک بات تو بھول ہی گئے کہ ملٹی نیشنل کمپنی کا مالک بھی اور سردار بھی۔۔۔۔۔ اس نے شرارت سے یاد کروایا تھا

دوسری جانب سے وہ ہنس رہے تھے اب
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ماہی تم کوئی بات بھولتی بھی ہو کیا۔۔۔۔۔ مصنوعی حیرانی سے پوچھ رہے تھے جبکہ مزید آدھا گھنٹا بات کرنے کے بعد وہ فون بند کر چکی تھی ابھی کچھ دیر قبل ہی ابراہیم اور حمزہ کے ساتھ اس نے کمرے میں ہی کھانا کھایا تھا اور پھر ابراہیم اپنی ضروری کال سننے چلے گئے تھے

اور اب دوبار جیولری دیکھ رہی تھی اس وقت سب نیچے رات کا کھانا کھا رہے تھے جبکہ پاؤں میں درد کی وجہ سے اس نے انکار کر دیا تھا نیچے جانے سے اپنے کمرے میں کھانا اس نے بس برائے نام ہی کھایا تھا اور باقی کا اس نے کور کر کے رکھ دیا تھا

اس نے کچھ سوچتے ہوئے بریسٹ نکال کے پہن لیا تھا جبکہ باقی جیولری ایسے ہی رکھ دی تھی اور پھر کمبل سر تک لپیٹ لیٹ گئی تھی

.....

اس وقت سڑکوں پر گہما گہمی تھی، سٹریٹ لائٹ روشن تھیں جگمگاتی دنیا محسوس ہو رہی تھی، لوگ ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے، شاید برف باری کا امکان تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دکانوں کے شٹر گر رہے تھے جب کہ منچلے نوجوان اس ٹھٹھرتی ہوئی سردی سے محفوظ ہو رہے تھے جن میں وہ دونوں بھی شامل تھے۔۔۔

ایک ہاتھ میں کافی کا کپ لئے دوسرے ہاتھ کو پینٹ کی جیب میں گھسیڑے وہ چل رہا تھا اس کے قدم سے قدم ملائے بڑا پر جوش سا۔۔۔۔ جبکہ اس کے اب دانت بجنا شروع ہو چکے تھے وہ اس سردی کی عادی کہاں تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"گھر چلتے ہیں۔۔۔" دو قدم پیچھے رکتے وہ اب اس سے کہہ رہی تھی

اتنی جلدی۔۔۔ اس کے اچانک رکنے پر وہ واپس پلٹا تھا اور اس کے پاس آیا تھا دو قدم کا فاصلہ طے کرتے "مجھے بس سردی لگ رہی ہے بہت زیادہ کیا تمہیں نہیں لگ رہی ہے" اس نے پینٹ شرٹ کے اوپر ریڈ کلر کی جیکٹ پہن رکھی تھی اور بمشکل دانتوں کو بجنے سے روکا تھا اس وقت وہ سڑک پر کھڑے تھے اور رات کے تقریباً بارہ کا وقت ہو رہا تھا ابھی وہ رات کا کھانا ایک ہاٹل سے کھا کر نکلے تھے

"اتنی جلدی بھی کیا ہے ابھی تو آئے ہیں اور ہم پہاڑی لوگ ہیں یاریہ سردی اب ہماری دوست ہے اتنا تنگ نہیں کرتی ہے" وہ اس کے اہس تھا اب سامنے سے آتی سٹریٹ لائٹ کو وہ روک چکا تھا

لیکن مجھے بہت لگ رہی ہے ایسا لگ رہا ہے کہ اگر "چند منٹ اور کھڑی رہی تو جم کر قلعی بن جاؤں گی".... اپنی مجبوری بتائی تھی مسکین صورت بنائے جبکہ اسفندیار خان کے ہاتھ اب اپنی جیکٹ کی زپ کھول رہے تھے جسے بعد میں وہ نور لہدی کے کندھوں پر رکھ رہا تھا

"میرا خیال ہے کہ اب کم لگے گی" وہ اس سے رائے لے رہا تھا اب

لیکن وہ تو اسے دیکھ رہی تھی کہ اسے واقعی نہیں لگ رہی ہے جبکہ وہ اپنی جرسی کے ساتھ شال اور اب اس کی جیکٹ بھی پہنے ہوئی تھی لیکن پھر بھی کچھ ناکچھ سردی کا احساس ہو رہا تھا

کیا تمہیں سچ میں سردی نہیں لگ رہی ہے۔۔۔ حیرت سے وہ اسے صرف پینٹ شرٹ میں دیکھ رہی تھی اب ایسا بھی لوہے کا نہیں بنا ہوا بلکہ تم سے کم ہی لگ رہی ہے۔۔۔۔۔۔

اچھا چلو پھر گھر ہی چلتے ہیں۔۔۔۔۔ اس کا خیال کرتے وہ واپسی کے لئے تیار تھی جبکہ ادھر آکر اس کا موڈ اچھا خاصا خوشگوار ہو گیا تھا

ہاں ہاں تاکہ تم مجھے طعنے دیتی رہو بعد میں کہ میں نے تمہیں اپنا علاقہ گھمایا نہیں ہے اور زرا سی سردی برداشت نہیں کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ اس کے سامنے ہی کھڑا تھا ابھی بھی اور اس کے پریشان کن تاثرات سے لطف اٹھا رہا تھا جبکہ اس کی بات سے اس کا پارہ ہائی ہوا تھا ایک لمحے کے لیے

تم ناعزت کے قابل ہی نہیں ہو ٹھیک ہے مجھے ابھی گھر واپس نہیں جانا ہے بلکہ اور زیادہ گھومنا ہے چلو اب
 ----- اس کی کہنی سے پکڑتے وہ اسے گھسیٹ رہی تھی اور ساتھ ساتھ لڑ بھی رہی تھی اور دور
 جاتے ان کی آوازیں کے سنائے میں گم ہو رہی تھی آہستہ آہستہ، مدھم اور مدھم بالکل ختم

اس وقت وہ حویلی کی مخصوص اور اپنی پسندیدہ جگہ پر بیٹھی تھی جب بابا بھی ساتھ آکر بیٹھے تھے

"اب درد کیسا ہے آپ کا؟؟؟؟"

"پہلے سے بہت بہتر ہے" رخ ان کی جانب پھیرا تھا

آپ کا ارادہ کب تک واپس جانے کا ہے۔؟؟؟؟ اب وہ ان سے سوال کر رہی تھی

کچھ کام ہیں جن میں میری موجودگی لازم ہے اور حمزہ بھی ادھر ہی کلینک جا رہا ہے جبکہ آپ کی ممشاید
 میرے بغیر ناجائیں۔----- اس کے کندھوں سے سرکتی شال کو دوبار اس کے کندھوں پر جمایا تھا
 اور اپنے بازو کا تحفظ بھی فراہم کیا تھا

"بالکل بالکل میں ہی بس سوتیلی ہوں آپ کی باقی حمزہ اور ماما ہی تو سگے ہیں ابراہیم صاحب آپ
 کے۔۔۔۔ مصنوعی خفگی سے وہ منہ پھیر گئی تھی

ویسے ایک بات بتائیں کہ آپ کی بیگم آپ کو کچھ بتانا بھولتی بھی ہیں کیا؟؟؟؟ اپنی ناراضگی پس پشت ڈالے وہ استفسار کر رہی تھی

تب ہی میں کہوں مجھے کیوں لگتا ہے کہ میں ان کی سوتیلی اولاد ہوں یا رباباہر بات کیوں بتاتی ہیں آپ کو اس امر کی بندر پے تو کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں رکھتی ہیں۔۔۔۔۔ اپنے منہ کے زاویے بناتی وہ بول رہی تھی

ہاں تو اچھل کود سے پرہیز کرنا تاکہ آرام آئے۔۔۔۔۔ وہ سامنے اس کے بیٹھا تھا

"کون سی اچھل کود کی ہے میں نے بابا سمجھائیں اس امریکی بندر کو " وہ لڑنے مرنے پے تیار تھی
 حمزہ!!!!!! بہن کو تنگ نہیں کرو۔۔۔۔۔

اس کے کہنے پر انہوں نے حمزہ تنبیہ کی تھی

"ہاں اور بہن چاہے جتنا مرضی تنگ کر لے " دکھاؤ ادھر پیر مجھے----- اس کے پیر کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھتے معائنہ کیا تھا

تم خود یہاں چل کر آئی ہونا اور کسی سے کہنے کی زحمت بھی نہیں کی ہو گی یقیناً ہاں..... پیر کو دیکھتے اب وہ اس کو گھوریاں ڈال رہا تھا

اٹھو چلو اب کمرے میں بابا پکڑیں اسے جبکہ چلنے پھرنے سے گریز کرو اچھا خاصا سو جا ہوا ہے۔۔۔ پریشان نظروں سے وہ اس کے پیر کو دیکھ رہا تھا جبکہ دوسرا وہ اچھا خاصا کور کر کے باہر نکلی تھی اور اب خاموشی سے اس کی ڈانٹ سن رہی تھی جسے پہلے وہ بلاوجہ ڈانٹ خود رہی تھی

خبردار اب اگر تم اکیلی واپس گئی تو بابا لوگ اگر رک رہے ہیں تو میں تمہارے ساتھ واپس جا رہا ہوں

کیونکہ تم نے تو سکون سے بیٹھنا ہی نہیں ہے۔۔۔ ایک طرف سے بابا اور دوسری جانب سے اس کا سہارا لئے وہ اس کی جلی کٹی سنٹ پر مجبور تھی اس نے بابا کی طرف دیکھا تھا

بیٹا جب ڈاکٹر گھر کا ہو تو سننا مجبوری ہوتی ہے۔۔۔ وہ اس کی طرف جھک کے آہستہ آواز میں کہہ رہے تھے

ناشتے کے بعد ان کا پلان فارم ہاؤس جانے کا تھا جس میں ساری ینگ جنریشن سگے آگے تھی فرشتے کل سے اس کی دوستوں کو کمپنی دے رہی تھی اور چچی کے ساتھ تائی بھی پیش پیش تھیں

اس وقت یہ قافلہ روانہ ہو رہا تھا جب سارے گاڑیوں میں بیٹھ گئے تھے نور لہدی اسفندیار کے ساتھ جیپ پر، ماہ روش کی دوستیں اور فرشتے ایک گاڑی میں ار تضحیٰ کے ساتھ جبکہ ماہ روش رہ گئی تھی تو اسے ار تضحیٰ نے میسج کر دیا تھا کہ نیچے آ جاؤ اور بلیک گاڑی میں بیٹھ جاؤ جبکہ خود وہاں سے نکل دیا تھا مسکراہٹ دباتے اور اب اس کی انگلیاں کے نمبر پر متحرک تھیں

"آپ کی نصف بہتر کب سے گاڑی میں انتظار کر رہی ہیں انہیں ان کی منزل پر پہنچا دیں ڈیر لالہ " دوزری جانب سے سین ہو گیا تھا لیکن کوئی ریلپلائے نہیں آیا تھا ایسے میسجز کا عموماً کم ہی ریلپلائے آتا تھا ماہ روش تو آئی نہیں!!!! تھوڑا دور نکلنے کے بعد کرن چلائی تھی

ڈونٹ وری وہ لالہ کے ساتھ آرہی ہے۔۔۔۔۔ فرشتے نے ار تضحیٰ کے تاثرات سے اندازہ لگایا تھا اور اس کے ایسا کہنے پر پریسہ آگے بیٹھی مسکرائی تھی

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسے بیٹھے دس منٹ ہو گئے تھے اور ابھی تک ار تضحیٰ نہیں آیا تھا

کہاں ہیں ار تضحیٰ لالہ میں کب سے ویٹ کر رہی ہوں آپ کا۔۔۔۔۔؟؟؟ اسے میسج کرنے کے بعد وہ باہر دیکھ رہی تھی ہلکی ہلکی بر فباری ہوئی تھی شاید رات کو کیونکہ باریک سی تہہ جھی ہوئی تھی سفیدی تھی میسج ٹون بجی تھی اور اس کے تخیل کی راہ رو کی تھی

"میں تو ان سب کو لے کر آ گیا ہوں آپ کو لالہ چھوڑ دیں گے پلیر ماہ روش ناراض مت ہوئے گا " اس کا دل کیا تھا کہ کاش وہ اس کا سر پھاڑ سکتی اسی وقت جبرائیل خان گاڑی کا دروازہ کھولتے اندر بیٹھا تھا

""وایسے مجھے تو لگ رہا تھا کہ آپ میرے ساتھ جانے پر اچھا خاصا وادیلہ کریں گیں اور گاڑی سے باہر نکل جائیں گی جبکہ آپ بالکل پرسکون بیٹھی ہیں ویسے آپ ہر بار مجھے حیران کرتی ہیں آپ بہت انپریڈ کٹیبیل ہیں۔۔۔۔۔ گاڑی کو فارم ہاؤس کے رستے پر ڈالے وہ سپیڈ آہستہ کر چکا تھا

پہلی دفع وہ اس کی کسی بات یر مسکرائی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

adab@safareadab.com

اگر میں کہوں کہ اس دن میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا تھا لیکن آپ نے سنا ہی نہیں۔۔۔۔۔۔ وہ پچھلی ملاقات کا حوالہ دے رہا تھا اس کی آنکھوں میں دیکھتے، اس کی پلکیں اوپر کو مڑی ہوئیں تھیں، خمدار پلکیں تھیں اور سنہری کانچ آنکھیں تھیں چمکتی ہوئی اس کے چہرے پر سب سے زیادہ خوبصورت یقیناً آنکھیں تھیں۔۔۔ صرف ایک لمحے کی نظر نے اسے باندھ لیا تھا اسے لگا تھا اگر چند سیکنڈ زوہ اور دیکھتا تو اس کے عشق میں پاگل ہو جاتا تھا وہ ایک مضبوط اعصاب کا مالک قبیلے کا سردار تھا جس کی بہادری کے قصے لوگ سناتے تھے وہ اپنی ہی منکوہ کی آنکھوں کے عشق میں گرفتار ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اسے لگا وہ اس لمحے ڈرائیو نہیں کریائے گا اس لئے سڑک کی ایک سائیڈ پر گاڑی روک دی تھی

اس کے گاڑی روکنے پر وہ دوبار اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔

قیامت خیز ہیں آنکھیں تیری

تم آخر خواب کس کے دیکھتے ہو

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کی آنکھوں سے اسے یہ شعر یاد آیا تھا

اور ماہِ روش اس کی آنکھوں کے رنگوں سے کنفیوژن کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

""میں آپ کو یہ ہی بتانا چاہتا تھا کہ میں جانتا تھا کہ ہمارا منگنی کی بجائے نکاح ہو گا لیکن میں نے اسے جان بوجھ کر روکا نہیں تھا حالانکہ میں چاہتا تو عین نکاح کے وقت روک دیتا کسی کی جرات نہیں تھی کہ سردار جبرائیل خان سے سوال کر پاتا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا "" اس کی آنکھوں سے نظریں ہٹائے وہ سامنے دیکھتے بول رہا تھا آہستہ آہستہ

"کیا میں وجہ جان سکتی ہوں "" وہ بھی نارملی اس کی بات سن رہی تھی

"کیا وجہ جاننا ضروری ہے؟؟؟" دوبار اس پر نظریں جمائی تھیں

"بہت زیادہ ضروری ہے "" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے فل کانفیڈینس سے وہ پوچھ رہی تھی

"میں جاننا چاہتا تھا کہ آپ کاری ایکشن کیا ہوتا ہے آپ عین وقت پر اپنے خاندان کی عزت کا خیال رکھتی ہیں یا۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے جان بوجھ کر بات اُدھوری چھوڑ دی تھی

"آپ ٹھیک تھے اپنی جگہ پر کیونکہ آپ سب کے نزدیک بیرون ملک میں پرورش پانے والی ایک جزباتی، لاابالی، اپنی منمنائی کرنے والی لڑکی کہاں اپنی روایات کی پاسداری کرنا جانتی ہوگی "" اس سے نظریں ہٹائے وہ سامنے دیکھ رہی تھی اب پتا نہیں اس نے ایک جنرل بات کی تھی یا طنز بگھو کر مارا تھا بہر حال جبرائیل خان کو تو وہ طنز ہی لگا تھا

"آپ کی بات ہوگئی ہے مکمل یا ابھی کچھ رہتا ہے؟؟؟؟" میرا خیال ہے اب چلنا چاہیے کافی دیر ہوگئی ہے۔۔۔ اپنی کلائی پر برینڈ ڈگھڑی پے نظریں جماتے وہ نرمی سے پوچھ رہی تھی جبکہ جبرائیل خان کے تاثرات اسے دیکھ کر غیر مبہم سے ہو رہے تھے اور اس نے خاموشی سے سر ہلاتے گاڑی سٹارٹ کی تھی وہ آنکھوں کی چمک جو چند لمحے پہلے موجود تھی جس نے جبرائیل کو خود سے باندھا تھا وہ اب معدوم ہوگئی تھی ان میں ہلکی ہلکی تکلیف کی لہر تھی وہ سمجھ رہا تھا اس رویے کے پیچھے وجہ۔۔۔

اچانک ہی جبرائیل کی اس کی کلائی پر موجود بریسلٹ پر نظر پڑی تھی جسے دیکھ کر اسے خوشگواریت کا احساس ہوا تھا مطلب وہ اس سب کو ایکسیپٹ کر رہی ہیں۔۔۔۔۔

"آپ مجھ پر اعتبار کر سکتی ہیں" گاڑی سے اترنے سے قبل وہ بس ایک فقرہ ہی بولا تھا اور کیا کچھ نا تھا اس فقرے کے ساتھ اس کی آنکھوں میں مان، بھروسہ، اعتبار دلاتا۔۔۔۔ ایک لمحے کے لیے اسے لگا تھا کہ یہ اعتبار دلاتی آنکھیں ہیں لیکن وہ اتنی جلدی اب ان سب پر ایمان نہیں لاسکتی تھی ابھی وقت درکار تھا اسے اس سب کے لئے۔۔۔۔۔

دا جان وہ بہت محبت کرنے والی احساس کرنے والی ہے بڑوں کا لحاظ رکھنے والی نرم دل ہے آپ نے ابھی اسے جانا ہی نہیں ہے آپ لوگ اگر اس کے لائف سٹائل سے ہٹ کر اسے ایک انسان کے طور پر ٹریٹ کریں گے تب ہی جانیں گے کہ اس کا اصل رویہ کیا ہے۔۔۔۔۔

"ابراہیم ہم وہی کہتے ہیں جو نظر آتا ہے، یہ کہاں لکھا ہے کہ غیر مردوں کے ساتھ گھومے پھرے حد کرتے ہو تم بھی زرا کوئی لحاظ یا شرم ہو دیدوں کا پانی مر گیا ہے۔۔۔۔ بی جان بہت غصہ ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔

بی جان میں جانتا ہوں ان سب بچوں کو بہت اچھی فیملیز کے ہیں ان کے والدین کے ساتھ ہمارے کاروباری تعلقات ہیں بہت اچھے بچے ہیں بلکہ کنیں دفع تو گھر بھی آچکے ہیں کھانے پر آپ پریشان نا ہوں مجھے اپنی بیٹی پر پورا اعتبار ہے وہ جدھر بھی جاتی ہیں جس کے ساتھ بھی جاتی ہیں مجھے بتا کر جاتی ہیں۔۔۔۔۔

ان کے لہجے میں مان بول رہا تھا

"" بس ابراہیم ہمیں کوئی وضاحت نہیں سننی ہے بلکہ تم اپنی بیٹی کو راضی کرو کہ اگلے ہفتے سے ہم اسفندیار کا ولیمہ کر رہے ہیں تو ساتھ ہی رخصتی چاہتے ہیں تیار کر لو خود کو کیوں کہ ہم مزید اپنی عزت کا جنازہ نکلتے نہیں دیکھ سکتے ہیں "" اور کمرے کے دروازے کے باہر ماہ روش ابراہیم خان ان کے الفاظ سن کر فریز ہوئی تھی

آپی ابا ہمیں چھوڑ کر چلے گئے؟؟؟؟

اس ایک فقرے نے اس کے قدموں تلے سے زمین کھینچ لی تھی۔۔۔۔۔

شل ہوتے دماغ، ساکن وجود کے ساتھ وہ اس کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

برفیلے اونچے خوفناک پہاڑ، کالی سیاہ اندھیری راتیں، ہر لمحہ تیز ہوتی بارش، کرکڑاتی بجلی اور ویرانے میں وہ اکیلی بھاگ رہی تھی۔۔۔۔۔ اپنوں کو آوازیں دیتے اس کا گلابیٹھا آ نکھوں سے آنسو جاری تھے

adab@safareadab.com

"یہ اس عورت کی نہیں بلکہ آپ کی آزمائش ہوتی ہے کہ آپ کس طرح اسے اللہ سے قریب کرتے ہیں کیسے محبت سے رام کرتے ہیں۔ عورت کو اللہ نے ایسی محبت سے گندھی مٹی سے بنایا ہوتا ہے جو صرف پیار کے دو بول سے مان جاتی ہے " شرط یہ ہے کہ صرف پیار سے کوشش کرو گے تو، ورنہ وہ ٹوٹ جائے گی جھکے گی نہیں کیونکہ جب عورت اپنی کرنے پر آتی ہے تو وہ مقابل کو نہیں دیکھتی ہے کہ کون ہے اس وقت اسے صرف اپنی ضد پیاری ہوتی ہے اور اس ضد میں اپنے نقصان سے بے نیاز ہو جاتی ہے " عورت کے اندر اللہ نے اتنی طاقت رکھی ہے

"ایک بات یاد رکھیں جب عورت کو ایک بار حلال رشتے میں باندھ دیا جاتا ہے تو وہ اتنی جلدی خود کو اس رشتے سے آزاد نہیں کروا پاتی ہے ناچاہتے ہوئے بھی وہ اس بارے میں سوچتی ہے، پرکھنے کی کوشش کرتی ہے

تو کیسے ممکن ہے کہ آپ کی محبت اسے آپ کے ساتھ سے ناباندھے، اگر ایک جانور کو چند دن آپ محبت سے کھلا پلا دیں تو زندگی بھر کے لئے آپ کی پہچان کو ذہن میں رکھ لے گا کبھی بھولے گا نہیں تو کیسے ممکن ہے کہ ایک جزبات رکھنے والی، محبت کی زبان سمجھنے والی، احساسات کی پروا کرنے والی ایک نازک عورت ناسمجھ سکے۔۔۔۔۔ سوچیے گا اس بارے میں فرصت سے، تقصیلی سے پھر فیصلہ کیجئے گا " اسی وقت مغرب کی اذان ہو رہی تھی تو سب سے سلام کہتے وہ اٹھ کے چل دیئے تھے اور ان سامعین کی تعداد میں وہ بھی تھا جسے اپنے سوالات کے جوابات مل گئے تھے اب بھی ہوئی گتھی سلجھ گئی تھی۔۔۔۔۔

حمزہ، ارتضیٰ، جاسم اور ہاشم سمیت اسفی لالہ سمیت سب ساتھ تھے اور اب اصطبل میں سے اپنی پسند کے گھوڑے پر اب سواری کی تیاریوں میں تھے

یہ لالہ نے افغانستان سے منگوائے ہیں یہ سارے گھوڑے اور خصوصی یہ سفید گھوڑا لالہ کا پسندیدہ ہے جو ان کے سوا کسی اور کے قابو میں نہیں آتا ہے۔۔۔۔۔ ارتضیٰ دور باڑ کے پاس کھڑا اس خوبصورت سفید گھوڑے کی طرف اشارہ کر کے جاسم لوگوں کو بتا رہا تھا جس کے سر اور جسم پر بے تحاشہ سفید بال تھے

"امپریسو" وہ متاثر ہوئے تھے

اور دوسری طرف ماہ روش لان میں بیٹھی فارم ہاؤس کے ایک جانب اصطبل بنا ہوا تھا جبکہ دوسری طرف تقریباً گھر ہی بنا ہوا تھا

نور لہدی اور پریسہ دانیل سن کا بیڈ منٹن میچ ہو رہا تھا اور فرشتے کچن میں کچھ بنا رہی تھی ہلکا پھلکا جبکہ کرن اور ہانیہ لوگ بھی گھوم پھر کر فارم ہاؤس کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔۔۔ یہاں فارم ہاؤس میں ہر طرح کی سہولت موجود تھی اسی لئے اگر اسے چھوٹا سا گھر بھی کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا جبکہ پچھلے دروازے سے جبرائیل خان آیا تھا اور ایک خاموش نظر ماہ روش پر ڈالے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا پچھلا دروازہ اس رخ سے بنا ہوا تھا کہ ادھر سے آنے والا نظر نہیں آتا تھا جبکہ وہ سارے لان پر نظر ڈال سکتا تھا جبکہ اسے اندر جاتا فرشتے دیکھ چکی تھی اور اسے فرائز کی آفر بھی کی تھی جسے اس نے رد کر دیا تھا اسے پتا تھا کہ اب تادیر لالہ اپنا کام کریں گے اس لیے وہ لان میں چلی آئی تھی

ماہ روش فراز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے سامنے پلیٹ رکھی تھی جولان میں ایک جانب کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھی اور اپنی جیکٹ کی زپ کو اچھے سے بند کر دیا تھا جبکہ اسے اور شدت سے سردی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ فضا میں خنکی بڑھ رہی تھی شاید آج بارش ہو کیونکہ بادل بن رہے تھے جبکہ فرشتے اس کے برعکس خود کو پیک کیے ہوئے تھے سادہ سی شلوار قمیص کے اوپر سویٹر اور اس کے اوپر جرسی جبکہ ساتھ میں ایک موٹی شال بھی اوڑھی ہوئی تھی

تھینک یو۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ وہ بھی بیٹھی تھی

ویسے یاریہ پری کچھ صحیح شاٹ نہیں لگا رہی ہے۔۔۔۔۔ اسے چاہیے کہ وہ نور لہدی کے دائیں جانب لگائے۔۔۔۔۔ ماہ روش نے ان کا کھیل دیکھتے تبصرہ کیا تھا

ماہ روش بمشکل حمزہ کی ہدایت پر عمل کیے خاموش بیٹھی تھی جبکہ اس کا دل مچل رہا تھا ایک بار کھیلنے کو کیونکہ نور لہدی بہت اچھا کھیل رہی تھی شاید اسے پریکٹس تھی اچھا تو پریسہ بھی کھیل رہی تھی لیکن شاید وہ پریکٹس نہیں کرتی تھی روزانہ کی بنیاد پر اگر وہ پریکٹس کرے تو اچھا کھیل سکتی ہے

میں تو کچھ نہیں کہہ سکتی ہوں کیونکہ میرا کھیلنے اور دیکھنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے جبکہ پریسہ کو شوق بھی ہے دیکھنے کا اور کھیلنے کا۔۔۔۔۔ فرشتے نے منہ میں فرائیز رکھتے کندھے اچکائے تھے

ایک بار مجھے کھیلنے دو۔۔۔۔۔ بالآخر دل کی آواز سنتے وہ اٹھی تھی اور پریسہ سے ریکٹ لئے میدان میں آئی تھی اور بمشکل پیر کا در بدر داشت کئے وہ شاٹ لگا رہی تھی لیکن بالآخر وہ نور لہدی کو ہرانے میں کامیاب ہو گئی تھی اور نور لہدی حیران ہو رہی تھی کیونکہ پہلی دفعہ وہ کسی سے ہاری تھی

"ماننا پڑے گا کہ ماہِ روش بہت اچھا کھیلتی ہو یقیناً یہ مسلسل پریکٹس کا نتیجہ ہے۔۔۔" گہرے سانس لیتے نور لہدی نے بھی کرسی سنبھالی تھی جبکہ ماہِ روش اب پیر کا درد برداشت کرنے کی کوشش میں تھی جو شدت اختیار کر رہا تھا اور اس وقت وہ بتانے کی پوزیشن میں بھی نہیں تھی۔۔

"روانہ ایک گھنٹے کی پریکٹس کرتی ہوں جبکہ ہر اتوار نانا کے ساتھ یا ان کے کسی دوست کے ساتھ میرا میچ ہوتا ہے" اپنے درد کو دبائے وہ کہہ رہی تھی جبکہ اب تکلیف کے آثار چہرے پر نظر آرہے تھے چھپانے کے باوجود کیونکہ موسم کی خنکی بڑھ رہی تھی جس کی وجہ سے درد بھی شدت اختیار کرتا جا رہا تھا

ہائے لڑکیو۔۔۔۔۔ اسی وقت کرن لوگ واپس آئے تھے

ویسے فرشتے یہ پچھلی سائیڈ پر کیا بنا ہوا ہے؟؟

کرن نے ہانیہ کے ذہن میں مچلتا ہوا سوال پوچھا تھا

"اصطبل ہے ادھر آپ لوگوں نے دیکھنا ہے؟؟؟"

چلیں چلتے ہیں۔۔۔۔۔ پریسہ انہیں لئے ساتھ اٹھی تھی فرشتے سے قبل ہی۔۔

پری لالہ اندر ہیں جبکہ ادھر وہ مہمان ہیں اس کا اشارہ جاسم لوگوں کی طرف تھا اگر بی جان کو پتا چل گیا تو

!!!!۔۔۔۔۔ کرن اور ہانیہ لوگ آگے تھے جبکہ پریسہ ان کے پیچھے اور فرشتے پریسہ کے ساتھ جب وہ دبا دبا

بولی تھی اسے بی جان کا ڈر ستائے جا رہا تھا اور لالہ کا بھی۔۔۔۔۔

فرشتے وہ ہماری مہمان ہیں تو لالہ کچھ نہیں کہیں گے اور بی جان کو وہ ہینڈل کر لیں گے جبکہ وہ خود دیکھنا چاہ رہی ہیں اس کا اشارہ کرن لوگوں کی جانب تھا۔۔۔۔۔ اور وہ جاچکے ہیں گھڑ سواری کے لئے میں نے اسفی لالہ سے پوچھ لیا ہے ڈونٹ وری چلو۔۔۔۔۔

ماہ روش تم نہیں جارہی۔۔۔۔۔ انہیں آگے بڑھتے دیکھ کر پریسہ نے اس سے پوچھا تھا جو اپنی جگہ پر براجمان تھی۔۔۔۔۔

"نہیں" شاید میرے پیر میں سو جن ہو رہی ہے تو آپ لوگ جائیں میں کچھ دیر ٹھہر کے آؤں گی اگر مجھ سے چلا گیا تو۔۔۔۔۔ اپنے پیر کو دباتے وہ گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔ چہرے پر تکلیف کے آثار کو بمشکل روکے ہوئے تھے

اگر درد ہو رہا ہے تو میں لالہ سے پوچھتی ہوں کہ شاید کوئی پین کلر ہو۔۔۔۔۔ اپنی خدمت پیش کی تھی

نہیں نہیں آپ لوگ جاؤ انجوائے کرو میں آرام سے ہوں ڈونٹ وری یار۔۔۔۔۔ مجھے بابا اور پھر نانا سے بات بھی کرنی ہے تو بہل جاؤں گی اگر چلا گیا تو کوشش کروں گی آپ کے پیچھے آنے کی جبکہ اسی دوران کرن اور ہانیہ پچھلے دروازے کے پاس پہنچ چکی تھیں فرشتے کے ساتھ

اوکے۔۔۔ اگر زیادہ ہو تو بتا دینا میں آ جاؤں گی۔۔۔ اسے ہدایت دیتی وہ گئی تھی

"ٹھیک ہے"

اب بس مکمل ہو ہی چکا تھا سارا کام اور اسے جلدی سے کہیں جانا تھا جب اس نے پریسہ لوگوں کو پچھلے دروازے سے اصطبل جاتے دیکھا تھا ماہ روش کی دوستوں کے ساتھ جبکہ ماہ روش نہیں تھی جب اس نے گلاس ونڈو سے نگاہ دوڑائی تو وہ اسے اپنے پیر کو پکڑے نظر آئی تھی اور اس کے چہرے سے تکلیف صاف ظاہر ہو رہی تھی جسے دیکھتا وہ باہر بڑھتا تھا

"کہاں ہیں وہ؟؟؟" اس نے میج کیا تھا اور اب جواب کا انتظار کر رہا تھا جو سمین ہونے کے فوراً بعد ٹامینگ شو ہو رہی تھی

"باہر لان میں ہی بیٹھی ہیں " ویسے ہو سکتا ہے پیر در دکا صرف بہانہ ہو وہ آپ کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی ہوں-----پریسہ دانیل سن شوخ ہوئی تھی

"پریسہ بچے" اس نے صرف اس کا نام ہی لکھا تھا اور وہ سمجھ گئی تھی اس نام میں چھپی تنبیہہ کو۔۔۔۔۔

"او کے او کے لالہ میں کون سا کسی کو بتا رہی ہو آپ لوگ بس ڈاکٹر کے پاس جانے کے بہانے تھوڑی آؤٹنگ ہی کر آئیں یا ڈیٹ پر چلے جائیں" "کہتے ہی وہ آف لائن ہو گئی تھی

اس کے پیغام کو اگنور کرتے وہ دروازے سے باہر نکلا تھا اور راہداری سے ہوتے ہوئے لان میں آیا تھا اور سیدھا ماہ روش کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ اس وقت کالے رنگ کے کرتا شلوار میں جبرائیل خان کی رنگت دمک رہی تھی اور حسبِ معمول سوٹ کے ساتھ اپنی بڑی چادر لئے ہوئے تھا

اچانک اپنے پیر کو دباتے وہ اٹھی تھی اندر جانے کے لئے سردی اسے اب کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی اور حرارت بھی شاید بخار ہو رہا تھا، اٹھتے ہی پیر میں ایک درد کی لہر اٹھی تھی جس نے اسے دوبارہ کرسی کا سہارا لینے پر مجبور کیا تھا اسی وقت اس کی نظر سامنے سے آتے

محمد جبرائیل خان پر پڑی تھی اسے دیکھتے وہ دوبارہ بیٹھی تھی

"کیا ہوا زیادہ درد ہو رہا ہے" اس کے پاس پہنچتے ہی وہ پریشانی سے بولا تھا

"نہیں بس ٹھیک ہے" وہ اسے دکھانے پر متامل ہو رہی تھی جو اس کی ناکو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اس کے پاس نیچے بیٹھا تھا اور اب اس کے پیر کو اپنے گھٹنے پر رکھا تھا

اس کے ایسا کرنے پر وہ کرنٹ کھا کے پیچھے ہوئی تھی اور اپنا پیر پیچھے کھینچا تھا

"کیا ہوا ہے آپ کو دیکھنے دیں مجھے" اس کے ایسا کرنے پر وہ ڈپٹ کے بولا تھا

"نہیں پلینز آپ میرے پاؤں کو ہاتھ نہیں لگائیں" جتنی بھی ناراضگی ہو کم از کم ایسا وہ کچھ نہیں چاہتی تھی وہ ششدر تھی اسے ہر گز یہ امید نہیں تھی کہ وہ ایسا کرے گا

اپنے علاقے کا معزز سردار محمد جبرائیل خان اپنی منکوحہ کے پیر کو ہاتھ لگا رہا تھا اگر شاید کوئی دیکھ لیتا اسے تو وہ حیران رہ جاتا جبکہ اسے صرف ماہِ روش کے درد سے لینا دینا تھا اس وقت وہ اس چیز سے بے نیاز تھا کہ وہ ایک سردار ہے اور اسے اپنی منکوحہ کے پیر کو ہاتھ لگانا زیب نہیں دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ یہ سب چیزیں اس کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں اس کے لئے صرف اپنوں کا احساس اور ان سے محبت اہمیت کی حامل تھی اور وہ اہمیت ہی دے رہا تھا اسے

"کیا ہو گیا ہے ریلیکس رہیں مجھے دیکھنے دیں لگتا ہے کہ سوجن ہو گئی ہے کافی زیادہ، ڈاکٹر کے پاس جانا پڑے گا" اس کی نانا کو خاطر میں نہ لاتے وہ اس کی پینٹ کے پانچے اوپر کرتے اب اس کی جراب اتارتے معائنہ کرتے کہہ رہا تھا اور دبا کے دیکھ رہا تھا جبکہ اس کے ایسا کرتے وہ عجیب سے تاثرات کا شکار ہو رہی تھی، اسے شرمندگی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ایسا پہلی دفعہ ہو رہا تھا کہ ماہِ روش ابراہیم خان جبرائیل خان کے سامنے شرمندہ ہو رہی تھی اور یہ شرمندگی چہرے سے صاف ظاہر تھی

"آپ انھیں ہم ہسپتال جا رہے ہیں" اس کے پیر میں جو تا پہناتے اس کے قدموں سے اٹھتے وہ بولا تھا اور اسے سہارا دینے کو اس کے سامنے ہاتھ کیا تھا، صاف شفاف چوڑی ہتھیلی اس کے سامنے تھی جسے تھامنے کو وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہو رہی تھی کہیں ان چند لمحوں کی فرما برداری اسے عمر قید میں نا ڈال تھے پھر کچھ سوچتے وہ واپس آئی تھی اپنی سوچ کے گھوڑے دوڑاتے

"مجھے لگتا ہے کہ اس وقت مجھے واقعی میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے" اس کے چوڑے مردانہ ہاتھ پر اس نے اپنی نازک سی ہتھیلی رکھی تھی جسے وہ مضبوطی سے لیکن نرم گرفت سے تھام گیا تھا

"جبکہ میرا خیال ہے کہ آپ کو ہمیشہ میری مدد لینی چاہیے" وہ ایسا کہنا چاہتا تھا لیکن اس وقت اس کی طبیعت کے پیش نظر چپ کر گیا تھا

.....●.....

کی-----مجھے امید ہے کہ آپ کے ہر بند اب آپ کا خیال رکھیں گے۔ پیاری سی پیشہ ورانہ مسکراہٹ کے ساتھ وہ ہدایت دے رہی جس پر جبرائیل نے سر ہلایا تھا اور اب گاڑی میں اسے وضاحت دے رہی تھی

"مجھ سے صبر نہیں ہوا تھا ان کو کھیلنے دیکھ کر "ماہ روش نے اسے مجبوری بتائی تھی

"وہ کون سا کوئی آخری میچ تھا کہ آپ نا کھیلتیں تو خدا نخواستہ بہت بڑا نقصان ہو جاتا آپ کو چاہیے تھا کہ آپ احتیاط کرتیں "" وہ ابھی بھی اس کا خیال کر رہا تھا اور اس کا اتنا خیال کرنے پر اس کی شرمندگی میں اضافہ ہو رہا تھا

"آئی ایم سوری میں نے دو دفعہ آپ کی پوری بات نہیں سنی ہے اور ریسٹورنٹ میں بھی آپ سے بتمیزی سے پیش آئی تھی " اس کے اتنا خیال کرنے پر اسے اپنے رویے کی بد صورتی کا احساس ہوا تھا

گاڑی چلاتا محمد جبرائیل خان اس کے سوری کرنے پر فریض ہوا تھا

"مجھے چاہیے تھا کہ آپ کی پوری بات سنتی لیکن۔۔۔ میں نے نہیں سنی اور آپ سے بتمیزی بھی کی اس سب کے پیچھے بس ایک ہی وجہ تھی دا جان کا مجھ پر اعتبار نا کرنا جو میرے لئے تکلیف کا باعث تھی اور ہے بھی اور میں اتنی جلدی نہیں بھلا پاتی ہوں رویوں کو، میں یہ نہیں کہہ رہی کہ میں بھول گئی ہوں وہ سب اس کے باوجود مجھے لگتا ہے کہ میں نے آپ سے بتمیزی کی ہے کیونکہ میرے بابا کہتے ہیں کہ اپنی غلطی مان لینے سے کوئی چھوٹا نہیں ہو جاتا ہے " معافی کے ساتھ ساتھ وہ اپنے رویے کی وضاحت بھی دے رہی تھی

"میں سمجھ سکتا ہوں ماہ روش آپ کی کنڈیشن،

میں اس سب میں آپ کو حق بجانب سمجھتا ہوں میں کوئی الزام نہیں دیتا ہوں، آپ اپنی جگہ پر بالکل ٹھیک ہیں اس لئے میں نے آپ کو وضاحت دینی چاہی تھی کہ اگر عین نکاح کے وقت آپ انکار کر بھی دیتیں تو میرے پاس بیک اپ پلین تھا، ہم نے نکاح نامہ کے نیچے ایک پرچے پر منگنی کی کچھ شرطیں لکھ رکھی تھیں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں، تاکہ آپ بھی شرمندگی سے بچ جاتیں اور ہماری عزت بھی رہ جاتی "

گاڑی گھر کے پورچ میں رک چکی تھی

"آپ سب کو کیا لگتا تھا کہ میں نکاح کے لئے نہیں مانوں گی اسی لئے یہ سب مجھ سے پوشیدہ رکھا تھا کیا یہ صحیح تھا؟؟؟"

لیکن یہ کسی نے نہیں سوچا تھا

"صرف تھوڑا سا اعتماد کر لیتے تو یہ سب کچھ ناہوتا جو ہو چکا ہے " اس کا اشارہ نکاح سے قبل سے لے کر اب تک کی کنڈیشن کے بارے میں تھا

"اپنی ویز ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

محمد جبرائیل خان کے لئے سوچوں کے کئیں دروا کرتے وہ نیچے اتری تھی اور اپنی ماں کا سہار لیا تھا جو پورچ میں آئی تھیں اس کے میسج پر----

داجان وہ بہت محبت کرنے والی احساس کرنے والی ہے بڑوں کا لحاظ رکھنے والی نرم دل ہے آپ نے ابھی اسے جانا ہی نہیں ہے آپ لوگ اگر اس کے لائف سٹائل سے ہٹ کر اسے ایک انسان کے طور پر ٹریٹ کریں گے تب ہی جانیں گے کہ اس کا اصل رویہ کیا ہے۔۔۔۔۔

""ابراہیم ہم وہ ہی کہتے ہیں جو نظر آتا ہے، یہ کہاں لکھا ہے کہ غیر مردوں کے ساتھ گھومے پھرے حد کرتے ہو تم بھی زرا کوئی لحاظ یا شرم ہو دیدوں کا پانی مر گیا ہے۔۔۔۔۔ بی جان بہت غصہ ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔

بی جان میں جانتا ہوں ان سب بچوں کو بہت اچھی فیملیز کے ہیں ان کے والدین کے ساتھ ہمارے کاروباری تعلقات ہیں بہت اچھے بچے ہیں بلکہ کنیں دفع تو گھر بھی آچکے ہیں کھانے پر آپ پریشان ناہوں مجھے اپنی بیٹی پر پورا اعتبار ہے وہ جدھر بھی جاتی ہیں جس کے ساتھ بھی جاتی ہیں مجھے بتا کر جاتی ہیں۔۔۔۔۔ ان کے لہجے میں مان بول رہا تھا

""بس ابراہیم ہمیں کوئی وضاحت نہیں سننی ہے بلکہ تم اپنی بیٹی کو راضی کرو کہ اگلے ہفتے سے ہم اسفندیار کا ولیمہ کر رہے ہیں تو ساتھ ہی رخصتی چاہتے ہیں تیار کر لو خود کو کیوں کہ ہم مزید اپنی عزت کا جنازہ نکلتے نہیں دیکھ سکتے ہیں "" اور کمرے کے دروازے کے باہر ماہر روش ابراہیم خان اپنی والدہ کے ساتھ ان کے الفاظ سن کر فریز ہوئی تھی

""بی جان نکاح کے وقت میں خاموش رہا تھا تو اس کا ہر گز مطلب یہ نہیں ہے کہ مجھے آپ کے کسی بھی فیصلے سے اعتراض نہیں تھا۔ یہ میری بیٹی کی زندگی کا معاملہ ہے اس کے لئے میں ہر قدم پر لڑوں گا آپ سب پہلے ہی اسے بے اعتبار ٹھہرا چکے ہیں اب اور کیا کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ میں مزید ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گا جس سے اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچے اور جب تک وہ راضی نہیں ہوتی ہے تب تک کوئی بھی اس سے بات نہیں کرے گا یہ میرا حتمی فیصلہ ہے۔۔۔۔۔ "" اس وقت کمرے میں سکوت چھا گیا تھا بی جان

سمیت داجان بھی ابراہیم کے رویے پر شکا کٹتے کمرے میں موجود چار نفوس ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

"ابراہیم خان آپ شاید بھول رہے ہیں کہ آپ نے اپنی پسند کی شادی اسی "شرط" پر کی تھی کہ کل کو اپنی بیٹی کا رشتہ خاندان میں ہی کریں گے " داجان نے انہیں یاد دہانی کروائی تھی

"داجان آپ بھی جانتے ہیں کہ میں کسی بھی ایسی شرط کو نہیں مانتا ہوں اور اگر تب آپ کے کہنے پر میں نے زبان دی بھی تھی تو جبرائیل کے ساتھ نکاح کر کے اپنی زبان کا پاس بھی رکھا ہے، لیکن یہ بات یاد رکھیے اگر مجھے اپنی بیٹی کے لئے جبرائیل قبول ناہوتا تو میں کبھی بھی اس رشتے پر راضی ناہوتا اس رشتے پر راضی ہونے کی وجہ صرف اور صرف جبرائیل ہے نا کہ کوئی "شرط"۔۔۔۔۔

شرائط کی بنیاد پر رکھنے جانے والے رشتے ناپائیدار ہوتے ہیں میں نے نا کبھی پہلے کسی شرط کو مانا ہے اور نا اب مانتا ہوں میرے لئے اور میری بیٹی کے لئے انسان اہمیت رکھتے ہیں نا کہ شرائط۔۔۔۔۔"

"اگر آپ اسے قبول کرنا چاہتے ہیں تو اس کی خوبیوں، خامیوں سمیت کریں ورنہ نا کریں میں ایک باپ ہو کے آپ کو اس بات کی اجازت دے رہا ہوں کی ابھی فیصلہ کریں رہا ہوں کیونکہ بعد کے ڈھنڈھورا پیٹنے سے بہتر ہے تاکہ آپ کے دل میں کوئی خلش نا رہ جائے۔۔۔۔۔" اپنی بیٹی کے کردار پر بات آئی تھی وہ چپ نہیں رہ سکے تھے

"ابراہیم ہوش میں تو ہو۔۔۔۔۔" داجان گرجے تھے اور رنگ تو زاویر خان کا بھی اڑا تھا ان کی بات سن کے۔۔۔۔۔

"داجان میں مکمل ہوش و حواس سے کہہ رہا ہوں کیونکہ میرے نزدیک کسی کو بے اعتبار ٹھہرانا اس کی بے عزتی جبکہ وہ آپ کے ساتھ ایک خوبصورت بندھن میں مقید ہوں، آپ ایک دفعہ اسے بے اعتبار ٹھہرا چکے اور دوسری دفعہ ان کے کردار پر بات کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہ تو سراسر غلط ہے " وہ انہیں اپنی بات سمجھانا چاہ رہے تھے کہ کس نہج پر وہ غلط ہیں۔

"اگر ہم غلط ہیں تو کیا تم صحیح کر رہے ہو، تم کھلم کھلا طلاق کی بات کر رہے ہو جبکہ تم جانتے ہو ہمارے خاندان میں ایسا مکروہ عمل آج تک کسی نے نہیں کیا ہے " داجان نے بی جان کے دل کی بات کہی تھی جو ابراہیم کی ٹون دیکھ کر ہی خاموش ہو گئیں تھیں کیونکہ اب ان کو جواب داجان ہی دے سکتے تھے

"داجان میرے نزدیک یہ فیصلہ کرنے والے ہم نہیں ہیں یہ فیصلہ اب جبرائیل اور ماہ روش ہی کر سکتے ہیں کہ کیا انہیں ایک دوسرے کے ساتھ پر کوئی اعتراض ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ " ہم پچھلی تمام باتوں کے زیر اثر یہ ہی کہہ سکے تھے

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ابھی ان کے رشتے کو وقت دینا چاہیے کیونکہ جس طرح بھی یہ نکاح ہوا ہے تو یہ حالات سازگار نہیں ہیں اور ناماحول چونکہ یہ بات پہلے طے ہو چکی ہے کہ ماہ روش کی رخصتی ان کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہوگی تو ہم اسی پر قائم رہتے ہیں آپ کیا کہتے ہیں داجان "!!!! زاویر خان نے پہلی دفعہ سارے معاملے میں زبان کھولی تھی اور بی جان کو دیکھتے داجان سے تائید چاہی تھی جنہوں نے ان کی بات پر سر ہلایا تھا اور ابراہیم کو بھی کسی حد تک ان کی بات معقول لگی تھی اور باہر سے ان کی تمام باتیں سنتی ماہ روش اپنے کمرے میں چل دی تھی

"میں پہلے آپ سے خود بات کرنا چاہ رہی تھی اور آپ آئے بھی تو دیر سے تھے " زارا آفندی نے مجبوری بتائی تھی انہی جو اس وقت اپنی جیکٹ اٹھا کر پہن رہے تھے

"آپ دس منٹ بعد بلیک کافی لے کر ماہ روش کے کمرے میں آئیں " انہیں ہدایت دیتے وہ دروازے کی جانب بڑھے تھے وہ جانتے تھے کہ اس وقت وہ غصے میں ہوگی اور اسے بلیک کافی ہی چاہئے

.....

ہیلو!!!! اس وقت نور لہدی اپنی کلائی پر بریسٹ باندھے پریسہ دانیں سن کو دکھا رہی تھی جب ہیلو کی آواز پر وہ کرنٹ کھا کر پلٹی تھی

اس کے سامنے عمر کھڑا تھا جس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی چبھتی ہوئی آگ لگاتی۔۔۔۔

"کیسی ہو نور لہدی مراد اوووو سوری نور لہدی اسفندیار خان مبارک ہو شادی کی بتایا بھی نہیں اور دوستوں کو انوائٹ بھی کیا شادی پر۔۔۔۔" اس کے سامنے کھڑا وہ اسے آگ کے شعلوں میں دھکیل رہا تھا

اسے دیکھ کر اپنی نارسائی کا احساس ہوا تھا، اپنی ماں کی موت ، باپ کی معزوری اپنی در بدری، بہن کے آنسو، رشتہ داروں کی لاتعلقی۔۔۔۔۔ چار سال آنکھوں میں گھومے تھے اور ان چار سالوں کی تکلیف کا یہ حال تھا کہ آنکھوں کی پتلیوں میں ان کا عکس جھلملا رہا تھا

اور وہ کیسے اس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا اسے اپنی غلطی کا احساس ہی نہیں تھا جس نے ایک لڑکی کی ہستی بستی زندگی اجاڑ دی تھی، مکمل تباہ کر دی تھی جس کا ملبہ اتنا زیادہ تھا کہ کوئی اٹھانے والا بھی نہیں تھا خود ہی اس بلبے کے ڈھیر پر اس نے خود کو دوبار اکھڑا کیا تھا کس دکھ اور تکلیف سے گزر کر یہ وہ ہی جانتی تھی

"کہاں گم ہو گئی ہیں نور لہدی اسفندیار خان بتایا ہی نہیں اسنی تو بہت خوش ہے جس کا اندازہ آج کی اس کی ریس سے ہو گیا ہے ابھی اس سے ہار کے آیا ہوں لیکن آپ کو دیکھ کر اس ہار نے جیسے جلتی پر پھوار ڈال دی ہے؟؟؟ وہ اس کے سامنے چٹکی بجا رہا تھا اور جیسے اس کی بے بسی سے لطف اٹھا رہا تھا بجب وہ ہوش میں لوٹی تھی شکست خوردہ حالت۔

"اس کے آخری جملے پر نور لہدی کا ہاتھ اٹھا تھا اور عمر کے چہرے پر چھاپ چھوڑ گنا تھا اور ایک لمحے کو لوگوں کی آمد و رفت رک گئی تھی کیونکہ تھپڑ اتنا شدید تھا کہ جس کی آواز بہت زیادہ تھی "تمہاری اس ساری بکو اس کا جواب صرف ایک یہ تھپڑ ہی ہے امید ہے تمہاری پسند کا ہی جواب ہے یہ کون سا پہلی دفع کھا رہے ہو ظاہری بات ہے عادت ہے تمہیں یہ کھانے کی۔۔۔۔۔ دو قدم چل کر وہ اس کے پاس آکر غرائی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

جبکہ وہ اس کی ہمت پر اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے حیران ہو رہا تھا اتنی ہمت کہاں سے آئی تھی اس میں "یہ تم نے بہت غلط کیا ہے ایک ایسی ہی غلطی تم پہلے بھی دہرا چکی ہو اور پھر دہرا کر ماضی کا دہرانا چاہتی ہو تم جانتی نہیں ہو میں تمہارے ڈاٹھ کیا کر سکتا ہوں " وہ بھی غرایا تھا مجھے کو دیکھتے اسے تپ چڑھ رہی تھی جو اسے عجیب نظروں سے گھور رہے تھے

تھی جبکہ پریسہ پیچھے جبکہ چند لمحے وہ پریسہ کو سارا واقعہ سنا چکی

کیسا گزرا دن۔۔۔۔ ڈرائیو کرتے اس نے گاڑی کے اندر خاموشی کو توڑا تھا

"بہت اچھا" جواب پر یسہ نے دیا تھا جبکہ نور لہدی ہنوز کھڑکی سے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

واقعے کی سن گن تو مل چکی تھی اس لئے زیادہ بات چیت پر یسہ کی موجودگی میں اس نے کرنا مناسب نہیں تھا سمجھا اس لئے اسے دیکھتے خاموشی اختیار کی تھی جبکہ وقفے وقفے سے پر یسہ سے بات چیت جاری تھی جو واپسی سے متعلق تھی

گاڑیاں سات بجے گھر کے پورچ میں رکیں تھیں جب ان سے نکل کے یہ قافلہ اسفندیار کی معیت میں اندر بڑھا تھا تو بی جان کی گھوری نہیں فرشتے کے ہاتھ پاؤں پھلا دیئے تھے جبکہ پر یسہ نارمل ہی رہی تھی بی جان کا موڈ دیکھ کر چچی جان زرینہ نے انہیں فریش ہونے کے بعد کھانے پر پہنچنے کا کہا تھا اور جان خلاصی کرائی تھی لیکن یہ بھی یقین تھا کہ مہمانوں کے سامنے کچھ نہیں کہیں گیں۔۔۔۔۔

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس وقت سفید رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس سفید ہی بڑی چادر کو اچھے سے سرپے لپیٹے وہ دعا مانگ رہی تھی جب اس کے ار تگاز کو دستک نے توڑا تھا اور پھر ہاتھوں کو منہ پر پھیرتے وہ اٹھی تھی اجازت دیتے "آجائیں" جائے نماز کو لپیٹ کر سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھا تھا جب ہی محمد جبرائیل خان اپنی شان و شوکت سمیت اندر داخل ہوا تھا اتفاق سے اس نے بھی سفید کر تا شلوار پہن رکھا تھا

اسے سفید رنگ کے شلوار قمیض میں دیکھ کر وہ مبہوت ہوا تھا پہلی دفعہ اس نے ماہ روش ابراہیم خان کو مشرقی لباس میں دیکھا تھا اور وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ شاید ہی کوئی لگا ہو گا اس رنگ اور اس لباس میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"بہتر ہے پہلے سے" اسے جواب دیتی وہ بیڈ پر ہی بیٹھی تھی اور اسے بھی بیٹھنے کی پیشکش کی تھی

"آپ نے پین کھلی ہے؟؟" ایک مرتبہ دوبارہ اسے دیکھتے کہا تھا شاید بات کو طول دینا چاہ رہا تھا حالانکہ اسے بہت ضروری کام سے جانا تھا وہ صرف اس کی خیریت دریافت کرنے آیا تھا اور ابھی تک وہیں کھڑا تھا "چونکہ درد نہیں ہو رہا تھا تو میں نے ضروری نہیں سمجھا" چند گھنٹے پہلے جو اس کے دل کی حالت بدل رہی تھی دوبارہ اس پر جمود طاری ہو گیا تھا بی جان کی باتیں سن کے یقیناً یہ بھی ان کے خیالات سے بے خبر تو نہیں ہو گا نا۔۔۔۔۔

"جبکہ آپ کو لازمی لینی چاہیے تھی جتنی زیادہ آپ کے پیر کی سو جن ہے یہ آپ کو رات کو تنگ کر سکتا ہے

"تب کی تب دیکھی جائے گی۔۔۔۔۔ اور اگر ہوئی بھی تو آپ کو زحمت نہیں دوں گی۔" اسے اس وقت جبرائیل خان کی موجودگی اچھی نہیں لگ رہی تھی وہ چاہتی تھی کہ وہ جلد از جلد یہاں سے جائے اس لئے ایسا بول رہی تھی۔۔۔

"کیا میں نے کہا ہے کہ آپ کی وجہ سے مجھے زحمت ہوئی ہے "!!..... وہ آنکھیں سکیڑے اس کے تاثرات جانچ رہا تھا کچھ تو ہوا ہے ان دو گھنٹوں میں۔۔۔۔۔ اس کی آنکھیں ہلکی ہلکی سرخی مائل ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔

"میں ایک جنرل بات کر رہی ہوں "

"آپ کہتی ہیں تو مان لیتا ہوں اور ہاں پین کلر یا دسے لے لیجئے گا ورنہ میری خدمات آپ کے لئے چوبیس گھنٹے حاضر ہیں۔۔۔۔۔ آپ کا مجھے زحمت دینا اچھا لگے گا " اس کی آنکھوں کو نگاہ میں رکھتے وہ کہتا باہر کی جانب بڑھا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE
"میرے باپ بھائی موجود ہیں مجھے آپ کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں ہوگی "۔۔ اس کے پیچھے بڑبڑائی جب دروازہ کھولنے سے قبل ہی کرن دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئی تھی اور جبرائیل کو اندر دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔۔۔۔

السلام وعلیکم! معذرت خواہ ہوں مجھے نہیں تھا پتا کہ آپ بھی اندر ہیں۔۔۔۔۔ وہ اچانک ہی شرمندہ ہوئی تھی اور جبرائیل خان جو ماہ روش کو کوئی جواب دینے ہی والا تھا کرن کی مداخلت پر رکا تھا

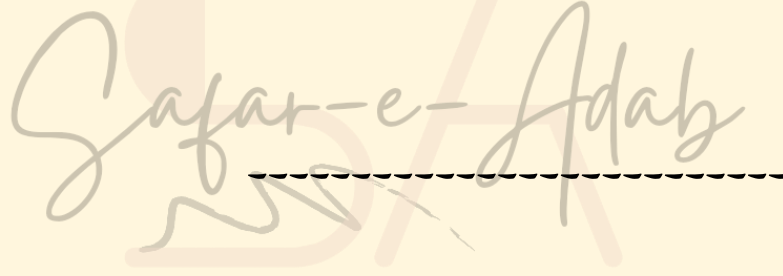
"کوئی بات نہیں بچے " اس کے دروازے سے ہٹنے پر وہ چوکھٹ پر پہنچا تھا

"نہیں" صرف یک لفظی جواب ملا تھا جس نے اس کے ساتے ارمانوں پر اوس ڈال دی تھی

"وجہ....!!؟"

"ابھی نہیں واپسی پے بتاؤں گی تفصیل سے۔۔۔۔" اس نے فلحال اسے ٹالا تھا کیونکہ ابھی اس کا اتنا سٹیمنا نہیں تھا کہ وہ کچھ بتا پاتی ابھی بابا کی کچھ دیر باتوں نے کچھ حد تک اسے ریلیکس کیا تھا لیکن پھر بھی وہ مکمل مطمئن نہیں ہو پارہی تھی

"او کے مجھے انتظار رہے گا۔۔۔ او ویا د آیا۔۔۔ اپنے سر پے ہاتھ مارتے کہا تھا۔۔۔ نیچے سب کھانے پرویٹ کر رہے ہیں تو تمھاری بی جان نے تمھیں بلانے کو بھیجا ہے اٹھو چلو ساتھ میرے" کہتے ساتھ ہی اسے ساتھ لیا تھا اور باہر چل دی تھی



BEING THE STRING OF YOUR KITE

کھانے کے بعد اب سبز چائے کا دور چل رہا تھا جو فرشتے ہی سب سے اچھی بناتی تھی بی جان اپنے کمرے میں آرام کرنے چلی گئی تھیں جبکہ دا جان اور باقی تمام مرد مردانے میں جاسم لوگوں کے ساتھ موجود تھے جہاں پے خوب محفل سماع چھایا ہوا تھا کاروبار، سیاست، تعلیم، غم روزگار غرض ہر موضوع زیر بحث لایا جا رہا تھا

اور دوسری جانب عورتیں بھی شامل تھیں خوب گرما گرم بحث میں جن کا قیام لیونگ روم تھا چٹائی کے اوپر تپائیاں رکھی گئی تھیں جن پر سب براجمان تھیں چچی جان اور تائی سمیت۔۔۔ لڑکیاں شوخ فقرات کس

رہی تھیں ایک دوسرے پر اور ماہ روش کو شلوار قمیص میں دیکھ کر انہیں بہت خوشی ہوئی تھیں جن کا انہوں نے برملا اظہار بھی کیا تھا

جب حرم نے پوچھا تھا

"آپ لوگ بھی اردو ہی بولتے ہیں جبکہ میرے بابا کے کچھ رشتہ دار ہیں ادھر وادی نیلم کے ہی کسی گاؤں میں وہ تو کشمیری بولتے ہیں، ویسے یہاں کی سرکاری زبان کون سی ہے۔۔۔؟؟؟"

اس کا جواب فرشتے سے بہتر کوئی نہیں دے سکتا ہے کیونکہ یہ ہماری ٹورسٹ گائیڈز ہیں چلیں شروع کریں فرشتے زاویر خان۔۔۔۔۔ پریسہ نے اس کے کندھے پر تھکمی دیتے اس کے پسندیدہ موضوع پر شامل بحث کیا تھا

"چونکہ وادی نیلم کو ایک بہت بڑا ضلع شمار کیا جاتا ہے اس میں رائونڈ اباؤٹ 370 گاؤں پائے جاتے ہیں جن میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں جیسا کہ۔۔۔۔۔ ایک لمحے کو ٹھہر کے سامنے رکھے جارہے منہ میں بادام ڈالا تھا اور دوبار شروع ہوئی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہندکو، کشمیری، پنجابی، کندل شاہی، گجری، شینا اور اردو وغیرہ۔ یہ سب زبانیں یہاں بولی جاتی ہیں مظفر آباد میں جبکہ "اردو" کو سرکاری درجہ حاصل ہے لیکن زیادہ بولی جانے والی زبان "ہندکو" ہے جو کہ تقریباً 78 فیصد لوگ بولتے ہیں۔"

اس کے اتنے نالج سے حرم کے ساتھ ہانیہ بھی متاثر ہوئی تھی۔

ویسے میں نے سنا ہے کہ یہاں کالٹریسی ریٹ بہت کم ہے یہاں اتنی کم توجہ کیوں دی جاتی ہیں تعلیم پر
----- ہانہ نے بھی گفتگو میں حصہ ڈالا تھا

بہت اچھے فرشتے بچے اب ایسا کریں کہ جائیں وہ گفٹس لے کر آئیں جو ہم نے اپنے مہمانوں کے لئے منگوائے ہیں۔۔۔۔۔ تائی جان نے اسے اشارہ کیا تھا جسے سمجھتے وہ اٹھی تھی اور چند لمحے بعد ملازمہ کے ساتھ بہت سارے شاپنگ بیگز سمیت حاضر ہوئی تھی

اب تائی جان انہیں وہ گفٹس دے رہی تھیں بہت محبت اور اپنائیت سے۔۔۔۔۔ جسے تھامتے وہ ہچکچاہٹ کا شکار تھیں جبکہ ان کی محبت کے سامنے وہ کچھ بول نہیں پائیں تھیں۔۔۔۔۔

"ویسے اتنی انفارمیشن ہمیں ارتضیٰ لالہ نے نہیں دی ہے جتنی فرشتے تم نے دی ہے نیکسٹ ٹائم ہماری ٹورسٹ گائیڈ فرشتے ہی کیوں کرن، منظور ہے بولو۔۔۔۔۔" "!!! ماحول کی کثافت کو کم کرنے کے لئے ماہ روش نے کہا تھا

"منظور ہے ایک شرط پر کے اگلی دفع آپ حویلی ہی رکیں گے سب۔۔۔۔۔"

"ہمیں بھی منظور ہے لڑکی۔۔۔۔۔" "ماہ روش نے شان بے نیازی سے اجازت دی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

.....

حمزہ کل کا گیا ہسپتال سے آج لوٹا تھا اور سیدھا ماہ روش کے کمرے کی جانب بڑھا تھا جس کی پیکنگ آلموسٹ کمپلیٹ ہو گئی تھی اور وہ بابا جان لوگوں کے ساتھ واپسی کے لئے تیار تھی

"کیسی ہو؟؟ پاؤں کیسا ہے؟؟ زیادہ درد تو نہیں ہو رہا ہے؟؟؟" "کمرے میں داخل ہونے کی اجازت ملتے ہی اس نے ایک سانس میں کئیں سوال داغے تھے

جبکہ اپنے جوتے کے لیسسز بند کرتی وہ رکی تھی اور چہرہ اوپر اٹھائے اسے دیکھا تھا کمرے کے وسط میں وہ کھڑا تھا اسے حمزہ کا رویہ غیر معمولی لگا تھا۔۔۔۔۔ وہ ٹھیک نہیں تھا ماہ روش نے ایک نظر میں جانچ لیا تھا "میں ٹھیک ہوں، پاؤں کا درد بھی ٹھیک ہے، تمہیں کیا ہوا ہے؟؟ جلدی سے ایک گلاس پانی اسے دیا تھا جسے وہ ایک ہی گھونٹ میں پی گیا تھا جس سے اس کی حالت کا اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ سچ میں ٹھیک نہیں تھا

"حمزہ ہوا کیا ہے، مجھے بتاؤ کیا پریشانی ہے۔۔۔۔۔" اس کے ساتھ ہی وہ بیڈ کی پائنٹی پر بیٹھی تھی اور اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا جو بخ ٹھنڈے ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہوں بس تمہارے لئے پریشان ہو رہا تھا، اس کے چہرے پر اپنے لئے پریشانی دیکھ کر وہ کچھ ریلیکس ہوا تھا کہ ماہ روش زیادہ پریشان نا ہو"

اس کے ہاتھ تھپتھپائے تھے

"زیادہ ڈرامے بازی نہیں کرو سیدھی طرح بتاؤ کیا ہوا ہے، کہیں کوئی ڈیبتھ تو نہیں ہو گئی کسی پیشنٹ کی۔۔۔؟؟؟ اس کے چہرے کو پڑھتی وہ اندازے لگا رہی تھی اور یہ کہنے پر حمزہ کے چہرے کا رنگ واضح بدلا تھا جس کی وجہ سے اس نے ماہ روش کے ہاتھوں کو سختی سے تھام لیا تھا۔۔۔

"حمزہ اٹس اوکے تم نے تو اپنی پوری کوشش کی ہوگی نا اور تمہارے عملے نے بھی یہ اللہ کی رضا تھی ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں تمہارے ہاتھ میں صرف کوشش تھی شفا دینا نا دینا اس کا کام تھا۔۔۔۔۔" ریلیکس رہو خود کو بلیم نا کرو۔۔۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ بمشکل چھڑائے وہ اسے ریلیکس کر رہی تھی

"ماہی وہ ایک بہن تھی اپنے چار بھائیوں کی بہت شرارتی لگ رہی تھی کل اس کی آنکھیں روشن تھیں چمکتی ہوئیں، امید کارنگ لئے لیکن۔۔۔۔۔ یہ کہتے اس کے چہرے پر اتنی تکلیف تھی جو بیان سے باہر تھی وہ چار دن سے ہسپتال میں ایڈمٹ تھی اس کی شرارتیں عروج پر تھیں لیکن۔

لیکن آج اس کی آنکھوں میں زندگی کی رمک نہیں تھی ماہی اس کا سب سے چھوٹا بھائی اسے پکار رہا تھا کہ رہا تھا کہ ماہی آنکھیں کھولو اب بھی تم کہو کہ مجھ سے ڈرامے بازی کر رہی تھی، اسے لگ رہا تھا کہ اس کی ماہی بھی کچھ دیر بعد آنکھیں کھولے گی اور کہے گی میں تو مذاق کر رہی تھی اور پھر وہ کوئی نئی شرارت کریں گے۔۔۔ لیکن وہ تو چپ تھی بالکل چپ ماہی وہ صرف بیس سال کی تھی اسے ابھی ڈاکٹر بننا تھا لیکن اس کا بھائی آج اسے برستی ہوئی برف باری میں اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتار کے آیا ہے، اپنے ماں باپ کی آخری اولاد تھی، ماہی تمھاری طرح تھی وہ محبت اور احساس کرنے والی

میں اسے نہیں بچا پایا ماہی۔۔۔۔۔" Safar-e-Adab
 ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE
 "میں اسے نہیں بچا پایا ماہی آپریشن کامیاب نہیں ہو پایا اس کے دل کے والوز بند ہو گئے تھے، اس کا بھائی ہسپتال میں دھاڑے مار مار کے رو رہا تھا ماہی وہ اس کی بیسٹ فرینڈ تھی ماہی اپنے ماں باپ کی آخری اولاد آج صبح 3 بجے ہسپتال میں دم توڑ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس کی ماہی چلی گئی اس کے کندھے پر سر رکھے وہ رو رہا تھا ایک ستائیس سالہ مرد تھا جو بلک رہا تھا اس کے رونے کے پیچھے ایک بہت لمبی کہانی تھی جس سے صرف چند لوگ ہی واقف تھے کیا چیز تھی جو اسے بلک بلک کر رونے پر مجبور کر رہی تھی!!!! اس کے آنسوؤں میں سب کچھ نظر آ رہا تھا، گزرا دکھ ہلکورے کھا رہا تھا

مجھے اس دن تمہارے ساتھ شرارت نہیں کرنی چاہیے تھی مجھے اب ڈر لگتا ہے ماہی میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔ اس کا اشارہ کس جانب تھا وہ بخوبی واقف تھی لیکن اس وقت وہ اس نہیں سوچنا چاہتی تھی اس وقت حمزہ کو فقت تصلی کی ضرورت تھی لیکن ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں کے پردوں کے پیچھے کچھ منظر جھلملائے تھے جنہیں اس نے بمشکل پیچھے دھکیلا تھا

"اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے حمزہ، ادھر دیکھو میری طرف زبردستی اس کا چہرہ سامنے کیا تھا، ادھر دیکھو وہ سب بس غلطی سے ہوا تھا ٹھیک ہے ناصر ف غلطی سے تم نے جان بوجھ کے نہیں تھا کیا۔۔۔۔۔۔ اور اس لڑکی کی زندگی ہی اتنی تھی اللہ نے اسے زندگی دی تھی اور واپس لے لی تم نے اپنی پوری کوشش کی لیکن اللہ کو ایسے ہی منظور تھا بس سب کو ایک دنا جانا ہے۔۔۔۔۔۔" اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لئے وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے حوصلہ دے رہی تھی

"لیکن میں نے تمہارے ساتھ جان بوجھ کے کیا تھا"

وہ چیخنا چاہتا تھا لیکن گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹک گیا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تب تم بچے تھے" اس کو نرمی سے سمجھایا تھا

حمزہ وہ سب ماضی تھا اب ہم بڑے ہو گئے ہیں ہم نے ملک بدل لیا ہے وہ سب ادھر ہی رہ گیا ہے خود کو بدلو میں ٹھیک ہوں بالکل تمہارے سامنے موجود ہوں کچھ نہیں ہوا ہے ناہو گا میں نے اب ڈرنا چھوڑ دیا ہے

"وہ کہنا چاہتا تھا کہ ڈاکٹر کی وارننگ اسے یاد ہے وہ بھول نہیں پاتا ہے، راتوں کو اکثر ڈر کے اٹھ جاتا تھا جب وہ لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے آتے ہیں تو وہ کئیں راتیں سو نہیں پاتا ہے لیکن وہ نہیں کہہ پایا تھا"

اللہ نے پتا نہیں کیسا بھائی دیا ہے مجھے۔۔۔ حد ہے تمہیں چپ کروانے میں میری اتنی پکینگ رہتی ہے اب اٹھو میری مدد کرو۔۔۔۔

اب اسے ریلیکس کرنے کے لئے وہ بلا تکان بول رہی تھی جبکہ وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا وہ جانتا تھا اس کی حالت سے ماہ روش کے اندر توڑ پھوڑ ہونا شروع ہو چکی ہے لیکن وہ ظاہر نہیں کرے گی لیکن عہ اسے ایک دفعہ پھر تکلیف دے چکا تھا اسے پرانے منظر یاد کروا کے لیکن اس کی تکلیف کے سامنے وہ اپنی ہر تکلیف بھول جاتی تھی اس کے لئے وہ بہن نہیں تھی " " " " " سب کچھ تھی " " " " "

BEING THE STRING OF YOUR KITE سب سے بڑا

حمزہ ابھی ادھر ہی رہنا چاہتا تھا جس طرح کا یہاں کے ہسپتالوں کا نظام تھا وہ کچھ کرنا چاہتا تھا یہاں کے لوگوں کے لئے اس لئے ابھی اس نے ادھر رہنے کو پریفر کیا تھا جبکہ ایک دن کے لئے وہ ان کے ساتھ ہی جا رہا تھا اور کل واپس آنا تھا اور اس ایک دن میں اس نے کچھ خاص کام سرانجام دینے تھے

جبکہ بی جان ماہ روش کو پیار کر رہی تھیں اس دفع اسے موقع ہی نہیں ملا تھا سب کے ساتھ بیٹھنے کا صرف دو دن ادھر ر کے تھے اب بھی یونیورسٹی کے پراجیکٹ کی وجہ سے انہیں واپس جانا ہڑ رہا تھا ورنہ وہ بہت ساری باتیں کرنا چاہتی تھی بی جان اور داجان سے پچھلی تمام باتوں کو بھلائے آگے بڑھنا چاہتی تھی ایک کوشش کرنا چاہتی تھی خود سے اپنے باپ کے کہنے پر-----

"یہ تمہارے لئے بہت پہلے سے بنایا تھا نکاح کی رسم کے لئے انکار نہیں سنا چاہتی ہوں میں " ایک خوبصورت ساڈبہ اس کی جانب بڑھایا تھا جس کے اندر شاید کوئی جیولری تھی، بڑے مان سے وہ کہہ رہی تھیں جسے اس نے خاموشی سے لے لیا تھا اور مسکرا کے شکریا ادا کیا تھا جبکہ اس وقت سب گھروالے داجان، تایا جان اور بی جان سمیت انہیں سی آف کرنے کے لئے کھڑے تھے جبکہ جبرائیل نہیں تھا، اسفندیار خان بھی اور ارتضیٰ لالہ بھی شاید اپنے اپنے کاروبار کی طرف گئے۔۔۔۔۔

"مورے میری باتوں نے اگر آپ کو تکلیف دی ہے تو شرمندہ ہوں معاف کر دیجئے گا، بس اپنی اس اولاد کے بارے میں کچھ سن نہیں پاتا ہوں یہ مجھے بہت پیاری ہے "۔۔۔۔۔ ابراہیم خان ماں کے ہاتھوں کو چومتے کہا تھا عجیب بے بسی سے

یہ ان کی روایت تھی کہ بڑوں کے ہاتھوں کو چومتے تھے جب کہیں سے کوئی آئے یا جائے۔۔۔۔۔

"والدین کی ناراضگی وقتی ہوتی ہے اور تم سے تو ناراض نہیں ہو سکتی ہوں بس کبھی کبھی دل دکھتا ہے اولاد کی باتوں سے۔۔۔" اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا تھا انہوں نے بھی مجبوری بتائی تھی

"دوبارہ معذرت خواہ ہوں مورے"

پھر ان کی دیکھا دیکھی سب بچوں نے بڑوں کے ہاتھ چومے تھے اور واپسی کا رخت سفر باندھا تھا

رات کے آخری پہر ان کی واپسی ہوئی تھی کیونکہ انہیں اپنے مال کو Athmuqam تک پہنچانا تھا جبرائیل خان اور ارتضیٰ کے ساتھ آج کل موسم کے لحاظ سے کام کا بڑن زیادہ تھا اور صبح آفس جانے اور ادھر سے واپسی پر لالہ سمیت انہیں گودام میں جانا پڑ گیا تھا جدھر سے پھلوں وغیرہ کی ترسیل کا کام ہونا تھا اور اسی میں تقریباً رات گزر گئی تھی اور اب تھکے ماندے گھر لوٹے تھے۔۔۔۔

ارتضیٰ تو جاتے ہی بغیر لباس تبدیل کیے سو گیا تھا جبکہ محمد جبرائیل خان نے لباس بدلنے کے بعد اچھی طرح وضو کیا تھا اور تہجد کے نوافل کی نیت باندھی تھی یہ عادت اس نے اپنی استاد محترم سے لی تھی جب بیرون ملک اس کا قیام ہوا تھا پڑھائی کے دوران تین سال تک وہ ان کے ساتھ رہا تھا وہ اس وقت لازمی تہجد پڑھتے تھے اور قرآن کی اچھی سمجھ بوجھ بھی اس نے ان سے ہی حاصل کی تھی اور یہ ان کے ساتھ کی ایسی پکی عادت ہو گئی تھی چاہے جتنی بھی سردی ہو چھوٹی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔ اس کا اپنے استاد محترم کے ساتھ رشتہ بہت پیارا تھا باپ بیٹے جیسا، جگڑی دوست جیسا یا شاید اس سے بھی بڑھ کے۔۔۔۔

جبرائیل نے اپنی زندگی کے بیشتر معاملات میں ان کی رائے کو مقدم جانا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دوسری جانب اسفندیار خان کے انتظار میں نور لہدی ابھی تک کمرے میں ٹہل رہی تھی گیارہ بجے سے چل چل کے اس کی ٹانگیں شل ہو چکی تھیں اور اب تھک ہار کر وہ بیٹھی ہی تھی جب وہ اس کی نیند کا خیال کرتے آہستہ سے دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا تھا جبکہ وہ مجسم سامنے جاگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے اپنے انتظار میں دیکھ کر ساری تھکن، کلفت دور ہو گئی تھی، ساری بیزاری کہیں دور بھاگ گئی اسے کوئی طوفانی قسم کی محبت یا عشق نہیں تھا اس سے لیکن پتا نہیں کیوں ہر دفع اسے اپنی ملکیت میں دیکھ کر اک نئے احساس سے روشناس ہوتا تھا جو اسے سکون دیتا تھا، اسے حاصل کرنے کے لئے اسے کوئی نہریں نہیں کھودنی پڑی تھیں نا ہی کوئی لمبا چوڑا انتظار کرنا پڑا تھا جب اسے اچھی لگی تھی تو رشتہ بھیج کر اسے اپنے نام کروالیا تھا لیکن پھر بھی ہر دفع اسے اپنے کمرے میں دیکھنے پر اسے بہت خوبصورت احساس ہوتا تھا

تھی اس کے داخل ہونے پر وہ اٹھی جو لڑنے کے موڈ میں تھی لیکن اس کی شکل دیکھ کر خاموش ہو گئی تھی اور پھر بنا کچھ کہے آرام دہ کپڑے نکال کے دیئے تھے جنہیں تھامتے وہ خاموشی سے ہاتھ روم کی جانب بڑھا تھا

"کھانا کھاؤ گے۔۔۔۔۔" !!! واش روم میں داخل ہونے سے قبل اس نے پوچھا تھا ہر دفع اس کی عنایت پر وہ فریز ہوتا تھا۔ ایسی ناز بردایوں کا وہ بھلا کہاں عادی تھا

"بھوک نہیں ہے، کافی پیوں گا" اس کے کہنے پر وہ کچن کی جانب بڑھی تھی کمرے سے نکلتے۔۔۔

"چند لمحے بعد وہ دو کافی کے مگ سمیت کمرے میں موجود تھی جب وہ چیلنج کرنے کے بعد خود کو کچھ فریش محسوس کر رہا تھا " آج کا دن بہت تھکا دینے والا تھا بڑے بابا کی غیر موجودگی کی وجہ سے برڈن زیادہ ہو گیا تھا " اس کے ہاتھ سے کافی لیتے وہ بستر پر بیٹھا تھا اور کمبل کو اوپر کھینچا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

"تمہیں چاہئے تھا کہ سو جاتی بلا وجہ اپنی نیند خراب کی " اس کی سرخی مائل نیند سے بوجھل آنکھوں کو دیکھتے وہ کہہ رہا تھا بہت پیار اور نرمی سے۔۔۔۔۔

"بس ایسے ہی تمہارا انتظار کر رہی تھی " جس بات کے لئے جاگ رہی تھی اس کی تھکاوٹ کا سوچ کر بات بدل دی تھی

"ایسی عنایات، واللہ، خیریت تو تھی " کافی کے مگ کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا اور ہلکا سا مڑتے اس کی جانب رخ بدلاتا تھا جس نے اپنے گیسوں دراز بال کھول رکھے تھے

"واپسی کے بارے میں پوچھنا تھا اس لئے اور بی جان بھی کہہ رہی تھیں کہ اب فلیٹ میں نہیں بلکہ تم نے کوئی گھر خریدا ہے ادھر شفٹ ہونا پڑے گا جبکہ پریسہ بھی پوچھ رہی تھی اب وہ بھی ہمارے ساتھ ہی رکے گی " اس کی چھوٹی سی بات پر اتنی لمبی وضاحت دی تھی

"کل دوپہر تک نکلنا ہے اور ہاں یاد آیا کچھ پیپر ز پر تمہارے سائن چاہیے تھے ایک منٹ میں لاتا ہوں ".... اس نے کمبل پیچھے کرتے اٹھنا چاہا تھا جب نور لہدی نے اسے روکا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ابھی تھکے ہوئے ہو آرام کرو جو بھی کام ہوا غنچ ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اگر زیادہ ضروری ہے تو بتا دو میں لاتی ہوں کہاں پڑے ہیں "!!!! اسے روکتے وہ خود بیڈ سے نیچے اتری تھی، اس طرح حق جتاتی، اس کا خیال کرتی وہ اسے دل کے قریب محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

"وہ سامنے اسٹڈی ٹیبل پے ریڈ فائل پڑی ہے وہ لانی ہے"

"کیا ہے اتنا ضروری جو تمہیں ابھی کروانا ہے، اس کے سامنے فائل لا کر رکھی تھی "

"ہے تو یہ بہت ضروری لو ادھر سائن کر دو" اپنی گود سے فائل اس کی گود میں منتقل کرتے اس نے پینسل بڑھائی تھی اور فائل پر اس طریقے سے ہاتھ رکھا تھا کہ صرف سائن والی جگہ نظر آرہی تھی جبکہ باقی پیچ تقریباً چھپ گیا تھا۔۔۔۔۔

یکے بعد دیگرے تین جگہ پر سائن کروائے تھے اور بند کرنے پر وہ اٹھنے لگی تھی واپس جگہ پر رکھنے کے لئے جب اس کا ہاتھ پکڑ کے اسفندیار خان نے اسے روکا تھا

"ادھر ہی ٹھیک ہے اب یہ (فائل کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا) آرام کر لو تم بھی کب سے جاگی ہوئی ہو، اپنی آنکھوں کا حال دیکھو کیا ضرورت تھی جاگنے کی۔۔۔۔۔" ہاتھ تھامے اسے واپس جگہ پر بٹھایا تھا اور محبت سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جواب نیند کی زیادتی سے بو جھل ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

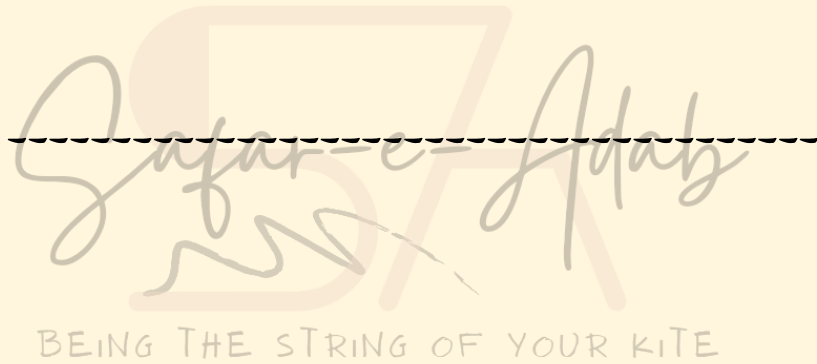
"بتایا تو ہے کہ تم سے بات کرنی تھی۔۔۔" بلاوجہ اسے تنگ کر رہا تھا اور وہ اس کے لیے جاگ رہی تھی جسے احساس ہی نہیں ہو رہا تھا جبکہ نیند نے برا حال کر رکھا تھا

"سو جاؤ، اور شکریہ میری لئے جاگنے پر اور میں اتنا تھکا ہوا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ اسے اپنی آنکھوں پر لمس محسوس ہوا تھا " اس کا دل رکا تھا ایک لمحے میں جس احساس نے اسے معبر کیا تھا جبکہ اسے احساس تھا کہ اپنی نیند اس نے اسی انسان کے لئے گنوائی تھی جو بخوبی واقف تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے احساسات سے۔۔۔۔۔

اس نے آج پھر ایک برا خواب دیکھا تھا

کچھ عرصے سے وہ اس طرح کے خواب دیکھ رہی تھی اب اسے ڈر لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت اس کے دل کی دھڑکن معمول سے زیادہ تھی، اس نے سائیڈ ٹیبل پر موجود لیپ آن کرتے گھڑی کی جانب دیکھا تھا ملگجے اندھیرے میں جس پر سوئی ڈھائی کا ہندسہ عبور کر رہی تھی وہ اٹھی تھی اور سیڑھیوں سے اترتے نیچے ایک کمرے کا دروازہ کھولا تھا اور وہاں موجود نفس کو دیکھ کر اس کے دل میں سکون اتر ا تھا اور اس کے پاس بڑھی تھی۔



حویلی سے واپسی پر وہ اپارٹمنٹ سے ایک الگ گھر میں شفٹ ہو گئے تھے اور عمر والی بات وقتی طور پر اس کے دماغ سے محو ہو چکی تھی اور پریسہ دانیل بن بھی ان کے ساتھ ہی شفٹ ہوئی تھی یہ داجان کا سختی سے حکم تھا کہ اب پریسہ ہاسٹل میں نہیں رہے گی بلکہ ان کے ساتھ گھر میں رہے گی اور یہ گھر انہوں نے ڈیفینس میں لیا تھا ابراہیم خان کے گھر سے تھوڑا دور ہی تھا لیکن ایک ہی کالونی میں آتا تھا اور اسفندیار خان نے نور لہدی مراد کو اپنی کمپنی میں برابر کا حصہ دار ٹھہرا دیا تھا جس سے ابھی تک وہ ناواقف تھی اور آج حویلی سے واپسی کے بعد نور لہدی مراد کا پہلا دن تھا آفس کا۔۔۔۔۔

میڈناشتہ بنا چکی تھی جبکہ وہ بس ابھی ابھی پہنچی تھی فریش ہو کے اسفندیار خان کے ساتھ جبکہ پریسہ چلی گئی تھی کورٹ اسے آج جلدی پہنچنا تھا اپنے کلائنٹ سے ملاقات کے لئے۔۔۔۔۔

"میری گاڑی ورکشاپ پر ہے تو تم مجھے ڈراپ کر دو گے؟؟؟" بریڈکترتی وہ اس سے پوچھ رہی تھی ڈائینگ ٹیبل پر اس وقت وہ اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا تھا اور اب اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا خفگی بھری جبکہ میڈناشتہ رکھنے کے بعد دوبارہ کچن میں گم ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

"میرے خیلا سے تمہیں اب اس ڈرامے کا ڈراپ سین کر دینا چاہئے، اب سب کچھ کلئیر ہو چکا ہے تو تمہیں کس بات کا ڈر ہے اور ویسے بھی تم میرے ساتھ ہی جایا کرو گی آفس یہ حتمی ہے۔۔۔" خفگی سے شروع ہوئی بات کے درمیان میں تھوڑا نرم ہوا تھا جبکہ آخر میں دوبارہ پہلی روش اپنائی تھی اس کے ایسا کہنے پر وہ ہلکا سا مسکرائی تھی جسے اس نے کپ منہ کے ساتھ لگاتے چھپایا تھا اور ایسا کرنے سے وہ اس کا مسکرانا دیکھ نہیں پایا تھا

"لیکن۔۔۔۔۔" اس نے کپ کو ٹیبل پر رکھتے کچھ کہنا چاہا تھا جب وہ بولا تھا اس کی بات کاٹتے ہوئے

"لیکن ویکن کچھ نہیں، تمہیں اب کس بات کا خطرہ ہے یا کوئی پریشانی ہے، جس بھی بات کا خطرہ ہے وہ آج کلئیر ہو جائے گا ویسے بھی آج تمہارے لئے ایک سرپرائز ہے آفس میں۔۔۔" گرد و پیش سے بے نیاز وہ اسی پے نظریں جمائے نرمی سے اس سے مخاطب تھا

"کیسا سرپرائز" وہ چونکی تھی

"اگر بتا دیا جائے تو وہ سرپرائز نہیں رہتا ہے" اس کے پراسرار انداز نے اسے چونکایا تھا اور ایسا کہنے پر وہ غیر آرام دہ ہوئی تھی

"مجھے سر پر انرز سے ڈر لگتا ہے" اس کی آواز کانپنی تھی، یادداشت کے پردوں کے پیچھے، آنکھوں کی پلکوں پر ثقیل یادیں ابھری تھیں جنہوں نے اس کے خیالات منتشر کئے تھے، اسے موجودہ وقت سے پیچھے کھینچنا تھا ایک نابھولنے والے دن میں عظیم تباہی کے دن میں جب اسے نشتر چھوئے گئے تھے اسے نازیبا الفاظ سے پکارا گیا تھا جن کی بازگشت اس کے کانوم میں پہنچ رہی تھی۔۔۔۔۔۔ "بے شرم، بے حیا، ہمارے خاندان پے ٹھپہ لگ گیا ہے، ہماری عزت نیلام کر دی،" لمحہ بہ لمحہ اس کی آنکھوں میں گہری ہوتی سرخی اندرونی خلفشار کو ظاہر کر رہی تھی اور ان ثقیل یادوں نے پلکوں سے گزر کر اندر آنکھوں تک کا فاصلہ طے کیا تھا اور آنکھیں اس عظیم تباہی کے عظیم بوجھ سے لد گئی تھیں وہ بہت دور چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔ جب اسے لگا کے کوئی اسے وہاں سے نکال رہا ہے کھینچ رہا ہے، اس کا دماغ بڑا آہستہ پر اسیس کر رہا تھا جب اسے مانوس لگی تھی آواز

"میرے ہوتے ہوئے کسی چیز سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں تمہارے ساتھ خوشی میں بھی کھڑا ہوں اور غمی میں بھی" صرف ایک فقرہ تھا جو جذبات سے گندھا ہوا تھا تمام جذبات کی عکاسی کرتا ہوا، محبت کی چاشنی سے لبریز، تمام جذبات آنکھوں سے ظاہر ہو رہے تھے جبکہ ہاتھ اس کے ہاتھوں پر موجود تھا، احساس دلاتا اپنائیت کا، محبت کا، اعتماد کا۔۔۔۔۔۔

اب اسے محسوس ہوا تھا ہاں اس کے ہاتھ رکھنے پر وہ واپس آئی تھی حال میں جبکہ چند سیکنڈز وہ اسے اجنبی نظروں سے دیکھتی رہی تھی پھر پراسیسنگ ہوئی تھی اور شناسائی کی رقم ظاہر ہوئی تھی اور اس کے فقرے پر زخمی آنکھوں سے تکلیف مسکرائی تھی اور اثبات میں سر ہلایا تھا جبکہ الفاظ ختم ہو گئے تھے صرف چند سیکنڈز میں وہ میلوں سفر طے کر کے آئی تھی جس سے تنفس بھاری ہو رہا تھا جبکہ ان گنتی کے چند سیکنڈز میں اس نے نور لہدی مراد کی آنکھوں میں ہر اس درد کی شدت محسوس کی تھی، ہر تکلیف کے احساس کو

دیکھا تھا جن تکلیف دہ مراحل سے وہ گزری تھی ان کے رنگوں کو اس نے ان ساٹھ سیکنڈز میں دیکھ لیا تھا اس کی آنکھیں اس درد سے دوبارہ گزریں تھیں جنہوں نے اسفندیار خان کو تکلیف دی تھی "میں ان محبت کے رنگوں کو واپس لے آؤں گا" اس کے ہاتھ کو نرمی سے تھامے وہ خود سے عہد کر رہا تھا جسے اس نے وفا کرنا تھا

وہ اپنے کیمین کا دروازہ کھلے اندر جانے لگی تھی جب اسے پیون نے بتایا تھا "میڈم آپ کا آفس چینج ہو گیا ہے آپ میرے ساتھ آئیں اس طرف" اس نے دیکھا تھا کہ آفس میں خاموشی کا راج تھا جبکہ اسفندیار کے گاڑی پارک کرنے پر وہ اس سے پہلے اندر آگئی تھی جبکہ وہ ابھی تک نہیں آیا تھا دس منٹ ہو چکے تھے انہیں آئے ہوئے اور اب وہ پیون کے ساتھ دائیں جانب جا رہی تھی جب اسفندیار خان کے آفس کے ساتھ والے آفس کا دروازہ کھولا تھا جس کے اندر مکمل اندھیرا تھا "آئیں میم" دروازہ کھولے وہ اس کا منتظر تھا جبکہ خالی آفس دیکھ کر وہ متذبذب تھی پھر کچھ سوچتے اندر داخل ہوئی تھی

اس کے داخل ہوتے ہی یک دم پورا آفس روشن ہوا تھا جب اس نے دیکھا کہ تمام ورکرز موجود تھے اور سب کے ہاتھ میں بکے تھے جبکہ ان سب کے درمیان ٹیبل کے پیچھے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ لئے وہ اسے دیکھ رہا تھا

“Congratulations mam” سب یک زبان بولے تھے

وہ ابھی تک ہونق تھی اور صورتحال کو سمجھ نہیں پا رہی تھی جب اسے ہونق بنے دیکھ کر وہ چلتا ہوا اس کی جانب آیا تھا اور آہستگی سے اس کی طرف جھکتے سرگوشی کی تھی "اب آپ اس آفس کے آدھے شیئرز کی مالک ہیں" اور دوبارہ اسیدھا ہوا تھا جبکہ اس کے کہنے پر وہ اسے دیکھ رہی تھی خفگی سے

"سامنے دیکھیں ہم پبلک میں ہیں بندہ بشر ہوں کوئی گستاخی بھی ہو سکتی ہے" اسے خود کو مسلسل دیکھتے پا کر وہ دوبارہ مسکراہٹ دباتا گویا ہوا تھا اور اس کا دھیان سامنے کی طرف مبذول کروایا تھا جدھر پورا سٹاف اسے مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا

"آپ کو بہت بہت مبارک ہو شادی کی اور کمپنی کی حصہ دار بننے کی" ورکرز باری باری انہیں مبارکباد دے رہے تھے اور وہ بکے تھامتے ایک ناراض نظر اس پر بھی ڈال رہی تھی اور اب اس سے تمام ورکرز کیک کاٹنے کی فرمائش کر رہے تھے جب اس نے دیکھا تھا پورا آفس بہت اچھے طریقے سے ڈیکوریٹ کیا ہوا تھا اور ٹیبل کے اوپر درمیان میں چاکلیٹ کیک موجود تھا جس کی سجاوٹ خوبصورتی سے کی گئی تھی "آئیں پلیز میم" ورکرز کی فرمائش پر وہ بھی اب اسے چھیڑ رہا تھا اور کیک کی جانب اشارہ کیا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE
اس کے ایسا کہنے پر وہ اس کے ساتھ ٹیبل کے سامنے آئی تھی اور اب اس کے ساتھ مل کر کیک کاٹ رہی تھی جبکہ پورا سٹاف تالیاں بجا رہا تھا

کیک کاٹنے اور کھانے کے بعد اب وہ ان کا شکر ادا کر رہی تھی جبکہ اس سارے پراسیس میں وہ صرف شکریہ، تھینک یو ہی کہہ رہی تھی اس سے زیادہ وہ بعل نہیں پائی تھی

آہستہ آہستہ کر کے جب تمام ورکرز آفس سے نکل گئے تھے وہ تب بھی ادھر ہی مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہا تھا ٹیبل سے ٹیک لگائے جبکہ اس سے چند انچ کے فاصلے پر کھڑی وہ خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی

"تم نے ایسا کیوں کیا ہے" جواب طلبی کا سیشن شروع ہوا تھا

"کیا کیا ہے میں نے" کیک کا ایک پیس منہ میں ڈالا تھا اور اسے نا سمجھنے والی نظروں سے دیکھا تھا

"ایسا کرنے سے سب مجھے یہ ہی سمجھیں گے کہ میں نے تمہیں پھانسا ہے تم سے تمہاری دولت کے لئے شادی کی ہے اور تمہارے ساتھ پہلے سے چکر تھا میرا، جبکہ میں نے تمہیں بتانے سے منع کیا تھا" اسے بالکل ریلیکس دیکھ کر وہ بولی تھی پریشانی سے اور پیچھے کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

"کون سمجھیں گے یہ لوگ؟؟؟ اور کیوں سمجھیں گے؟؟؟ ایسا وہ تب سمجھتے جب وہ ہمارے ایک مہینے کے نکاح سے بے خبر ہوتے جبکہ وہ نکاح کے دن سے ہی باخبر ہیں ضروری نہیں تھا کہ تمہاری ہر فضول بات کو مانتا۔ رہی بات ان کے سمجھنے کی تو یہ لوگ دو سال سے تمہارے ساتھ کام کر رہے ہیں تمہیں بہت اچھے سے جانتے ہیں، تمہاری نیچر کے بارے میں، اگر منہ پر اقرار نا بھی کریں تو دل سے مانتے ضرور ہیں

تمہارے کردار کی پختگی کو۔۔۔۔۔ اور ایسی باتوں کی فکر وہاں کی جاتی ہے جب آپ کے اندر چور ہو اور جن کے اندر چور نہیں ہوتا ہے وہ سب کا ڈٹ کے مقابلہ کرتے ہیں انہیں سرد ہوائیں چھو جی بھی نہیں گزرتی ہیں۔۔۔۔۔" ٹیبل پر آگے کی طرف جھکتے اس کے ہاتھوں کو نرمی سے گرفت میں لیتے وہ اسے تسلی دے رہا تھا اسے الجھنوں سے نکال رہا تھا، اور اس کا ڈر ختم کر رہا تھا جس نے اسے کے اندر جڑیں پکڑ رکھی تھی

"میں نے تیسری سال کا عرصہ گزارا تھا اپنی فیملی میں تو انہوں نے کیوں یقین نہیں کیا تھا " بھگی آنکھوں کو اس کی سمت اٹھایا تھا اور ان آنکھوں میں دکھ، تکلیف، رنج، مان ٹوٹنے کا درد، ذات پر کچڑا چھالنے کا دکھ سمیت سب کچھ تھا۔۔۔۔۔

اس کے ایسے دیکھنے پر اسفندیار خان نے اس کے ہاتھوں پر گرفت مضبوط کی تھی لیکن نرمی ہنوز برقرار تھی اور ایک ہاتھ سے اس کی آنکھوں کی نمی کو پوروں پر چنا تھا

"وہ جانتے تھے تم سچی ہو لیکن مانتے نہیں تھے، انہیں تم پر یقین تھا لیکن وہ تمہیں دلانا نہیں چاہتے تھے لوگ تب ہم پر کچڑا چھالتے ہیں جب وہ ہم سے آگے بڑھ نہیں پاتے ہیں، ان کی اپنی بیٹیاں اس کردار کی حامل نہیں تھیں جس کی تم ہو، وہ جس مقام پر اپنی بیٹیوں کو دیکھنا چاہتے تھے وہاں پر تم تھی جبکہ یہ چیز انہیں حسد میں مبتلا کرتی تھی اور ان کے اندر زہر بھرتی رہی تھی اور یہ زہر انہیں تب باہر نکالنے کا موقع تھا اور انہوں نے بھرپور نکالا بھی۔۔۔۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھو تمہارے ابا اور مجھے تم پر خود سے زیادہ یقین ہے اور یہ یقین بغیر کسی وقت اور حالات کی نزاکت سے مبرا ہے اور یہ اتنا پختہ ہے کہ کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں ہے " بہت نرمی اور محبت سے وہ اسے بہلا رہا تھا اب اس کے بالوں کی لٹ کو پیچھے کر رہا تھا جو بار بار آگے آرہی تھی

"لوگوں کی باتوں کو انور کرو اور خود پر اپنی ذات پر فوکس کرو، اپنے گولز پر جن پر اب تمہیں پہنچنا ہے، مجھے شدت سے انتظار ہے تمہیں اس مقام پر دیکھنے کا۔۔۔۔۔ " اس کی ٹھوڑی کو اوپر اٹھاتے وہ ان آنکھوں میں دوبار رنگ بھرنے کی کوشش میں تھا جو ان رنگوں سے روٹھ چکی تھیں اور اس کی محبت پر وہ مسکرائی تھی جبکہ اب وہ اسے بتا رہا تھا کہ چالیس فیصد شیرازی آپ مالک ہیں اور چالیس کا میں جبکہ باقی بیس کے آفندی صاحب ہیں۔۔۔۔۔۔۔

اس نے آج پھر ایک برا خواب دیکھا تھا

کچھ عرصے سے وہ اس طرح کے خواب دیکھ رہی تھی اب اسے ڈر لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت اس کے دل کی دھڑکن معمول سے زیادہ تھی، اس نے سائیڈ ٹیبل پر موجود لیپ آن کرتے گھڑی کی جانب دیکھا تھا ملگجے اندھیرے میں جس پر سوئی ڈھائی کا ہندسہ عبور کر رہی تھی وہ اٹھی تھی اور سیڑھیوں سے اترتے نیچے ایک کمرے کا دروازہ کھولا تھا اور وہاں موجود نفس کو دیکھ کر اس کے دل میں سکون اتر ا تھا اور اس کے پاس بڑھی تھی۔

"میرا دل پریشان ہے، اور سوچیں منتشر ہو رہی ہیں، دماغ میں عجیب ہلچل مچی ہوئی ہے، حالات ٹھیک ہیں لیکن یہ دل پریشان اور ادا ہے جس سے لگتا ہے کچھ برا ہونے والا ہے اور یہ بے چینی بڑھ رہی ہے ، ہر لمحہ، ہر سیکنڈ ہر گھنٹہ، ہر دن یہ مجھے سکون نہیں دے رہی ہے اور دن بہ دن میرے دل کی دھڑکن بڑھ رہی ہے، میں کسی کو بتا نہیں سکتی ہوں اپنی فیلائنگز۔۔۔۔۔ بس آپ سمجھ سکتے ہیں آپ ہی جانتے ہیں، آپ کے علاوہ کوئی نہیں ہے جو میری تکلیف سمجھے، مجھے سمجھے یہ احساس ہر لمحے کے ساتھ شدت اختیار کر رہا ہے پلیز اللہ تعالیٰ جی آپ مجھے سکون دے دیں کیونکہ یہ تکلیف اندر ہی اندر مجھے کاٹ رہی ہے، وہ سب ٹھیک کر دیں جو نہیں ہے اس آزمائش کو ٹال دیں جو آنے والی ہے، میرے پاس کوئی نیکیاں نہیں ہیں جو

آپ کے سامنے پیش کروں میرے دامن کے تھال میں تو صرف یہ چند آنسو ہیں جو آپ کے سامنے پیش کر رہی ہوں اور یہ تھال سکوں سے خالی ہے جبکہ صرف آنسو ہی پیش کر سکتی ہوں میں عاجز ہوں آپ کے سامنے مجھے رسوا مت کیجئے گا، اور میں اس بندے کی موجودگی میں اس لئے مانگ رہی ہوں کہ یہ بھی میری آپ سے سفارش کریں کیونکہ آپ اپنے نیک بندوں کی دعائیں قبول کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی عزیز ہستی کے پیچھے جائے نماز بچھائے وہ آنکھیں بند کیے ہاتھ پھیلائے اس عظیم ہستی سے مانگ رہی تھی اور اس کے دامن پر آنسو گر رہے تھے جو ہر لمحہ شدت اختیار کرتے جا رہے تھے جبکہ اس سے آگے بیٹھا جو اس کی ثناء میں مگن تھا وہ پچھلے وجود کی موجودگی سے بے خبر نہیں تھا لیکن عہ اس کے ارتکاز میں خلل بھی نہیں ڈالنا چاہتا تھا وہ اس بندے اور اس کے اللہ کے درمیان مغل نہیں ہونا چاہتا تھا اس لئے اپنی ثناء جاری رکھی تھی



BEING THE STRING OF YOUR KITE

وادی نیلم سے واپس آنے اور پھر اپنے پراجیکٹ پر کام کرنے کی وجہ سے وہ سب کچھ بھول گئی تھی کبھی کبھار اگر حویلی سے فون آتا تو وہ بس ہیلو ہائے کر لیتی تھی، داجان سے بھی ویکنڈ پر بات ہوتی تھی جو اس سے لازمی بات کرتے تھے ان کی ویکنڈ پر خصوصی کال ہمیشہ ماہ روش کے لئے ہی ہوتی تھی حویلی سے واپسی پر روٹین اچھی خاصی ٹف ہو گئی تھی کیونکہ اب فائنلز بھی سٹارٹ ہو گئے تھے یوں تو اسے پڑھنے کو کوئی خاص شوق نہ تھا لیکن وہ آخر میں اچھا پڑھنا چاہتی تھی اسی لئے اس دفعہ وہ شد و مد سے لگی ہوئی تھی جس نے

آج وہ کالونی کے بچوں کے ساتھ کرن کے ہمراہ سائیکل پر سوار تھی ہر ویکنڈ پر سب بچے ماہ روش اور کرن کے ہمراہ کالونی کا ایک چکر لگاتے تھے اور جو بھی جیتنا وہ کچھ نا کچھ ڈب کو کھلاتا تھا جبکہ ماہ روش انہیں ڈنر کرواتے تھے۔۔۔۔۔

آگے پیچھے وہ سب بچے جارہے تھے جب کرن اپنی سائیکل چلاتی اس کے قریب لائی تھی

"اب بتاؤ کیا سین تھا کیونکہ اب تو پیپر ز سے بھی جان چھوٹ گئی ہے " ماہ روش جان گئی تھی کہ اتنے دن اس نے بمشکل صبر کئے رکھا تھا

"کچھ خاص سین نہیں تھا بلکہ میری مرضی کے بغیر نکاح کروادیا گیا تھا زربینے گل کی شادی پے، جبکہ طے

منگنی پائی تھی"

سائیکل کے پیڈل کو برائے نام گھماتے وہ رفتار آہستہ کر چکیں تھیں شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے اور ملگجے اندھیرے میں کالونی کی سڑکوں پر گہما گہمی ہونا شروع ہو چکی تھی اور سٹریٹ لائٹس بھی وقفے وقفے سے روشن ہو رہی تھیں

"مطلب سمجھی نہیں میں" کرن کچھ نا سمجھی کا شکار ہوئی تھی

"مطلب کہ میں صرف منگنی پر فحال متفق تھی جبکہ عین وقت پر نکاح۔۔۔۔۔۔ یہ سب میں قبول نہیں کر پار ہی تھی اور میرے لئے یہ نکاح ایک زبردستی تھی۔۔۔۔۔۔ " اب وہ دونوں ایک پارک کے پاس

آچکی تھیں جدھر تمام بچے جمع ہو چکے تھے اور اپنی اپنی سائیکل کو پارکنگ میں کھڑا کرتے وہ ایک بچہ کی طرف بڑھ رہی تھیں اور ساتھ ساتھ باتیں بھی جاری تھیں

"اگر تم منگنی کے لئے رضامندی ظاہر کر چکی تھی تو نکاح میں کیا قباح تھی " وہ الجھن کا شکار تھی

"مجھے نکاح میں نہیں بلکہ مجھے اس خاندان میں باندھنا چاہ رہے تھے، جس کی روایات عجیب ہیں کہ یا تو لڑکیوں کی تعلیم پر خاص توجہ نہیں دی جاتی ہے جبکہ اگر دی بھی جائے تو انہیں جاب نہیں کرنے دیتے ہیں، میرے لائف سٹائل کو بدلنا چاہتے ہیں جبکہ مجھ پر انہیں اعتبار نہیں تھا اس کے باوجود اپنے پوتے کے ساتھ رشتہ کرنے پر کاربند تھے اسی لئے میرے گلے میں یہ طوق ڈالنا چاہتے تھے کہ میں کہیں بھاگ نجاؤں، اور یہ نکاح کی بیڑیاں میرے پیروں میں ڈال دی تھیں " ان کے خیال میں منگنی کی بجائے نکاح مجھے ان کی روایات سے باندھ لے گا اور ان کی پاسداری بھی کروالے گا، عجیب لوگ ہیں یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ اگر مجھے بھاگنا ہی ہوتا تو میں منگنی کے لئے ہاں کیوں کرتی، اگر میں منگنی کے لئے ہاں کر سکتی تھی تو نکاح کے لئے کیوں نہیں بس ایک دفع کہہ کر تو دیکھتے۔۔۔۔۔ لیکن نہیں انہیں اپنی انا کا جھنڈا لہرانا تھا اور اپنی مرضی تھوپنی تھی۔ " بات کے آخر میں وہ ہر خند ہوئی تھی

"اور جبرائیل خان ان کی رائے کیا تھی۔۔۔۔۔؟؟ " بچہ پر بیٹھی تھیں وہ جبکہ بچہ کی دوسری طرف بھی کوئی بیٹھا تھا جسے وہ ملگجے اندھیرے میں پہچان نہیں پائی تھی شاید کوئی مرد تھا اپنے منتشر ذہن کی وجہ سے کرن کی جانب منہ کیا تھا

"اس کے بقول کہ وہ بھی یہ دیکھنا چاہتے تھے میں کس حد تک خاندان سے مخلص ہوں ان کی روایات کے لئے قربانی دیتی ہوں یا نہیں کیونکہ میں باہر کے ملک کی آب و ہوا میں بلی بڑھی ہوں تو ان ڈب سے کہاں واقف ہوں گی " دور خلاؤں میں دیکھتے وہ بول رہی تھی

"اور اب کیا کہتے ہیں وہ کیا ان کی مرضی شامل تھی۔۔۔۔"

"شاید ہاں شاید نہیں اپنی غلطی مانتے ہیں لیکن اقرار نہیں کرتے ہیں، اتنے عرصے میں میں انہیں سمجھ نہیں پائی ہوں کیونکہ پہلے ان کا رویہ بہت سخت تھا لیکن بعد میں مجھ سے بات کرنے کی کوششیں بھی کیں تھیں لیکن میں نے موقع نہیں دیا تھا" پچھلے چند دنوں میں اسے واضح تبدیلی نظر آئی تھی جبرائیل خان کے رویے میں جس کے پیش نظر وہ کہہ رہی تھی

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ ان کے ساتھ بھی زبردستی ہوئی ہے؟؟ اس سب میں ان کی کوئی مرضی نہیں تھی؟؟ وہ ناواقف تھے، نہیں بلکہ وہ شروع سے ہی یہ چاہتے تھے کیونکہ ان چند دنوں میں اتنا تو میں جان چکی

ہوں وہ کسی کی زبردستی کا خاطر میں نہیں لاتے ہیں بلکہ اپنی منواتے ہیں ان کے پاس پاور ہے وہ اپنی منوانے کی اہلیت رکھتے ہیں اور اگر ایسا ہے بھی تو چند دنوں میں یہ عقدہ بھی کھل جائے گا کیونکہ میں نے انہیں ہر لمحہ تمہاری فکر کرتے دیکھا تھا حویلی میں "گرنے جیسے باریک بینی سے مشاہدہ کیا تھا ان دنوں اور اسی کے پیش نظر وہ کہہ بھی رہی تھی اسی وقت ان کے سامنے سے بلی گزری تھی کالے رنگ کی جس کی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی اور اب وہ چند قدم دور کھڑی تھی جس کی آنکھیں چمک رہی تھیں ایسا لگ رہا تھا کہ وہ گھور رہی ہے اچانک گزرنے پر اسے ماہ روش نے دیکھا تھا جس کے ساتھ ہی اس کا تنفس بھاری ہوا تھا، دل کی رفتار سرپٹ دوڑتے گھوڑے کی طرح ہوئی تھی اور جنوری کی ٹھٹھرتی شام میں بھی اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکنا شروع ہو گئی تھیں صرف ایک نظر سے اس کا حال بدلاتا تھا جبکہ وہ اسے کرن سے مخفی رکھنا چاہتی تھی

"میں اس بارے میں فلحال کوئی بات نہیں کہہ سکتی ہوں کیونکہ میرے لئے کسی بھی رشتے کی بنیاد اعتبار ہے جو کہ مکھ پر نہیں کیا گیا تھا۔۔۔" ابھی چلتے ہیں کافی دیر ہو گئی ہے خود کو نارمل کرتے اپنے ذہن کو ڈائیورٹ کیا تھا اب سانس پھولنا شروع ہو گئی تھی جس سے آواز بھی بھاری ہوئی تھی

"آریو اوکے ماہ روش" اس کی بھاری آواز سے کرن نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا

"یس آئی ایم۔۔۔ شاید زیادہ سردی لگ رہی ہے" ایک گہری سانس کے بعد وہ دوباراً بولنے کے قابل ہوئی تھی

"اوکے لیٹس گو" کرن بھی ساتھ ہولی تھی جبکہ بچے ابھی بھی کھیل رہے تھے پارک میں

Safar-e-Adab

گھر واپس آنے تک اس کی حالت مزید خراب ہو گئی تھی اسے متلی ہو رہی تھی، چکر آرہے تھے، پسینے سے شرابور ہو چکی تھی، تنفس بھاری تھا بمشکل اپنی سائیکل کو کھڑا کرتے وہ اسے گرا چکی تھی اور لڑکھڑاتی لاونج کی جانب بڑھی تھی دروازے سے گزرتے گزرتے سہارا لینے کی خاطر ایک شوپیس کو ہاتھ لگا تھا جس سے گر کر وہ چکنا چور ہو گیا تھا اور وہ بھی گری تھی، کنیں کانچ چبھے تھے کہنیوں میں گھٹنوں میں پھراٹھنے کی کوشش میں دوباراً گری تھی اور میز کا کنارہ لگا تھا سر پے جس سے سب کچھ گھومتا محسوس رہا تھا پھر بھی خود میں ہمت پیدا کرتی وہ اٹھی تھی لیکن شدید متلی کی وجہ سے دوباراً جھکنا پڑا تھا اور کارپٹ پر وہ قے کر چکی تھی جبکہ اس کی منزل اپنا کمرہ تھی۔ خود کی ہمت بندھاتی وہ اب ریلنگ کے سہارے اوپر چڑھنے کی کوشش

میں تھی لیکن بھاری سر، بھاری تنفس، آنکھوں سے پانی اور متلی زدہ حال اس میں رکاوٹ کا باعث بن رہے تھے، بالآخر وہ ڈولتی کشتی کی طرح اوپر تک پہنچنے میں کامیاب ہو چکی تھی لیکن اب حال یہ تھا کہ اوپر پہنچنے میں ساری انرجی صرف ہو چکی تھی اب ایک قدم بھی اٹھانا محال تھا اور سیڑھیوں کے کنارے وہ گر گئی تھی آنکھیں بند ہو رہی تھیں سانس کی رفتار آہستہ ہو چکی تھی اب اسے دوبارہ متلی ہوئی تھی تو جھکنے پر وہ اپنے کپڑے بھی گندے کر چکی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ یہ سب کچھ گھوم رہا ہے گول گول اسی کوشش میں موبائل پینٹ کی جیب سے نکالنے کی کوشش میں ہاتھوں کی لڑکھڑاہٹ نے اسے دور اچھال دیا تھا اس کی پہنچ سے بہت دور۔۔۔۔۔

اس وقت ماما اور بابا ایک ڈنر پے گئے ہوئے تھے جبکہ سرونٹس کو بھی سنڈے کی چھٹی ہوتی تھی لیکن چوکیدار گیٹ پر موجود تھا

"اس وقت وہ اپنے باپ کی اکلوتی لاڈلی بیٹی، بھائی کی کرائم پارٹنر اور نانا کی پیاری نواسی اکیلی موت اور زندگی کے درمیان جنگ لڑ رہی تھی جو لمحہ بہ لمحہ موت کی طرف سفر کر رہی تھی لیکن اس کے پاس اس وقت اپنی زندگی کے بہترین رشتوں میں سے کوئی بھی نہیں تھا وہ اکیلی تھی اور اکیلی ہی اپنی جنگ لڑنے اوپر کمرے تک آئی تھی جدھر اس کی سپلیمنٹس تھیں لیکن کمرے تک پہنچنے سے قبل ہی وہ گر گئی تھی اور عالم مدہوشی میں جانے سے قبل اس کی آنکھوں کے سامنے تین چہرے ابھرے تھے لیکن وہ تخیل میں تھے حقیقت سے دور اور اس سے بھی دور۔۔۔۔۔"

"کنیں جنگیں انسان کو اکیلی ہی لڑنی پڑتی ہیں"

اسے کئیں آوازیں سنائی دے رہی تھیں ایک دوسرے میں گم ، کچھ جانی پہچانی کچھ انجان لیکن وہ ان کے مطلب سمجھ نہیں پارہی تھی آنکھیں ہنوز بند تھیں، اسے ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی بہت پاس کھڑا ہے آہستہ آہستہ کچھ بول بھی رہا ہے پھر اسے اپنے چہرے پر ایک پھونک کا احساس ہوا تھا اس کے بعد دور جاتے قدموں کی آواز پھر خاموشی تھی اور وہ دوبارہ غنودگی میں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

دوبارہ اسے جب ہوش آیا تو کچھ کچھ وہ آوازیں پہچان رہی تھیں اس کے دماغ کے پردوں کے پیچھے۔۔۔۔۔ یہ شاید حمزہ کی آواز تھی جو اس کی پلکوں کی جنبش سے خوش ہو کے بابا اور ماما کو آواز دے رہا تھا۔ اب دروازہ کھلنے کے بعد قدموں کی چاپ ابھرتی اس کے پاس آئی تھی

پلکوں کو حرکت دیتے اس نے کھولنے کی کوشش کی تھی کھولنے پر اسے بابا، ماما اور نانا کو چہرہ نظر آیا تھا اور ان کے پیچھے حمزہ نہیں تھا بلکہ کوئی اور تھا دھندلا سا منظر تھا وہ زیادہ دیر نہیں دیکھ سکی تھی اور دوبارہ پلکیں موند لی تھیں اسے پھر اپنے ماتھے پر ایک لمس محسوس ہوا تھا اور اس کے ماتھے پر نمی بھی گری تھی شاید آنسو تھے اس لمس سے بخوبی واقف تھی یہ بابا کا تھا جبکہ ہاتھ ماما کے ہاتھوں میں تھا جنہیں وہ مسلسل چوم رہی تھیں وہ دوبارہ پلکیں وا کر ناچاہتی تھی لیکن نہیں کر پائی تھی

"آپ پلیمریٹس کے پاس رش نہیں لگائیں ابھی انہیں ریسٹ می ضرورت ہے کیونکہ وہ پہلے ہی دودن بعد ہوش میں آئی ہیں آپ باہر جائیں" یہ کہتے ہی اسے ڈرپ لگے ہاتھ پر تکلیف کا احساس ہوا تھا شاید نرس نے ٹیکا بھرا تھا اس کے بعد وہ دوبارہ غنودگی میں چلی گئی تھی

.....

باباجان کب تک واپسی ہے آپ کی۔۔۔؟؟ کال سنتے وہ کچن میں آیا تھا جدھر وہ کچھ بنانے میں مگن نظر آ رہی تھی

"مجھے لگتا ہے آپ وہاں پھوپھو کے لئے نہیں رکے ہیں بلکہ کسی گوری کے چکر میں ہیں " وہ شرارت سے انہیں چھیڑ رہا تھا اور اب ڈاننگ ٹیبل کی کرسی کھینچ کر ادھر ہی بیٹھ گیا تھا جبکہ اس کی موجودگی کو محسوس کر کے وہ اس کے سامنے کباب رکھ چکی تھی اور دوبار اچلے کی جانب مصروف ہو گئی تھی

"دوسری جانب سے پتا نہیں کیا کہا گیا تھا جس پر اس کا قہقہہ برآمد ہوا تھا

"ظاہری بات ہے اپنی ماں کو جواب دینا ہے کہ پتا نہیں ان کے شوہر نامدار وہاں پھوپھو کا کیس سولو کرنے گئے ہیں یا اپنا کوئی نیا کیس نگالنے۔۔۔۔۔"

"چلیں آپ کہتے ہیں تو مان لیتے ہیں، ویسے یار جلدی ہی آئیں اب آپ کے پیچھے میرا ولیمہ بھی رہتا ہے، میری بیوی ناراض ہو رہی ہے۔۔۔۔۔" مسکراہٹ دبائے وہ اسے دیکھتے بولا تھا جو اس وقت کالے رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس تھی اور لمبے بالوں کو کچھر میں جکڑ رکھا تھا اور اس کے ایسا کہنے پر پیچھے مڑ کے گھور کے دیکھا تھا جبکہ وہ جواباً مسکرایا تھا ڈھیٹ انداز میں۔۔۔۔۔

"انکل آپ کے بیٹے کو جھوٹ بولنے کی بیماری ہے آپ اپنا کام کر کے آئیے گا " اس کے پاس آکر وہ تھوڑا سا اونچا بولی تھی تاکہ دوسری طرف موجود نفس باسانی سن لے۔۔۔۔۔

چند لمحے بعد وہ ان سے اختتامیہ کلمات کہہ رہا تھا جب نور لہدی نے اس کے سامنے لاکے پلاؤ رکھا تھا ساتھ میں رائیۃ، سلاد اور کباب تھے۔۔۔۔۔

"شرم آئی چاہیے تمہیں میرا نام لے کر ایسی باتیں کرنے پر " پانی کا جگ رکھتے وہ اسے شرمندہ کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ پریسہ دانیں بن اپنی کسی آفیشل ڈنر پر انوائیٹڈ تھی اس لیے کہ وہ دونوں ہی موجود تھے کھانے پر

"کس بات میں شرم اب تم خود نہیں کہتی تو اس کا مطلب یہ تو ہر گز نہیں ہے کہ تمہارا دل نہیں چاہتا ہے باقیوں کی طرح تمہارا بھی ولیمہ ہو ، میں سمجھ سکتا ہوں تمہارے جزبات ڈونٹ وری۔۔"

اپنی پلیٹ میں کباب رکھتے وہ اسے تپانے کو بول رہا تھا جبکہ جو ابا وہ اسے گھور ہی سکی تھی اس کے پہلے کے وہ کوئی کرار اساجواب دیتی اسفندیار خان کا فون رنگ ہوا تھا اس نے نمبر دیکھا تھا اور کا اٹھائی تھی دوسری جانب سے نجانے کیا کہا گیا تھا کہ اس نے فوراً نوالہ چھوڑا تھا اور اس کے ماتھے پر پریشانی کی لکیریں ابھری تھیں

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کون سے ہسپتال میں؟؟؟ اچھا میں آرہا ہوں۔۔ ٹھیک ہے "

"کیا ہوا ہے؟؟؟ " عہ بھی کھانا چھوڑے اس کی جانب متوجہ تھی

"ماہ روش ہسپتال میں ہیں ہمیں جانا ہے ابھی "

"کیا ہوا ہے اسے " متحوش ہوئی تھی وہ

"پتا نہیں یہ وہاں جا کر ہی پتا چلے گا کیونکہ وہ تین دن سے ہسپتال میں ہیں " کہتے ساتھ ہی وہ باہر کی جانب بڑھا تھا جبکہ وہ بھی اس کے پیچھے ہولی تھی

"مما بابا حمزہ کہاں ہے؟؟؟، وہ آیا نہیں ہے؟؟؟، جبکہ پہلے تو وہ ادھر ہی تھا، اب کہاں گیا ہے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسے پھکارتے اس کی جانب سوپ کا چمپیا کیا تھا جسے اس نے پرے کر دیا تھا

"میری جان ضد نہیں کرتے ہیں آپ یہ پی لیں وہ آجاتا ہے۔۔۔۔" ممانے اسے دوبار اپیکار اٹھا

"کیسے ہو۔۔۔؟؟؟" اس وقت ہسپتال کے پرائیویٹ روم میں کمرہ نمبر 15 میں صرف دو نفوس تھے ایک سامنے بیڈ پر سٹنگ پوزیشن میں تھا جبکہ دوسرا صوفے پر سر جھکائے بیٹھا تھا

"ٹھیک ہوں" بھاری زکام زدہ آواز ابھری تھی جبکہ اس لہجے پر بیڈ پر موجود نفس کا تنفس تیز ہوا تھا

"میں بھی ٹھیک ہوں اب، دیکھو ادھر۔۔۔۔" وہ اسے اس فیر سے نکالنا چاہ رہی تھی جس میں اس وقت وہ موجود تھا، اسے یقین دلانا چاہ رہی تھی کہ اب وہ بالکل ٹھیک ہے جبکہ اس کی حالت سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کتنی ٹھیک ہے

"تم ٹھیک نہیں ہو، تم ماما، بابا، نانا سب کو جھوٹا یقین دلا سکتی ہو لیکن مجھے نہیں ماہ روش ابراہیم خان۔۔۔۔"

میں تمہاری شکل دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ تم کتنی ٹھیک ہو،۔۔۔" چبا چبا کر بولتے ایک نظر اس کے چہرے پر گاڑے اسے لاجواب کیا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کے احساسات بخوبی جانتے تھے سمجھتے تھے

"میں کہہ رہی ہوں کہ میں ٹھیک ہوں تو اس کا صاف مطلب ہے کہ میں ٹھیک ہوں تم سمجھنا کیوں نہیں چاہتے ہو۔۔۔" تیز لہجے میں اس نے باور کرایا تھا

"ماہی مجھے وہ شرارت نہیں تھی کرنی چاہیے یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے، میں ہوں اس سب کا ذمہ دار، یہاں اس جگہ پر میں ہوتا لیکن تم ناہوتی، میں گرجا تا تب میں تمہیں لے کر ناجاتا، تمہیں یہاں نا پہنچنا پڑتا، تمہیں تنہا اس تکلیف سے نا گزرنا پڑتا، نا تم بلی سے خوفزدہ ہوتی نا تم درخت سے گرتی اور نا یہاں

ہوتی۔۔۔۔۔ میں ہوں اس سب کا زمہ دار۔۔۔۔۔ میں ہوں اس سب کا زمہ دار۔۔۔۔۔ اللہ مجھے اٹھالیتا
مجھے یہ تکلیف نادیکھنی پڑتی، بابا کو رونا پڑتا، ماما اور نانا کو پریشان ناہونا پڑتا۔۔۔۔۔ کاش میں ہوتا اس جگہ پر
تم ناہوتی۔۔۔۔۔

ماہی تم ناہوتی۔۔۔۔۔ تمہاری عمر اس سب کی نہیں ہے، تمہارے ساتھ یہ نہیں تھا ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ یہ سب
میری وجہ سے ہوا ہے میں ہوں زمہ دار۔۔۔۔۔ اللہ مجھے اس جگہ لے آتے تمہیں نہیں۔۔۔۔۔ " بجائے
اس کی بات کا جواب دینے کے وہ سر جھکائے بھاری زکام زدہ آواز میں کبھی اونچا کبھی آہستہ بڑبڑا رہا تھا
اس کی حالت نیم پاگل کی سی تھی کئیں فقرات کو وہ بار بار دہرا رہا تھا بکھرے ہوئے خیالات کی روش میں
بہکتا وہ کچھ بھی بولے جا رہا تھا منتشر دماغ سے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا جبکہ اس کے الفاظ پر وہ تڑپتی تھی
اور اپنی ڈرپ کھینچ کے اتاری تھی بھاگتی دوڑتی اس کے پاس آئی تھی اور نیچے اس کے قدموں میں بیٹھتے اس
کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا جو آنسوؤں سے تر تھا، ہاتھوں کے پیالے میں کیتے اس کا چہرہ صاف کیا تھا قطع نظر اس
کے کہ اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا تیزی سے ڈرہ کھینچنے پر لیکن اس کی اپنی تکلیف کے سامنے حمزہ کی
تکلیف بڑی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میری طرف دیکھو حمزہ۔۔۔۔۔ ادھر دیکھو کچھ بھی تمہاری وجہ سے نہیں ہوا ہے، یہ میری قسمت تھی
تم ناہوتے تو وجہ کوئی اور بن جاتی کسی کسی کو تو وجہ بنا ہی تھا یہ ہی لکھا تھا قسمت کے اوراق میں، کب تک
تم خود کو مورد الزام ٹھہراؤ گے۔۔۔۔۔؟ بولو کب تک۔۔۔۔۔؟ کل کو اگر میری موت ہو گئی تو تب بھی کہو گے
تمہاری وجہ سے مری ہوں۔۔۔۔۔ " اس کے ایسا کہنے ہر تڑپ کے سر اٹھایا تھا

"ہاں بولو میری موت کو بھی یہ ہی کہلو او گے کہ اس کی وجہ بھی تم ہو۔۔۔۔۔ حمزہ نکل آؤ اس فیر سے، کب
تک ایسا کرتے رہو گے۔۔۔۔۔ نہیں دیکھ سکتی ہوں تمہیں ایسا۔۔۔۔۔ میں خود کو مورد الزام ٹھہراتی ہوں کہ

"تم ایسی باتیں کرنا بند کرو، میں کوشش کروں گی لیکن تم مجھے زیادہ فورس نہیں کرو گے۔۔۔" ہاتھوں کی کپکپاہٹ کچھ کم ہوئی تھی اور خود کو قدرے ریلیکس کیا تھا

"میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا ہوں ماہی، یہ تین دن ہم نے سولی پر لٹک کے گزارا ہے ہیں" اس کی آنکھوں کی سطح سے نمی کو صاف کرتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ کسی خیال کے پیشِ نظر بولا تھا اچانک اس کی نظر اس کے ہاتھ کی پشت پر پڑی تھی اور اب اسے ساتھ لئے بیڈ پر بٹھایا تھا اور دوبار اکاٹن سے ہاتھ صاف کرتے جے ہوئے خون کو صاف کیا تھا اور ڈرپ لگائی تھی جبکہ ساتھ ساتھ وہ اسے بے احتیاطی پر ڈپٹ بھی رہا تھا

"آپ کی پیشینٹ کو Ailurophobia ہے اور یہ ان کو بچپن سے ہے ہم ان کے والدین کو پہلے بھی مطلع کر چکے تھے کہ انہیں بہت احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ یہ اپنی پیک پر ہے انتہائی کرو نک سٹیج پر، زرا سی بد احتیاطی جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے، ویسے تو عموماً اس فوبیا کے لوگ اپنے خوف پر قابو پا بھی لہتے ہیں لیکن انہیں اتنا شدید نہیں ہوتا ہے لیکن یہ پیشینٹ نارمل لوگوں سے زیادہ ڈر اور خوف کا شکار ہوتی ہیں، انہیں جب بھی کسی بلی کی آواز سنائی دیتی، کوئی بلی نظر آتی ہے یا یہ اس کی تصویر دیکھتی ہیں تو یہ پینک ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔"

اس کی علامات میں۔۔۔ متلی آنا، سر چکرانا، کانپنا، ڈائریا، ضرورت سے زیادہ پسینہ آنا، دل کی دھڑکن کا بہت تیز ہو جانا اور مسلسلز کا سکڑ جانا بھی شامل ہے۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ شدید ڈر اور خوف کی کیفیت کے زیر اثر ہوتی ہیں اور وہ بے ہوشی میں بھی چلی جاتی ہیں، بعض اوقات یہ بے ہوشی طویل ہو جاتی ہے

----- "ڈاکٹر اپنے پیشہ ورانہ انداز میں اسے ماہِ روش کی کنڈیشن بتا رہی تھیں جسے سننے کے لیے ہمہ تن گوش تھیں اور ہر گزرتے لمحے کے دوران پریشانی کی لکیریں ماتھے ہر بڑھ رہی تھیں

"ابھی ان کا فوبیاکس سٹیج پر ہے مطلب کے اس سے زیادہ خوفناک کیا ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟" وہ جیسے انتہا پوچھنا چاہ رہا تھا

"دیکھیں یہ ان کے فوبیا کی کرو نک سٹیج ہے، آپ جانتے ہیں کہ انہیں کس کنڈیشن میں لایا گیا تھا اور کس حال میں تھیں وہ جس کی وجہ سے وہ تین دن بعد مکمل ہوش میں لوٹیں ہیں، یوں کہا جائے کہ ان کا اس حالت کے بعد بچنا معجزہ تھا تو غلط نہیں ہوگا، اس حالت میں مریض اپنی بالکل آخری سٹیج پر ہوتا ہے۔۔۔۔۔ میں آپ کو غلط امید نہیں دلاؤں گی کہ عہ بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ وہ ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔۔۔

پریسینڈ وہ یہ ہی کرتی ہیں کہ عہ ٹھیک ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔ ان کے اندر اس خوف نے ڈیرے جمائے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ اس ڈرنے انہیں جکڑے ہوا ہے۔۔۔۔۔ جس سے چھٹکارا ناپایا گیا تو یہ جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن ایک بات لازمی کہنا چاہوں گی کہ اگر وہ ریکور کرنا چاہیں تو بہت جلدی کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔ کیونکہ ان میں امپروومنٹ دیکھی گئی ہے۔۔۔۔۔" اس کی رعب دار پرسنالٹی کو دیکھ کر ڈاکٹر مرعوب ہوئے اس آہستہ آہستہ اس کی کنڈیشن کے بارے میں بریفلی بتا رہی تھی

"کیا مجھے آپ کیس ہسٹری کی فائل دے سکتی ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟" کچھ سوچتے وہ ماہِ روش کی کیس ہسٹری فائل مانگ رہا تھا

"دیکھیں یہ غیر قانونی ہے ہم کسی بھی مریض کی کیس ہسٹری ان کی یا ان کی فیملی کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتے ہیں۔۔۔۔۔" اس سے مرعوب ہونے کے باوجود وہ اپنے پروفیشن سے غداری نہیں کر سکتی تھیں اسی لئے دو ٹوک انکار کیا تھا

"میں ان کا ہر بند ہوں کیا اس سے زیادہ بھی آپ کو قریبی فیملی ممبر کی پر میشن چاہئے۔۔" ڈاکٹر کی طرف دیکھتے وہ سنجیدگی سے بولا تھا اور اس کے چہرے کے تاثرات سے کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے اسی لئے اس کے سامنے ماہ روش کی کیس ہسٹری فائل نکال کے سامنے رکھی تھی جسے عد اٹھائے باہر کی جانب نکلا تھا جبکہ ماتھے پر لکیریں گہری ہو رہی تھیں

"بی جان مجھے نوکری کرنی ہے۔۔۔" بی جان کے پیروں کو زیتون کے تیل سے مالش کرتے فرشتے

زوار خان نے اپنا مدعا بیان کیا تھا

"یہ فتور کہاں سے آیا آپ کے دماغ میں، پہلے ایک گم نوکری کر رہی ہیں جو آپ کو بھی شوق چڑھا ہے، کس نے آپ کے دماغ میں یہ کیڑا ڈالا ہے۔۔۔" اپنے پیروں کو پیچھے کھینچتے اسے گھورا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بی جان مجھے ایک سال ہو چلا ہے گھر بیٹھے میری پڑھائی کو زنگ لگ رہا ہے، میں لالہ سے بات کر چکی ہوں وہ مان گئے ہیں اور داجان کو بھی منا چکے ہیں، بس آپ مان جائیں۔۔۔۔۔" دوبارہ انہیں دیکھتے ملتجی انداز

اپنا یا تھا

"کسی نوکری نہیں کرنی ہے، جتنا آپ نے پڑھنا تھا پڑھ لیا اپنی مرضی کا اور اس میں کسی نے بھی رکاوٹ نہیں ڈالی ہے لیکن نوکری نہیں۔۔۔۔۔ بس اب اسفندیار خان کے ساتھ آپ کی بھی شادی ہو جانی چاہیے

--- بیٹیاں جتنی جلدی اپنے گھر کی ہو جائیں اچھا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اپنے گھر میں جا کر سارے نوکریوں کے شوق پورے کیجئے گا۔۔۔۔۔ بس۔۔۔۔۔ " بات کو گھما پھرا کے اسے انکار کیا تھا

"بی جان مجھے شادی نہیں کرنی ہے مجھے نوکری کرنی ہے اور کیا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے کہ اگلے گھر والے مجھے نوکری کرنے دیں گے وہ بھی تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اپنے والدین کے گھر سارے شوق پورے کر کے آتی۔۔۔۔۔ جب آپ نہیں مان رہے ہیں تو کوئی اور کیسے مانے گا۔۔۔۔۔ آپ کو لگتا ہے صرف پڑھنا ہی ٹھیک ہے جبکہ نوکری نہیں کرنی ہے۔ آخر نوکری میں ایسی کیا برائی ہے آپ کو نہیں لگتا ہے کہ یہ وقت کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ کیوں بی جان کچھ تو بتائیں۔۔۔۔۔ یہ غلط ہے، یہ دوہرا معیار ہے بی جان کے لڑکے ہر جگہ جائیں اور تعلیم حاصل کرنے کے بعد نوکری بھی کریں جبکہ لڑکیاں نہیں؟؟؟؟ ان کے پاس سے اٹھ کر ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے وہ کہہ رہی تھی

"آپ اب ہم سے سوال کریں گیں۔۔۔۔۔ آپ ہمیں بتائیں گی کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط آپ ہمیں، ہماری سوچ کو غلط ثابت کر رہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"نہیں بی جان ہر گز نہیں میں صرف اپنا مدعا بیان کر رہی ہوں میں آپ کو غلط کیونکر ثابت کروں گی بلکہ میں تو اپنے لیے کھڑی ہوں، ناکسی کو غلط کہہ رہی ہوں نا ثابت کر رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بلکہ آپ کب مجھے صحیح جانیں گیں کیونکہ درمیان والے بچے ہمیشہ نظر انداز ہوتے ہیں آپ سب نے کبھی وہ پیار اور محبت دی ہی نہیں ہے جو ہمارا حصہ تھی، اسفند لالہ، زرینے گل اور لالہ کو ہمیشہ پیار ملا کہ وہ بڑے تھے جبکہ ارتضیٰ اور ولی کے لاڈ آپ سب نے اٹھائے کہ عہ چھوٹے تھے۔ رہ گئے میں اور پریسہ، پریسہ تو ہمیشہ اپنے لیے کھڑی ہو جاتی تھی جبکہ میں چپ تھی کہ کسی کو میرا خیال بھی آتا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ان سب کے درمیان میں اکیلی تھی بی جان مجھ سے کسی کو لگاؤ نہیں تھا، کیوں کہ میں نے کوئی بھی کلاس میں اچھے

مارکس لیے تو کسی کو یاد ہی نہیں تھے، میں نے کوئی سبجیکٹ اپنی مرضی کا چوز کیا تو وہ غلط ہو گیا، میرے کم مارکس آئے تو وہ میرا قصور تھا۔۔۔۔۔ کیا کسی نے اس سب کے پیچھے وجہ جاننے کی کوشش کی

۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ کسی نے نہیں کی کیونکہ ان کے نزدیک میں ایک دبوسی، نالائق لڑکی تھی جسے سوائے کھانے پینے کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں تھا

آپ سب نے تو یہ جاننے کی بھی کوشش نہیں کی کہ میں زیادہ کیوں کھاتی ہوں؟؟ اس سب کے پیچھے وجہ کیا تھی۔۔؟؟؟ "اپنے ابل ابل کر آتے آنسوؤں کو ہتھیلی کی پشت سے صاف کرتے وہ روتے روتے ہنسی تھی

"اور اب جب میں نے اپنے لیے آواز اٹھائی کہ مجھے ٹپنگ کرنی ہے۔۔۔ کہاں۔۔۔ ادھر اپنے علاقے کے ہی کالج میں تو آپ نے میری پوری بات سنے بغیر مجھے انکار کر دیا۔۔۔۔۔ یہ کہاں کا انصاف ہے بی جان۔۔۔؟؟ آج اگر میں کچھ پڑھ پائی ہوں تو اس سب کی عجب صرف جبرائیل لالہ اور مورے ہیں کیونکہ آپ سمیت پورے گھر نے میری شخصیت کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔۔۔۔۔ لیکن مجھے اب کسی بات سے فرق نہیں پڑتا ہے کیونکہ مجھے یہ نوکری کرنی ہے ہر حال میں۔۔۔۔۔ آپ اجازت نا بھی دیں تو خیر ہے کیونکہ آپ کے لئے یہ اہمیت نہیں رکھتی ہوگی کہ اگر ایک فرشتے آپ کے سامنے نا آیا کرے گی کیونکہ فرشتے ہمیشہ پس منظر میں ہی رہے ہیں۔۔۔۔۔ جہاں وقت کے ساتھ اتنی تکلیفیں برداشت کر لیں ہیں وہاں ایک اور سہی۔۔۔۔۔"

وہ اب ان کے سامنے کھڑی بھیگی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اور سب کچھ کہنے کے بعد وہاں کی نہیں تھی جبکہ بی جان تو کاٹو بدن میں لہو نہیں والی کیفیت میں تھیں۔۔۔۔۔ اس سب کی وہ کس حد تک زمی دار تھیں انہیں آج پتا چل رہا تھا۔۔۔ اپنی انا کے زعم میں وہ کس قدر نقصان کر چکیں تھیں۔۔۔

انہیں تو لگا تھا کہ وہ تمام بچوں کے ساتھ یکساں سلوک کرتی ہیں، یکساں پیار بچاؤ کرتی ہیں جبکہ حقیقت کچھ اور تھی۔۔۔۔۔ اور ان کے پیچھے کھڑے زوار خان بھی اپنی جگہ ششدر رہ گئے تھے وہ اچانک لوٹے تھے بیرون ملک سے سر پر انز دینے کے چکر میں لیکن یہاں آ کے وہ خود سر پر انیز ڈھو گئے تھے۔۔۔۔۔

وہ چچا، چچی اور حمزہ کو زبردستی گھر بھیج کر آیا تھا جبکہ نانا جان پر روم میں نماز ادا کر رہے تھے اور وہ ہسپتال کے پرائیویٹ روم میں داخل ہوا تھا جدھر ماہر روش ایڈمٹ تھی یوں تو ڈاکٹر نے تصدیق دی تھی کہ اب وہ ٹھیک ہیں لیکن کل صبح تک وہ اسے ایڈمٹ رکھنا چاہ رہے تھے۔۔۔۔۔

اس وقت وہ کمرے میں داخل ہوا تو کھڑکیوں کے آگے پردے گرے ہوئے تھے جبکہ لائٹس آف تھیں شاید وہ سو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جبرائیل خان اور ابراہیم خان کے سٹیٹس کی وجہ سے انہیں وی آئی پی روم الاٹ کیا گیا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے چلتا ہوا کھڑکیوں کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔ تین دن سے وہ بھی اچھا خاصا تھک گیا تھا لیکن وہ ابھی ادھر ہی رہنا چاہ رہا تھا اس لئے انہیں گھر بھیج دیا تھا موجودہ وقت سے تین دن پیچھے چلتے ہیں :

اپنی ایک میٹنگ کے بعد اس کا ارادہ چچا جان کے ساتھ ملنے کا تھا ایک بڑی ڈیل کے بارے میں کچھ بات چیت کرنی تھی جس پر انہوں نے اسے گھر آنے کے لئے کہہ دیا تھا جبکہ وہ خود کسی میٹنگ میں تھے اس

لئے وہ سیدھا گھر آیا تھا جب اس نے دیکھا کہ پارکنگ میں ماہ روش کی سائیکل گری پڑی تھی جسے اس نے چوکیدار کو بلا کر اسے اٹھانے کو بولا تھا اور ماہ روش کا پوچھا تھا جس پر اس نے بتایا کہ وہ اندر ہی ہے۔۔۔۔۔ جب وہ لاونج میں داخل ہوا تو اسے واز ٹوٹا ہوا نظر آیا تھا، میز ٹیڑھا میڑھا ہوا پڑا تھا جبکہ کارپٹ بھی گندا ہوا تھا اس نے باریک بینی سے جائزہ لیا تھا اور بڑھتی ہوئی دل کی دھڑکن کے ساتھ سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا جدھر اسے ماہ روش کے کپڑوں کی ہلکی سی جھلک دکھائی تھی۔ بیک وقت تین تین سیڑھیاں پھلانگتے وہ فوراً سے پیشتر اوہر تھا جدھر وہ لا اور اٹوں کی طرف اوندھی گری پڑی تھی،

اسے اس حال میں دیکھ کر دل کی رفتار سست ہوئی تھی، ایک لمحے میں دل ڈوب کے ابھرا تھا گھٹنوں کے بل بیٹھتے اسے سیدھا کیا تھا جس کی سانسوں کی رفتار بالکل مدھم ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کی نبض چیک کی تھی، چہرہ تھپتھپایا تھا جبکہ کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا مزید وقت ضائع کیے بغیر اسے اٹھائے وہ بھاگا تھا اور اگلے پندرہ منٹوں میں وہ ہسپتال موجود تھا، اضطراری انداز میں وہ ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا جبکہ وہ ایمر جنسی میں تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE
ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کے دل کی رفتار بڑھ رہی تھی، اضطراری کیفیت برقرار تھی وہ کچھ بھی برا نہیں سوچنا چاہتا تھا لیکن جس حال میں وہ اسے یہاں لایا تھا یہ کچھ بھی اچھا نہیں سوچنے دے رہی تھی

کچھ سوچتے اس نے چچا جان کو مطلع کر دیا تھا اور حمزہ بھی انہیں کے ساتھ تھا، آدھے گھنٹے بعد وہ بھی ہسپتال میں تھے۔۔۔۔۔

ڈھائی گھنٹے کے تکلیف دہ انتظار کے بعد ڈاکٹر باہر آئیں تھیں جب وہ ان سے پہلے اس کی جانب گیا تھا اور اس کے پیچھے حمزہ اور چچا جان بھی

"دیکھیں ہم آپ کو پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ کوئی بھی خوف ان کے لیے کتنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے لیکن آپ نے اس بات کو لائٹ لیا تھا پس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔۔۔" "ڈاکٹر مدعا بیان کرنے سے پہلے تمہید باندھ رہی تھیں جب جبرائیل خان نے اسے ٹوکا تھا

"آپ صرف یہ بتائیں کہ وہ کس حال میں ہیں۔۔۔ کیا کنڈیشن ہے ان کی۔۔۔" بے صبری سے وہ منتظر تھا

"آئی ایم سوری ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں لیکن آپ کسی بھی سیجیویشن کے لیے تیار رہیں۔۔ ان کے لیے اڑتالیس گھنٹے بہت اہم ہیں۔۔ آپ دعا کریں۔۔۔" پروفیشنل انداز میں کہتی وہ وہاں سے ہٹ گئی تھیں جبکہ امیر حمزہ کو وہ سناٹوں میں دھکیل گئی تھیں اور ابراہیم خان صاحب لڑکھڑائے تھے جنہیں جبرائیل خان نے سنبھالا تھا

یہ ووت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا تھا اس وقت کوئی بھی اپنے ہوش میں نہیں تھا رہا لیکن جبرائیل خان کو اپنے ہوش سلامت رکھنے تھے

حمزہ وہیں فرش پر گرنے کے انداز میں بیٹھا تھا اپنے سر کو پکڑے۔۔۔ جبکہ جبرائیل خان ابراہیم صاحب کو تھامے بیچ کے پاس لایا تھا جس پر عجیب لٹی پٹی حالت میں آنسوؤں کے ساتھ اس کی جانب دیکھتی زارا آفندی بیٹھی تھیں۔۔۔

"چاچو ریلیکس رہیں اور دعا کریں۔۔۔۔ چچی آپ خود کو سنبھالیں اور چاچو کو بھی۔۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا ہے آپ دعا کریں۔۔۔۔ دعا بہت اہم ہے۔۔۔۔ " انہیں کے پاس بیٹھتے وہ انہیں تسلی دے رہا تھا جبکہ ان سے دس قدم کے فاصلے پر امیر حمزہ ماتم کناں تھا اس کی آنکھوں سے اشک رواں تھے، آنکھوں کے پردے کے پیچھے کئی یادیں ابھری تھیں جب وہ امریکہ میں تھے۔۔۔۔۔ کسی کے گھر کی گھنٹی ماہ روش بجا کے بھاگ جاتی تو الزام حمزہ کے سر آتا، سائیکلنگ میں ہمیشہ حمزہ اس سے ہار جاتا اور ہر دفع وہ اپنی پاکٹ منی سے اسے کھانا کھلاتا، رات کے وقت چھپ کے دوستوں کے ساتھ ہاٹلنگ کرنے پر اکثر پکڑے جانے پر وہ حمزہ کو آگے کرتی، کم نمبر آنے پر وہ اس سے بلا وجہ لڑائی کرتی، وہ فطرتاً ڈرپوک تھا باقی لڑکوں کی طرح اس سے اپنے حق کے لئے بولا نہیں جاتا تھا اور جب بھی کبھی سکول میں اس کی بھولی نیچر کی وجہ سے اسے بلی کرنے کی کوشش کی جاتی تو ماہ روش اس کی سب سے بڑی وکیل ہوتی۔۔۔۔ اس نے زندگی کے ہر اس موقع پر جب کسی نے حمزہ کی نرمی کا فائدہ اٹھانا چاہا تھا لڑی تھی۔۔۔۔ اس کے لیے سٹینڈ لیا تھا۔۔۔۔ اسے ہمیشہ بچا یا تھا لوگوں کے برے رویوں سے۔۔۔۔۔ وہ کسی سے نہیں ڈرتی تھی اسے لوگوں کی کمزوریاں پتا ہوتی تھیں وہ انہیں اس سے قابو کرتی تھی۔۔۔۔ وہ صرف ایک چیز سے ڈرتی تھی اور یہ ڈر اس کی جان نکال رہا تھا۔۔۔۔۔ اسے بلیوں سے فوبیا تھا۔۔۔۔ یہ اتنی شدت کا تھا کہ وہ اپنے اس ڈر پر قابو نہیں پار ہی تھی

حمزہ کو یاد ہے وہ دن جب وہ ٹینس کورٹ سے واپس آرہے تھے پر حمزہ نے شرارت کی تھی، اس نے ماہ روش کو درخت پر چڑھنے کو کہا تھا کہ یہ اس کا ٹاسک ہے اگر وہ چڑھ گئی تو ٹھیک ہے ورنہ وہ لوزر ہوگی اور اس کے ساتھ ان کے دوست بھی شامل تھے۔۔۔۔ مسئلہ درخت پر چڑھنے کا نہیں تھا بلکہ اس وقت بلی کی

اس کے کندھے کو دبوچے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی جب وہ بھی اس کے پاس بیٹھا تھا اور اسے ساتھ لگائے سہارا دیا تھا۔۔۔۔

"ماہ روش ریلیکس ہو جائیں وہ بس خواب تھا" اسے اسی طرح خودکءشرٹ دبوچے دیکھتے وہ اس کے بال سہلاتے ریلیکس کر رہا تھا

چند لمحے اسی منظر کی نظر ہوئے تھے۔۔۔ چند اور سر کے تھے۔۔۔ اسے اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو اپنا چہرہ صاف کرتی وہ پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ چہرے پر ابھی بھی کچھ تاثرات باقی تھے۔۔۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں" اپنے بالوں کو کان کے پیچھے اڑتے کہا تھا۔۔۔۔

"باہر چلیں۔۔۔۔۔ کچھ دیر کے لیے۔۔۔۔۔؟؟؟" اس کی بات پر سر ہلاتے وہ اسے اس منظر سے نکالنا چاہ رہا تھا اسی لیے اس کا ہاتھ پکڑ کر کمبل پیچھے کرتے نیچے اترنے میں مدد دی تھی۔۔۔۔ جبکہ گرم کمبل سے نکلنے پر اس پر کپکپی طاری ہوئی۔۔۔ اور اس پر جبرائیل خان نے اپنی چادر اتار کر اسے اوڑھائی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایسا کرتے اس نے ایک سینڈ کے لئے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا جس پر ماہ روش کے دل کی دھڑکن کی لے بدلی تھی۔۔۔۔۔ بس ایک لمحے کا کھیل تھا۔۔۔ اس کے دل کی دنیا زیروزبر ہوئی تھی۔۔۔ ان لمحوں نے جادو کیا تھا۔۔۔۔۔ خود سے باندھ لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ اس کی توقعات سے بڑھ کر ثابت ہوا تھا یا شاید اپنے ہر رشتے کے حوالے سے وہ بہت کیئرنگ تھا

اچھی طرح اسے چادر اوڑھانے کے بعد وہ اسے ساتھ لیے، ہاتھ پکڑے ہسپتال کے لان میں لایا تھا جبکہ ماہ روش کوئی مزاحمت کیے بغیر اس کے ساتھ اسی کے سہارے چلی جا رہی تھی جیسے یہ روز کا معمول

ہو۔۔۔۔۔ اس وقت اس کی زہنی رواج بھی ہوئی تھی وہ کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ دل کی دھڑکن کی رفتار معمول سے زیادہ تھی۔۔۔۔۔ چہرہ متحوش، ابھی تک وہ خواب کے زیر اثر تھی۔۔۔۔۔

"آپ اپنی زہنی الجھن مجھ سے شیئر کر سکتی ہیں میں بہت اچھا سامع ہوں" اس کے ساتھ بیچ پر بیٹھتے اس کی آنکھوں پر نظر جمائے اس کے افسردہ تاثرات دیکھتے نہ نرمی سے بولا تھا۔۔۔ یہ نرمی کیا اس کے رویے کا حصہ تھی۔۔۔ اس نے کبھی ماہ روش سے اس انداز میں بات نہیں کی تھی۔۔ کیا وہ بدل رہا تھا یا ہمیشہ سے ایسا تھا۔۔۔

ماہ روش اپنی آنکھیں اس پر جمائے یقین اور بے یقینی کے درمیان تھی۔۔۔

"مجھ پر یقین آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا" اس کے سرد ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر انہیں گرمائش پہنچائی تھی اور اسے کچھ کہنے پر اکسانے کی کوشش کی تھی

ان آنکھوں میں اسے ایک فسوں نظر آیا تھا جو خود سے باندھ رہا تھا۔۔۔ کچھ تو تھا ان آنکھوں کی نرمی میں۔۔۔۔۔ اس کے دل نے اکسایا تھا کہ یقین کر لو۔۔۔۔۔ اس نے پہلی دفع جبرائیل خان کے معاملے میں دل کی آواز پر لبیک کہا تھا

"میں بابا، ماما، نانا اور حمزہ کو ٹینشن نہیں دینا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ بس میں اپنے خوف پر قابو نہیں پاسکتی ہوں یہ مجھ پر حاوی ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ میری کنڈیشن میرے بس سے باہر ہوتی ہے۔۔۔ میں اسے اپنے قابو میں کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ یہ مشکل ہے لیکن میں کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ " دکھ، خوف، ڈر کی سٹیجس سے گزرتے وہ بے بسی کا مجسمہ ثابت ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اپنی بات کو مکمل کرنے

کے لیے اسے ایک لمبا سانس لینق پڑا تھا۔۔۔۔۔ یہ وہ ماہ روش تھی جو کسی سے نہیں ڈرتی تھی اور اب وہ ہی ایک بلی سے ڈر رہی تھی اور یہ ایسا ڈر تھا جو ہر ڈر پر حاوی تھا

"میں اسے کنٹرول کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ کیا آپ میرا ساتھ دیں گے۔۔۔ کیونکہ میں خوف کی اس حالت میں ہوتی ہوں کہ بابا لوگوں کے لیے وہ بہت تکلیف دہ ہے میں اپنی کسی نئے بندے سے شنیر کرنا چاہتی ہوں جو مجھے سمجھے اور۔۔۔ اور اس کو کم کرنے میں میری مدد کرے۔۔۔۔۔ کیا آپ کریں گے۔۔۔؟؟؟

اس کی آنکھیں جن میں نمی تیر رہی تھی وہ سنہری آنکھیں اس وقت جھلمل کر رہی تھیں جن سے کسی بھی وقت بوندیں ٹپک سکتی تھیں وہ امید لیے اس کی جانب اٹھی تھیں جس کی آنکھوں میں اک جہان آباد تھا۔۔۔۔۔ وہ صرف ایک فیور مانگ رہی تھی لیکن اس وقت اگر وہ جبرائیل خان کی آنکھوں میں لکھی تحریر پڑھ سکتی تو پورا جہان بھی مانگتی تو وہ انکار نہ کرتا۔۔۔۔۔ کیونکہ ان تین دنوں نے اسے حقیقت بتادی تھی کہ ماہ روش ابراہیم خان اس کی زندگی میں کیا اہمیت رکھتی ہے۔۔۔۔۔

"آپ صرف حکومت کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہیں، آپ حکم کرتی اچھی لگتی ہیں۔۔۔۔۔" بہت توجہ، نرمی، پیار اور محبت سے اس کی آنکھوں سے نکلتی نمی کو اپنے پوروں پر چنا تھا اور اسے ساتھ لگایا تھا اسے احساس دلایا تھا کہ ہر لمحہ، ہر سیکنڈ وہ اس کے ساتھ رہے گا جس کا دل گداز ہو رہا تھا اسے اس وقت صرف رونا تھا ڈھیر سارا بالکل عام لڑکیوں کی طرح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ نانا اور بابا کے علاوہ کسی کے سامنے کبھی نہیں تھی روئی تو کیا جبرائیل اس کی شندگی میں اہم مقام حاصل کر رہا تھا جس سے وہ فلحال ناواقف تھی

"یہ اب تم اتنے شہد کیسے بن گئے ہو، پہلے تو ہر وقت ناک پے غصہ دھرا ہوتا تھا " ریسٹورنٹ کے خواب ناک ماحول میں بیٹھے کھانا کھاتے ہوئے نور لہدی نے اس کے پچھلے رویے کی جانب اشارہ دیا تھا۔۔۔۔۔

"تب تم ایمپلائے تھی اور میں ایک ایمپلائے سے رومانس لڑاتا اچھا لگتا۔۔۔۔۔ " اپنے منہ میں فورک سے مچھلی کا ٹکڑا رکھتے وہ خشمکیں نگاہوں سے دیکھتے بولا تھا جو اس وقت کرسی سے ٹیک لگائے اس پے نظریں جمائیں تھی۔۔۔۔۔

"تم بات بدل رہے ہو، باقی سب سے اچھے خاصے تمیز سے پیش آتے تھے جبکہ مجھ سے تو پتا نہیں کیا بیر تھا۔۔۔۔۔ " اپنی پلیٹ اب اس نے پیچھے کھسکھاتے کہا تھا

"تم تو جیسے بڑی شیرینی بنی ہوئی تھی، جنگ کا جھنڈا تو تم نے ہی لہرایا ہوا تھا جبکہ میں تو وجہ جان رہا تھا تمہارے رویے کی جس کی وجہ سے تم کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی۔۔۔۔۔ اور ہر وقت منہ پھلائے پھرتی تھی۔۔۔۔۔ " اب وہ بھی ٹیک لگا چکا تھا اور اسے دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر برہمی کے تاثرات تھے

"ہاں تو کیا تم سے فضول میں فری ہوتی پھرتی۔۔۔۔۔"

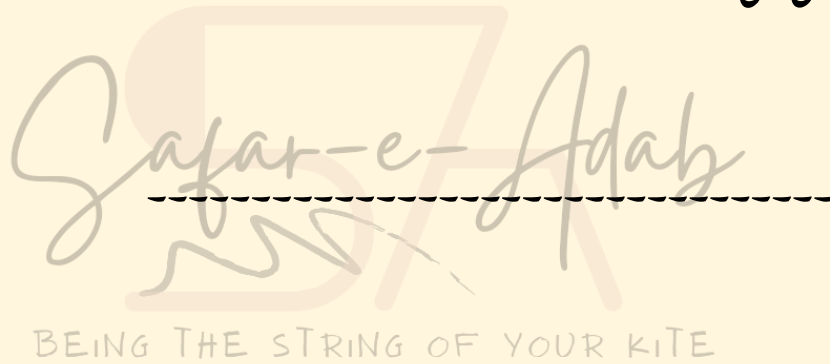
نتھنے پھلوئے وہ اب ساتھ پڑے انڈور پلانٹس کو دیکھ رہی تھی

"ایک منٹ کیا تمہارا موڈ لڑائی کا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔، ہم باہر کھانے آئے ہیں۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اتنا اچھا کھانا کھایا ہے چل کر ویار۔۔۔۔۔ پرانی باتیں بھلا دو۔۔۔۔۔ " آگے کو ہوتے اس کے ہاتھ کو تھامتے کہا تھا جس نے فوراً اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے کھینچے تھے اور اسے گھور رہی تھی

"اور جو میں نے اتنی محنت سے گھر تمہارے لیے پلاؤ بنایا تھا اس کا کیا؟؟؟" اصل مسئلہ ہی یہ تھا اسی لیے وہ کب سے بات کو کہاں سے کہاں گھمائی جا رہی تھی جبکہ مدعا اب کھلا تھا

"یار ایک بات میں سچ کہوں گا تمہیں ناکھانا بنانا بالکل بھی نہیں آتا ہے" یہ کہنا تھا کہ نور لہدی مراد کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے

"تف ہے مجھ پر جو تین گھنٹے کچن میں لگا کے تمہارے لیے بنایا تھا جبکہ بنا کچھ کھائے بغیر تم نے اسے ناکارہ بنا ڈالا۔۔۔ اب میں کبھی بھی تمہارے لیے کم از کم کچن میں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔" اپنے بیگ کو کہنی پر ٹکاتے وہ کھڑی اس سے بولنے کے بعد وہاں سے نکلی تھی جبکہ پیچھے وہ کہہ رہا تھا کہ میں مزاق کر رہا تھا اور وہ سیرئیس ہو چکی تھی۔



کہ جب اسے پہلے پہل دیکھا

تو یو نہی ہی ساگا

پھر اچھاگا

پھر بہت اچھاگا

.....

اس کی آنکھ اچانک کھلی تھی اور مندی مندی آنکھوں سے جب اس نے کمرے کے اطراف میں اک طائرانہ نگاہ دوڑائی تو بیڈ کی دوسری سائیڈ خالی تھی۔ پھر اپنے موبائل سے ٹائم دیکھا تو وہ سات بج رہا تھا "اف اتالیٹ میں سوتی رہی، آج کی فجر بھی قضاء ہو گئی اور اسفندیار خان نے بھی اسے نہیں جگایا تھا " خود کو کوستی وہ اٹھی تو یاد آیا کہ اس سے تو وہ ناراض تھی ہاں ناراضی برقرار رکھنی ہے

پھر جلدی جلدی فریش ہونے کے بعد وہ جب کچن کی طرف جا رہی تھی تو اسے اسفندیار خان اپرن پہنے اپنی طرف آماد کھائی دیا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کچن میں کافی دیر سے مصروف ہے "آئیے مادام آپ کا انتظار ہو رہا تھا ناشتے پر اور یہ ناشتہ آپ کے لیے خود اپنے ان خوبصورت ہاتھوں سے بنایا ہے ناچیز نے " اسے کندھوں ڈے تھامے عد ڈائننگ ٹیبل پر لایا تھا جس پر ناشتہ لگا ہوا تھا اور بھری ہوئی ٹیبل سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اچھی خاصی محنت صرف کر کے اس کے پاس آ رہا تھا اور اب اس کے لیے کرسی کھینچے اس کے بیٹھنے کا منتظر تھا

"پہلی بات تم نے مجھے جگایا کیوں نہیں۔۔۔ اور دوسری بات میں بھی اپنے ہاتھوں سے ہی تمہارے لیے بناتی ہوں، تیسری بات میں تم سے ناراض ہوں اور چوتھی بات۔۔۔۔۔ " اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتی اسفندیار خان نے محبت سے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ان پر زور ڈالتے اسے بٹھایا تھا اور آہستہ سے اس کے کان میں بولا تھا

"تمہارے چودہ نکات بعد میں سن لیں گے۔۔۔۔۔ اور روشنی ڈال لیں گے جبکہ میرے ہاتھوں سے ناشتہ بنانے کے ساتھ ساتھ اس میں میری محبت بھی شامل ہے، اور یہ خصوص بالخصوص آپ کی ناراضگی کو دور کرنے کے لیے ہی بنایا گیا ہے، جانم نوش فرمائیں اور بندہ تعریف کا منتظر ہے " آہستہ سے اس کے کان میں کہنے کے بعد اب وہ اس کے لیے گلاس میں فریش جوس نکال رہا تھا

جبکہ اس کے اتنے پاس آکر بعلنے پر وہ بلش ہوئی تھی اور اسے دیکھتے وہ دلکشی سے مسکرایا تھا اور اپنی مسکراہٹ کو اس سے چھپانے کے لیے سر جھکائے اسے گلاس پیش کیا تھا جیسے وہ واقع ہی آج اس کا سرونٹ بنا بیٹھا تھا

"شکریہ"

گلاس کو نزاکت سے تھامتے اس نے اپنے سامنے رکھا تھا اور ایک لفظ صرف بولا تھا اور پھر جگ سے دوسرے گلاس میں ڈالے جو اس کے سامنے رکھا تھا اور اس کے ایسا کرنے پر وہ جانتا تھا کہ وہ کبھی بھی اکیلے ناشتہ نہیں کرے گی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مادام آپ شروع کریں بندہ ناچیز آپ کے ساتھ بیٹھنے کے قابل نہیں ہے " ابھی بھی وہ شوخ بنا کھڑا تھا جبکہ گلاس اٹھالیا تھا اپنے سامنے سے اور اب شرارتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

"محترم اسفندیار خان شرافت کا مظاہرہ کرتے خاموشی سے تشریف فرما ہو جائیں قبل اس کے کہ میں سچ میں آپ کو اپنے مقابل بیٹھنے نادوں " اس کے ایسا کہنے پر وہ ایک قہقہہ لگاتا اس کے سامنے بیٹھا تھا کرسی کھینچتے اور پھر اس کے داہنے ہاتھ کو تھامے اپنے لبوں سے لگائے صرف ایک لفظ بولا تھا

"سوری " اس یک لفظی جملے میں تمام وضاحتیں چھپی ہوئی تھیں اور اس کے ایسا کرنے پر نور لہدی مراد کا دل دھڑکا تھا اور وہ کانوں تک سرخ ہوئی تھی

"اچھا اچھا بس ٹھیک ہے، تمہیں بیٹھنے کی اجازت دی ہے زیادہ فری ہونے کی نہیں "اپنے ہاتھ کو کھینچتے وہ اب نظریں ملائے بغیر کیمرے والا پر اٹھانکال رہی تھی ہاٹ پاٹ سے اور پراٹھے کی گولائی سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کوکنگ میں بہت اچھا ہے

"کیسا بنا ہے۔۔؟؟" اسے ایک نوالہ کھاتے دیکھ کر اسفندیار خان نے پوچھا تھا جو آنکھیں بند کیے اس کا ذائقہ محسوس کر رہی تھی اور اسے کے پوچھنے پر نور لہدی نے کندھے اچکائے تھے

"اتنا کچھ خاص نہیں ہے اس سے اچھے تو حیات بناتی ہے۔۔۔۔" بے نیازی سے کہتی وہ اب چٹا چٹ کر رہی تھی جبکہ اس کے ایسے جواب پر وہ صرف مسکرایا ہی تھا

"چلیں بیگم صاحبہ آپ کہتی ہیں تو مان لیتا ہوں ورنہ حیات تو پچھلے ہفتے کہہ رہی تھی کہ بھائی آپ تو مجھ سے بھی اچھے پراٹھے بناتے ہیں "سادہ سے الفاظ میں وہ اسے بتا رہا تھا جبکہ آنکھوں کی چمک کچھ اور کہہ رہی تھی

"وہ تو تمہارا دل رکھنے کو کہہ رہی ہوگی ورنہ اس سے اچھی کوکنگ کوئی نہیں کرتا ہے اور تم تو اس کے پاسنگ بھی نہیں ہو اسفندیار خان۔۔" ایک سپ جوس کا لیتے وہ اسے چیلنج دیتی نگاہوں سے کہہ رہی تھی

"لیکن مجھے تو تمہارا چہرہ چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ اسفندیار خان سے بڑھ کر کوئی اچھا کک نہیں ہے " وہ اسے چڑانا چاہ رہا تھا

"باتیں چھوڑو کلک اسفندیار خان بلکہ یہ بتاؤ کہ چائے بھی پلاؤ گے یا صرف اپنی جھوٹی تعریفوں کے پل ہی باندھو گے۔۔۔۔؟؟"

"جی محترمہ پلاتا ہوں ویسے بھی مجھے کون سا آفس جانا ہو گا۔۔۔۔۔" ناراض نظروں سے دیکھتے وہ اٹھا تھا

"چائے بناؤ اسفندیار خان۔۔۔ باتیں نہیں" اسے چائے کے ساتھ باتیں کرتے دیکھ کر وہ بولی تھی جبکہ اسفندیار خان نے اسے شرم دلاتی نظروں سے دیکھا تھا کہ اتنا سب کچھ میں نے اکیلے ہی کیا ہے اب کچھ تو ہیلپ کر دے جبکہ وہ ڈھیٹ بنی اس کی نظروں کے مطلب کو انور کیے مسلسل مسکرا رہی تھی

"ویسے ایک بات ہے کہ مسٹر اسفندیار خان چائے بنانا آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔۔" چند منٹ بعد اس کے آگے چائے کے کپ رکھنے پر نور لہدی نے ایک ڈپ لیا تھا اور اسے افسوس بھری نظروں سے دیکھا تھا

"مطلب کہ کھانا بنانا میرے بس کی بات ہے۔۔۔ اووو۔۔۔ چلیں شکریہ آپ کا بیگم کہ صبح چار بجے سے اٹھنے کے بعد سے لے کر اب تک آپ کے لیے کی جانے والی محنت پر آپ نے تعریفی کلمات ادا کر ہی دیئے" اس کے آگے سے برتن اٹھاتے وہ اس کے فقرے سے اپنے مطلب کی بات نکالے بول رہا تھا جبکہ عہ ہونق بنی ہوئی تھی کہ اس نے ایسا کب کہا

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا ہے" وہ کچن کی طرف منہ کیے چیخی تھی جبکہ عہ کان لپیٹیں رتن دھورہا تھا

"مجھے تو یہ ہی سنائی دیا ہے" ایک نظر مڑ کے اسے جواب دیا تھا

"خوش فہمی کا علاج نہیں ہے " نور لہدی بھی کہتی اب اس کے اپس کچن میں آئی تھی اور نا جانے کتنی دیر ان کی سرد و گرم جنگ جاری رہنی تھی شاید برتن دھونے تک۔۔۔۔۔

ہسپتال سے واپسی پر جبرائیل خان بھی انہی کے ساتھ ہی آیا تھا اور وہ ادھر سے ہی صبح چلا جاتا آفس ٹائمنگ میں اور واپس بھی ادھر ہی آ جاتا تھا، پھر ماہ روش کے دوست کا تانتا بندھ گیا تھا جن کو کرن سے اس کی طبیعت خرابی کا پتا چلا تھا۔۔۔ ان کے پورے گروپ میں صرف کرن ہی اس کے فوبیا کے متعلق جانتی تھی جب کہ باقی لوگ لاعلم تھے

ابھی ابھی اس کے دوست گئے تھے لپچ کر کے جنہیں اصرار پر اس کی والدہ نے روک لیا تھا اور کرن اس کے پاس ہی تھی

"اس وقت وہ اپنے کمرے میں واپس آئی تھی جب اس نے موبائل دیکھا جس پر ساتویں مسڈ کال تھیں جبکہ ابھی بھی وہ آٹھویں دفعہ رنگ کر رہا تھا

"السلام وعلیکم کیسی طبیعت ہے اب۔۔۔۔؟؟" ہر روز کا اس کا معمول تھا وہ دن میں دو دفعہ لازمی کال کر کے خیریت دریافت کرتا تھا جب سے وہ حویلی سے واپس لوٹی تھی پہلے پیر کی موچ کی وجہ سے اور اب بھی طبیعت خرابی کی وجہ سے۔۔۔۔۔

"الحمد للہ۔۔۔۔۔ بہت بہتر ہوں پہلے سے۔۔۔۔۔" موبائل کو سپیکر پر ڈالتے وہ اب دراز سے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔ ڈھونڈتے یک دم اس کے ہاتھ رکے تھے جب اسے سامنے پڑا کچھ ملا تھا

"کوئی چیز چمکی تھی شاید اور رفلیکشن کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں روشنی گئی تھی" اس نے ہاتھ بڑھا کے باہر نکالا تو وہ بریسلٹ تھا جو اسے بی جان نکاح سے قبل دیا تھا اور جسے وہ پہلے ادھر ہی چھوڑ آئی تھی جبکہ ابھی واپسی پر وہ ساتھ لے آئی تھی ناجانے کیا سوچ کے اور اب مصنوعی روشنی میں وہ اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔۔۔۔ اسے دیکھتے وہ یکسر بھول چکی تھی کہ وہ کال پر بات کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔۔۔ ماہ روش آپ کو آواز آرہی ہے"

یک دم وہ واپس خیالوں میں لوٹی تھی

"ایم سوری۔۔۔۔۔ جی بولیں آپ کیا کہہ رہے تھے۔۔۔۔۔!!!"

"چچا بتا رہے تھے کہ اب آپ انٹرنشپ کرنا چاہتی ہیں۔۔۔۔۔ کہاں کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔۔۔؟؟؟" وہ شاید

ساتھ ساتھ لیپ ٹاپ پے کچھ ٹائپ بھی کر رہا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں بابا کے آفس میں نہیں کرنا چاہتی ہوں، اسفی بھائی اور ناہی تایا جان کے۔۔۔۔۔ مجھے کہیں اور کرنی ہے اور وہ بھی اپنی اون پے بغیر کسی سفارش کے۔۔۔۔۔" بریسلٹ کو باہر نکالتے اپنی کلائی پر رکھا تھا اور اس کی ہک بند کی تھی اور ساتھ ہی ساتھ اس سے دو ٹوک انداز میں بات کر کے اپنا موقف بتایا تھا

"یہ تو اچھی بات ہے۔۔۔۔۔ اگر ایسا ہے تو ایک کمپنی کا میں آپ کو ایڈریس بھیجتا ہوں آپ وہاں اپلائی کر کے دیکھ لیں کیونکہ وہ ایسے بچوں کو ہی انٹرنشپ پے رکھتے ہیں جو اپنی اون پے کچھ کرنا چاہتے ہیں جبکہ وہ

سروسز بھی اچھی دیتے ہیں، اگر آپ کا موڈ ہو تو دیکھ لیجئے گا۔۔۔۔۔ " بات کے آخر میں وہ دوسری طرف اب اس کے جواب کا منتظر تھا

"آپ مجھے بھیج دیں۔۔۔۔۔ میں دیکھ لوں گی۔۔" اب اپنی سپید کلائی پر نظریں جمائے وہ اس بریسٹ کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

"اوکے۔۔۔۔۔ میں نے کر دیا ہے، اپنا خیال رکھیے گا۔ فی امان اللہ۔۔۔" کال کو بند ہوئے چند سیکنڈز گزرے تھے جب اسے پیچھے سے کرن کی آواز آئی تھی

"جی جی ضرور اب تو خیال رکھنا بنتا ہے " وی چلتی ہوئی عین اس کے پیچھے آر کی تھی جبکہ اب پکٹ کر وہ اسے گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

"کیا خیال ہے پھر ان کے بتائے ہوئے آفس میں جانا ہے انٹرنشپ کے لیے۔۔۔۔۔؟؟؟ مزے سے اس کی گھوری کو نظر انداز کیے وہ اب بیڈ پر کہنیوں کے سہارے بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"پتا نہیں۔۔۔۔۔ ابھی کچھ موڈ نہیں بن رہا ہے۔۔۔" ماہ روش بھی اب اس کے ساتھ آ بیٹھی تھی

"جبکہ میرا خیال ہے کہ تمہیں فوراً ہی جوائن کر لینا چاہیے کیونکہ جبرائیل بھائی کہہ رہے ہیں تو یقیناً اچھی کمپنی ہوگی اور دوسرا تمہارا دماغ بھی کہیں نا کہیں مصروف رہے گا۔۔۔۔۔" کرن اب اس کی جانب رخ کیے کہہ رہی تھی جبکہ اتنی جلدی وہ نہیں کرنا چاہ رہی تھی

"اتنی جلدی بھی کیا ہے تمہیں۔۔۔۔۔" ماہ روش نے وجہ جانی چاہی تھی

"جلدی مجھے نہیں ہے بلکہ انکل، آنٹی اور نانا سمیت حمزہ کو ہے وہ سب پریشان ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں تمہیں اس سب سے نکلنے کے لیے وقت چاہیے ہو گا۔۔۔ تو بہتر یہی ہے کہ جتنا تم خود کو مصروف رکھو گی

اتنا ہی تمہارا دماغ مصروف رہے گا جس سے پریشانی انہیں بھی کم ہوگی اور تمہیں بھی۔۔۔۔۔ اور تمہیں پتا ہے اصل پریشانی کیا ہے تم جبرائیل بھائی کے ریفرنس سے کہیں جانا نہیں چاہ رہی ہو تو وہ جب تمہارا پوائنٹ آف ویو سمجھ گئے ہیں تو پریشانی کیا ہے۔۔۔۔۔ بس اب اپنی فضول کی ضد کو سائیڈ پر رکھو اور کل تیار رہنا ہم جائیں گے۔۔۔۔۔ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی کیا پتا ہم دونوں کو ہی رکھ لیں وہ۔۔۔۔۔

"ماہ روش کی بات کو بنا کوئی اہمیت دیے وہ اسے نیم رضامند کر چکی تھی

"میں واپس جا رہا تھا حویلی۔۔۔"

وہ اس وقت اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی چاند کو دیکھ رہی تھی جو اپنے جو بن پر تھا اور چاند کی روشنی بڑا دلفریب منظر پیش کر رہی تھی، لان کے پھول اس ہلکی ہلکی مدھم روشنی میں چمک رہے تھے اور پتا نہیں خلاؤں میں گھورتی وہ کیا سوچے جا رہی تھی جب دروازاناک ہونے کے بعد اسے اپنے پیچھے حمزہ کی آواز سنائی دی تھی جس نے اس کے تخیل میں مداخلت کی تھی

"اس وقت واپس جا رہے ہو۔۔۔۔۔؟؟" کھڑکی سے ہٹتے آگے بلائینڈز گرائے تھے اور رخ اس کی جانب کیا تھا جو کمرے کے وسط میں کھڑا تھا جس کی تیاری سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ رخت سفر باندھ کے آیا تھا

"حمزہ نے محض سر ہلایا تھا"

"کیوں" ابھی بھی وہ ادھر ہی کھڑی تھی

"جبرائیل لالہ بھی جارہے تھے واپس اور وہ اپنی کسی میٹنگ میں تھے تو ابھی انہی کے ساتھ واپسی ہے، بابا کو بتا آیا ہوں بس تم سے مل کے جانا چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔" گزرے چند دنوں نے دوبارہ انہیں ایک دوسرے کے لیے حساس بنا دیا تھا

"ہاں تو جاؤ۔۔۔ کیا میں نے روکا ہے" بے نیازی سے کہتی وہ ڈریسنگ کی جانب آئی تھی بلاوجہ چیزوں سے چھیڑ چھاڑ کی تھی

"تم روک نہیں سکتی ہو جانتا ہوں تم میں اتنے گٹس ہی نہیں ہیں یہ صرف ماما کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔ خیر جا رہا ہوں خیال رکھنا اپنا بھی اور بابا کے ساتھ نانا کا بھی جبکہ ماما میں خود رکھ لوں گا۔۔۔۔۔" بلیک پیٹ کے ساتھ وائیٹ شرٹ پہنے اور اوپر بلیک ہی جیکٹ پہنے وہ آنکھوں پر گاگلز چڑھائے اسے جانے سے قبل چڑا رہا تھا اور اس کے ایسا کہنے پر وہ واضح چڑ گئی تھی

"تم ایسا کرو اپنی ماما کو ساتھ ہی لے جاؤ اچھے سے خیال رکھ لینا اور باقی لوگوں کا میں رکھ لوں گی۔۔۔۔۔ بلکہ تم ابھی تک میرے کمرے میں کیوں کھڑے ہو جاؤ نالے جاؤ اپنی ماما کو۔۔۔۔۔" تیز نظروں سے گھورتی وہ اس کے پاس آئی تھی اور نظروں سے اسے باہر کی جانب اشارہ کیا تھا

"اوو تم تو بالکل ٹھیک ہو۔۔۔ میں ایسے ہی پریشان ہو رہا تھا۔۔۔" اس کے ایسے ری ایکشن پر وہ ریلیکس ہوا تھا اور اس کے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے اس کا ماتھا چوما تھا اور پھر باہر کی جانب نکلا تھا کیونکہ اسے اب یقین ہو چلا تھا کہ کسی حد تک وہ اس ٹراما سے نکل آئی ہے۔۔۔۔۔ جبکہ ایسا پہلی دفع ہوا تھا کہ وہ اس واقعے کے ایک ہفتے بعد کہیں جا رہا تھا ورنہ عموماً وہ دو تین ہفتے لگاتار اس کے ساتھ رہتا تھا اس لیے کہ وہ جانتا تھا ماہ روش ان سکیورٹی فیل کرتی ہے اسی وجہ سے وہ صحیح بات نہیں کر رہی تھی اس سے کہ وہ اتنی جلدی جا رہا ہے۔ لیکن جبرائیل خان کے سمجھانے پر وہ اسے اس کی جنگ لڑنے خود دینا چاہتا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا

کہ اب زندگی میں ماہِ روش اس تکلیف سے دوبار گزرے جس سے وہ اب گزر چکی ہے اس لیے یہ اس کے لیے بہت بہتر تھا جو بعد میں بہترین بن جائے گا اس یقین دہانی پر کہ جبرائیل خان ہر قدم پر ماہِ روش ابراہیم کے ساتھ ہے صرف آنکھوں سے اوجھل ہو گا ورنہ وہ ہر قدم پر اس کے ساتھ ہے۔۔۔۔ اور وہ نم آنکھوں سے دروازے کو دیکھ رہی تھی جس سے وہ ابھی ابھی نکلا تھا

"آپ بھی جا رہے ہیں؟؟؟" نانا سامنے ایک سیمینار کے سلسلے میں امریکہ جانے کی پیکنگ کر رہے تھے جس کی وجہ سے انہیں وہاں ایک مہینہ رکنا تھا جبکہ وہ بت بنی کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی اور آج پہلی دفعہ ایسا ہو رہا تھا کہ نانا اپنی پیکنگ خود کر رہے تھے جبکہ ہمیشہ وہ ہی کرتی تھی اور نانا اسے دیکھتے تھے اور آج اس سب کے برعکس ہو رہا تھا نانا پیکنگ کر رہے تھے اور وہ انہیں سٹل دیکھ رہی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجبوری ہے میرے بچے" اس کے افسردہ چہرے پر بنا نظر ڈالے وہ کہہ رہے تھے جبکہ اس طرح نظریں چرانے پر وہ بولی تھی

"جان بوجھ کر کر رہے ہیں نا آپ سب یہ۔۔۔" افسردہ افسردہ وہ اب صوفے پر بیٹھ گئی تھی

"ایسی بات نہیں ہے ماہی۔۔۔" اب بھی نظریں اپنے کام پر تھیں جبکہ اس پر نہیں ڈالی تھی وہ جانتے تھے کہ اگر وہ دیکھیں تو وہ ہار جائیں گے اس کی یہ شکل، یہ حالت دیکھ کر یہ ان کی اولاد کی اولاد تھی لیکن اولاد ڈے زیادہ پیاری تھی اس کے دکھ، تکلیف میں ہمیشہ اس کے ستارہ رہے تھے لیکن آج اسے اکیلا چھوڑ

رہے تھے ایک مہینے کے لیے کیونکہ جبرائیل نے ایک اچھے ڈاکٹر سے جب اس کے فوبیا کے بارے میں کنسلٹ کیا تھا تو اس نے یہ ہی کہا تھا کہ کوئی بھی فوبیا جان لیوا نہیں ہوتا ہے لیکن اگر یہ خود اپنے لیے کوشش کریں تو اپنے اس فوبیا پر قابو پاسکتی ہیں اور اس ڈب کے لیے ان کا خود اکیلے سب ہینڈل کرنا بہت ضروری ہے پہلے بھی ایک دفع ایسا کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن ماہ روش نے اموشنل بلیک میل کر لیا تھا سب کو اور اس دفعہ ہونا نہیں چاہتے تھے۔۔۔۔

"اگر ایسی بات نہیں ہے تو نظریں کیوں چرا رہے ہیں مجھ سے " وہ اٹھ کے ان کے سامنے آئی تھی اور ان کے ہاتھ سے شرٹ کو پکڑ کر سوٹ کیس میں رکھا تھا اور اب شرٹ سے نظریں اس کی جانب منتقل ہوئی تھی جو خفا خفا تاثرات لیے بچی لگ رہی تھی چھوٹی سی

"ماہی میرا جانا ضروری ہے اور میں تم سے کیوں نظریں چراؤں گا میری بیٹی " پیار سے بہلایا تھا "آپ سب جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں وہ آپ کا نواسا امریکی بندر بھی چلا گیا ہے، آپ بھی جا رہے ہیں اور بابا لوگوں کا بھی پلین ہے عمرے پے جانے کے لیے تو میں کہاں جاؤں گی۔۔۔۔ مجھے آپ کی ضرورت ہے جبکہ آپ سب ایک ایک کر کے مجھے اکیلا چھوڑ رہے ہیں۔۔۔ " سب کو یہ ہی لگتا ہے کہ میں اس سب سے گزر کر اب ٹھیک ہو گئی ہوں تو میں ٹھیک نہیں ہوں مجھے آپ سب کی ضرورت ہے وہ آنکھوں میں پانی لیے ان سے ناجانے کے لیے کہہ رہی تھی "ماہی میری بیٹی ایک بات یاد رکھنا زندگی میں ایک مقام ایسا آتا ہے جب ہم اتنی تکلیف میں ہوتے ہیں کہ کوئی اس تکلیف کو دیکھ نہیں سکتا ہے، کوئی بھی آلہ اسے ماپ نہیں سکتا ہے کوئی شخص اسے محسوس نہیں کر سکتا ہے کیونکہ وہ اتنی شدید تکلیف ہوتی ہے کہ ہمیں لگتا ہے سب کچھ ختم ہو گیا ہے لیکن وہ انتہا نہیں ہوتی ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ ابتدا ہو ایک ایسے راستے کی جس پر دشواریاں ہوں اور ان سے نبٹنے کے لیے ہمیں ٹرین کیا جا رہا ہو اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ

اس سب میں ہمارے لیے ایک پیغام چھپا ہوا جسے ہم نے ڈھونڈنا ہو، اس کے معنی تلاش کرنے ہوتے ہیں اور اس سب سے نکلنے کے لیے ہماری کون مدد کرتا ہے کوئی بھی نہیں سوائے خود کے۔۔۔۔ کوئی خضر ہماری مدد کو نہیں آتا ہے ہمیں خود ہی اپنا خضر بننا ہوتا ہے۔۔۔ اور تمہیں اپنا خضر خود بننا ہے اور سمجھو میرے بچے میرا جانا بہت ضروری ہے "نانا اسے ان ڈائریکٹ سمجھا رہے تھے وہ اسے بتانا چاہ رہے تھے کہ زندگی اتنی سہل نہیں ہوتی ہے جتنا ہم نے اسے سمجھ لیا ہوتا ہے اور زندگیں محض دفع ہمیں وہاں لا پٹختی ہے جدھر کا ہم نے سوچا بھی نہیں ہوتا ہے

"تو مطلب صاف ظاہر ہے کہ آپ رکیں گے نہیں نانا!!

چلیں آپ جائیں ماہ روش ابراہیم بھی آپ کو اب نہیں روکے گی۔۔۔۔ لیکن آپ کو مس بہت کروں گی" اگر اس کے دل میں کوئی بات ہوتی بھی تھی تو وہ منہ پے کرتی تھی دل میں نہیں۔۔۔۔

"زیادہ عرصہ کے لیے نہیں جا رہا ہوں ماہی صرف ایک مہینے کی بات ہے اور ایک مہینہ تو یوں ہی گزر جاتا ہے چٹکی بجاتے۔۔۔۔۔ اچھا اب چلو تمہیں آج اپنے ہاتھوں سے لہجہ کروانا ہوں " اپنی پیکنگ مکمل کرنے کے بعد اسے ساتھ لیے وہ اب کمرے سے باہر نکل رہے تھے جبکہ چہرے پر ہنوز ناراضگی برقرار تھی

.....

"میں آجاؤں بیٹے۔۔۔؟؟؟" فرشتے اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی لیپ ٹاپ پر کچھ سرچ کر رہی تھی جب بابا نے دروازہ انک کرتے اجازت طلب کی تھی

"آجائیں بابا آپ مجھے بلا لیتے اگر کوئی کام تھا۔"

اٹھ کر اس نے لیپ ٹاپ کو سائیڈ پر رکھا تھا اور ان کے قریب آئی تھی

"کیوں کیا اپنی بیٹی کے کمرے میں نہیں آسکتا ہوں۔۔۔!!" اسے ہمراہ لیے صوفے پر بیٹھے تھے جب ان کے اس طرح کہنے پر وہ جھپینی تھی

"ایسی بات نہیں ہے بابا بلکہ مجھے تو بہت خوشی ہوئی ہے" یہ کہتے اس ہے چہرے سے صاف خوشی نظر آ رہی تھی بابا آج پہلی دفع اس کے کمرے میں آئے تھے

"ویسے ایک بات ہے کمرہ آپ نے بہت اچھا ڈیکوریٹ کیا ہوا ہے، مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کہ میری بیٹی ایک آرٹسٹ ہے۔۔۔" اک طائرانہ نگاہ سے وہ جانچ گئے تھے کہ اس کمرے میں لگی تمام پینٹنگز فرشتے زوار کے ہاتھ سے بنی ہوئی ہیں اور ان کی نگاہوں میں ستائش ابھری تھی

"بابا آپ تو یہ بھی نہیں جانتے ہیں کہ میں ایم فل کر چکی ہوں۔۔۔" ایک نظر اپنے گود میں رکھے ہاتھوں پر ڈالی تھی اور افسردہ تاثرات سے گویا ہوئی تھی

"فرشتے بچے ہم والدین تمام بچوں سے یکساں پیار کرتے ہیں، اور اولاد سے پیار کو ماپنے والا کوئی آلہ نہیں ہوتا ہے، بس کچھ بچوں کو سے ہم زبردستی اپنی مرضی منوالیتے ہیں کیونکہ ہمیں لگتا ہے کہ عہ ہمارے لیے اپنی پسند ناپسند کو چھوڑ دیں گے اور کچھ سے نہیں اور اس کی وجہ الٹ ہے۔۔۔ اس وجہ سے کہ ایک ہی والدین کی اولاد میں سے سب بچے مختلف ہوتے ہیں سب کابات سمجھنے کا انداز مختلف ہوتا ہے، اور ہم کسی

پر اپنی مرضی تھوپنا نہیں چاہتے ہیں کیوں۔۔۔؟؟؟ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ عہ ہمارے بچے جو اس معاملے میں تھوڑے کمزور ہیں وہ اپنی مرضی کر کے اپنی اون پے کچھ کریں اپنی غلطیوں کو بہتر کریں، اور پھر ہمارے ان بچوں کے مقابل آجائیں جنہیں دیکھ کر آپ کو لگتا ہے کہ والدین ان سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔۔۔۔۔ جبکہ والدین کے لیے تمام بچے محبت کے یکساں معیار پر اترتے ہیں۔۔۔۔۔

ایک بات یاد رکھیے گا میرے بچے کہ جو مقام آپ کا ہے ہماری زندگیوں میں وہ کبھی بھی پریسہ، اسفندیار خان یا ارتضیٰ نہیں لے سکتا ہے، کوئی کتنی بھی کوشش کر لے وہ جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا ہے جو آپ کی ہے کیونکہ آپ فرشتے ہیں پریسہ دانیل ن، اسفندیار خان یا ارتضیٰ نہیں۔۔۔۔۔ اور آپ کو کب ایسا لگا کہ کوئی آپ سے محبت نہیں کرتا ہے، چلیں اگر لگا بھی ہے تو ہم معافی مانگ لیتے ہیں اور آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اب آپ کو ایسا فیل نہیں ہوگا اور ایک بات کہ آپ ٹیچنگ کرنا چاہتی ہیں تو کر لیں اب بی جان آپ کو منع نہیں کریں گیں میں ان سے بات کر چکا ہوں "بہت محبت سے رسائیت سے وہ نرمی والے لہجے میں بول رہے تھے اور آخر میں اسے دلا سہ دیا تھا

"آئی ایم سوری بابا میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ آپ مجھ سے سوری کریں۔۔۔۔۔" شرمندہ شرمندہ سی وہ بھیگی آنکھوں سے چہرہ نیچے کیے جھکی نگاہوں سے بول رہی تھی

"میرے بچے آپ کیوں شرمندہ ہو رہی ہیں ہم بھی بندہ بشر ہیں غلطیاں ہو سکتی ہیں تو اسے ماننے میں جھجک نہیں ہونی چاہیے۔۔۔۔۔ ہم مانتے ہیں کہ آپ کے نقطہ نظر سے ہم نے کوتاہیاں کی ہیں " وہ بھی اپنی غلطی تسلیم کر رہے تھے

"کوئی بات نہیں چلیں جو وقت گزر گیا ہے میں یہ تو نہیں کہتا اسے بھول جائیں لیکن ہم آنے والے وقت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔۔۔۔ اور اب بہتر بنانے کے لیے آپ مجھے اب زرا اچھی سی کافی پلا دیں پھر آپ کے کالج کی لیکچرار شپ کے بارے میں اچھے سے ڈسکس کرتے ہیں۔۔۔۔"

وقت گزر گیا ہے لیکن آپ کی والدہ کو اچھی کافی نہیں بنانی آئی ہے۔۔۔۔ ویسے بھی ان کی ہاتھ سے پینے سے بہتر ہے بندہ ناپیئے۔۔۔ " ان کے اس طرح کہنے پر وہ مسکرائی تھی اور پھر کافی بنانے کے لیے سر ہلاتی اٹھی باہر نکلی تھی اور پیچھے وہ ادھر ہی صوفے سے ٹیک لگائے سوچوں میں گم تھے

حمزہ کو گئے چوتھا دن تھا اور نانا کو دوسرا۔۔ اور آج اس نے ڈیسا ئیڈ کیا تھا کہ وہ بھی اب موو آن کرے گی کب تک ایک ہی ڈر کو سینے سے لگائے بیٹھی رہے گی اس لیے اچھے سے ڈریس اپ ہونے کے بعد وہ جبرائیل خان کے بتائے ہوئے پتے پر انٹر نشپ کے لیے جا رہی تھی کیونکہ آج کی ڈیٹ میں انٹرویوز تھے اسے بیٹھے آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا جب ایک پکار پر وہ اٹھ کر آفس کی جانب بڑھی تھی جدھر انٹرویو ہو رہے تھے جبکہ کرن ٹھوڑا لیٹ تھی اسے آنے میں چند منٹ تھے

انٹرویویشن کے سیشن کے بعد چند سوالات کے بعد انہوں نے اس سے یہ سوال پوچھا تھا کہ "اپنے باپ کے آفس کے ہوتے ہوئے وہ یہاں کیوں جاب کرنا چاہتی ہے؟؟؟" کیونکہ ابراہیم خان کا نام پڑھتے ساتھ ہی جان چکے تھے کہ یہ ان کی صاحبزادی ہیں

"او کے آپ کانٹرویو مکمل ہوا ہے آپ باہر جا کر بیٹھیں آپ کو مطلع کر دیا جائے گا نتائج کے بارے میں
"اس کے آفس سے جانے کے فوراً بعد ہی ان تین میں سے خرم شہزاد اٹھا تھا اور اس کے ساتھ متعلقہ
کمرے میں گیا تھا جدھر اس نے کال کر کے کسی کو مطلع کیا تھا
"سر میڈم کانٹرویو ہو گیا ہے وہ ابھی ابھی باہر گئی ہیں"

"ٹھیک ہے آپ انہیں جو ایننگ لیٹر دے دیں" دوسری جانب مصروف سی آواز آئی تھی اور کھٹ سے فون بند۔۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہم ہفتے کو حویلی جا رہے ہیں۔۔۔۔" اسفندیار خان اپنی شریک حیات کے ساتھ اپنے سسرال سے واپسی پر گھر سے چند قدم دور چہل قدمی کرتے نور لہدی مراد کو مطلع کر رہا تھا

"خیریت" صرف یک لفظی جواب طلب کیا تھا

"ہم داجان اور باباجان کا مشترکہ فیصلہ ہے کہ ہماری شادی کی تقریبات کو باقاعدہ شروع کیا جائے تاکہ پورا خاندان جان لے کیونکہ ہمارا ولیمہ بھی ابھی نہیں ہوا ہے۔۔۔۔۔" اسفندیار خان نے اس کے

چہرے پر نظریں جمائے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے رک کے کہا تھا اور وہ جو دو قدم پیچھے چل رہی تھی اس کے یک دم رکنے پر وہ بھی رکی تھی اب وہ آمنے سامنے تھے

"لیکن ہماری شادی ہو چکی ہے۔۔۔۔۔" سامنے سٹریٹ لائٹس کی وجہ سے نور لہدی کے چہرے پر روشنی تھی جس کی وجہ سے اس کی گہری سیاہ گھنگھریالی لٹیں چمک رہی تھیں لیکن اسفندیار خان کا چہرہ تاریکی میں تھا

"تھج کرو صرف نکاح ہوا تھا۔۔۔ اور وہ بھی سادگی سے آپ کی مرضی سے جبکہ میری مرضی ابھی باقی ہے آپ کو اپنی دلہن بنے دیکھنا اپنی ہی مرضی کے ڈریس میں " خفگی بھرے انداز میں کہتے آخر میں دلکشی سے کہتے اس کے جوڑے سے نکلی لٹ کو کان کے پیچھے اڑا تھا جو بار بار اس کی توجہ ڈائیورٹ کروا رہی تھی اس کے ایسے کہنے پر وہ سرخ ہوئی تھی اور یہ منظر مقابل کو مبہوت کر رہا تھا

"تم کچھ زیادہ نہیں ٹھہر کی ہو گئے۔۔۔۔۔ اور ہم پبلک پلیس پر ہیں تو سامنے سے ہٹو۔۔۔" سرخ چہرے سے کہتے اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے سامنے سے ہٹانا چاہا تھا جبکہ ایسا کرنے پر وہ اس کا ہاتھ تھام گیا تھا "ٹھہر کی تو ہر دفع تمہیں دیکھنے پر ہوتا ہوں، رہی بات پبلک پلیس کی تو بھی ذاتی پر اپریٹی ہیں آپ میری تو ڈر کیسا۔۔۔۔۔" اس کی طرف جھک کر کان میں سرگوشی کی تھی جبکہ ایسا کرنے پر نور لہدی نے اس کے کندھے پر دوسرے ہاتھ سے ایک مکہ جڑا تھا اور اسے احساس دلانے کی کوشش کی تھی کہ پبلک پلیس ہے شرم کرو

"ہائے ظالم لڑکی مار ڈالا۔۔۔۔۔" اس کے ایسا کرنے پر وہ فوراً سیدھا ہوا تھا

"شرم کرو سڑک پر ایسی حرکتیں کر رہے ہو۔۔۔" اسے شرم دلانے کی ناکام کوشش کی تھی جواب برابر میں چل رہا تھا

"نہیں مطلب کیسی حرکتیں آپ زر اوضاحت دیں گیں نور لہدی اسفندیار خان ویسے کیا گھر پر ایسی حرکتیں لاؤ ہیں۔۔۔" دو قدم دور ہوئے تھوڑا سا دور ہوا تھا اور اس سے کان کی لو کو مسلتے پوچھا تھا اور مسکراہٹ آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی شرارت کے ساتھ

"میرے پاس تمہارے فضول سوالات کے جوابات نہیں ہیں تم اکیلے پاگلوں والی حرکتیں کرتے رہو" وہ چلتے چلتے ہی بولی تھی جب کے آس پاس سے گزرے لوگ ایک دفع انہیں رک کر دیکھتے اور پھر چل دیتے

"لیکن میں کہنا چاہوں گا کہ آج سے پہلے مجھے نور لہدی مراد کبھی اتنی خوبصورت نہیں لگی ہے جتنی آج لگ رہی ہے، میں آج علی اعلان کہتا ہوں مجھے نور لہدی مراد سے محبت ہے۔۔۔۔۔" وہ دلکشی اور محبت سے کہتا جھکا تھا ایک ہاتھ کمر پر باندھے اور دوسرا سینے پر رکھے جبکہ اس کے الفاظ پر وہ رکی تھی اگلا قدم ہی نہیں لے پائی تھی اس کے الفاظ نے جکڑا تھا اسے سرے راہ، وہ تو سمجھتی آئی تھی کہ شاید اس نے اس لیے شادی کی تھی کہ اسفندیار کی وجہ سے اس کی زندگی کے پانچ سال ضائع ہوئے ہیں لیکن یہ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا حالانکہ اسفندیار خان کا رویہ چیخ چیخ کر کہتا تھا یہ احسان نہیں ہے لیکن وہ ان سنا کر دیتی تھی اور آج اس کے اظہار محبت نے اسے فریز کیا تھا

اسفندیار خان کے کہنے پر راہ چلتوں نے تالیاں بجائیں تھیں اور اب اس کے مڑنے کے منتظر تھے جو ابھی بھی مخالف رخ کھڑی تھی

"وہ پلٹی تھی اس کے ساتھ اس کے بالوں کی لٹیریں بھی جھٹکا کھا کر پلٹی تھیں اور اب اس کی آنکھوں کی چمک دمک کچھ اور ہی تھی، چہرے کی الوہیت اندرونی کیفیت کا اظہار تھی۔ وہ دو قدم چلتی اس کے پاس آئی تھی اور پھر اس کا ہاتھ تھامے لوگوں کی طرف دیکھا تھا اور کہا تھا

"سوری میرے شوہر تھوڑے پاگل ہیں۔۔۔" اسے ساتھ گھسیٹتے وہ چند قدم آگے لائی تھی جبکہ وہ ہونق تھا کہ اس نے کوئی جواب ہی نہیں دیا جبکہ چہرہ سے وہ بآسانی جواب دیکھ چکا تھا

"ایک منٹ تم نے کوئی جواب نہیں دیا ہے مجھے۔۔۔" اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا نہیں تھا لیکن رک گیا تھا جبکہ اندھیرا اور گہرا ہو گیا تھا ارد گرد

"شکریہ، مل گیا جواب اب چلیں گھر۔۔۔" نور لہدی نے اسے گھورا تھا

"بس شکریہ۔۔۔۔۔ اور کچھ نہیں کہو گی۔۔۔۔۔" اس کا دوسرا ہاتھ پکڑے وہ جواب کا منتظر تھا اب دونوں ہاتھ اس کے ہاتھوں میں تھے

"کیا کہوں۔۔۔۔۔ اور۔۔۔؟؟؟" نظریں اس کی نظروں میں گاڑیں تھیں

"کچھ بھی۔۔۔۔۔" وہ جیسے ان لمحوں کو طول دینا چاہ رہا تھا

"گھر چلو۔۔۔" یہ جواب تھا اپنے ہاتھ چھڑائے تھے اور گھر کی راہ لی تھی جبکہ وہ بھی اس کے پیچھے ہی آیا تھا

"اب کہو۔۔۔۔۔" گھر آکر وہ جب ڈریسنگ روم میں چینج کرنے جا رہی تھی اسفندیار خان نے اس کا ہاتھ

تھاما تھا اور اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا

"کیا کہوں یہ کہ تم مجھ پر غصہ کرتے تھے اور بلا وجہ کہیں دفع اپنے آفس سے نکالا بھی تھا۔۔۔۔۔" خفگی بھرے انداز میں جواب نادی نے کی اصل وجہ بتائی تھی

"او تو یہ مسئلہ ہے بھی تب آپ مجھے تنگ کرتی تھیں بلا وجہ مجھے پریشانیز کرتی تھیں کسی بھی فائل کو سائن کرنے کے لیے۔۔۔۔۔" مسکراہٹ دبائے وہ اسے ہمراہ لیے شیشے کے سامنے آیا تھا اور دونوں کا عکس دیکھا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو مکمل کر رہے تھے

"میں نے کب تمہیں تنگ کیا ہے جھوٹے انسان اور کب تمہیں پریشانیز کیا۔۔۔۔۔ بلکہ الٹا تم نے مجھے کہیں مرتبہ آفس سے نکالا تھا یاد ہے نا۔۔۔۔۔" !!! اپنے کندھوں سے اس کے ہاتھ اٹھانے چاہے تھے لیکن گرفت مضبوط تھی جو مسلسل اس پر نگاہیں جمائے کھڑا تھا

"تصحیح کریں بیگم صرف ایک دفع اور آپ ایگزیکٹوریٹ کر رہی ہیں۔۔۔۔۔" اس کے بالوں کا جوڑا کھولا تھا ، بالوں کی آبشار نیچے گری تھی

"بلا وجہ نکالا تھا یہ تو سچ ہے نا۔۔۔۔۔" اس کے عکس کو جواب طلبی سے دیکھا تھا جواب نرمی سے اس کے بالوں کو چھو رہا تھا

"وہ سب ماضی کا حصہ تھا گزر گیا۔۔۔۔۔ لیکن آج تمہیں ایک بات بتانا چاہتا ہوں تم سے نکاح کسی احسان میں نہیں تھا کیا بلکہ یہ اس کی خواہش تھی۔۔۔۔۔" اس کا تھامے اپنے دل کے مقام پر رکھا تھا

"میں وعدے وعید نہیں کرتا ہوں، بلکہ صرف ایک بات کہوں گا تم میری ہو تم سے منسلک دکھ بھی میرا ہو گا اور تمہاری راہ کا ہر کانٹا چننا بھی میرا ہی فرض ہے۔۔۔۔۔۔۔ کیا تم مجھے قبول کرو گی " ایک ہاتھ اس کے سامنے پھیلا یا تھا

~~~~~

نے گوارا نہیں تھا کیا کے وہ پلٹ کے دیکھ سکتی  
 تھارے پیچھے۔ "کرن نے لب کشائی کی تھی

3 5 4



"مجھ سے بھی خیریت دریافت کر سکتی ہیں آپ .... میٹھا سا طنز کیا تھا

"آپ میرے سامنے ہیں مجھے ٹھیک لگ رہے ہیں"

"اچھی نظر شناس ہیں آپ ویسے آپ لوگ آرہے ہیں حویلی شادی اٹینڈ کرنے کے لیے..؟؟" ماہ روش سے نگاہیں ہٹاتے وہ اب کرن سے پوچھ رہا تھا جوان کی گفتگو میں خاموش سامع کا کردار ادا کر رہی تھی

"آپ بلائیں گے تو ضرور آئیں گے بلکہ ہم تو انتظار میں تھے آپ کی طرف سے کسی انویٹیشن کے۔۔"

کرن نے سادگی سے اپنی رائے دی تھی

"ویسے مجھے تو ایسا لگ رہا تھا کہ آپ کی دوست آپ کو مدعو کر چکی ہوں گیں لیکن کوئی بات نہیں یہ فرائض ہم ہی انجام دے دیتے ہیں، آپ آئیے گا لازمی اسفندیار خان کی شادی پے اور اپنے باقی دوستوں کو بھی لازمی لائیے گا ہمیں اچھا لگے گا اور آپ کو باقاعدہ کارڈ مل جائے گا۔۔" جبرائیل خان نے اسے زبانی کلامی دعوت دی تھی جبکہ پراپر تھر و چینل سے بھی انوائٹ کرنے کا کہہ دیا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بہت شکریہ آپ کا جبرائیل بھائی میں انہیں آگاہ کر دوں گی اور ہم سب ضرور آئیں گے"

"شیور، تھینکس فار دس لنچ۔۔۔۔ ویسے ماہ روش آپ کب تک آئیں گیں بی جان اور مورے سب آپ کو بہت یاد کر رہے تھے حویلی میں۔۔۔۔" وہ بھی کھانا کھانا روک چکی تھی اور ان دونوں کی گفتگو سن رہی تھی خاموشی سے۔۔۔۔

"لیٹس سی جب آفس سے چھٹیاں منظور ہو گیں"

کندھے اچکاتے اس نے کہا تھا شان بے نیازی سے



"او کے۔۔۔۔۔ ویسے گائیز آئسکریم کھانا پسند کریں گیں " ویٹر کے آنے پر ماہ روش کے بل پکڑنے سے قبل ہی وہ پکڑ کے اس میں پیسے رکھتے واپس کر چکا تھا اور اب ان دونوں کی جانب متوجہ تھا

"ضرور۔۔۔۔۔ ہم کھائیں گے " اس سے پہلے کہ ماہ روش انکار کرتی کرن ہاں کہہ چکی تھی اور اس کے ہاں کہنے پر ماہ روش نے ان دونوں کو ان کے قصور پے غصے سے دیکھا تھا

اور اب وہ ویٹر کو دوبار بلائے ان کے لیے آئسکریم آرڈر کر رہا تھا ان کے پسندیدہ فلیور پوچھنے پر

پھر ماہ روش کے چاکلیٹ فلیور پر اس نے اپنے لیے بھی چاکلیٹ فلیور ہی منگوایا تھا جبکہ کرن نے ونیلا

-----

Safar-e-Adab

"ویسے بہت بے وفائے تھی بھائی آپ تو چار مہینے گزر گئے آپ نے تو پلٹ کے پوچھا بھی نہیں ایسی بھی کیا خوشی کہ بندہ اپنوں کو ہی بھول جائے اگر آپ کی زر مینے گل کے ساتھ شادی نا ہوئی ہوتی تو بھی میں سمجھتی کہ آپ کی بیوی نے آپ کو ہم سے دور کیا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے چہ چہ۔۔۔۔۔ " اس وقت اسکائپ پر تقی احمد سے کانفرنس کال چل رہی تھی اور وہ تقی بھائی کے کان کھینچنے میں مصروف تھی جب تقی احمد کے پیچھے زر مینے گل کا چہرہ نظر آیا تھا

"کیسی ہیں آپ زر مینے۔۔۔۔۔ تقی بھائی نے یقیناً بہت مصروف رکھا ہے آپ کو ورنہ آپ بھی کہاں بھولنے والی ہیں ہمیں۔۔۔۔۔ صحیح کہہ رہی ہوں نا۔۔۔۔۔ "



"آپ کہیں آپ کیا کہنا چاہتی ہیں" مگ کو سائیڈ ٹیبل پر خالی کر کے رکھنے کے بعد ان کی گود میں سر رکھا تھا اور آنکھیں ان کی جانب کی تھیں

"آپ کی بی جان چاہتی ہیں کہ اس دفع ہم شادی سے مہینہ قبل ہی حویلی چلے جائیں تاکہ سب کاموں میں ہاتھ بھی بٹ جائے گا اور آپ وہاں کے رہن سہن سے بھی بخوبی واقف ہو جائیں گیں۔۔" اس کے سر میں انگلیاں چلاتے وہ کہہ رہی تھیں

"مما ابھی میری جاب اسٹارٹ ہوئی ہے اور یہ پاسیبل نہیں ہے ہاں البتہ آپ جاسکتی ہیں آپ بی جان کو کنوینس کرنے کی کوشش کیجیے گا" ماہ روش نے اپنی مجبوری کی وجہ بتائی تھی

"ماہ بیٹا بی جان ان سب چیزوں کو نہیں مانتی ہیں اور پھر انہیں یہ بھی برا لگے گا کہ آپ اپنے بابا، تایا یا اسفندیار کے آفس میں نہیں جاب کر رہی ہیں۔۔ سمجھنے کی کوشش کریں اور اگر کوئی حل ہے تو وہ بتائیں" اب اس کے چہرے پر نظریں جمائے وہ پوچھ رہی تھیں

"کیا اسفی لالہ لوگ بھی جارہے ہیں اور پریشہ بھی..؟ کچھ سوچتے وہ اٹھ کر بیٹھی تھی اور اپنا رخ ماں کی جانب کیا تھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں

"ہم وہ بھی جارہے ہیں لیکن پریشہ ایک ہفتے بعد جائیں گیں کیونکہ ان کا کوئی بہت اہم کیس چل رہا ہے" ----

"بس تو پھر ٹھیک ہے آپ لوگ جائیں خیر خیریت سے میں پریشہ کے ساتھ ایک ہفتے بعد ہی جاؤں گی تاکہ میرا زیادہ وقت بھی ویسٹ نہ ہو۔۔" اس نے چٹکی بجاتے حل نکالا تھا

"ویسے ممابی جان مجھے ہی کیوں ہر چیز پے پوائنٹ آؤٹ کرتی ہیں جبکہ پریشہ بھی تو اب جاب کر رہی ہے اور اسفی لالہ کی بیوی بھی اور فرشتے بھی، کہیں اس کی وجہ بابا کی آپ کے ساتھ پسند کی شادی تو نہیں ہے

\_\_\_\_\_؟؟"

"ماہ روش ہمارا معاشرہ چیزوں کو تو جیسے تیسے کر کے قبول کر ہی لیتا ہے لیکن لوگوں کو نہیں کرتا ہے اور اگر کرتا ہے تو بہت دیر بعد وقت لیتا ہے قبول کرنے کے لیے، آپ کی بی جان کے نزدیک میں ابھی بھی باہر کے خاندان سے ہوں مجھے اور میرے بچوں کو وہ ویلو نہیں دیں گے جو وہ بھابھی اور ان کے بچوں کو دیتے ہیں لیکن مجھے اس چیز سے فرق نہیں پڑتا ہے اور نا ہی آپ کو پڑنا چاہیے یہ باتیں وہاں میٹر کرتی ہیں جدھر آپ رشتہ نانہانا چاہتے ہوں جبکہ میرا اور آپ کا ان کے ساتھ بہت عزت اور احترام کا رشتہ ہے تو ہمیں اپنے اس رشتے کی خاطر ان بے وجہ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے کیونکہ رشتہ میں خلوص تب ہی باقی رہتا ہے جب آپ کے دل میں کھوٹ نا ہو ورنہ وہ کھوکھلے ہو جاتے ہیں، کھوکھلے رشتے سوائے اذیت کے کچھ نہیں دیتے ہیں آپ بھی ان باتوں کو انور کریں کیونکہ کسی بھی رشتے کو خلوص نیت سے قبول کرنے کی پہلی سیڑھی ان کو خوبیوں اور خامیوں سمیت قبول کرنا ہے۔" بہت پیار اور رسانیات سے وہ اسے پتے کی بات بتا رہی تھیں اور ان کے بتانے سے وہ بھی سمجھ گئی تھی

"میں بی جان کو کنوینس کر لوں گی ڈونٹ وری اباؤٹ دیٹ۔۔" اس کے چہرے کو نرمی اور ملائمت سے تھپتھپاتے کہہ کر وہ کمرے سے نکلی تھیں

"ایک منٹ ممآپ کے شوہر نامدار آگئے ہیں۔۔؟؟ شرارت سے اس کی آواز پیچھے سے آئی تھی جب وہ سیڑھیاں اترنے لگی تھیں اور وہ کمرے کے دروازے میں کھڑی تھی

"جانتی ہوں وہ آتے ہیں تو سب سے پہلے آپ کے پاس ہی آتے ہیں، ابھی نہیں آئے ہیں کہیں میٹنگ میں شرکت کے لیے گئے ہوئے ہیں آنے والے ہیں بس۔۔" ایک منٹ رک کر اس کی تسلی کروائی تھی اور پھر وہ گئیں تھیں

-----

بابا، ماما اور اسفندیار خان لوگ ابھی ابھی نکلے جبکہ ماہ روش نے پریسہ دانیل کو ادھر ہی پر زور اصرار پر بلوایا تھا اور اب وہ دونوں لاونج میں بیٹھی تھیں جب میڈ نے آکر بتایا کہ جبرائیل خان آیا ہے۔۔۔

"اس وقت۔۔۔" ماہ روش نے تعجب سے کہا تھا اور پریسہ کی جانب دیکھا تھا جو ادھر ہی دیکھ رہی تھی

"لالہ چند دن ادھر ہی رکیں گے جب تک ہم دونوں ادھر ہیں۔۔۔" یہ داجان اور بی جان کے آرڈرز ہیں

"پریسہ نے کندھے اچکاتے وجہ بتائی تھی

"اوکے آپ یہ بتائیں لگانا میں کتنی دیر ہے" پریسہ کے جواب پر وہ واپس رانی کی طرف متوجہ ہوئی تھی جو اگلے حکم کی منتظر تھی

"میڈم بس لگ گیا ہے آپ کو ہی بلانے آئی تھی"

"چلیں آپ ایسا کریں جو گیسٹ آئے ہیں انہیں بھی کھانے پر بلا لائیں ہم بھی ادھر ہی جا رہے ہیں، چلیں پریسہ۔۔۔" صوفے سے اٹھتے ہی اس نے پریسہ کو بھی کیا تھا

"شیور ڈیر۔۔" وہ بھی اس کے ساتھ ڈاننگ روم کی جانب بڑھی تھی جدھر ان سے پہلے ہی جبرائیل خان کرسی پر براجمان تھا جس پر ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا

"ویسے لالہ بڑی فاسٹ سروس ہے آپ کی۔۔" اپنی کرسی سنبھالتے پریشہ نے بولنے کی زحمت کی تھی

"ویسے تو الحمد للہ ہر معاملے میں فاسٹ ہے لیکن ایک معاملے بڑی سلو چل رہی ہے۔۔۔" ایک چور

نظر ماہ روش کے چہرے پر ڈالی تھی جو اپنی چیئر پر بیٹھی رانی کو کھانا ڈالتے دیکھ رہی تھی جبکہ اس کے زومعنی انداز کو انور کیا تھا

"صبر لالہ صبر۔۔۔۔ یہ ہی کہتے ہیں آپ اور ویسے بھی صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے"

"رانی آپ بس کریں ہم ڈال لیں گے، آپ جائیں اب" اس نے مزید رانی کو وہاں کھڑے ہونے سے منع کیا تھا اور ان دونوں کو احساس دلایا تھا کہ میں بھی ادھر موجود ہوں

"اگر آپ لوگوں کو کچھ اور کھانا ہے تو میں بنوا دیتی ہوں بابا نے بتایا نہیں تھا کہ آپ بھی آرہے ہیں ورنہ کچھ اور بھی بنا لیتے ہم جبکہ بریانی پریشہ کی ہی پسند سے بنوائی ہے۔۔۔" جبرائیل کو صرف بریانی سے انصاف کرتے دیکھ کر ماہ روش نے میزبانی کے فرائض نبھانے چاہے تھے کیونکہ اسے علم تھا کہ جب بھی کوئی حویلی سے یہاں آتا تھا تو ماما چھا خاصا اہتمام کرتی ہیں

"نہیں اس اوکے جو بھی بنا ہو میں کھا لیتا ہوں ویسے بھی بریانی میری پسندیدہ ڈش ہے" اسے اس طرح خود کا خیال کرتے دیکھ کر جبرائیل خان کو انجانی سے خوشی نے گھیرا تھا

"جیسے آپ کی مرضی۔۔۔" ماہ روش کا انداز بھی خس کم جہاں پاک والا تھا

"ویسے اگر آپ اتنا ہی اصرار کر رہی ہیں تو کھانے کے بعد ایک کپ کافی اپنے ہاتھوں سے پلا دیجئے گا " اس کے ایسا کہنے پر پریسہ کے لبوں کو ایک محفوظ سی مسکراہٹ نے گھیرا تھا جسے اس نے گلاس لبوں سے لگاتے چھپایا تھا

"شیور۔۔" ماہ روش نے دانت پیسے تھے

.....

رانی سے اس نے جبرائیل کا ہو چھا تھا تو اس نے بتایا کہ وہ اپنے کمرے میں جبکہ پریسہ کال سن رہی تھی پھر پریسہ کی کافی اس نے رانی کے ہاتھ بھجوائی تھی جبکہ جبرائیل خان کی وہ خود لے کر جا رہی تھی "آجائیں۔۔" کمرے میں داخل ہونے سے قبل اس نے سنا تھا کہ عدہ گلش میں کسی سے بات کر رہا تھا اور رانی سے بولتا لہجہ اس بات کا غماز تھا کہ کس حد تک وہ اس زبان پر عبور رکھتا ہے یہ بات ماہ روش کے لیے حیران تھی کیونکہ اس کے علم میں کہیں بھی یہ بات نہیں تھی کہ جبرائیل پڑھا لکھا ہے یا وہ کوئی بزنس چلا رہا ہے اور اس کے بات ختم ہونے کا اس نے انتظار کیا تھا پھر اندر جانے کی اجازت طلب کی تھی

اس وقت وہ آرام دہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا جبکہ ماتھے پر بال بکھرے ہوئے تھے

"آپ کی کافی " ٹرے اس کی جانب بڑھائی تھی جو اپنے موبائل کو چار جنگ پر لگا کر پلٹ رہا تھا "بہت شکریہ " اپنا کپ پکڑا تھا اور اس کی جانب دیکھا تھا جو کپ پکڑانے کے بعد واپس نہیں گئی تھی ورنہ عموماً اس کی واپسی کی سپیڈ دو سو ہوتی تھی

"بیٹھیں ماہ روش " اسے مسلسل کھڑے دیکھ کر جبرائیل خان نے اسے بیٹھنے کی دعوت دی تھی اور خود بیڈ کی پائنٹی پر بیٹھا تھا

"ویسے آپ نے کبھی بتایا نہیں آپ کی کوالیفیکیشن کیا ہے " صوفی پر براجمان ہوتے ہی ماہ روش نے ذہن میں کلبلاتے سوال کو باہر نکالا تھا اور اس کے ایسے پوچھنے پر جبرائیل کے ہونٹوں پر محفوظ مسکراہٹ نے چھپ دکھائی تھی

"آپ نے کبھی پوچھا ہی نہیں۔۔۔" ایسا پہلی دفع ہو رہا تھا کہ بغیر کوئی لڑائی کیے وہ کوئی بات سکون سے کر رہے تھے

"اب پوچھ رہی ہوں ابھی بتادیں۔۔۔" اس نے دوبارہ اصل مدعا ظاہر کیا تھا

"ویسے آج آپ کو میری کوالیفیکیشن پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آگئی ہے، حیرت ہے پہلے تو آپ نے کبھی کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کی ہے " اسے نظروں کے حصار میں لیتے وہ بول رہا تھا

"آپ بتانا نہیں چاہتے ہیں تو گھما کیوں رہے ہیں سیدھی طرح بتادیں، ویسے آپ جس فلو کے ساتھ انگلش بول رہے تھے ایسا کہیں سے ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ نے کبھی سکول یا کالج کی شکل نہیں دیکھی ہے " اپنے مگ کو خالی کرتے اسے سائیڈ پر رکھا تھا اور دوبارہ خفگی بھری نظروں ڈے اسے دیکھا تھا

"میں نے ایسا کب کہا کہ میں بتانا نہیں چاہتا آپ خود سے کچھ بھی فرض کر لیتی ہیں اور رہی بات کہ میری انگلش بولنے کی صلاحیت اچھی ہے وہ تو ہمارے کرکٹرز کی بھی جنہوں نے کبھی سکول کی شکل نہیں دیکھی ہے۔۔۔" شرارتی انداز سے وہ پھر گھما رہا تھا



"ابھی بھی گھما تو رہے ہیں کہ کرکٹرز بھی اچھی انگلش بولتے ہیں" آخر میں بھاری آواز ڈے اس کی نکل اتاری تھی جس پر وہ قہقہہ لگاتے ہنسا تھا

"مطلب کہ آپ فل تیاری سے آئی ہیں مجھ سے اگلوانے کے لیے۔۔۔۔۔" آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا تھا جواب سکون سے پیچھے ٹیک لگائے بیٹھی تھی اور آنکھوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جواب لیے بغیر نہیں جائے گی، چیلنج کرتی روشن آنکھیں تھیں۔۔

"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے کوئی عادی مجرم اپنے جرم کے پکڑے جانے پر قبول کرنے سے قبل کہتا ہے۔۔" ٹانگ پر ٹانگ رکھے اس کا انداز شاہانہ تھا

"انٹر سٹنگ لگتا ہے آپ بغیر جواب طلبی کیے نہیں ہٹیں گیں اپنی بات سے۔۔۔۔۔" اسے مسلسل ایک ہی نقطے پر جمے دیکھ کر جبرائیل خان نے کہا تھا

"سردار صاحب میں نے آپ سے فقط کوالیفیکیشن پوچھی ہے اور آپ ہیں کہ مجھے مسلسل گھمائی جا رہے ہیں لگتا ہے آپ بتانا نہیں چاہتے ہیں، چلیں آپ کی مرضی۔ ویسے مجھے تو لگا تھا کہ اب ہم دوست ہیں تو دوست ایک دوسرے سے کچھ بھی پوچھ سکتے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن خیر۔۔۔۔۔" اسے تفصیلی جواب دیے وہ جانے کے لیے اٹھی تھی اور اس کے پاس سے گزری تھی ہمیشہ کی طرح اس کی بات کا انتظار کیے بغیر جب اسے رکنپڑا تھا کیونکہ اس کا ہاتھ جبرائیل کے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں تھا

"میری کوالیفیکیشن ایم بی اے ہے۔۔۔۔۔ اور آپ نے ایک دوست کی حیثیت سے پوچھا ہی کب ہے۔۔۔۔۔ ہم دوست ہیں۔۔ اور اس حیثیت سے یا کسی بھی حیثیت سے آپ کچھ بھی پوچھ سکتی ہیں۔۔ آپ یہ حق محفوظ رکھتی ہیں۔۔" وہ جو اس وقت بلیک جمپر پیٹ کے ساتھ ریڈ جمپر شرٹ پہنے ہوئے تھی اس

کے ایسا کہنے وہ مسکرائی تھی جب وہ بیڈ سے اٹھا اس کے مقابل آیا تھا اور اس کے چہرے کو دیکھا تھا جس پر غصہ یا بیزاری نہیں تھی بلکہ ہلکی سی مسکراہٹ تھی جسے وہ چھپانے کی کوشش میں تھی اس وجہ سے کہ اس سے اگلونے میں بلاخر وہ کامیاب ہو گئی تھی یہ جانے بغیر کہ اس نے خود اگلا تھا اس نے اگلوایا تھا

"ویسے آپ چھپا کیوں رہے تھے اپنی کوالیفیکیشن"

اس کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو نکالتے وہ سینے پر باندھے اس سے پوچھ رہی تھی اس مان سے جو چند لمحے قبل اس نے دیا

"کیونکہ آپ کے بقول میں ایک ان پڑھ سردار ہوں جسے سوائے ہمارے علاقے میں پھرنے کے علاوہ کچھ نہیں آتا ہے تو میں اسے رتبے پر فائز رہنا چاہتا ہوں۔۔۔" اس کے پوچھنے پر جبرائیل خان نے کندھے اچکائے تھے

"ایسا میں نے کب کہا۔۔۔" !!! ایک ابرو اٹھاتے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا

"سوچتی تو ہیں۔۔۔" جواب تیار تھا

"آپ کو غلط فہمی کیوں ہے کہ میں آپ کو سوچتی ہوں" اپنے دل کی حالت چھپائے وہ اسے افسوس دلاتی نظروں سے دیکھ رہی تھی جو صرف چند انچ کے فاصلے پر کھڑا ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"خوش فہمی بھی تو ہو سکتی ہے ماہ روش ابراہیم" خود کو خوش فہم ہونے کی نذر کیا تھا

"چلیں پالتے رہیں خوش فہمیاں۔۔۔ اور ہاں ایک بات کی تصحیح کر لیں یہ آپ کی نوکرانی کے الفاظ تھے کہ آپ ایک ان پڑھ سردار ہیں میرے نہیں۔۔۔" اس کا رخ اب کمرے کے دروازے کی طرف تھا

"اور ان کے الفاظ پر افسوس آپ ہی کر رہی تھیں غالباً۔۔" جبرائیل خان ایک بھولی بسری یاد کا حوالہ دیا تھا جب وہ پہلی دفعہ امریکہ سے واپسی پر حویلی آئی تھی اور ماہ روش کی نگاہوں کے پردے پر وہ منظر فوراً لہرایا تھا

"یہ سردار سائیں ان پڑھ ہیں ناباقی سب تو اچھے خاصے پڑھے لکھے اور اپنے کاروبار کرتے ہیں انہیں کبھی بھی کہیں بھی جاتے نہیں دیکھا ہے" حویلی میں پرانی ملازمہ کی کوئی رشتہ دار نئی ملازمہ آئی تھیں جو ان سے اس بارے میں بات کر رہی تھی جبکہ پرانی ملازمہ نے جان چھڑانے کے لیے کہہ دیا تھا

"ہاں ان پڑھ ہیں بس سردار ہیں ہمارے علاقے کے یہ کافی نہیں ہے اور اپنا کام کرو باتیں نابناؤ" پارنی ملازمہ نے نئی کو جھڑکا تھا

ان کے پاس سے گزرتی ماہ روش نے ان کی گفتگو حرف بہ حرف سنی تھی اور افسوس سے بڑبڑاتی وہاں سے چلی گئی تھی

"ویسے شکل تو اچھی خاصی ہے اگر پڑھ لکھ لیتے تو پر سنالٹی ہی اور اچھی ہو جاتی۔۔" خود سے بولتے وہ برآمدے سے گزر کر لانچ میں چلی گئی تھی جبکہ جبرائیل جو دوسری طرف سے گزر رہا تھا اس نے بھی حرف بہ حرف اس کا افسوس سنا تھا اور زیر لب مسکراتا وہاں سے چلا گیا تھا

"ویسے مجھے نہیں تھا پتا کہ آپ میں بھی عورتوں کی طرح کان لگا کر سننے والی عادتیں ہیں جبکہ میں تو صرف سوچ رہی تھی" ماہ روش دروازے کے پاس سے پلٹ کے وار کیا تھا جس پر وہ مسکرایا تھا

"ویسے مجھے بھی نہیں تھا پتا کہ آپ با آواز بلند سوچتی ہیں۔۔۔۔" جبرائیل خان نے اس پر چوٹ کی تھی

ماہ روش صرف اسے گھور ہی سکی تھی جواباً

"سو جائیں آپ کا دماغ جگہ پر نہیں ہے" بغیر اس کی مزید کوئی بات سنے وہ حملہ کرتی وہاں سے چل دی تھی اور پیچھے اسے ہنسنے پر مجبور کر گئی تھی اور وہ بھی حیران تھا کہ ان کی آدھا گھنٹہ گفتگو ہوئی تھی جو بغیر لڑائی کے تھی

-----

جاگنگ ٹریک پر بھاگتے دوڑتے لوگوں میں ایک وہ بھی تھی جو کانوں میں ایئر بڈ لگائے کسی سے شاید بات کر رہی تھی جو اس کے ہلتے ہونٹوں سے ظاہر ہو رہا تھا

"میں ویڈیو کال پے نہیں آؤں گی تاکہ آپ کو بھی پتا چلے کہ میں ناراض ہوں" آہستہ آہستہ بھاگتے وہ ساتھ بول رہی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

دوسری جانب سے ناجانے کیا کہا گیا تھا کہ وہ ہلکا سا مسکرائی تھی

"اچھا ہے نا اس طرح آپ جلدی واپس آجائیں گے میں انتظار کروں گی آپ کا۔۔۔۔۔" چالاکی سے کہتی وہ انھیں واپسی کے لیے بہانے بہانے سے تیار کر رہی تھی چند ایک باتوں کے بعد وہ اختتامیہ کلمات ادا کر رہی تھی جب اسے محسوس ہوا کوئی اس کے ساتھ ساتھ بھاگ رہا ہے لیکن پلٹ کر فیکھنا اس کی شان کے خلاف تھا یہ الگ بات تھی کہ اس کے کلون کی مہک سے وہ جان گئی تھی اور اپنی رفتار بڑھادی تھی

"گڈ مارننگ" مقابل بھی اس کی رفتار کے برابر تھا

"مارنگ " بغیر پلٹے، بغیر دیکھے اسے مارنگ وش کی تھی

"اتنی جلدی واپسی۔۔۔۔" اسے واپسی کے لیے قدم بڑھاتے فیکھ کر جبرائیل خان نے حیرانی ظاہر کی تھی

"میرے راؤنڈ مکمل ہو گئے ہیں " صرف ایک جملے میں جواب ملا تھا اور وہ بھاگتی اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی

"رانی میرا جو۔۔۔۔!! لاونچ میں داخل ہوتے ہی ہانک لگائی تھی

"یہ لیس میم ریڈی ہے، ابھی فریش بنایا ہے " اسے عادت تھی روزانہ جاگنگ سے واپسی پر جو س پینے کی سردی یا گرمی سے قطع نظر۔۔۔۔

"پریسہ چلی گئیں۔۔۔!!" "جی وہ کہہ رہے ہی تھیں ان کام تھا"

"انہوں نے ناشتہ کیا " گلاس ٹرے میں منتقل کرتے پوچھا تھا

"جی بی بی جی "مؤدب سی آواز تھی

"ٹھیک ہے آپ جائیں اور ہمارا ناشتہ تیار کریں آدھے گھنٹے تک۔۔۔۔" اسے آرڈر دیتی وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے

-----؟-----

"مس ماہ روش آپ ابھی تک میٹنگ آفس میں نہیں پہنچی ہیں !!!؟" خرم شہزاد اس وقت اس کے کیمین کے سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا جبکہ چند منٹ قبل وہ تمام انٹر نشپ ممبرز کو انفارم کر کے گیا تھا کہ ان کی باس کے ساتھ میٹنگ ہے

"ابھی پانچ منٹ ہیں میٹنگ میں مسٹر خرم۔۔۔" !! اپنی برینڈ ڈگھڑی والی کلائی سامنے کی تھی

"لیکن آپ کو باس سے پہلے میٹنگ میں ہونا چاہیے کیا آپ رولز نہیں جانتی ہیں" ... ناچاہتے ہوئے بھی تیکھا لہجہ اپنایا تھا

"کیا باس نے آپ کو نہیں کہا کہ ان کی آمد سے قبل آپ کا دس منٹ پہلے پہنچنا میٹنگ میں اہم ہے۔۔۔"

اپنی ٹیبل پر سلیقے سے فائلز کو ترتیب دیتی وہ جلدی سے اپنا کوٹ اٹھا کر نکلنے کی کوشش میں تھی جبکہ وہ کھڑا منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا جس نے اس کے ہی الفاظ لوٹائے تھے

"منہ بند کر لیں اور میٹنگ میں پہنچیں اس سے پہلے کہ باس یہاں پہنچ کر آپ کی کلاس لینا شروع کر دیں

۔۔۔۔۔" اسے ایک نظر دیکھتی وہ ٹک ٹک کرتی وہاں سے دور ہوتی گئی تھی جبکہ صبح ہی صبح اپنی بے عزتی پر وہ بل کھا کے رہ گیا تھا

باس کے آنے سے ایک منٹ قبل ہی وہ میٹنگ روم میں داخل ہوئی تھی جبکہ اس کے پیچھے پیچھے ہی خرم شہزاد بھی داخل ہوا تھا اور میٹنگ روم سے ملحقہ کمرے سے باس بھی داخل ہوئے تھے جن کو پہلی دفعہ ماہ روش نے اس ڈیڑھ مہینے میں دیکھا تھا کیونکہ باس کا آفس لاسٹ فلور پر تھا اور ان سب انٹر نشپ ممبرز کا تیسرے فلور پر۔۔۔۔۔

"پندرہ منٹ وہ مسلسل بولتے رہے تھے جس میں کمپنی کے رولز اینڈ ریگولیشنز اور ان ممبرز کو مراعات دینے سے متعلق باتیں تھیں اس دوران چند ایک نے سوالات بھی کیے تھے جبکہ وہ سٹل تھی ان پندرہ منٹوں کے درمیان۔۔۔۔۔ اور نظریں ہنوز باس پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔"

"ناؤ اس اور اب آپ لوگ جاسکتے ہیں۔۔۔۔۔ مس ماہ روش آپ ادھر ہی رکیں گیں۔۔۔۔۔!!!" ان سب کے ساتھ اسے بھی جاتے دیکھ کر باس نے کہا تھا

"آپ آئیں میرے ساتھ اپنی فائلز لے کر۔۔۔" اس کے ہاتھ میں فائلز کی طرف اشارہ کرتا اپنے پیچھے آنے کا کہا تھا اور خود وہ میٹنگ روم سے ملحقہ کمرے کی جانب گیا تھا جدھر لفٹ سے سب سے اوپر والے فلور پر پہنچنا تھا انہیں۔۔۔۔۔

"آپ آئیں۔۔۔۔۔" اسے اپنے سے دو قدم دور دیکھ کر باس نے اندر داخل ہونے کو کہا تھا اور خود اس کے ساتھ ہی داخل ہوا تھا اور لاسٹ فلور کا بٹن دبایا تھا

لفٹ رکنے اور آفس میں جانے تک وہ خاموش رہی تھی لیکن اندر داخل ہوتے ہی اس نے غصے سے فائلز کو میز پر پٹچا تھا اور قتل کرنے والی نگاہوں سے باس کو گھورا تھا

"آپ نے مجھے یہاں کیوں بلوایا ہے۔۔۔۔۔ سر" اس کی جانب غصے سے دیکھتی چبا چبا کر سر بولی تھی جبکہ اس طرح میز پر فائل پھینکتے دیکھ کر ایک افسوس بھری نظر اس پر ڈالی تھی

"میں تو آپ کو بہت ویل مینرڈ سمجھتا تھا۔۔۔۔۔ بیٹھیں خیر آپ سے بات کرنے کو بلوایا ہے" ٹیبل کے سامنے سے اس کے پاس سے گزرتے وہ اپنی چیئر کی جانب آیا تھا اور اپنے کوٹ کو اتارتے سٹینڈ پر لٹکایا تھا

اور اپنے بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کیا تھا پھر کرسی سنبھالی تھی اور اسے دیکھا تھا جو ابھی تک غصہ ضبط کیے اسے خونخوار نظروں سے گھور زیادہ دیکھ کم رہی تھی

"بیٹھیں مس ماہ روش۔۔۔ کیا لیں گیں کافی، چائے، جو س یا کریم کافی۔۔۔" آگے کو جھکتے اس نے پوچھا تھا

"میں آپ سے پوچھ رہی ہوں کہ یہاں آپ نے مجھے کیوں بلوایا ہے۔۔۔۔" چبا چبا کر کہتی وہ دونوں بازو ٹیبل پر رکھے پوچھ رہی تھی

"ڈیٹ کرنے کے لیے۔۔۔ کافی خوبصورت ہیں آپ تو سوچا" ایک "ڈیٹ تو بنتی ہے ویسے اگر آپ رضامند ہو گئیں تو زیادہ بھی کر لیں گے۔۔۔" ایک دلفریب مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتے وہ پیچھے ہو کر بیٹھا تھا اور ایک پر زور دیا تھا جبکہ اس کے لفظ ڈیٹ بولنے پر ماہ روش کا دل کیا تھا کہ وہ اپنے باس کا سر پھاڑ دیتی اور ممکن تھا کہ وہ ایسا کر بھی گزرتی لیکن کچھ سوچتے وہ سکون سے بیٹھی تھی بالکل اس کے سامنے۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE  
"ویسے سر آپ یہ ڈیٹ کی دعوت کتنی ورکرز کو کر چکے ہیں شکل سے تو لگتا ہے کہ آپ یقیناً یہ کام کرنے ہی یہاں بیٹھے ہیں" اس کی جانب دیکھتی گہرا طنز کیا تھا اس سوچ سے کہ اب وہ بھڑکے گا لیکن اس کی بات پر وہ مسکرایا تھا

"باخدا آپ پہلی ہی لڑکی ہیں جو رتبے پر فائز ہونے جا رہی ہیں ورنہ کبھی کوئی اتنا خوبصورت لگا ہی نہیں ہے اگر آپ اس ڈیٹ کے بعد راضی ہوئیں تو ہم شادی بھی کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔" اپنی کرسی پر جھولتے وہ اسے دیکھتے بول رہے تھے



"آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ ہر کوئی آپ کی طرح گھٹیا ہو سکتا ہے جو یہاں اس گھٹیا کام کے لیے آتا ہے  
 --- "کرسی سے اٹھتی وہ شعلے اگتی آنکھوں سے بول رہی تھی

"ویسے آپ بہت میٹھا بولتی ہیں اور آپ کی یہ آنکھیں واللہ---- سیدھا دل پروار کرتی ہیں " سیدھی  
 بات کا الٹا جواب وہ دے رہے تھے لیکن ماہرِ روش کی برداشت ختم ہو رہی تھی اس کی باتوں سے

-----  
 "آپ ایک لفظ اور نہیں ورنہ میں کوئی بھی لحاظ کیے بغیر آپ کے سر پر کچھ دے ماروں گی۔۔۔ اور ابھی  
 جا کے آپ کو ریزینگنیشن لیٹر بھیج رہی ہوں۔ آپ اپروول دیں یا نادیں دیں آئی ڈیم کیئر " اپنی بات  
 کرتے ہی وہ دروازے کی جانب بڑھی تھی اس سے پہلے کہ باہر نکلتی اس کا ہاتھ باس کے ہاتھ میں تھا اور وہ  
 ایک جھٹکے سے پلٹی تھی

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لالہ میں حویلی آرہا ہوں داجان کو سنبھال لیجیئے گا " ولی محمد خان کا میسج آیا تھا  
 "شرم کرو ولی اپنے عہدے کو دیکھو اور اپنے کرتوت دیکھو۔۔۔ کوئی تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ خود  
 کرو جو کرنا ہے ورنہ جو حاصل کر کے آرہے ہو اس سے بہتر ہے کہ تم اسے حاصل نہ کرتے اگر اتنا ہی ڈر تھا  
 --- " جبرائیل نے جواباً اسے اچھا خالصا لٹا تھا

"شکریہ لالہ انہی الفاظ کی توقع کر رہا تھا میرا مورال ہائی ہے لالہ " شرارتی ایبوجی بھیجی تھی ساتھ

دوسری طرف اب اس کی انگلیاں تفتی کا نمبر ملا رہی تھیں ایسا کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنے جگری یار کو اپنی آمد سے مطلع نا کرتا۔۔۔

----

.....

"بی جان یہ آپ کی چائے مورے نے بھجوائی ہے "!!! نور لہدی مراد نے ٹرے ان کے سامنے کی تھی جو اس وقت اپنے بیڈ پر کچھ خاندانی زیور پھیلانے بیٹھی تھیں

"شکر یہ بچے ادھر آؤ ہمارے ساتھ بیٹھو " اس کے ہاتھ سے کپ پکڑتے اپنے پاس جگہ بنائی تھی جب وہ دوسری جانب سے آکر بیٹھی تھی

"یہ دیکھو اور پسند کرو کون سا زیادہ اچھا ہے " بیڈ پر پھیلے سب ڈبوں کی جانب اشارہ کیا تھا جو لگ بھگ دس کے قریب تھے

"سب ہی پیارے ہیں بی جان۔۔۔" اس نے جھجھکتے کہا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ارے بچے شرماء نہیں پیارے تو سب ہی ہیں یہ بتاؤ زیادہ پیارا کون سا ہے بلکہ جو بھی زیادہ پیارے لگتے ہیں انہیں ایک سائیڈ پر رکھتے جاؤ " نرمی سے وہ اسے پچکار تے کہہ رہی تھیں اور ایسا ان کے کہنے پر وہ ایک سائیڈ پر تین رکھ چکی تھی جب ہی فرشتے کمرے میں داخل ہوئی تھی جس کے ہاتھ میں پاپ کارن تھے اور وہ بھی ان کے پاس آکر بی جان کی پاؤں والی سائیڈ پر آ کے بیٹھی تھی

"لیس بی جان آپ کو پسند ہیں نا یہ۔۔" باؤل ان کے آگے کیا تھا جنہوں نے ایک دوہی اٹھائے تھے وہ بھی اس کا دل رکھنے کے لیے ورنہ وہ اس دن سے فرشتے سے ناراض تھیں

"میں بھی پسند کر لوں بی جان " انہیں مسلسل خاموشی کا لبادہ اوڑھے دیکھ کر فرشتے نے دوبارہ کہا تھا انہیں بلانے کی کوشش کی تھی اور پاپ کارن کا پیالہ اب نور لہدی کی جانب بڑھایا تھا

"آپ بھی کر لیں بچے۔۔۔" بی جان نے اسے اجازت دی تھی

"نور لہدی کدھر ہو۔۔۔؟؟؟" باہر سے کھلے دروازے سے اسفندیار خان کی آوازیں آرہی تھیں

مسلسل

"لوجی آپ کا بلاوا آیا ہے جائیں۔۔۔۔" فرشتے نے شرارت سے اس کی جانب دیکھا تھا جس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اس کی بات سنتے

"بی جان نور لہدی کو بھیج دیں کام ہے زرا۔۔۔" کان کی لو کو مسلتے دروازے سے کھڑے کھڑے ہی اجازت طلب کی تھی اور اسے نظروں ہی نظروں سے باہر آنے کا اشارہ کیا تھا

"جاؤ بچے سن لو بات۔۔۔۔" بی جان کے کہنے پر وہ وہاں سے اٹھی تھی اور ایک دھپ فرشتے کے کندھے پر رسید کی تھی جو اسے ابھی بھی شرارتی نظروں سے دیکھ رہی تھی

"آئی ایم سوری بی جان۔۔۔ مجھے ایسا نہیں تھا کہنا چاہیے۔۔۔" نور لہدی کو بھی گئے پانچ منٹ گزر گئے تھے لیکن بی جان خاموش تھیں وہ فرشتے سے کوئی بات نہیں کر رہی تھیں جبکہ بی جان اور فرشتے کی ایسی بانڈنگ تھی کہ عہ جب دونوں بیٹھی ہوں تو باتیں ختم ہی نہیں ہوتی تھیں اور آج پانچ منٹ گزر گئے تھے لیکن کوئی بات نہیں تھی کر رہیں وہ اور یہ بات فرشتے کو تکلیف دہ رہی تھی

"آپ کو خیال آگیا بلاختر۔۔۔۔" ایک سادہ نظر اس کے چہرے پر ڈالی تھی جو اپنے آنسوؤں کو روکنے کی چاہ میں تھی



"سبزی بنارہی ہوں، پالک گوشت " اس نے پیچھے مڑتے کہا تھا جواب فریزر سے سیب نکال کر اسے صاف کیے بنا ہی کھانے لگا تھا جب وہ ٹوک گئی تھی اسے

"دھو کے کھائیں، ڈاکٹر ہو کر بغیر دھوئے کھا رہے ہیں " اس کے کہنے پر وہ مسکرایا تھا

"مما ہمیشہ فروٹ کو دھو کر ہی فریزر میں رکھتی ہیں " ایک بڑی سی بائٹ لیتے اس نے کہا تھا

"اوو اچھا مجھے نہیں تھا معلوم " ہلکی سی آنچ کرتے اب وہ پیچھے ہٹی تھی جب اس نے ایک اور سیب کترتے دیکھا تھا اسے

"آپ بس تھوڑا سا انتظار کر لیں کھانا بس بننے والا ہے " اسے لگا تھا کہ حمزہ کو زیادہ بھوک لگی ہے

"انتظار تو میں کر لیتا لیکن میں پالک نہیں کھاتا ہوں۔۔۔" تیسرے سیب کی طرف ہاتھ بڑھاتے اس نے اصل مجبوری بتائی تھی

"ایم سوری مجھے پتا نہیں تھا، آپ ایسا کریں بس دس منٹ انتظار کریں میں آپ کو کباب تل دیتی ہوں اور ساتھ میں چپاتی بنا دیتی ہوں اس طرح بھوک نہیں مٹے گی۔۔۔" اسے مسلسل فرٹس سے انصاف کرتے دیکھ کر اس نے کہا تھا

"اوکے۔۔۔ ایز یوش۔۔۔ میں ایک کال کرنے جا رہا ہوں آپ میڈ سے کہہ جر مجھے باہر سے بلو لیجئے گا

"ایک سیب مزید ہاتھ میں پکڑے وہ باہر کی جانب نکلا تھا

"اللہ اللہ کتنا کھاتے ہیں۔۔۔۔" پیچھے سے عہ بڑبڑائی تھی

-----

"کیا کام تھا بولو۔۔۔"!!! کمرے میں آنے پر اس نے دیکھا تو وہ صوفے پر بیٹھا اسی کا انتظار کر رہا تھا

"ادھر آؤ سکون سے بیٹھو پھر بتاتا ہوں " اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تھا

"کہو۔۔۔!!! اچھا بھلا میں بی جان کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔" خفگی سے اسے دیکھا تھا جواب اپنی جیب سے

کچھ نکال رہا تھا جب باہر نکالا تو وہ ایک خوبصورت مخملی ڈبیا تھی جس سے اب وہ انگوٹھی باہر نکال رہا تھا

"بہت خوبصورت ہے یہ۔۔۔" انگوٹھی کے درمیان میں ایک بڑا سا ہیرا جڑا تھا جس کے اطراف میں

بھی چھوٹے چھوٹے ہیرے جڑے ہوئے تھے جس سے روشنیاں منعکس ہو رہی تھی

"اسے پہنانے کے بعد وہ اس کے ہاتھ تھام کر اسے چوم رہا تھا

"شکر یہ میری زندگی میں آنے کے لیے " اس کے الفاظ ہر دفع اسے معتبر کرتے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

-----

"مجھے ابا سے ملنا ہے اسفندیار۔۔۔۔۔" رات اس نے بہت برا خواب دیکھا تھا اور فجر پڑھنے کے فوراً بعد وہ اپنی عرضی اس کے سامنے پیش کر چکی تھی جو شہر جانے کی تیاریوں میں تھا وہ خود تو آفس نہیں جاسکتی تھی بی جان کی ہدایت پر لیکن اسفندیار خان کا جانا ضروری تھا

"کیا ہوا ہے" اپنی کلائی پر گھڑی باندھتے اس نے نور لہدی کے چہرے جو دیکھا تھا جو زرد ہو رہا تھا "ادھر بیٹھو اور اب بتاؤ کیا ہوا ہے" اس کا ہاتھ تھامے بیڈ پر بٹھایا تھا اور خود اس کے قدموں میں گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا

"میں نے بہت برا خواب دیکھا ہے پلیز مجھے ابا سے ملنا ہے اور حیات نے کال بھی پک نہیں کی ہے اس کا نمبر بند جا رہا ہے۔۔۔" زکام زدہ آواز کے ساتھ اس نے سر اٹھاتے کہا تھا

"پلیز تم بی جان سے اجازت لے لو مجھے لازمی جانا ہے" اسے خاموش دیکھ کر دوبارہ کہا تھا جبکہ اس کے اس طرح ملتی انداز نے اس کا دل کاٹا تھا

"ڈونٹ وری نور لہدی بی جان منع نہیں کریں گیں اور تم تیار ہو فوراً ہم ابھی نکلتے ہیں" اس کے ساتھ بیٹھتے اپنے کندھے سے لگایا تھا اور اس کے گرد بازوؤں کا ہالہ بنایا تھا

"تم پہلے ناشتہ کر لو۔۔۔۔۔" اسے ایسے ہی عجلت مچاتے دیکھ کر کہا تھا

"ہم راستے میں کر لیں گے تم فوراً تیار ہو ہم نکل رہے ہیں" اس کی آنکھوں کو صاف کیا تھا اپنی پوروں سے اور اس کے کہنے پر وہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تھی چند منٹ بعد ہی وہ واپس بڑی سی چادر میں لوٹی تھی پھر اسفندیار خان اسے ساتھ لیے نیچے کی جانب بڑھا تھا جب اسے پورچ میں جانے کا کہہ کر خود ڈائمننگ ہال کی جانب آیا تھا جدھر سب ناشتے پے انتظار کر رہے تھے

"بی جان مورے ہم اسلام آباد جا رہے ہیں نور لہدی اپنے والد سے ملنا چاہتی ہیں " دروازے میں ہی کھڑے کھڑے اس نے بتایا تھا

"ٹھہرو اسنی خیریت تو ہے نا۔۔۔!!" اس کی ماں اٹھ کے اس کی جانب آئی تھیں اور باقی سب نے بھی چونک کے دیکھا تھا کہ اتنی صبح کون سی ایمر جنسی آن پڑی ہے

"جی مورے خیریت ہے شاید نور لہدی نے کوئی برا خواب دیکھا ہے تو وہ رو رہی تھیں اور بار بار جانے کی ضد کر رہی تھیں اس لیے وہ ساتھ ہی جا رہی ہیں۔۔۔۔" اس نے زرا تفصیل سے بتایا تھا تا کہ تسلی ہو

"وہ ہیں کہاں اس وقت؟؟" بی جان نے پوچھا تھا

"باہر پورچ میں کھڑی ہیں میں بھی بس نکل رہا ہوں"

"بہو آپ زرا دیکھ آؤ ایک نظر بچی پریشان ہو رہی ہوں گیں۔۔۔" بی جان نے کہا تھا اور فرشتے بھی ساتھ ہی اٹھی تھی ماں کے ساتھ باہر آئیں تھیں پورچ میں۔۔۔

"نور لہدی بچے پریشان مت ہوں اللہ سب خیر کرے گا" اسے اپنے ساتھ لگاتے پیار سے کہا تھا جس پر اس نے محض سر ہلایا تھا

"اسنی رات رک جانا اگر نور لہدی کا دل کیا تو۔۔۔۔ کل واپس آ جانا کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ ٹھیک ہے نا" اسفندیار خان کی والدہ نے گرمجوشی سے ملتے کہا تھا اور انہیں ہدایت کی تھی

"اچھا مورے ہم چلتے ہیں" ان کے ہاتھوں کچ چومتے کہا تھا جس کی پیروی نور لہدی نے بھی کی تھی

----



یہ ان کی روایت تھی کہ بڑوں کے ہاتھ چومنا۔۔۔

-----

" اتنی بھی کیا جلدی ہے ماہ روش کچھ دیر ٹھہر جائیں۔۔۔ اور ریزیکنیشن لیٹر کیوں بھجوائیں گی آپ۔۔۔  
اپنوں سے ناراض نہیں ہوتے ہیں۔۔۔ " ایک ہاتھ میں اس کا ہاتھ تھامے دوسرے ہاتھ سے اس کی لٹ  
کو کون کے پیچھے اڑسا تھا جسے ماہ روش نے سختی سے جھٹکا تھا  
"کیا تمیزی ہے۔۔۔۔۔" !!! اپنے ہاتھ کو چھڑاتے کہا تھا لیکن اس دفع گرفت مضبوط تھی اور وہ چھڑا  
نہیں پائی تھی

"کون سی تمیزی۔۔۔۔۔" وہ اب بھی شرارت پر مائل دکھائی دیا تھا  
"اس سے پہلے کہ میرا دماغ گھوم جائے اور بغیر کوئی لحاظ کیے کچھ کر دوں تو شرافت سے میرا ہاتھ چھوڑ دیں  
مسٹر محمد جبرائیل خان۔۔۔" اپنے ہاتھ کو ابھی تک اس کے ہاتھوں میں مقید دیکھ کر وہ ضبط کی انتہا پر تھی  
"ریلیکس ماہ روش مذاق کر رہا تھا میں " اس کے چہرے کو دیکھتے جبرائیل خان نے ہاتھ چھوڑا تھا

"یہ سب آپ کے لیے مزاق تھا۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔ آپ کے لیے میرے زندگی ایک مزاق ہے کہ جب  
آپ کا دل چاہے گا بغیر میری مرضی جانے میرا خود سے نکاح پڑھوا لیں گے اور پھر مجھے بے وقوف بنانے  
کے لیے اپنے ہی آفس میں جاب دلوائیں گے اور میرے خوابوں کا مزاق اڑائیں گے، بڑے افسوس کی  
بات ہے سردار صاحب !!! افسوس بھری نظروں سے وہ اسے دیکھ رہی تھی جواب اس کے سامنے کھڑا  
تھا جس کا چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخ ہو رہا تھا

"ہمارا نکاح کہاں سے آگیا بیچ میں اور میں کیوں آپ کے خوابوں کا مزاق اڑاؤں گا۔۔۔ کیا میں ایسا کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ میں آج کی ملاقات میں مزاق کہہ رہا ہوں جبکہ آپ پتا نہیں کہاں پہنچ گئیں ہیں۔۔۔۔۔ اپنے غصے پر قابو پاتے وہ اب بھی طبیعت کے برخلاف نرمی سے بول رہا تھا

"یہ مزاق شروع ہی آپ نے وہاں سے کیا تھا جبرائیل خان جب آپ سے نکاح ہوا تھا۔۔۔۔۔ آپ کے پاس سولڈ ریزن ہے میرا مزاق بنانے کی۔۔۔۔۔ یہ نکاح۔۔۔ اور آج کی ملاقات سے آپ مجھے اچھی خاصی بات سمجھا چکے ہیں کہ آپ کس نیچر کے ہیں اور آپ کس حد میرا اور مزاق بنا سکتے ہیں۔۔۔۔۔ " ماہ روش جیسے اسے دیکھنا ہی نہیں چاہ رہی تھی اس لیے سوچے سمجھے بغیر بولے جارہی تھی اور مقابل کی بات سنے بغیر جانے لگی تھی جب وہ اس کے سامنے آیا تھا

"کیا ہو گیا ہے ماہ روش کیا بولے جارہی ہیں۔۔۔۔۔ باخدا مجھے لگا تھا کہ آپ جانتی ہیں کہ آپ میرے آفس میں جاب کرتی ہیں لیکن یہ صرف میٹنگ میں مجھے پتا چلا تھا آپ کی شکل دیکھ کر اس لیے میں نے آپ سے مزاق کیا تھا مزاق بنایا نہیں۔۔۔ آپ کیوں باتوں کو گھما رہی ہیں۔۔۔۔۔ جبکہ پچھلی تمام غلط فہمیاں کلیئر ہو گئیں تھیں ہمارے درمیان تو یہ اب دوبارہ کیوں پیدا ہو رہی ہیں۔۔۔ اگر کوئی بات آپ کو تنگ کر رہی ہے تو آپ بتائیں مجھے لیکن خدا را خود کو تھکائیں مت۔۔۔۔۔ یہ تو مجھے یقین ہے کوئی نا کوئی بات ضرور آپ کے اندر چل رہی ہے۔۔۔

اسے باہر نکالیں لیکن بدگمان ناہوں مجھ سے۔۔۔ ہم دوست ہیں ماہ روش یہ آپ نے ہی کہا تھا تو ایک دوست کو بتائیں کیا آپ کو پریشانی ہے۔۔۔ یہ تو مجھے پورا یقین ہے کہ آپ مجھے یہاں دیکھ کر اتنی شکوہ نہیں ہیں جتنا آپ کو ہونا چاہیے تھا۔۔۔

"آپ کی مرضی سے یہ نکاح نہیں ہوا تھا، لیکن نکاح کے فوراً بعد آپ کا رویہ بدل گیا تھا، پھر آپ نے میرا بہت خیال رکھا بغیر روک ٹوک کیے ماتھے پے بل لائے بغیر، حویلی میں وہاں سے آنے کے بعد بھی اور پھر یہاں جا بکرنے کے لیے میری مدد بھی کی۔۔۔ کیوں؟؟۔۔۔ جہاں تک میں جانتی ہوں آپ کبھی بھی مجھ سے یا میری ڈریسنگ سے خوش نہیں ہوئے تھے جب بھی آپ کے ساتھ میرا انٹرکشن ہوا تھا آپ کے ماتھے کے بل اور ناگواری قائم تھی لیکن اب آپ کو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے یا شاید آپ فیل نہیں کروا رہے۔۔۔۔۔ اس سب کے پیچھے وجہ کیا ہے۔۔۔ ایک بات میں جانتی ہوں کہ میں آپ کی پسند نہیں تھی اور اب آپ کا رویہ میری سمجھ سے باہر ہے۔۔" اپنی اندرونی خلش کو باہر نکالا تھا اور اب اس کی طرف دیکھ رہی تھی جبکہ خود کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنی باتوں میں سچی ہے اور پرسکون بھی

"بس یا ابھی کچھ رہتا ہے۔۔۔۔۔ چلیں میں بتاتا ہوں اسے خاموشی سے اپنی طرف دیکھتے پا کر وہ دوبارہ بولا تھا ۔۔۔ بقول آپ کے کہ نکاح میری مرضی سے نہیں ہوا تھا لیکن ایک بات آپ شاید نا جانتی ہوں کہ جب ہم پٹھان خاندان میں کوئی رشتہ بنایا جاتا ہے تو وہ پوری رضامندی سے بنایا جاتا ہے اس میں کوئی اگر مگر کی گنجائش نہیں رہتی ہے اور سب سے بڑھ کر میں اس رشتے میں برابری کا قائل ہوں تو

جب آپ کو میرے ان پڑھ ہونے، میرے سردار ہونے یا میری ڈریسنگ پر اعتراض نہیں ہے تو میں کیوں کروں، میری انا یہ گوارا نہیں کرتی ہے کہ میں اپنی منکوحہ پر اپنی مرضی تھوپوں۔ رہی بات یہاں جاب کی میں نے آپ کو صرف ایک سنجیدگی دیا تھا ماننا ماننا آپ کی مرضی تھی۔۔۔۔۔ اور ایک بات آپ مجھے بتائیں کیا میں نے کبھی آپ کو زبان سے یہ کہا تھا کہ آپ کی ڈریسنگ سے مسئلہ ہے مجھے"

دوبار اپنی کاگلاس اس کی جانب بڑھایا تھا جسے اب اس نے تھام لیا تھا

"آپ کی زبان نے کبھی زحمت نا بھی کی ہو جبکہ آپ کی آنکھیں صاف کہتی تھیں کہ ہماری حویلی کی حدود میں ایسی ڈریسنگ ممنوع ہے۔۔۔" چڑکر کہتی وہ گلاس منہ کو لگا گئی تھی اور اس کے انداز پر وہ مسکرایا تھا

"مطلب میں ایویں ہی دکھی ہوتا تھا کہ آپ میرے بارے میں کچھ نہیں سوچتی ہیں جبکہ آپ تو میری نگاہوں کو بھی حفظ کیے بیٹھی ہیں۔۔۔" اب کی دفع ریلیکس ہوتے وہ پیچھے کو صوفے کے ساتھ ٹیک لگا گیا تھا اور شرارتی نظروں سے دیکھ رہا تھا

"آپ جتنی مرضی خوش فہمیاں پال لیں کیونکہ اس کا کوئی حل نہیں ہے۔۔۔۔ میں ویسے بھی یہاں سے اب ریزینگنیشن دے کر ہی جاؤں گی۔۔۔" دھمکی آمیز لہجہ اپناتے وہ اٹھی تھی

"آپ نے شاید رولز نہیں پڑھے ہیں ماہ روش ابراہیم صاحبہ۔۔۔ میں ابھی کو ابھی سینڈکیے دیتا ہوں۔۔۔ ویسے یہ تو بتاتی جائیں کہ اب میری نگاہیں کیا کہتی ہیں۔۔۔۔۔" اسے دروازے سے باہر نکلتے دیکھ کر وہ پیچھے سے ہانکا تھا جبکہ وہ انور کیے چل نکلی تھی یہ سوچتے کہ اس کی نگاہوں میں اسے اب سچ میں ایسا تاثر نظر نہیں آتا تھا

فلیٹ کی لفٹ شاید خراب تھی اس لیے سب لوگ سیڑھیوں سے آ جا رہے تھے انہیں بھی لفٹ ہی استعمال کرنی پڑی تھی

گاڑی سے سیڑھیاں پھلانگتے اور اپنے فلیٹ میں پہنچنے تک اس کے دل کی دھڑکن کی رفتار معمول سے بہت زیادہ تیز تھی، کنیں برے خیالات کا حملہ ہوا تھا ان لمحات میں وہ بری طرح ڈری لگ رہی تھی اسے وہ لفظ نہیں بھول رہے تھے جو خواب میں حیات نے بولے " آپ ابا نہیں رہے " ان الفاظ سے وہ صبح سے کنیں مرتبہ جان کنی کی کیفیت سے گزری تھی۔ یہ الفاظ اس کی روح کو چھلنی کر گئے تھے۔ اگر اماں زندہ ہوتیں تو شاید کچھ اور حالات ہوتے لیکن اماں نہیں تھیں اور ابا نے ان کے جانے کے بعد جس طرح ایک ماں اور باپ دونوں بن گئے ان کا خیال کیا ہے یا ان کو مضبوط بنایا ہے یہ وقت اور لوگوں نے مل کے دیکھا تھا۔ ایک ٹانگوں سے معذور باپ کی اسٹرگل کو سراہا تھا۔۔۔۔۔ بہت کڑے حالات سے گزرنے پر خاندان نے مجبور کیا تھا اس کی ذات پر جو نشتر چلائے تھے وہ نہیں تھے بھولے۔ ان سے ابا کے اعتماد نے نکالا تھا ان کے اس کی ذات پر یقین نے۔۔۔۔۔ ان کی ہی محنت سے وہ آج یہاں اس مقام پر خوش تھی اپنے شوہر کے ساتھ اور ایسے وقت میں ان کا بھی خوش ہونا بنتا تھا جبکہ اس برے خواب نے اس سے ساری ہمت اور سکت چھین لی تھی۔۔۔۔۔

لوگ تو یہ کہہ کر چلے جاتے ہیں کہ " اللہ کے تھے اور اللہ نے لے لیے " لیکن کوئی یہ نہیں جانتا ہے کہ اس خاندان کو کتنا سفر کرنا پڑتا ہے۔۔۔ کیسے ان کے بغیر جینا پڑتا ہے کنیں مرتبہ مر کے۔۔۔۔۔ کتنی مشکلات جھیلنی پڑتی ہیں جن کے سربراہ چلے جاتے ہیں

انہیں ایک لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے اس سے نکلنے کے لیے ان سب مشکلات کو فیس کرنے کے لیے۔ ان کے بغیر جینے کے لیے۔ ان کے بغیر رہنے کے لیے۔ کوئی نہیں سمجھتا ہے کہ سب سے زیادہ سفر وہ خاندان کر رہا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ کوئی نہیں سمجھتا۔۔۔ سوائے اس کے جس پر بیت چکی ہو۔۔۔

وہ ایک دفع اس تکلیف سے گزر چکی تھی اپنی والدہ کی وفات پر لیکن دوبارہ نہیں گزرنا چاہتی اس لیے سارا رستہ جتنی دعائیں وہ مانگ سکتی تھی اس نے مانگی تھیں۔۔۔ رو کر، کر لا کر، گڑ گڑا کر، اشک بہا کر پورے دل سے۔۔۔۔۔ اور اب بیل بجاتے اس کے ہاتھوں کی لرزش سے اس کی اندرونی کیفیت کا وہ انداز لگا سکتا تھا اور اسے اپنے ساتھ لگایا تھا محبت سے، پیار سے، عزت سے خلوص اور احترام سے

"ٹھیک ہیں ابامیری حیات سے مسج پر بات ہو چکی ہیں آپ ریلیکس رہو یار " ان کے درمیان عجیب محبت تھی جب دل کیا آپ بول کے مخاطب کر اور جب دل کیا تم کہہ کر۔۔۔۔۔

اسفندیار خان نے خود بیل بجائی تھی اور چند منٹ بعد دروازے کے قریب قدموں کی چاپ ابھری تھی اور ہر قدم کی چاپ کے ساتھ اس کے دل کی رفتار زیادہ ہو رہی تھی

کی ہول سے دروازے کے اندر والے فرد نے جھانکا تھا اور ان دونوں کو دیکھ کر فوراً دروازہ کھولا تھا اور خوشی سے بہن کو گلے لگایا تھا

"ابا کیسے ہیں حیات!!!!!! کہاں ہیں!" بے تاب عروج پر تھی

"ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ کمرے میں ہیں آپ آپ آئیں بھائی آپ بھی " اس کے بتانے کے فوراً بعد وہ کمرے کی طرف بھاگی تھی جبکہ حیات پریشان سی صورت حال سمجھنے کی کوشش میں تھی

"ڈونٹ وری بیٹا وہ کچھ پریشان تھیں انکل کی طبیعت کو لے کر۔۔۔۔۔ " اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اس کی پریشانی دور کرنی چاہی تھی اور اس کے ساتھ اندر کمرے کی طرف بڑھا تھا

"کمرے کے دروازے میں کھڑی اس کا دل کیا تھا ایک دفع اشک بہاتے وہیں سجدہ ریز ہو جائے کیونکہ اس کے والد محترم بالکل ٹھیک ٹھاک سامنے بیڈ پر بیٹھے ناشتہ تناول فرما رہے تھے۔۔۔۔۔

"ارے نور آئی ہے میری بیٹی۔۔۔۔۔ ادھر آؤ " یک دم دروازے کے آگے کسی کے کھڑا ہونے کے احساس پر انہوں نے سر اٹھاتے دیکھا تھا اور مسرت سے بولے تھے

اپنے باپ سے ملنے اور ان کی خیریت دریافت کرنے سے لے کر ان کے پاس بیٹھے رہنے تک وہ بس نم آنکھوں سے سنتی اور مسکراتی رہی تھی جبکہ بولی کچھ بھی نہیں تھی پھر حیات نے اس کے سرخ چہرے کو ءکھ کر جب ہاتھ لگایا تو پتا چلا اسے اچھا خاصا تیز بخار تھا جس پر حیات نے اسفندیار خان کو کال ملانی چاہی تھی لیکن نور لہدی منع کر چکی تھی کہ اسفندیار خان کی بہت اہم میٹنگ ہے

"بس تم مجھے پیناڈول دے دو۔۔۔۔۔ " اس کے اصرار پر نور لہدی نے تسلی کے لیے پیناڈول لے لی تھی اور حیات نے اس کے کمرے کا دروازہ بند کر دیا رہا تا کہ سکون سے نیند پوری کر لے جبکہ ابا تھوڑی دیر کے لیے باہر گئے اور اسفندیار خان پہلے ہی ان سے ملاقات کر کے نکل چکا تھا ضروری میٹنگ کی وجہ سے

۔۔۔۔۔ اور اب حیات رات کے لیے کچھ سپیشل بنا رہی تھی ابھی سے ہی کیونکہ اسفندیار اور نور لہدی پہلی دفع رات رک رہے تھے۔۔۔۔۔



-----

"یار تمہیں کیا ضرورت ہے اتنا تھکانے کی خود کو --- آخر کرنا تو بابا کا بزنس جو اُن ہے نا۔۔۔۔۔"

حمزہ نے اسے پانچ بجے واپس آنے پر کہا تھا

"ایک منٹ مجھ سے وہ گھساپٹ جملہ نہیں بولنا کہ میں اپنی اون پے کچھ کرنا چاہتی ہوں۔۔ کیونکہ میں تمہیں جانتا ہوں ماہی۔۔۔ مجھے اصل وجہ بتاؤ۔۔ چلو شہناش شروع ہو جاؤ۔۔۔" جبرائیل کہیں باہر گیا ہوا تھا اور اس وقت وہ تینوں ہی موجود تھے رات کی کافی کے ساتھ لان میں بیٹھے تھے اور ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہو رہے تھے

"ماہ روش نے اسے گھورا تھا اور حمزہ نے اس گھوری کو ہوا میں اڑایا تھا

"چلو اب بتاؤ بھی۔۔۔ اپنے منہ میں ڈرائی فروٹ کو رکھا تھا

"اپنے کان اور دماغ کی کھڑکیاں کھول لو کیونکہ مجھے اپنی بات دہرانا پسند نہیں ہے۔۔۔" اپنی کرسی سے اٹھتے اس نے پریسہ کی کرسی کی بیک پر ہاتھ جمائے تھے

1۔ "یہ بات بھی کسی حد تک ٹھیک ہے کہ میں اپنی اون پے کچھ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔"

اور 2۔ میں وہاں کمپنی میں لوگوں کے ساتھ کانٹیکٹس بھی بناؤں گی

3۔ مجھے مڈل کلاس لوگوں کے حالات کو قریب سے دیکھنا ہے



4۔ ہم سات لوگ مختلف جگہوں پر انٹرنشپ کر رہے ہیں تو مختلف لوگوں کی سائیکسی سمجھیں گے

5۔ ان کی سائیکسی کے لحاظ سے انہیں ڈیل کرنے کے لیے۔۔۔

6۔ ہمارا مقصد ایک ہے جس پر ہم ابھی پوری طاقت صرف کر رہے ہیں اور اپنا ہوم ورک مکمل کر رہے ہیں تھوڑا وقت ہے اسے منظر عام پر لانے کے لیے ابھی۔۔

7۔ اس کے لیے ہمیں ایک ڈاکٹر، وکیل، پولیس، طاقت ور بندے کی ضرورت ہے جو ہمارے پاس موجود ہیں۔۔۔ اپنی ہی عمر کے جن کا جذبہ سردنا ہو چکا ہو بلکہ عروج پر ہو۔۔۔۔۔

"زرا مقصد پر بھی روشنی ڈالیں گیں کیوں پریشانہ ادی۔۔۔۔" حمزہ کی زبان میں کھلی ہوئی تھی

"تمہارا جاننا ضروری نہیں ہے ابھی" دانت پیسے تھے اس نے، میں اسے بھا بھی بنانے کے چکر میں ہوں اور یہ الو اسے بہن بنا رہا ہے

"مقصد تو بتاؤ ماہ روش تب ہی ہم بھی کچھ کریں گے نا۔۔۔۔" اسے پتا تھا ڈاکٹر اور وکیل سے مراد کون ہیں اور پولیس والے کو بھی وہ جانتی تھی

"خاموشی سے سننا تم اب۔۔۔۔ حمزہ کو وارن کیا تھا کیونکہ پچھلی بات کا غصہ ابھی تک تھا۔۔۔۔"

"کچھ شرم بھی کر لیا کرو چار سال بڑا ہوں تم سے" حمزہ نے افسوس بھری آواز سے کہا تھا

"حزکتیں تو تمہاری چار سال چھوٹے والی ہیں" ان کی آپسی جنگ شروع ہو چکی تھی

"بس کرو آپ لوگ واپس آؤ پوائنٹ پے۔۔۔۔۔" دونوں کو گھورنے کے بعد ماہ روش کو کہا تھا

"ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ ہمارا مقصد بچوں کا ایک اسکول بنانا ہے، ایسے بچوں کا جو سڑک پر بھیک مانگ رہے ہوتے ہیں، جو پسماندہ علاقوں میں رہتے ہیں جہاں پر تعلیم پر توجہ دی ہی نہیں جاتی ہے، کم عمر میں بچوں کی شادیاں کر دی جاتی ہیں جبکہ ہم نے ان کے لیے سٹینڈ لینا ہے۔۔۔ چونکہ اس ملٹی نیشنل کمپنی میں مختلف علاقوں اور مختلف زبانیں بولنے والے افراد کام کر رہے ہیں تو وہ وہاں کے لوگوں کو اچھی طرح سمجھتے ہوں گے اور ان کے لحاظ سے ڈیل کریں گے جب وہ بچوں کو پڑھنے سے روکیں گے تو یہاں پر ہمارے والدین کا نام ہمارے کام آئے گا۔۔۔۔۔ جبکہ شروع کا سارا کام ہم خود کریں گے۔ لوگوں کی مشکلات سمجھیں گے ان سے بچوں کو ناپڑھانے کی وجوہات جانیں گے۔۔۔۔۔"

ہمیں اس سب کے لیے ڈاکٹر، پولیس اور وکیل کی ضرورت کیوں پیش آئے گی تو وجہ یہ ہے کہ اگر لوگ مار پیٹ جریں گے یا ڈرائیں دھمکائیں گے تو ہم بھی انہیں ڈرائیں گے دھمکائیں گے۔۔۔۔۔ "ان دونوں کی کرسی کے گرد گھومتے وہ سوچ سوچ کر بول رہی تھی الفاظ کو تول تول کر۔۔۔۔۔"

"آپ نے ان سب میں میرا ذکر نہیں کیا ہے ماہ روش "اچانک حمزہ کے پیچھے سے آواز آئی تھی

جدھر وہ اپنی آن بان سمیت بڑی سی چادر کو کندھوں پر لپیٹے کھڑا تھا

"کسی بھی (ٹھہر کی) جاگیر دار باس کی ہمیں ضرورت نہیں ہے "ناک بھوں چڑھاتے اس نے کہا تھا اور پریسہ کے ساتھ والی کرسی سنبھالی تھی۔ اس کے آفس سے آنے کے بعد ماہ روش کی جبرائیل سے بات نہیں ہوئی تھی اور اس ملاقات کے بعد ان کا اب آمناسا منا ہو رہا تھا

"ویسے سوچ لیں ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ "آگے بڑھتے جبرائیل خان نے بھی حمزہ کے ساتھ والی اس کے بالکل سامنے والی کرسی سنبھالی تھی

"یہ وقت ابھی ماہ روش ابراہیم خان پے نہیں آیا ہے سردار صاحب کہ آپ کی مدد لینی پڑے " ناک سے مکھی اڑائی تھی

"سوچ لو ماہ روش مستقبل لالہ سے ہی منسلک ہے، یہ ناہو مشکل ہو جائے تمہیں۔۔۔۔۔" پریسہ نے شرارت سے اسے دیکھتے کہا تھا

"ماہ روش ابراہیم ایسا کچھ نہیں سوچتی ہے میری جان۔۔۔۔۔ ویسے جو آپ کہہ رہی ہیں اس کے الٹ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ کے سردار لالہ کو ہماری مدد لینی پڑ جائے۔۔۔۔۔" ماہ روش نے آنکھیں چھوٹی کیے نگاہیں جبرائیل خان پر لگائیں تھیں۔۔۔۔۔

"آپ کی بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمیں تو ابھی بھی آپ کی ضرورت پڑتی ہے آفس کی مثال سامنے ہے۔۔۔۔۔" جبرائیل نے درپردہ آج کی اپنی ڈیٹ کی شرارت والی بات پے چوٹ کی تھی

"ویسے مجھے لگتا ہے مجھے یہاں سے اٹھ ہی جانا چاہیے کیونکہ کوئی بھی میری بات نہیں کر رہا ہے " ان کو اپنی اپنی باتوں میں مگن دیکھ کر وہ مغل ہوا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں شیور۔۔۔۔۔ اٹھو شتاباش۔۔۔۔۔" جبرائیل نے اس کے زخموں پے نمک چھڑکا تھا

"یہ زیادتی ہے لالہ۔۔۔۔۔"

"آپ میرے بھائی کو ایسے کیسے کہہ سکتے ہیں " ماہ روش نے خفگی سے کہا تھا

"ماہی مزاق کر رہے ہیں چلو۔۔۔۔۔ چھوڑو اس بات کو اور یہ بتاؤ کے حویلی جانے کی تیاری ہے کیونکہ بابا کا فرمان جاری ہو چکا ہے کہ اب آپ دونوں خواتین میرے ساتھ جائیں گیں اگر کوئی شاپنگ رہتی ہے تو وہ بھی کر لو کل اور پرسوں کا دن ہے آپ کے پاس " حمزہ نے اٹھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

"میرا بھی ایک ہفتہ لگے گا۔۔۔۔۔ کیونکہ آفس میرے والد محترم کا نہیں ہے جبکہ پریسہ جارہی ہیں تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔ اور تم کہاں چل دیے۔۔۔۔۔" ماہ روش نے اسے گھورتے کہا تھا

"یار ماہی بی جان بھی کہہ رہی تھیں اور اگر آفس والد محترم کا نہیں ہے لیکن مجازی خدا کا تو ہے" وہ ابھی تک اپنی کرسی کی بیک پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا اور شرارت سے ان دونوں کو ایک ایک نظر دیکھا تھا

"ٹھیک ہے حمزہ تم لے جانا پریسہ کو۔ ماہ روش میرے ساتھ آجائیں گیں۔۔۔۔۔" ماہ روش کی تنی بھنویں دیکھ کر جبرائیل خان نے حمزہ کو کہا تھا جس پر ناوہاں کہہ سکی تھی اور نا

"حمزہ میرے ساتھ آؤ مجھے کچھ کام ہے۔۔۔۔۔" اٹھ کر اندر کی جانب بڑھتے حمزہ کو اپنے ساتھ آنے کا کہا تھا

-----

"کیسی طبیعت ہے اب۔۔۔۔۔" اسے کسلمندی سے لیٹے دیکھ کر اسفندیار خان نے ٹائی کی ناٹ ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ڈھیلی کرتے استفسار کیا تھا۔ وہ ابھی ابھی لوٹا تھا آفس سے اور حیات کے بتانے پر ادھر کمرے میں آیا تھا جبکہ گھڑی رات کے آٹھ بجارہی تھی مسلسل چار دن آفس سے غیر حاضری کی وجہ سے اچھا خاصا کام جمع ہو چکا تھا

"ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔" کہنیوں کے بل وہ اوپر اٹھی تھی اور بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائی تھی اور آنکھیں ہلکی ہلکی سرخ ہو رہی تھی جبکہ بال بکھرے ہوئے تھے جس سے صاف ظاہر تھا کہ صبح سے وہ کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی اور ڈریسنگ کے سامنے سے ہٹنے پر وہ اس کے پاس آیا تھا اور ایک گھٹنہ موڑے بیڈ پر بیٹھا تھا اور ہاتھ سے اس کے ماتھے کی حرارت چیک کی تھی

"اچھا خاصا تپ رہا ہے ماتھا۔۔۔۔۔ بہت تیز بخار ہے تمہیں اور کہہ رہی ہو کہ ٹھیک ہوں۔۔۔ تمہیں چاہئے تھا کہ مجھے کال کر لیتی۔ اب اپنی حالت دیکھو صحیح سے بیٹھا بھی نہیں جا رہا ہے۔۔۔" ماتھے سے ہاتھ ہٹا کے اب اس کے ہاتھوں کو ٹھنڈک پہنچانی چاہی تھی جو اس کے ٹھنڈے ہاتھوں میں قید تھے اور ساتھ ہی ساتھ خفا تاثرات سے وہ اسے ڈانٹ رہا تھا۔۔۔۔۔

"اتنے دن بعد آفس گئے تھے اچھا خاصا کام جمع ہو گیا تھا اس لیے تمہیں تنگ کرنا مناسب نہیں سمجھا" اس کی خفگی دور کرنی چاہی تھی

"یہ آفس، میٹنگز، کام کچھ بھی تم سے ضروری نہیں ہے۔۔۔ چلو اٹھو ہم ہسپتال جا رہے ہیں" اسے ہاتھ پکڑ کے اٹھانا چاہا تھا

"ٹھیک ہوں میں اسفندیار۔۔۔ تم ابھی تھکے ہوئے آئے ہو کھانا کھاؤ اور آرام کر لو حیات نے مجھے دوائی دے دی تھی کچھ دیر تک آرام آجائے گا۔" اس کے آرام کے خیال سے نور لہدی نے منع کر دیا تھا وہ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کو پورے نام سے پکارا کرتے تھے جبکہ نور لہدی کو نور اور اسفندیار خان کو اسفی سب بلاتے تھے

"چپ ایک دم چپ۔۔۔ میری ساری تھکاوٹ تمہیں دیکھتے اتر گئی تھی۔۔۔ اب اٹھو چلو" زبردستی اسے اٹھانے کے بعد اس کے پاؤں میں از خود چپل پہنائی تھی اور ایک بازو کا سہارا دیے اسے ساتھ لایا تھا باہر اور حیات کو مطلع کیے گاڑی کی طرف لایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"ویسے اس سے سستا کوئی اور ڈائلاگ نہیں تھا" نور لہدی نے اس کے ساتھ چلتے پوچھا تھا

"میرے ذہن میں فلحال یہ ہی گردش کر رہا تھا جبکہ صداقت موجود ہے اس جملے میں میرے جذبات کی جسے آپ ناپ نہیں سکتی ہیں۔۔۔۔" اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی شال کو اچھی طرح اس کے گرد لپیٹتے اپنے جذبات کی گرمی کو ظاہر کیا تھا

"آپ یہ ڈائیلاگ بازی کسی اور وقت کے لیے اٹھا رکھیں شوہر صاحب ابھی ہم ہسپتال ہی چلتے ہیں کیونکہ آپ کو تو ارد گرد کا ہوش نہیں رہتا ہے جبکہ میرے ہوش و حواس سلامت ہیں کیونکہ لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔۔۔" پارکنگ کے پاس کھڑے نور لہدی نے اس کی توجہ پاس سے آتے جاتے لوگوں کی جانب مبذول کرائی تھی جبکہ وہ ہنوز ڈھیٹ بنا کھڑا تھا

"یہ سراسر آپ کا قصور ہے جو آپ مجھے کسی چیز کا ہوش ہی نہیں رہنے دیتی ہیں۔۔۔" اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولنے کے بعد اس کے بیٹھنے تک کا انتظار کیا تھا اور کھڑکی ڈے جھک کر عہد شرات سے بولا تھا۔۔۔۔ صبح کی بہ نسبت وہ اب بہت بہتر تھی جتنے منتشر اس کے خیالات تھے لیکن وہ ٹھیک تھی اب اور اسے اس طرح باتیں کرتے دیکھ کر اسے تسلی ہو گئی تھی کہ وہ ٹھیک ہے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"زندگی کبھی بھی کسی کے لیے پھولوں کی سیج نہیں ہوتی ہے، بہت تلخ کانٹوں سے لیس ہوتی ہے، اسے سمجھنے کے لیے بہت خواری سہنی پڑتی ہے، وقت لینا پڑتا ہے۔ یہ بات وقت سے پہلے سمجھ جائیں تو بہت اچھا ہوتا ہے ورنہ زندگی ہمیں وہ دور ضرور دکھاتی ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں جو بہت تلخ اور

تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ ہمیں وہ سب دیکھنا لازمی پڑتا ہے جن کا کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوتا ہے، جو کبھی ہماری سوچ کے در سے بھی نہیں گزرا ہوتا ہے، ہمیں ان سب باتوں کو فیس کرنا آنا چاہیے۔۔۔۔۔

لیکن ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ ہمیں تصویر کا صرف ایک رخ دکھایا جاتا ہے، ہمیں ایک ہی رخ کے فوائد اور نقصانات دکھائے جاتے ہیں جبکہ دوسرے رخ سے مکمل بے خبر رکھا جاتا ہے۔۔۔۔۔

لیکن جب ہمیں وقت یا زندگی یہ بہت برے طریقے سے دکھاتی ہے، بھیانک انداز سے، تب ہمیں لوگوں کو بلیم کرتے ہیں کہ اس سب میں ان کا قصور ہے ورنہ باقی لوگ بھی تو ہیں ان کے ساتھ ایسا کچھ پیش نہیں آیا ہے۔۔۔۔۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں اس حوالے سے میرے ایک استاد محترم ہیں جنہوں نے ہمیں ایک دفع بتایا تھا کہ ان کا بیٹا نویں جماعت میں فیل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ بڑے تعجب کی بات تھی کہ ان کے بیٹے فیل ہو گئے جو خود کالج میں بہت بڑی پوسٹ پے ٹیچر ہیں یہ بات انہیں بڑی تکلیف دہ رہی تھی۔۔۔ وہ چاہتے تو بیٹے کو اچھا خاصا بلیم کرتے لیکن اس سے وہ پڑھائی سے مکمل بد دل ہو جاتا۔۔۔۔۔ لیکن انہوں نے اس کے برعکس کام کیا۔۔۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا خیر ہے کوئی بات نہیں سب فیل ہوتے ہیں آپ ہو گئے ہو تو کوئی نئی بات نہیں ہے۔ محنت کریں اس دفع تو پاس ہو جائیں گے دل پے نالیں اس بات کو۔۔۔۔۔ خیر بہت اچھی طرح موٹیویٹ کیا تو وہ نویں کلاس میں پاس ہو گیا اگلی دفع۔۔۔ پھر اگلا سال آیا اور پھر کیا ہوا آپ کے خیال میں۔۔۔ سٹیج پے ادھر ادھر چلتے انہوں نے رک کر مجمعے سے پوچھا تھا جس سے آوازیں ابھری تھیں

"ٹاپ کیا ہو گا"

"اچھے مار کس آئے ہوں گے"

"اے پلس گریڈ آیا ہو گا"



مجھے سے مختلف ملی جلی آوازیں سنائی دی تھی جس پر اے کے لبوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا "وہ دسویں جماعت میں پھر فیل ہو گیا " ان کی آوازوں کو سننے کے بعد انہوں نے دوبار بات شروع کیا تھا جس پر سامعین کا منہ کھلا تھا۔۔۔

"خیر دسویں میں بھی والد صاحب نے دوبارہ موٹیویٹ کیا اور دوبارہ پیپر دیے تو وہ پاس ہو گیا۔ اب دور شروع ہوا تھا انٹر کا۔ انہوں نے بیٹے سے پوچھا کہ وہ کیا پڑھنا چاہتے ہیں تو اس نے کہا کہ میں آئی سی ایس کروں گا۔ والد صاحب دوبارہ راضی ہو گئے کہ چلو ٹھیک ہے اپنی مرضی کے مضمون رکھ کے اچھا پڑھ لیں گے لیکن پھر اس کے برعکس ہوا۔۔۔۔

"وہ فیل ہو گیا " اب جلدی سے سامعین میں سے کوئی بولا تھا جس پر وہ مسکرائے تھے

"وہ پھر فیل ہو گیا تو والد صاحب کہایا اب تو اپنی مرضی کے مضامین رکھیں ہیں اب تو ایسا نہیں تھا ہونا چاہیے تو وہ کہنے لگے کہ یہ ریاضی اور فزکس وغیرہ اس کے بس کی بات نہیں ہے لہذا اسے سمپل ایف اے رکھوایا گیا اور والد صاحب نے ایسا کیا اب خود اسے گھر پڑھاتے اور ساتھ میں اساتذہ سے بھی رابطے میں رہتے اور اس طرح وہ ایف اے کر گیا پھر بی اے میں اس کا پرائیویٹ کالج میں داخلہ کروایا گیا جہاں باقی بچوں کو دیکھتے اسے انداز ہوا کہ اب پڑھنے کے بغیر گزارا نہیں ہے اس لیے وہ شد و مد سے کوشش کرنے لگا اور اسے پڑھتے دیکھ کر والد محترم پوچھتے۔۔ "ءار تیری طبیعت ٹھیک ہے تم پڑھ رہے ہو۔۔۔ " جس پر وہ مسکرا دیتا۔۔۔ بیوں اس کا سفر ناکامی سے شروع ہوا لیکن آج وہ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے انگلش فرسٹ ڈویژن میں پاس کر چکا ہے۔۔۔۔







"میڈم آپ ابھی زرا نیچے تشریف لے آئیں بس آپ کو کہیں لے کر جانا ہے۔۔۔۔ کوئی سوال مت کیجئے گا!! آپ کو جواب جگہ پر پہنچ کر ملنا ہے۔۔۔ میں فون رکھ رہا ہوں اور آپ کا بے تابی سے انتظار کر رہا ایک نظر کھڑکی سے دیکھیں اور نیچے تشریف لے آئیں " میٹھا لہجہ، محبت سے لبریز، شفقت سے بھرپور

----

کچھ سوچتی وہ ایک نظر کھڑکی کو دیکھتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی چہنچ کیا تھا اور پانچ منٹ کے بدلے پندرہ منٹ بعد وہ وائیٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں، ہیلز پہنے پورچ سے گزرتی چوکیدار کو مطلع کرتی بازو پر کوٹ رکھے گیٹ سے باہر نکلی تھی جدھر گاڑی کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی

" آگئی آپ کو میری یاد۔۔۔۔۔ " خفگی سے دو قدم دور کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی جب وہ آگے بڑھے تھے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیے اس کا سر اپنے سینے سے لگایا تھا اور یہ فاصلہ طے کیا تھا کیونکہ وہ باپ تھے اور ہر دفعہ انہیں ہی یہ فاصلہ پاٹنا ہوتا تھا

'کہا تو تھا آپ سے کہ ہمارے ساتھ ہی چلیں لیکن آپ خود نہیں گئیں ہیں۔۔۔ " اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا اور اسے اندر بٹھانے کے بعد دوسری سائیڈ سے اندر بیٹھنے کے بعد بولے تھے اور گاڑی آگے بڑھائی تھی

"جی نہیں مجھے نہیں جانا تھا اتنی جلدی وہاں جبکہ آپ جانتے ہیں کہ میرے آفس سے چھٹیاں نہیں ملنی ہیں۔۔۔۔۔ " منہ بسورتے اس نے ان کے وائلٹ کو اٹھایا تھا بلا وجہ۔۔۔۔۔ اور بلا وجہ ہی اس سے سارا کیش نکال لیا تھا جو شاید انہوں نے غلطی سے سامنے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا تھا یا شاید جان بوجھ کے رکھا تھا



"دیکھا دیکھا!!! آپ اسے کچھ نہیں کہتے ہیں تب ہی یہ آپ کے پیسے نکال لیتی ہے پرس سے بھی، نانا سے بھی داجان سے بھی اور میری بھی جیب خالی کرواتی ہے مجھے لگتا ہے یہ بجائے آپ کے بزنس کو آگے لے جانے کے یہ اسے اپنی شاپنگ، ہاٹلنگ اور دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے میں ہی اڑائے گی۔۔۔۔ اور میرا تو اکاؤنٹ تک بند کروا دیں تھا آپ نے۔۔۔۔۔ یاد ہے آپ کو۔۔۔۔۔ یار بابا یہ زیادتی ہے۔۔۔۔۔"

حمزہ کی مصنوعی دہائیاں عروج پر تھیں

"بھئی یہ آپ کا آپسی معاملہ ہے میں کیا کہہ سکتا ہوں " گاڑی ایک اسپتال کے سامنے روکی تھی

"آپ ہر دفعہ یہ ہی کہتے ہیں جبکہ سائیڈ ہمیشہ اس کی لیتے ہیں۔۔۔۔۔ اس کے لہجے میں دکھ ہی دکھ تھا

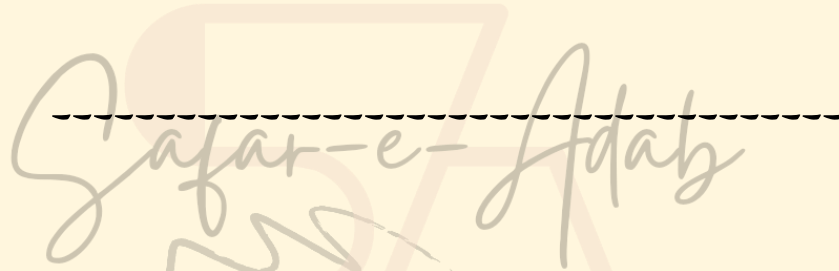
"بابا شکر ہے آپ اس کو ادھر اتار رہے ہیں جبکہ مجھے لگا تھا یہ ہمارے ساتھ جائے گا۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ می بوائے می کو مس کر رہا ہے شدت سے " پیچھے کی طرف مڑتے اس نے دوبارہ حمزہ کو چھیڑا تھا جس پر اس نے خونخوار نظروں سے گھورا تھا پھر کچھ سوچتے مسکرایا تھا

"ویسے یار بابا ایک چیز تو آپ مانتے ہیں چاہے اس کا اقرار کبھی ناکریں۔۔۔۔۔ یہ اتنے شاندار رزلٹ کبھی نہیں لائی جتنے میں لاتا رہا ہوں، کیونکہ پڑھنا ماہی کے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔ " اپنے کوٹ کے بٹن کو بند کرتا وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔۔

یہ بات اس کی سو فیصد درست تھی کیونکہ ماہ روش کو پڑھنے کا کچھ خاص شغف نہیں تھا اور ہر دفعہ وہ بس پاسنگ مارکس لیتی تھی اور تعلیمی لحاظ سے یہ ان کی خواہش ہمیشہ حمزہ نے پوری کی تھی ہر میدان حمزہ نے سر کیا تھا اور صرف یہاں آ کے ماہ روش حمزہ سے مات کھا جاتی تھی ورنہ ہر میدان میں وہ حمزہ سے آگے تھی

سوائے تعلیم کے۔۔۔۔۔ یہ بات بابا مانتے بھی تھے اور بزنس میں بھی اس کا انٹر سٹ ننانے کروایا تھا ورنہ وہ بگڑی ہوئی امیر زادی ہی ہوتی جسے صرف گھومنے پھرنے، پیسا اڑانے، ہاٹلنگ کرنے کا شوق تھا

"یار بابا آپ کا یہ بیٹا کچھ زیادہ ہی نہیں بولنے لگا حویلی جا کہ دھیان رکھیے گا اسپتال کے بجائے کسی لڑکی کے چکر میں ناہو۔۔۔۔۔ آیا بڑا آئن سٹائن کہیں کا۔ چلیں آپ ہم چلتے ہیں اور مجھے شاپنگ بھی کرنی ہے شادی کی۔ اور ویسے بھی سمجھیں کیا اسے اتار دیا کیونکہ اس کا جانا ہمارے ساتھ ضروری بھی نہیں تھا " کھڑکی کے پاس کھڑے حمزہ کو دیکھتے اس نے اونچی آواز میں کہا تھا بلکہ اسے سنایا تھا جسے وہ ان سنی کرتا وہاں سے چل دیا تھا



"اب کسی طبیعت ہے آپ کی۔۔۔؟؟؟" چائے کا کپ اس کی جانب بڑھایا تھا جو اپنے کمرے کی بالکونی میں بیٹھی تھی کچھ دیر قبل ہی اس کی حویلی بات ہوئی تھی اور سب نے اس کی خیریت دریافت کی تھی اور اب بڑی سی شال اپنے گرد لپیٹ رکھی تھی ٹھنڈ سے بچنے کے لیے جبکہ سورج کبھی نکل رہا تھا اور کبھی واپس چلا جاتا تھا اور اسفندیار خان مراد صاحب کے ساتھ کہیں باہر گئے تھے ناشتے کے بعد

"ٹھیک ہوں حیات۔۔۔۔۔ شکریہ اس کے لیے " ایک محبت والی نگاہ سے خود سے سات سال چھوٹی بہن کو دیکھا تھا جو اپنی عمر سے بڑی لگتی تھی یا شاید حالات نے وقت سے پہلے میچور بنا دیا تھا

اس وقت حیات میٹرک میں تھی جب پھوپھو لوگوں نے عین شادی پر انکار کیا تھشس اور امی کی وفات ہوئی تھی۔ کبھی کبھی اسے حیات ہو بہو اماں کا عکس لگتی تھی ابھی بھی ویسی ہی لگ رہی تھی خود کا خیال کرتے دیکھ کر

"کیا دیکھ رہی ہیں۔۔۔۔؟؟" خود کو مسلسل تکتے پایا تھا تو استفسار کیا تھا

"کچھ نہیں بس تم کبھی کبھی اماں جیسی لگتی ہو۔۔۔۔" دور خلاؤں میں دیکھتی وہ ماضی سے باہر آئی تھی اس کے متوجہ کرنے پر

"اور آپ ابا کا عکس لگتی ہیں۔۔۔۔"

"اچھا۔۔۔۔"

"ویسے تم نے شاپنگ کر لی ہے؟؟" نور لہدی نے پوچھا تھا  
 "کی تو نہیں ہے جبکہ میرے پاس اچھے خاصے کپڑے ہیں کوئی بھی پہن لوں گی۔۔۔ ویسے اب تین مہینے بعد کیا سو جھی شادی کی۔۔۔" حیات نے شرارت سے کہا تھا

"اسفندیار ہی کو شوق ہے اور ویسے بھی باقاعدہ ولیمہ نہیں ہوا تھا تو پوری فیملی کا خیال تھا نکاح سادگی سے ہوا تھا اور اب پوری رسمیں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے۔۔۔، اور پچھلے کپڑے کیوں پہننے ہیں تم نے۔۔!!" اس کی بات کا جواب دینے کے بعد اسے گھورا تھا

"کیا ہو رہا ہے لڑکیو۔۔۔۔۔" قبل اس سے کہ حیات کوئی جواب دیتی اسفندیار بھی بالکنی کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تھا



"بھائی آپ کی بیگم آپ کی تعریفیں کر رہی تھیں ...."

"میں مان ہی نہیں سکتا حیات آپ کی آپ یہ غلطی کر سکتی ہیں۔۔۔ آپ چھوڑیں انہیں بلکہ تیار ہو جائیں فٹا فٹ کیونکہ ہم شاپنگ کرنے جارہے ہیں تاکہ یہ کچھ فریش ہو جائیں۔۔۔۔" اپنی بیوی کی کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھے اسفندیار خان نے حیات سے کہا تھا

"لیکن بھائی۔۔۔۔۔"

"جو بھی باتیں کرنی ہیں بعد میں ابھی آپ تیار ہو جائیں ہم بس نکلنے لگے ہیں" اس کے انکار سے پہلے ہی وہ نرمی سے بولا تھا

"ہاں جاؤ تیار ہو جاؤ حیات۔۔۔۔۔" اب کی بار نور لہدی نے بھی کہا تھا جس پر وہ سر ہلاتے اٹھی تھی

"اب کیسی طبعیت ہے۔۔۔۔۔" حیات والی جگہ سنبھالتے اس کے چہرے کو نگاہوں میں رکھتے پوچھا تھا

"ٹھیک ہوں تمہارے سامنے ہوں۔۔۔" نور لہدی نے افق پر نگاہیں جمائی تھیں

"لیکن مجھے کیوں لگتا ہے کہ تم ٹھیک نہیں ہو۔۔۔" اس کی تسلی نہیں ہوئی تھی

"ٹھیک ہوں میں اسفندیار۔۔۔۔۔ بس بخار کی وجہ سے نقاہت ہو رہی ہے۔۔۔۔۔" وہ اب بھی ٹال مٹول

سے کام لے رہی تھی

"نور لہدی صاحبہ مجھے وہ بات بتاؤ جو تمہیں پریشان کر رہی ہے۔۔۔۔۔ کیا میں تمہیں جانتا نہیں ہوں۔۔۔۔۔"

تمہاری اس رونی شکل کے پیچھے کوئی اور وجہ ہے۔۔۔۔۔ اب مجھے شرافت سے بتائیں۔۔۔۔۔"



"پھوپھو اپنے بیٹے کے لیے اب حیات کا رشتہ مانگ رہی ہیں اور وہ اب اسے پچھلے کیے کی معافی بھی مانگ چکی ہیں دو روز قبل۔۔۔۔۔؟؟؟" اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار تھے ایسی تکلیف جو صرف وہ جانتی تھی اور اس کا خدا۔۔۔۔۔ اور یہ سچ ہی تھا کہ کچھ تکلیفیں کوئی بھی محسوس نہیں کر سکتا ہے سوائے اس خدائے واحد کے

"تو آپ کو اب پریشانی کیا ہے مجھے کھل کے بتائیں۔۔۔۔۔ کیا حیات جانتیں ہیں اس رشتے کے بارے میں یا نہیں اور آپ کے والد کی کیا رائے ہے۔۔۔۔۔!!" اسفندیار اس کے اندر کی اصل پریشانی جاننا چاہی تھی

"نہیں ابھی حیات کو علم نہیں ہے اور ابا راضی نہیں ہیں جبکہ ان کا بیٹا پہلے سے شادی شدہ اور ایک بچے کا باپ ہے جبکہ وہ ابھی بھی ڈھٹائی سے مجھے اس سب کا قصور وار گردان رہی ہیں۔۔۔ عرصہ ہو چلا ہے اس بات کو لیکن لوگ بھولتے ہی نہیں ہیں اور نا بھولنے دیتے ہیں۔۔۔۔۔ میں اب اس سب کو بھولنا چاہتی ہوں لیکن پھر کوئی نا کوئی آکے یاد کروا دیتا ہے۔۔۔۔۔ پہلے وہ عمر اور اب یہ پھوپھو۔۔۔۔۔ اسفندیار خان اس سب میں میرا کوئی قصور نہیں تھا میں یہ بتاتے تھک گئی ہوں۔۔۔" لیکن کوئی اس کا ماننے کو تیار ہی نہیں ہے۔۔۔ اور اب اس پر مور ہماری شادی نے لگادی ہے کہ یقیناً ہمارے درمیان ایسا کچھ تھا۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ تمہیں مجھ سے شادی نہیں کرنی چاہی تھی۔۔۔" افق سے نظریں ہٹائے اب وہ اس کی جانب دیکھتی نم آنکھوں سے کہہ رہی تھی جبکہ آخری بات پر نظریں چرائی تھیں۔۔۔۔۔

اگر اس سے وہ کچھ اگلو انا چاہتا تھا تو وہ کامیاب ہو گیا تھا

"اگر آپ کے والد راضی نہیں ہیں تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے اور حیات کو نا بتانا ہی بہتر۔ اور میری بات ہوئی ہے انکل سے وہ بتا رہے تھے کہ حیات اب جاب کرنا چاہتی ہیں اور ان کا انٹرسٹ بھی ٹیچنگ میں ہے تو میرے پاس ان کے لیے بہت اچھی جاب ہے اور آپ اس بات کی ٹینشن لینا بند کر دیں کہ لوگ آپ پر

اب بھی انگلی اٹھائیں گے۔۔۔۔۔ آپ بس مجھے چند دن اور دیں یہ خود ہی آپ سے معافی کے طلبگار ہوں گے۔۔۔۔۔

جبکہ عمر ملا تھا تو مجھے بتایا نہیں تم نے۔۔۔ کہاں ملا تھا وہ؟؟؟ اور کب ملا تھا۔۔۔ "!!! آگے ہو کر اس کے ہاتھ تھامے تھے اور اسے تسلی دی تھی جبکہ چہرے پر سوچ کی لکیریں واضح تھیں

"جب ہم پچھلی دفعہ حویلی سے واپس آئے تھے اس سے دو دن قبل۔۔۔۔۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ تم نے اسے انوائٹ کیا ہے۔۔۔۔۔ میں تم سے لڑنا بھی چاہتی تھی لیکن پھر اس بات کو انور کر دیا کیونکہ میں اپنے رشتے میں کوئی بد مزگی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔"

"جتنا پریشان اب ہو رہی ہو اس سے بہتر تھا مجھ سے پوچھ لیتی اور مزید پریشان ناہونا پڑتا جبکہ اب چھوڑو ان سب باتوں کو۔۔۔۔۔ میں حل کر لوں گا۔ اور اگلی دفعہ جب بھی کوئی بات ڈسٹر ب تو مہربانی کر کے مجھ سے ایک دفعہ کہنے کی غلطی کر لینا بجائے خود سے کچھ بھی سوچنے اور اس پر مور لگانے کہ۔۔۔۔۔ چلو اب اٹھو اور تیار ہو جاؤ پھر ہمیں عصر کے وقت واپسی کے لیے نکلنا بھی ہے۔۔۔ بابا کے کئیں فون آچکے ہیں۔۔۔" اس کا ہاتھ پکڑے اسے کمرے کی طرف لایا تھا اور خود بھی اس کے پیچھے ہی تھا

"یار ویسے کاش تمہارے بال گھنگھریالے ناہوتے۔۔۔" کئیں مرتبہ کا بولا ہوا جملہ ایک بار پھر اس کی زبان سے پھسلا تھا جس پر نور لہدی نے ہمیشہ کی طرح گھوری سے نوازا تھا اور چپ چاپ واش روم کی جانب بڑھی تھی

"کیا آپ نے بتایا ہے حمزہ کو کہ اس کے لیے اسپتال بنوا رہے ہیں؟!!؟" ریسٹورنٹ میں اپنے والد کے ساتھ لہجہ کرتی ماہ روش نے ان سے پوچھا تھا

"نہیں۔۔۔ سرپرائز دیں گے اسے جب کنسرکشن مکمل ہو جائے گی۔۔۔" بابا نے اس کے جواب میں کہا تھا

"ہمم"

"کب تک آنے کا ارادہ ہے حویلی" اب اگلی دفعہ سوال ابراہیم صاحب نے کیا تھا

"ہفتے کو۔۔۔۔۔" صرف دو لفظوں کا جواب

"کس ہفتے۔۔۔۔۔" اس یا اگلے ہفتے "لفظوں کے ہیر پھیر سے وہ واقف تھے

"اسی ہفتے کو ڈونٹ وری۔۔۔۔۔" مسکراتے فائنل کیا تھا

"او کے۔۔۔۔۔" ویسے میرا دل تھا میرے ساتھ ہی چلتی آپ "اپنی آرزو بتائی تھی

"اووو کم آن بابا۔۔۔ آپ کب سے مجھ پر اپنی مرضی ظاہر کرنے لگے۔ یہ اپنی مرضی تو آپ حمزہ پر لاگو کرتے ہیں جبکہ مجھے یہ بتائیں کہ بی جان سے ہی کہا ہو گا کہ میں آپ کے ساتھ آرہی ہوں۔ ویسے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آج بھی جانے پر۔۔۔۔۔" اپنے باپ کی مشکل آسان کی تھی اور اس کی بات پر وہ مسکرائے تھے اور اکثر ہی وہ صرف مسکراتے تھے جواب نہیں دیتے تھے

.....●

"مس ماہ روش کو میرے پاس بھیجیں۔۔۔۔۔ "اپنے آفس میں بیٹھے اس نے آرڈر جاری کی تھا اور اس وقت اس کے آفس میں خرم شہزاد موجود تھا اور وہ خود۔۔۔۔۔۔۔"

دروازاناک کرنے بعد بنا اجازت کا انتظار کیے وہ داخل ہوتی اس کے سامنے کرسی پر براجمان ہوئی تھی جبکہ خرم شہزاد تو اس کی جرات پر حیران ہوا تھا اور بے ساختہ تھوک نگلا تھا کہ اب اس کی خیر نہیں جبکہ وہ بڑی پرسکون انداز سے اس سے گویا ہوئی تھی

"جی فرمائیے سر آپ نے بلوایا تھا " جبرائیل خان کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے پوچھا تھا جو اس کی جرات ملاحظہ فرما رہا تھا

"آپ کل کہاں تھیں اور آپ نے کسی کو بھی اپنی چھٹی سے متعلق آگاہ نہیں کیا تھا۔۔۔ جبکہ آپ جانتی ہیں کہ آپ کا کنسٹرکشن سائٹ پر جانا بہت اہم تھا۔۔۔؟؟؟ اپنے لہجے کو نارمل رکھتے اس نے پوچھا تھا

"سر آپ کے حافظے میں اچھی طرح محفوظ ہے لیکن پھر بھی بتا دیتی ہوں کہ میں کنسٹرکشن سائٹ پر ہی موجود تھی اور ساری ڈیٹیلز اس فائل میں موجود ہیں۔۔۔ آپ دیکھ سکتے ہیں جو معلومات ہمیں چاہیے تھیں وہ ساری درج ہیں اس میں۔۔۔۔" تنکھے لہجے میں کہتے اس نے فائل سامنے دھری تھی اور کرسی کے پیچھے ٹیک لگائی تھی دراصل وہ ایک دن قبل ڈیٹ والی بات کا بدلہ اتار رہی تھی

"خرم یہ فائل اٹھائیں اور ساری ڈیٹیلز دیکھ کر مجھے آدھے گھنٹے تک انفارم کریں۔۔۔۔" خرم شہزاد جلدی سے وہ فائل تھامے وہاں سے نکلا تھا اور امہ روش کی جرات پر عیش عیش کر رہا تھا جو باس کو تنکھے جواب دے رہی تھی

"میرے ساتھ آج لنچ یاڈنر پر چلیں گیں۔۔۔؟؟؟" ایزی ہو کر بیٹھتے جبرائیل خان نے پوچھا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کسی حیثیت سے ایک گرل فرینڈ کی۔۔۔!!!" "میٹھا طنز کیا تھا

"کم آن ماہ روش وہ بس مزاق تھا۔۔۔۔" جبرائیل خان نے وضاحت کی تھی

"مجھے مزاق میں بھی ایسی باتیں پسند نہیں ہیں یہ بات آپ جانتے ہیں۔۔۔" اپنی نقطہء نظر واضح کیا تھا

"اوکے آئی ایم سوری۔۔۔۔" فوراً سے پہلے اپنی غلطی تسلیم کی تھی جس کی ماروش کو توقع نہیں تھی لیکن وہ خاموش ہی رہی تھی

adab@safareadab.com

Safar-e-Adab

## BEING THE STRING OF YOUR KITE

adab@safareadab.com

"خاموش کیوں ہو گئیں ہیں۔۔۔۔۔ کچھ تو کہیں۔۔۔۔۔" خاموشی کا وقفہ طویل ہونے لگا تو وہ دوباراً بول اٹھا تھا

"میری رائے کتنی اہمیت رکھتی ہے؟؟؟ یا میری رائے کو کس حد تک مانا جائے گا" جمع تفریق کرنے کے بعد وہ پول میں چاند کے نظر آتے عکس کو دیکھ کر گویا ہوئی تھی

"آپ کی رائے یا آپ کا فیصلہ سو فیصد اہمیت رکھتا ہے، بے فکر ہو کر اپنی اندرونی خلش ظاہر کریں۔۔۔۔۔ آپ بلا جھجک اپنی مرضی سے آگاہ کر سکتی ہیں اور آپ کی مرضی کو قبول کیا جائے گا" جبرائیل بالکل فری ہینڈ دے رہا تھا

"میں اس رشتے کو مانتی اور اسے قبول کرتی ہوں یہ ایک اٹل حقیقت ہے جبکہ جس احساسِ ذمہ داری سے اسے اپنانا چاہیے وہ ابھی مجھ میں ناپید ہے، کیونکہ میری تمام کر توجہ ابھی صرف اور صرف اپنے کام پر جس کا باقاعدہ آغاز ہمیں اگلے ہفتے کرنا اور آپ بہتر جانتے ہیں کہ اس سب کے لیے بہت محنت اور وقت کی ضرورت ہے اور اس سب میں اس رشتے کو وقت نہیں دے پاؤں گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس لیے میں کم از کم زیادہ نہیں تو چھ ماہ تک ایسا کچھ بھی نہیں چاہتی ہوں۔۔۔" دو ٹوک انداز لیکن نرمی اپنا موقف واضح کیا تھا جو اس کی پہچان تھا

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔" جبرائیل خان نے صرف دو لفظی جملہ بولا تھا

"لیکن آپ کی مرضی۔۔۔۔۔؟؟ اور داجان بی جان۔۔۔"

پول سے نظریں ہٹائے اس پر جمائی تھیں جس کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں واضح ہو رہی تھیں



"میں نے کہا ہے نا آپ کی مرضی سو فیصد اہمیت رکھتی ہے تو اگر میری کچھ اور بھی رائے تھی تو وہ کسی اور وقت کے لیے اٹھا رکھتے ہیں کیونکہ میں نے یہ باور کروایا تھا کہ رخصتی میں آپ کی بات کو اہمیت لازمی دی جائے گی اگرچہ نکاح میں زبردستی کی گئی تھی۔۔ جبکہ باقی لوگوں کی فکر چھوڑ دیں آپ، انھیں میں ہینڈل کر لوں گا۔۔۔۔۔" سرمئی آنکھوں والے نے بھوری آنکھوں کو گرفت میں لیتے کہا تھا

"دیکھ لیں سردار صاحب یہ نا ہوا بھی بڑے بڑے دعوے کر لیں اور بعد میں ریت کی دیوار ثابت ہوں" ماہ روش نے اسے چیلنج کر رتی نظروں سے دیکھا تھا

، "ایک سردار اپنی زبان سے مکر تا نہیں مادام۔۔۔ یہ ایک سردار کی زبان ہے۔۔۔۔۔" جبرائیل خان تھوڑا سا جھکتے اس کی بھوری آنکھوں میں گہرائی سے دیکھتے کہا تھا جس کی پلکیں مڑی ہوئی تھیں اور چاند کی چمکتی روشنی میں اس کی آنکھوں کی چمک دمک بھی جان لیوا تھی، بڑی شدت سے اس کی پلکوں کو چھونے کی خواہش پیدا ہوئی جسے اس نے تھپک کر سلا دیا تھا

"دیکھ لیں گے سردار صاحب۔۔۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے آخر آپ بھی یہیں موجود ہوں گے اور ہم بھی۔۔۔۔۔ ویسے آپ کی امریکہ کی فلائٹ کب کی ہے" وہ دونوں سائے اب آگے بڑھ رہے تھے پول کے کنارے سے دور جا رہے تھے ویسے تو ماہ روش کا قد دراز تھا لیکن جبرائیل خان کے کندھوں تک ہی وہ آتی تھی اور اب اس کا سائے میں جبرائیل خان کے سائے جتنا معلوم ہو رہا تھا کیونکہ وہ بائیں جانب چل رہی تھی اور جبرائیل دائیں جانب۔۔۔۔۔ اور چاند کی روشنی دائیں جانب سے آرہی تھی

7 "مارچ کی ہے" آہستہ آہستہ آوازیں مدھم ہو رہی تھیں

"اور واپسی کب ہے" ایک ہاتھ سے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا جو بار بار چہرے کو تنگ کر رہے تھے

25 "مارچ"

"اوو مطلب کے آپ شادی سے ایک دن قبل لوٹیں گے۔۔۔" اس کی جمع تفریق ہمیشہ سے بہت اچھی تھی

"ایسا ہی ہے۔۔۔۔۔"

آہستہ آہستہ آوازیں مدھم ہونے کے ساتھ بالکل ختم ہو گئی تھیں اور چاند کی روشنی میں سائے روشنی کو چھوڑے وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

یار لالہ آپ کس وقت تک پہنچ جائیں گے۔۔۔؟؟ میں بھی بس پہنچنے والا ہوں یار آپ سارے ہوں گے تو تسلی رہے گی۔۔۔۔۔" ولی محمد خان اپنے لالہ کی گاڑی اڑاتے ساتھ ساتھ ان سے پوچھ رہا تھا

فون سپیکر پر ڈالے

"تم کب تک یہ بلی چوہے کا کھیل کھیلتے ڈرتے رہو گے، شیر کے بچے بنو، اور بند کرو یہ سارا کھیل ڈرامہ، میرے پہنچنے سے قبل مطلع صاف ہونا چاہیے۔۔۔۔۔" منہ توڑ جواب دیا تھا

"جی بہتر۔۔۔۔۔" منہ بناتے اس نے یہ ہی کہا تھا جس پر دوسری جانب فون کاٹ دیا گیا تھا

"آپ تھوڑی سی تو مدد کرتے ولی لالہ کی۔۔۔۔۔" ماہ روش جو اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی ایسا ٹکا کے جواب دینے پر بولی تھی

"اگر ابھی بھی اسے میری مدد کی ضرورت ہے تو پھر جو اس نے اپنی محنت کے بل بوتے پر حاصل کیا ہے --- سب بے فائدہ ہے ---" بالکل سیدھا جواب

"اپنی فیملی سے لڑنے کے لیے کسی کا آپ کی بیک پر ہونا ضروری ہے ورنہ وہ ہمیں توڑنے میں کسر نہیں چھوڑتے ہیں، انہیں ہمارا نظریہ سمجھ نہیں آتا ہے وہ تب ہی سمجھتے ہیں یا سمجھوتہ کرتے ہیں جب ان کی ٹکر کا مقابل کی پشت پر ہو۔۔۔۔۔ اور آپ کا اس کی پشت پناہی کرنا اس کے لیے سہل ہو گا اس سے لڑنے کے لیے۔۔۔۔۔" بھاگتے دوڑتے مناظر سے نظریں ہٹائے اس کی جانب نگاہ جما کر سنجیدگی سے ایک اور رخ دکھایا تھا

"جبکہ میرا ماننا ہے کہ اگر آپ کھڑے ہو گئے ہیں کسی کے بھی خلاف تو آپ کو بلا خوف و خطر ہو کر اپنی جنگ لڑنی چاہئے بغیر کسی کی مدد کے۔۔۔" سیدھ میں گاڑی ڈرائیو کرتے جبرائیل خان نے بھی مختصر وضاحت دی تھی

"میں آپ کی بات مانتی ہوں یا نہیں اس پر بحث نہیں کروں گی کیونکہ ہر انسان کا نقطہ نظر مختلف ہوتا ہے تو اس سب پر بحث لا حاصل ہوگی۔ لہذا اسے چھوڑنا ہی بہتر ہے۔۔۔" کندھے اچکاتے دوبارہ نگاہ باہر کے گزرتے سر سبز لہراتے، بلند و بالا پہاڑ، اونچائی سے گرتی آبشاروں اور درختوں پر جمائی تھی جو موسم کی دلکشی میں اضافے کا باعث بن رہے تھے اور یہاں کے پہاڑی علاقوں کی خوبصورتی کی پہچان تھے

"آئی ایگریڈ۔۔۔۔۔" وہ بھی مان رہا تھا

"کچھ کھائیں گیں۔۔۔!!" گاڑی جب ایک ہاٹل کے پاس سے گزرنے لگی تو جبرائیل نے دوبارہ اسے متوجہ کیا تھا جو ان مناظر میں کھوئی ہوئی تھی

"کھلا دیں گے تو مہربانی ہوگی۔۔۔۔۔ شکر ہے چار گھنٹے کے سفر کے بعد آپ کو کچھ کھلانا یاد آگیا۔۔۔۔۔"  
 میری آنتیں تو قل ہو واللہ پڑھ رہی ہیں۔۔۔۔۔ آپ تو شاید سٹون کے بنے ہیں جنہیں بھوک بھی نہیں لگتی  
 ہوگی۔۔۔۔۔ "کھڑکی سے واپس ہٹتے اس کے الفاظ کو پراسیس کیا تھا اور پھر اسے جواب دیا تھا چند سیکنڈز  
 کے وقفے کے بعد کیونکہ سوائے ریاضی کے سوالات کے اسے پراسیس کرنے میں تھوڑی دیر ہوتی تھی  
 ۔۔۔۔۔

"میں لاتا ہوں۔۔۔۔۔" مسکراہٹ دباتے وہ باہر نکلا تھا اور گاڑی اب سڑک کے ایک جانب کھڑی تھی  
 جبکہ دوسری جانب کھائی تھی۔ بلندی پر واقع وادی نیلم کو جاتے رستے میں کئیں ایسے ہاٹلز آتے تھے اور  
 چونکہ وادی نیلم اسلام آباد سے تقریباً چھ گھنٹے کی ڈرائیو پر تھا اس لیے اس کا بھوک سے برا حال ہو رہا تھا  
 "یہ لیں۔۔۔۔۔" ایک شاپر اس کی جانب بڑھایا تھا جس سے نکلتی تازہ زنگر کی خوشبو اس کی مزید بھوک  
 بڑھا رہی تھی اور اب خود وہ سیٹ بیلٹ باندھے ڈرائیو کرنے لگا تھا  
 "آپ نہیں کھائیں گے۔۔۔۔۔" "!! اسے سکون سے دوبار ڈرائیو کرتے دیکھ کر ماہ روش نے پوچھا تھا  
 "نہیں۔۔۔۔۔ آپ کھائیں بس دو گھنٹے کا سفر ہے تو جا کر مورے کے ہاتھ کا بنا کھانا کھاؤں گا۔۔۔ اور اگر ابھی  
 کھا لیا تو بھوک نہیں بچے گی۔۔۔۔۔" اس کی تسلی کے لیے تفصیلی جواب دیا تھا  
 "او اچھا۔۔۔۔۔ یوں کہیں ناسٹون کے بنے ہوئے ہیں جنہیں بھوک نہیں لگتی ہے" بے پرواہی سے کہتی  
 اب وہ کھانے سے انصاف کر رہی تھی جبکہ وہ ڈرائیو کر رہا تھا خاموشی سے کچھ سوچتے بنا اس کی بات کا  
 جواب دیئے۔۔۔۔۔

تینو گاڑیاں آگے پیچھے حویلی داخل ہوئی تھیں پہلی میں اسفندیار خان اور نور لہدی، دوسری میں ماہ روش اور جبرائیل خان جبکہ تیسری میں ولی محمد خان تھا۔ سب سے اگلی گاڑی سے نکلنے کے بعد نور لہدی ماہ روش سے بغلیں ہوئی تھی اور اسی کے ساتھ حویلی کی اندرونی طرف بڑھنے سے قبل ہی ولی محمد خان کی آواز پر رکیں تھیں

"اسلام و علیکم بھابھیز۔۔۔۔۔۔ بھابھی ہوا چھا خاصا لمبا کہنے پر دونوں خواتین نے مڑ کر دیکھا تھا اور مسکرائی تھیں جبکہ ماہ روش نے گھورا تھا کیونکہ پہلے وہ ماہ روش بچے کہتا تھا اور اب بھابھی دوغلا کہیں کا اسنی لالہ تو شاید میرا تعارف آپ سے نا کروائیں اس لیے خود ہی کر ادیتا ہوں کہ میں بھی اس خاندان کا حصہ ہوں۔۔۔۔۔۔ ایک نظر اسفندیار خان پر ڈالی تھی جو گاڑی سے نکل کر جبرائیل خان سے کچھ بات کر رہا تھا اور وہ دونوں ادھر ہی بڑھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔"

میرا نام ولی محمد خان ہے اور میں جبرائیل خان کا چھوٹا بھائی ہوں، اسنی لالہ کا کزن، زاویر خان کا بیٹا، ارتضیٰ خان کا جگری یار، داجان کا نالائق پوتا اور ماہ روش ابراہیم خان کا دیور۔۔۔۔۔۔

اس کے انداز پر نور لہدی کھکھلا کے ہنسی تھی جبکہ ماہ روش نے مسکراہٹ دباتے مصنوعی خفگی دکھائی تھی "ہر کسی سے اتنا لمبا تعارف کرواتے ہیں؟؟؟" نور لہدی نے دونوں ہتھ ڈینے پر باندھے اس سے استفسار کیا تھا جبکہ ماہ روش پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑی تھی اور تبھی وہ دونوں بھی چلتے ہوئے ان کے پاس آ کر کے تھے

"نہیں بھا بھی بس شہید ہونے سے قبل بتا رہا ہوں کہ بعد میں آپ میرے تعارف سے محروم نا ہو جائیں کسی کو بتانے کے لیے آپ کو کچھ تو پتا ہو میرے بارے میں جبکہ میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی نے بھی آپ سے میرے بارے میں کچھ بھی ڈسکس نہیں کیا ہو گا کہ اس خاندان کا ایک اور بھی چشم و چراغ ہے۔۔۔۔۔" غیر محسوس انداز سے وہ ان کے سامنے سے ہٹتا ماہ روش کی سائیڈ پر ہوا تھا جس کا جبرائیل نے نوٹس لیا تھا اور اس کی حرکت پر گھورا تھا

"آپ کی باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں۔ ہاں البتہ آپ کی تصویریں البم میں دیکھ لی تھی تو آپ کے بارے میں کافی حد تک پتہ ہے۔۔۔۔۔" کچھ حد تک تسلی بخش جواب دیا تھا

"بھا بھیز بعد میں ملاقات ہوتی ہے کیونکہ ابھی آپ کے شوہر نامدار اور ان کے یہ جگری صاحب مجھے قتل کرنے کے درپے ہیں۔۔۔" ایک لمحے میں کہہ کر دوسرے لمحے وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا کیونکہ جبرائیل خان کے کہنے کے باوجود وہ اسی وقت آیا تھا جب وہ حویلی لوٹے تھے جبکہ جبرائیل خان اس کی فضولیات پر کان دھرنے سے قبل ہی نور لہدی سے اس کے والد کی طبیعت اور اس کے حال احوال کے متعلق پوچھ رہا تھا اور پھر یہ سب اک دوسرے معیت میں حویلی کی اندرونی جانب بڑھے تھے ہلکی پھلکی گفتگو کرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پیچھے شام کے گہرے ہوتے سارے میں مختلف رنگوں کے پھتر چمک رہے تھے جو فوارے کے اطراف میں لگے ہوئے تھے لان کے اور چاند نے آج اپنی چھپ نہیں دکھائی تھی کیونکہ وہ اپنی زندگی کے آخری دن گزار رہا تھا

جب وہ لوٹے تھے تو شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے اور رات کا کھانا بس پک چکا تھا اور ڈائیننگ ٹیبل پر لگایا جانے لگا تھا اس لیے سب گھر والوں سے حال احوال دریافت کرنے کے بعد جلد ہی پورا خاندان رات کے کھانے پر جمع ہو چکا تھا اور خاموشی سے کھانا تناول کیا جا رہا تھا

ار ترضیٰ خان اور ولی محمد خان کی کرسی ساتھ ساتھ جس کی وجہ سے وہ کھسر پھسر کر رہے تھے اور بی جان کی ایک ہی گھوری پر ان کی زبان کو بریک لگی تھی اور سراب جھک چکا تھا پلیٹ پر۔۔

"ولی محمد خان آپ زرا میرے کمرے میں تشریف لانا پسند کریں گے اگر کوئی تکلیف نا ہو تو۔۔۔۔۔"

کھانا کھانے کے فوراً بعد داجان نے اپنی سربراہی کرسی سے اٹھتے اسے خوشمگس نگاہوں سے گھورتے پوچھا

تھا جو کھانے میں ایسا مگن تھا کہ شاید چھ مہینے سے کبھی کھانا نصیب ہی نا ہوا ہو۔۔۔۔۔

"جی داجان آپ جائیے۔۔ (ویسے تکلیف محسوس تو ہو گی جانے میں لیکن کوئی بات نہیں خیر ہے) میں آتا ہوں۔۔۔۔۔" اپنی پلیٹ پر دوبارہ جھکنے سے قبل وہ بولا تھا اور پلیٹ پر ایسے جھکا تھا کہ دوبارہ کبھی کھانا قسمت میں ہی نہیں لکھا ہو گا۔ بقول ار ترضیٰ خان کے جو اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا

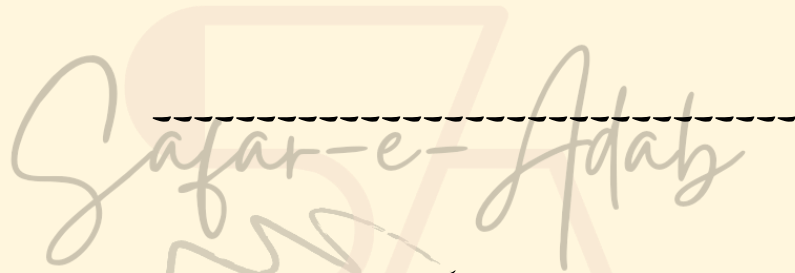
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ایک کپ چائے میرے کمرے میں بھجوا دیجئے گا" داجان وہاں سے رخصت ہونے سے قبل بی جان کی طرف دیکھتے کہہ کر گئے تھے کیونکہ یہاں کے لوگوں میں رواج تھا کہ جتنی بھی نوکراںیاں رکھ لیں مرد کے کھانے پینے سے لے کر پہننے اوڑھنے کا خیال اس کی زوجہ ہی کرتی ہے اور عورت کو یہاں کے لوگ بہت عزت والا مقام دیتے تھے



"جی خان سائیں۔۔۔۔" کھانا سب ہی تقریباً تناول فرما چکے تھے اور آہستہ آہستہ اٹھ کر وہاں سے جا رہے تھے کچھ لاؤنج میں بیٹھ گئے تھے چائے کے انتظار میں اور جبرائیل خان اسفندیار خان کے ساتھ وادی کی طرف نکل گیا تھا کیونکہ کچھ کام تھے جو بے حد ضروری تھے

"بی جان میری چائے بھی داجان کے کمرے میں بھجوا دیجئے گا۔۔۔" ولی محمد خان جو کچھ دیر قبل شوخ ہو رہا تھا اب اس کے چہرے پر غم سنجیدگی تھی اور اسی سنجیدہ انداز سے کہتے وہ داجان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا اور پیچھے ماہ روش اپنے لیے کافی بنانے کے لیے فرشتے کے ساتھ کچن کی جانب بڑھی تھی کیونکہ اسے بابا یا ماما کے ہاتھ کی کافی کے علاوہ کسی کی پسند نہیں آتی تھی



"تو کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟؟؟؟" سنجیدگی سے بھرپور آواز نے تعاقب کیا تھا

"داجان یہ میرا حتمی فیصلہ ہے۔۔۔" جب وہ ایک ٹرے میں کافی کے تین کپ لیے داجان کے کمرے میں داخل ہوئی تو اس کے کانوں نے ولی محمد خان کا یہ فقرہ سنا تھا اور آواز سے سنجیدگی ٹپک رہی تھی جو ارادوں کی پختگی کا غماز تھی

وہ دروازہ انک کرنے کے بعد کافی لیے داجان کے سامنے جھکی تھی جن کا رنگ ولی محمد خان کی بات سن کر غصے کی زیادتی سے سرخ ہوا تھا اور ماتھے پر بلوں کا اضافہ ہوا تھا جبکہ ہونٹ غصے کی زیادتی سے لرز رہے



تھے۔ اس وقت وہ دیوار کے ساتھ رکھے صوفے پر براجمان تھے اور ولی محمد خان ان کے سامنے سر اٹھائے کھڑا تھا

"آپ کی کافی دا جان۔۔۔" کافی ان کے غصے کی وجہ سے لائی تھی کیونکہ بلیک کافی غصے کو کم کرتی ہے۔ ایک نرم سی آواز نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا تھا جب انہوں نے تھوڑا سا رخ موڑا تو ماہ روش کو اپنے سامنے ایک سائیڈ سے ٹرے کیے پایا تھا جس میں تین کپ کافی کے تھے ایک بلیک کافی اور دو کریم کافی کے۔۔۔۔۔

ایک آنکھ سے بلیک کافی کی طرف اشارہ کیا تھا جسے انہوں نے خاموشی سے تھام لیا تھا اور پھر خوشخوار نظروں سے ولی محمد خان کو دیکھتے وہاں سے نکل جانے کے لیے کہا تھا

"ابھی میری نظروں سے دور ہو جاؤ اور کوشش کرنا کہ دو تین دن تک نظرنا آؤ جب تک میرا غصہ ناسر ہو جائے۔۔۔۔۔" اس وقت ان کا غصہ انتہا پر تھا جبکہ ماہ روش کو دیکھتے وہ کچھ نرم ہوئے تھے اور ولی محمد خان جھک کر ٹرے سے کافی کا کپ اٹھاتے مسکراہٹ دباتے وہاں سے نکلا تھا ایک تشکر والی نگاہ ماہ روش پر ڈالتے۔۔۔۔۔

"آپ بیٹھیں بچے ادھر۔۔۔۔۔" اپنے پاس جگہ بنائی تھی

"بہت شکریہ دا جان۔۔۔۔۔ یہ پینٹنگ آپ نے نئی لگائی ہے ادھر کیونکہ یہ پہلے نہیں تھی ادھر۔۔۔"

کافی کے گھونٹ لیتی اس نے سامنے لگی دیوار پر پینٹنگ کی جانب اشارہ کیا تھا جو پہلے یہاں نہیں تھی لیکن اب موجود تھی شاید اس جگہ کوئی اور پینٹنگ تھی۔ اس کے پوچھنے پر انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا تھا کہ کیا وہ سچ میں باریک بین تھی

"پچھلے ہفتے فرشتے لائی ہیں۔ یہ پینٹنگ کا شوق انہیں ہی ہے۔ آپ کو گھر میں جدھر بھی پینٹنگز نظر آئیں گیں یا تو ان کے ہاتھوں کا کمال ہو گا یا ان کی پسند سے آئیں ہوں گیں " داجان کے لہجے میں ہلکی سی مٹھاس تھی جو شاید پہلے کبھی ماہ روش نے کسی کے لیے محسوس نہیں کی تھی

"لگتا ہے فرشتے کو بہت شوق ہے پینٹنگ کا۔۔" کافی کے کپ کو ہاتھ میں ہی لیے وہ اس پینٹنگ کے سامنے جار کی تھی جو دیکھنے میں تو ایسی لگ رہی تھی کہ جنگل میں ایک آدمی اکیلا طوفان میں خیمہ لگائے ہوئے تھا جبکہ طوفان شدید نوعیت کا تھا جس نے خیمے کو تقریباً اکھاڑ دیا تھا ایک سائیڈ سے اور بارش بھی بڑھتی جا رہی تھی ہر وقفے وقفے سے، جبکہ اس آدمی کے چہرے پر زرہ برابر خوف نہیں تھا اور اگر آپنی دونوں آنکھوں کو ستر فیصد بند کر کے دیکھیں تو اس منظر میں ایک اور منظر نظر آ رہا تھا جس میں وہ سفید گھوڑے کو دورائے طوفان کے بعد وہاں سے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

اس منظر کو اس خوبصورتی سے رنگوں میں بھرا گیا تھا کہ وہ ایک لمحے میں دنگ رہ گئی تھی کیونکہ ایک ہی پینٹنگ میں دو طرح کے مناظر کی منظر کشی کی گئی تھی ایک میں خوف و ہراس اور امید کی کرن جبکہ دوسرے میں خوف کے بعد کی جس میں انعام حاصل ہو چکا تھا

"اس پینٹنگ کو دیکھنے سے بہت سکون ملتا ہے نا۔ ایک اندرونی قوت محسوس ہوتی ہے جو کہتی ہے کہ حالات سے ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ امید کی کرنا کا دیا ہمیشہ روشن رکھنا چاہیے اس سینے میں۔۔" داجان کب اس کے پیچھے آکھڑے ہوئے تھے اسے علم ہی نہیں ہو سکا تھا کیونکہ اس پینٹنگ نے عجیب طرح سے اسے جکڑا تھا اور چونکی تب تھی جب وہ بولے تھے۔۔۔۔۔

"مجھے اس سے فلحال ایک چیز سمجھ آئی ہے اور وہ ہے "یقین" --- "ان کی اپنی رائے پر اس نے بھی اپنی رائے پیش کی جسے انہوں نے سرخم کر کے تسلیم کیا تھا

"یہ ضروری بھی نہیں ہے کہ ایک چیز میں دو لوگ لوگوں کے لیے ایک ہی سبق ہو کیونکہ ہمارا چیزوں کو قبول کرنے کا انداز مختلف ہوتا ہے اور ہم اسی لحاظ سے چیزوں کو قبول کرتے ہیں، جیسے آپ نے اس میں "یقین" ڈھونڈا ہے اور میں نے "امید" --- ماہ روش کا ابھی بھی رخ پینٹنگ کی جانب تھا جب کہ سماعت ان کی آواز کی جانب متوجہ تھی مکمل یکسوئی سے سنتی وہ یوں معلوم ظور ہی تھی جیسے کسی نرسری کے بچے کو نئی چیزیں سکھائی جائیں تو وہ شوق سے سیکھتا ہے

"اس میں ابھی ایسا لگتا ہے کہ کچھ چھپا ہوا ہے۔۔۔ پتا نہیں کیا ہے لیکن میں اسے ڈھونڈنا چاہوں گی " اب اس نے اپنا رخ پلٹا تھا تو داجان کو اپنے پیچھے اسی پینٹنگ پر نظریں جمائے کھڑے پایا تھا جو اس کی بات پر مسکرائے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شباباش۔۔ ہمیں ہار نہیں مانی چاہیے۔ ضروری نہیں کہ ہمیں ایک ہی بار میں سب کچھ سمجھ آجائے۔ کچھ چیزیں وقت لیتی ہیں۔ ان کے چھپے معانی ہمیں وقت کے ساتھ پتا چلتے ہیں وہ اپنی میعاد پوری ہونے پر لھکتے ہیں اس سے پہلے نہیں آپ بھی وقت کے ساتھ اس میں چھپے معانی تلاش کر لیں گیں " ایک بازو اس کے کندھے کے گرد باندھا تھا اور اسے ساتھ لیے دوبارہ صوفے کی جانب آئے تھے

"ویسے میں اب کیا سمجھو آپ نے اپنی ناراضگی مجھ سے ختم کر دی ہے۔۔؟؟ " آنکھیں چھوٹی کیے وہ اس کی طرف دیکھ رہے تھے جو ابھی بھی الجھی ہوئی تھی اور جلد ہی اس پینٹنگ کا راز جاننا چاہ رہی تھی جب

دا جان کی آواز نے اس میں خلل ڈالا تھا اور اسے وقت لگا تھا پراسیس کرنے میں کیونکہ اسے وقت لگتا تھا اور پھر وہ مسکرائی تھی اور اب ڈیدھی ہو کر ٹیک لگائے تھی اور اپنی نگاہ ان پر جمائے تھی جو پدرانہ شفقت سے دیکھ رہے تھے

"ویسے آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں اتنی آسانی سے مان جاؤں گی۔۔۔" مصنوعی خفگی سے ان کے سوال پر سوال داغا تھا

"نہیں مجھے یقین ہے آپ مان گئیں ہیں۔۔۔" ان کے لہجے کا یقین اٹل حقیقت تھا جس پر وہ کھکھلائی تھی جبکہ اس کھکھلاہٹ نے ان کے یقین پر مہر لگائی تھی اور اس کھکھلاہٹ پر کمرے میں داخل ہوتے ابراہیم صاحب نے ماشاء اللہ کہا تھا اور دل میں ہمیشہ خوش رہنے کی دعائیں کیں تھیں جبکہ کچھ دعائیں بھی قبول ہونے میں وقت لیتی ہیں۔۔۔ بہت زیادہ وقت۔۔۔ صدیوں برابر وقت۔۔۔ ہر راز کھولنے کے بعد۔۔۔ قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔۔۔۔۔

"لگتا ہے یہاں خوب محفل جمی ہے۔۔۔ کہیں میں نے آپ کی اس محفل میں رنگ میں بھنگ تو نہیں ڈال دیا۔۔۔" ابراہیم صاحب کہنے کے ساتھ ہی سامنے سنگل صوفے پر بیٹھے تھے جب ماہ روش اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور انھی کے سنگل صوفے کے بازو پر بیٹھی تھی اور اپنے بازو ان کے گلے میں ڈالے تھے

"آپ بھنگ نہیں ڈالتے بلکہ مزید رنگ بھرتے ہیں اور یہ رنگ اتنے پکے ہوتے ہیں کہ آپ کی غیر موجودگی میں انہیں مس کیا جاتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ آپ کی بغیر یہ زندگی پھیکی ہے اور اس کے رنگ کچے ہیں جو اثر ہی نہیں رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ بے اثر ہیں۔۔۔" بات کے آخر میں لہجہ اداسی لیے تھا جبکہ اس کی ایسی اداسی ہر ابراہیم صاحب کے دل کو کچھ ہوا تھا جسے ان کے والس محترم نے بخوبی محسوس کیا تھا جو بیڈ کی

سائیڈ ٹیبل سے کچھ نکال کے لارہے تھے اور ان کے ہاتھ میں وہ ہی ڈبہ تھا جب نکاح کے بعد ماہِ روش یہاں سے جا رہی تھی اور وہ اسے دینا چاہتے تھے

"بچے آپ کی امانت ہے ہمارے پاس جسے سنبھالتے تھک گئے ہیں اب خود سنبھال لیں اسے کیوں کہ بقول آپ کے اب آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔" مچلی خوبصورت ڈبیا اس کے سامنے کی تھی جو ابھی بھی باپ کے ساتھ بیٹھی تھی

"آپ کے والد محترم مجھے بلیک میل کر رہے ہیں بابا جان۔۔۔۔۔ یہ دیکھیں زبردستی مجھے یہ دے رہے ہیں " اپنی پچھلی بات کا اثر زائل کرنا چاہتا تھا اور شوخ ہوئی تھی

"اور آپ تو جیسے ہو رہی ہیں۔۔۔!! یار میرے والد ہیں اگر آپ ان کے ہاتھوں بلیک میل ہو بھی جائیں تو میرا خیال کر کے چپ ہو جائیے گا۔ تھام لیں۔" عہ بھی شرارت پر مائل دکھائی دیئے تھے اور نرمی سے عہ ڈبیا قبول کرنے کا کہا تھا

"بائے دا بہت شکریہ مجھے بلیک میل کرنے کے بعد زبردستی اس رشتے کو قبول کرنے کے لیے اور اس گفٹ کے لیے بھی۔۔" مصنوعی دیکھی انداز تھا جس پر وہ دونوں مرد مسکرائے تھے اور جب ماہ روش نے اس مخملی ڈبیا کو کھولا تو اس سے جگر جگر کرتی خوبصورت لیڈیز وایج تھی جبکہ دوسری وایج واہیں سے غائب تھی کیونکہ یہ کپل رسٹ وایج کی ڈبیا تھی اور اب وہ اسے اپنی کلانی پر باندھ کر ان دونوں مردوں کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کی وجہ بن رہی تھی۔۔۔۔۔۔ لیکن عہ وقت دور نہیں تھا جب ان دونوں مردوں کی وجہ سے اس کی آنکھیں اشک مار ہونی تھیں۔۔۔۔۔۔

.....

"کیا اب ہم ان کل کی چھٹانک بھر لڑکیوں کے لیے اپنے اصول بدلیں گے یا ان سے منہ موڑ لیں گے  
 --- حد کرتے ہیں آپ بھی صاحب۔۔۔۔ آپ کیسے جبرائیل کا مطالبہ مان سکتے ہیں اور شاید آپ محبت  
 میں مان بھی لیں لیکن اب پورے خاندان میں یہ بات پھیل چکی ہے کہ خان خاندان کے دو بڑے پوتوں کی  
 شادی ہے تو کیا جواز پیش کریں گے۔۔۔۔ بتائیے آپ۔۔۔۔!! لیکن شاید آپ کی آنکھوں پر تواب  
 ان کی محبت کی پٹی بندھ گئی ہے لیکن یہ شاید بھول گئے ہیں کہ ہمارے علاقے اور خاندان کا رواج ہے کہ  
 سردار سے پہلے کسی بھی بچے کی خاندان میں شادی نہیں ہوگی۔۔۔۔ تو کیا اب اسفندیار کی شادی بھی  
 روکیں گے اور دنیا کو کیا جواب دیں گے یا اپنی پوتی کو راضی کریں گے؟؟؟ نہیں یقیناً کیونکہ آپ کی آج  
 کل محبت اٹاڈ کر آرہی ہے لیکن ایک بات یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ اگر ایک پوتی کا خیال کر رہے ہیں  
 تو باقیوں کو کب تک بٹھائے رکھیں گے جن کی عمریں بھی شادی کو پہنچ چکی ہیں جبکہ یہ پوتی سب سے چھوٹی  
 ہے اگر اس کی چار سال بھی نا کریں تو فرق نہیں پڑے گا جبکہ باقی پوتیوں کی عمر دیکھیں اور بتائیں فرق پڑتا  
 ہے کہ نہیں۔۔۔ جبکہ آپ واضح طور پر جانتے ہیں ہم نے روکے کیوں رکھا تھا صرف جبرائیل خان کی  
 شادی کی وجہ سے اور اگر خدا خدا کر کے یہ پوری ہونے لگی ہے تو آپ اپنے پوتے سے ایک سال بعد  
 شادی کا وعدہ کر آئے ہیں۔۔۔۔ حد ہے ایسے پیار پر۔۔۔۔؟؟؟" بی جان داجان پر دل کھول کر بھڑاس  
 نکال رہی تھیں کیونکہ جب سے انہوں نے سنا تھا کہ جبرائیل خان نے ابھی انکار کر دیا ہے رخصتی لینے سے  
 اور اس کے پیچھے ماہ روش کی خواہش کا عمل دخل ہے تو وہ کونوں پر لوٹ رہی تھی

"دھیرج رکھیں نیک بخت۔ کوئی نا کوئی مسئلے کا حل نکل آئے گا۔۔۔۔۔" ان کی اتنی لمبی تقریر کے جواب میں صرف دو جملے وہ غصہ نہ کرتیں تو کیا کرتیں۔۔۔

"کیا حل نکلے گا۔۔۔ بتائیں زرا۔۔۔ اس کا کوئی حل نہیں سوائے اس کے کہ آپ اپنے پوتے اور پوتی کو راضی کریں ورنہ جرگہ بیٹھے گا اور جرگے کا فیصلہ مجبوراً ماننا پڑے گا آپ کو۔۔۔ کیونکہ آپ شاید بھولے نہیں ہوں گے اس واقعے کو جب جرگے میں سردار کی حیثیت سے آپ نے ہی فیصلہ کیا تھا جب تک بڑے بیٹے کی شادی نہیں ہوگی تو چھوٹے بیٹے بھی کنوارے رہیں گے۔۔۔۔۔ یہ اس گاؤں اور قبیلے کا قانون ہے، ریت ہے ہماری اور کوئی بھی اسے توڑے گا نہیں ورنہ اسے پورے علاقے سے قطع تعلق کرنا ہو گا۔۔۔۔۔" تو کیا اب آپ کی دفعہ یہ بدل جائے گا صاحب۔۔۔

بہتر ہے کہ آپ اس پر سوچیں۔۔۔" وہ جو ایک دفعہ خود کو مطمئن کر چکے تھے حقیقت سے نظریں چرا کر لیکن اب اپنی زوجہ کے حقیقت بتانے پر سوچ میں ڈوب گئے تھے اور وہ اپنی بڑی شال کو سنبھالتی ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے وہاں کمرے سے نکل گئی تھیں ان کے لیے سوچوں کے کنیں دروا کیے۔۔۔۔۔۔۔۔

سرہاتھوں میں گرائے وہ سوچ رہے تھے کیونکہ کل ہی جبرائیل خان نے ان سے بات کر لی تھی اور آج صبح وہ امریکہ چلا گیا تھا اور اب اس کی واپسی پورے پندرہ دن بعد تھی اگر وہ کوشش کرتا بھی تو صرف ایک آدھ دن کا فرق پڑنا تھا اس کی واپسی پر ورنہ اس نے اسی ڈیٹ پر واپس آنا تھا۔۔۔۔۔

انہیں جو بھی فیصلہ کرنا تھا صرف دو دن تھے ان کے پاس اور پھر کچھ سوچتے انہوں نے اپنے بیٹوں سے بات کرنے کا سوچا تھا اور اپنے پاس مردانے میں تینوں بیٹوں کی حاضری یقینی بنائی تھی ملازم کے ذریعے

-----



اگلے دو دنوں میں وہ حتمی فیصلہ کر چکے تھے کیونکہ یہ ان کی ساکھ اور قبیلے کی عزت کا سوال تھا اور یہ ریت وہ اپنی نسلوں میں بھی منتقل کرنا چاہتے تھے یہ جانے بغیر کہ کیا ان کی نسلیں ان ریت رواج کو اہمیت دیتی ہیں بھی یا نہیں۔۔۔؟؟؟

تین چار دن بعد سورج صاحب نے اپنی شکل دکھائی تھی جس سے تمام لوگ مستفید ہو رہے تھے اور خان حویلی میں بھی کرسیاں لان میں لگائی گئیں تھیں جن پر گھر کی تمام خواتین براجمان تھیں۔ اور دھوپ کی تمازت کے ساتھ ساتھ کینو سے بھی لطف اندوز ہو رہی تھیں جبکہ سامنے ہی اب ایک عورت کپڑوں کی گٹھڑی اٹھائے چلے آرہی تھی اور ان کے سامنے آنے پر سلام کیا تھا اور نیچے گھاس پر بیٹھی تھی جب ہی سامنے سے بی جان بھی چلی آرہی تھیں راہداری سے جنہیں شاید اس عورت کی خبر مل چکی تھی۔ ماہ روش نے غور کیا تو پتا چلا کہ یہ وہ ہی عورت تھی جس سے پچھلی دفعہ بی جان نے چند شالز خریدیں تھیں اور جو اسے اوڑھائی بھی تھی۔۔۔ عجیب اتفاق تھا کہ اس وقت وہ اسی شال کو اوڑھے ہوئے تھی اور پھر شال کو دیکھتے اس کی یاد کے پردوں پر وہ منظر لہرایا تھا جب جبرائیل خان کال سنتے اس کی جانب متوجہ ہوا تھا جسے اس نے دیکھنے کے باوجود سرا سرا گنور کیا تھا

"ماہ روش بچے کدھر گم ہیں۔۔۔ یہ دیکھیں اور پسند کریں کون سی آپ کو پسند ہیں۔۔۔ یہ ہاتھ سے بنی ہوئی خوبصورت شالیں ہیں اور سب سے پہلے یہ گل ادھر ہی لاتی ہیں۔۔۔ بہت صفائی ہے ان کی عورتوں کے ہاتھ میں۔۔۔ اللہ سلامت رکھے۔۔۔ اس کپڑے کو دیکھیں ایک دفعہ۔۔۔" اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کے



بعد بی جان اب ہاتھ میں پکڑی ایک خوبصورت سی کالے رنگ کی شال کو اس کے آگے کر رہی تھیں اور بڑی نرمی اور ملائمت سے اس کی خوبیاں بتا رہی تھیں ساتھ ہی ساتھ ان عورتوں کی محنت پر بھی روشنی ڈال رہی تھیں جو گھر بیٹھے اپنی ہنر کھنکھار رہی تھیں

"جی بی جان بہت خوبصورت ہیں یہ۔۔۔۔۔" ان کے پوچھنے پر اس نے دل سے تعریف کی تھی اور اس شال کی ملائمت کو چیک کیا تھا

"ارے نور بچے آپ کو کوئی پسند آئی ہیں۔۔۔؟؟" اسے گود میں تین شالز رکھے دیکھ کر بی جان نے پوچھا تھا تو ماہ روش سمیت جبرائیل خان کی والدہ نے بھی ادھر دیکھا تھا جو زارا آفندی سے کچھ ڈسکس کر رہی تھیں جبکہ اسفندیار خان کی والدہ اسی عورت کے پاس جھکی کچھ پوچھ رہی تھی

"بی جان یہ سب ہی بہت اچھی ہیں لیکن مجھے فیصلہ نہیں کر پارہی ہوں کون سی لوں۔۔۔۔۔" معصومیت سے اس نے تینو شالز آگے کی تھیں جب سیدھی ہوتی اس کی ساس مسکرائی تھیں

"تو کوئی بات نہیں بچے آپ یہ تینو شالز رکھ لیں" اس کی ساس نے اس کی مشکل دور کی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لیکن۔۔۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا تھا

"ارے بچے جھجھکتے نہیں ہے۔ بلکہ حق سے لیتے ہیں یہ آپ کا بھی اب گھر ہے تو اسے اپنا گھر سمجھیں۔۔۔۔۔"

جس پر اس نے سر ہلایا تھا

"گل بچہ آپ کی ساری شالیں ہمیں خوب پسند آئی ہیں اور یہ آپ الگ کر دیں۔۔۔۔۔" بات کے دوران جب ان کی نظر زارا آفندی پر پڑی تو دیکھا انہوں نے ایک بھی شال نہیں پسند کی تھی جبکہ پریسہ کمرے کسی کیس کو پڑھ رہی تھی اور فرشتے کالج تھیں

"بہو کیا آپ کو کوئی پسند نہیں آئی ہے جس پر انہوں نے نایں سر ہلایا تھا۔۔۔" زارا آفندی یہ دیکھنا چاہ رہی تھیں کہ بی جان سب کے درمیان انہیں یاد رکھتی ہیں یا بھول جاتی ہیں لیکن انہوں نے مایوس نہیں کیا تھا لیکن ایک خلش تھی جو پہلے دن سے برقرار تھی ان دو خواتین کے درمیان۔۔۔

"بہو یہ دیکھیں یہ آپ پر بہت کھلے گی بلکہ گل یہ بھی ان میں ڈال دیں اور اب مجھے گن کر بتائیں کہ کل کتنی بنی ہیں۔۔۔ اور ماہ روش بچے آپ اور لیں گیں بلکہ اس کے لیے میں خود ہی کوئی اور رکھوا لیتی ہوں۔۔۔ میری پسند کی لے لیں گیں نا۔۔۔؟؟؟" اچانک رک کر ایک لمحے کو پوچھا تھا جس پر اس نے مسکراتے اثبات میں ڈر ہلایا تھا اور ایک خوبصورت مسکراہٹ سے ماں کو دیکھا تھا جن کا چہرہ دھوپ کی تمازت سے کم بلکہ خوشی سے زیادہ جگمگا رہا تھا جو بی جان کی اہمیت کے باعث تھا۔۔۔۔۔

اور اب بی جان اس عورت کو پیسوں کے ساتھ ساتھ کھانا اور دیگر اشیاء بھی دے کر بھیج رہی تھیں

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اپنی ساس کے کہنے پر اس نے ان شالز میں سے ایک اوڑھ لی تھی اگرچہ موسم بدل رہا تھا لیکن پہاڑی علاقوں میں موسم بدلتے بدلتے بھی دید لگاتا تھا اس لیے ہمہ وقت سب خواتین بڑی شال اوڑھے رکھتی تھیں اور اس نے ان میں سے کالے رنگ کی شال اوڑھ رکھی اور ساتھ میں وہاں کے علاقے کی خواتین جیسی ایک کھلی سی فراک زیب تن کی ہوئی تھی جو پیروں تک جارہی تھی اور کانوں میں خوبصورت سونے کے ٹاپس پہن رکھے تھے

اس وقت گھڑی رات کے گیارہ کا ہندسہ عبور کرنے لگی تھی اور وہ کتاب کی ورق گردانی کر رہی تھی کیونکہ اسفندیار خان ابھی تک نہیں لوٹا تھا یہ اس کی حویلی میں روٹین تھی لیکن اسے بھی عادت تھی اس کا انتظار کرنے کی اور وہ اس کا انتظار کر رہی تھی جبکہ وقفے وقفے سے گھڑی کی جانب دیکھنا نہیں بھولتی تھی

گھڑی جب ساڑھے گیارہ کے ہندسے پر تھی تبھی وہ کمرے میں داخل ہوا تھا اور اس وقت کرتا شلوار میں ملبوس تھا اور شال کو کندھوں پر جبرائیل کی طرح رکھا ہوا تھا اسے دیکھ کر لبوں پر تبسم آیا تھا۔ اسے ایک لمحے میں اپنے روایتی انداز میں دیکھ کر خوشگوار حیرت نے چھوٹا تھا لیکن جب اس پر نظر پڑی تو صاف ظاہر تھا کہ وہ اس لباس میں آرام دہ نہیں تھی اور اسے دیکھتے اس کی جانب آئی تھی اور پھر مسکراتے اس کے ہاتھ سے فائل پکڑی تھی

"ویسے یہ کون سا طریقہ ہے شوہر صاحب رات کو اتنی دیر سے آنے کا۔۔۔" ایک ہاتھ کمر پر رکھے اور دوسرے ہاتھ سے اس سے شال تھامی تھی، ابرو اٹھائے اس سے خالص بیویوں والے انداز سے سوال کیا تھا

"یہ کون سا طریقہ ہے کہ اگر شوہر رات کو تھکا ہارا آئے تو بجائے کھانا پوچھنے کے بیوی الگ تفتیش شروع کر دے۔۔۔" اپنے کرتے کے کف فولڈ کرتے اس نے دائیں ابرو اٹھاتے جواباً مصنوعی گھوری سے نوازا تھا اور الماری کی جانب بڑھا تھا۔ قبل اس سے کہ وہ الماری کھولتا اس سے پہلے ہی وہ شال کو صوفے پر ڈالے الماری سے آرام دہ سوٹ نکال رہی تھی اور پھر اسے دیا تھا ساتھ میں زبان بھی چلائی تھی

"تو شوہر نامدار کو بھی چاہئے کہ وہ وقت پر گھر لوٹیں تو بیوی ایسے سوالات سے گریز کرے گی، اور کھانا بھی پوچھے گی،۔۔۔" اپنے بالوں کی پھسلتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا تھا

"جبکہ بیوی صاحبہ مکمل باخبر ہیں شوہر نامدار کی مصروفیات سے۔۔۔۔۔ اس لڑائی کو کسی اور وقت کے لیے اٹھار کھیں محترمہ بیوی صاحبہ کیونکہ آپ کی باتوں سے پیٹ نہیں ہے بھرنے والا بلکہ کچھ کھانے کے لیے لائیں۔۔۔۔۔" واشر و م کی جانب بڑھتے اس نے بولا تھا جبکہ اس کے جوب میں وہ بھی اپنی شال کو سنبھالتی کمرے سے نکلی تھی اور پندرہ منٹ بعد ٹرے لیے داخل ہوئی تو وہ تو لیے سے بال رگڑ رہا تھا۔ پھر سکون سے کنگھی کرنے کے بعد صوفے کی جاب آیا تھا جدھر ایک سائیڈ پر وہ بیٹھی تھی اور سامنے ٹیبل پر کھانا لگایا تھا

"شروع کرو۔۔۔۔۔" !!! اسے کھانا اکیلے کھاتے احساس ہوا تو اسے دیکھا تھا جو سکون سے بیٹھی تھی جبکہ آنکھیں پر سکون نہیں تھیں بلکہ ان میں خفگی تھی

"میرا پیٹ تمہاری باتوں سے بھر چکا ہے"۔۔ خفگی دکھاتے وہ پیچھے ہو کر بیٹھی تھی جبکہ کندھے اچکاتے دوبار کھانا شروع ہو چکا تھا۔ اسے مسلسل اکیلے کھانا کھاتے دیکھ کر نور لہدی کے ماتھے پر بلوں کا اضافہ ہو رہا تھا مطلب سچ میں اسے احساس نہیں تھا کہ وہ بھوکی ہے (ہاں تو اسے کیا پتہ میں گھر والوں کے ساتھ کھانا کھا چکی ہوں)

"میں بھوکی ہوں۔۔۔۔۔" آخر تنگ آ کر وہ بولی تھی خود کو اگنور ہوتے دیکھنا کہاں ممکن تھا

"یہ لو کھاؤ۔۔۔۔۔ اپنا آخری نوالہ اس کی جانب بڑھایا تھا" جسے اس نے منع کرنا چاہا تھا لیکن نہیں کر سکی تھی۔ کسی سے ناہارنے والی اس کے سامنے ہار جاتی تھی۔

"میں جانتا ہوں تم کھانا کھا چکی ہو اس لیے اصرار نہیں کیا کھانے پر۔۔۔ اور اگر تم دوبار کھا لیتی کیا پتہ تم مجھے آدھی رات کو اٹھا دیتی اور اسپتال جانا پڑ جاتا۔ یار میں آدھی رات کو اٹھنا انورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔"

"ہنوز سنجیدگی سے وہ کہہ رہا تھا کہیں بھی اس کے لہجے میں مزاق کی رمتق نہیں تھی اگر وہ مزاق کر بھی رہا تھا تو سنجیدہ انداز میں یہ کون سا مزاق تھا جس نے نور لہدی کا دل دکھایا تھا

"ٹھیک ہے تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے میرا خیال رکھنے کی۔۔۔" دکھی آواز میں کہتی وہ برتن اٹھاتی اس کی مزید کوئی بات سننے سے قبل ہی کمرے سے نکل گئی تھی اور بجائے کمرے میں واپس جانے کے وہ لان میں چلی آئی تھی اور رات کے اندھیرے میں فوارے کے پاس جا کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

چند لمحے سر کے تھے اور اس نے اپنے کندھوں پر ایک اور شمال محسوس کی تھی کیونکہ سردی بڑھ رہی تھی رات کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اور پھر کسی کا ساتھ بیٹھنا بھی محسوس کیا تھا جبکہ نور لہدی نے مزید اس کی جانب سے رخ پھیر لیا تھا جس پر مقابل کے لبوں پر مسکراہٹ کھلی تھی

"کیا ہوا ہے۔۔۔ ادھر کیوں آگئی۔۔۔" مسکراہٹ دبائے اسے بلانا چاہا تھا جبکہ دوسری طرف مکمل خاموشی برقرار تھی

"مجھ سے بات نہیں کرو۔" اس کی چوتھی پکار پر خفگی سے بولی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اب یہ کون سی دفعہ لگ گئی ہے کہ بات ہی نہیں کرنی ہے۔۔۔" اس کا رخ موڑنا چاہا تھا لیکن وہ اپنی جگہ مضبوطی سے بیٹھی تھی

"او کے سوری۔۔۔ جبکہ مجھے میری غلطی بھی پتا نہیں ہے۔۔۔؟؟؟" ابھی بھی شرارت آنکھوں میں رکساں تھی اور اس کا رخ اپنی جانب بلاخر موڑا تھا جو فوارے کی جانب رخ موڑے بیٹھی تھی اور ٹانگیں سیڑھیوں پر ٹکائی ہوئی تھیں جو اندر کی جانب اترتی تھیں۔ اب یوں تھا کہ وہ ایک دوسرے کی جانب رخ موڑے تھے۔ ایک کی آنکھوں میں شرارت تھی جبکہ دوسرے کی آنکھوں میں خفگی۔

"اچھایار وجہ تو بتاؤ نارِ ضُگی کی۔۔۔۔" مزید اسے کریدنے کی کوشش کی تھی

"آج میں نے نیا سوٹ پہنا ہے۔۔۔" کہنا کچھ اور تھا کہہ کچھ اور گئی تھی اور اب اپنا منہ چھپانے کی کوشش نہیں تھی کی۔ ٹھیک ہے اب جو ہو اسو ہوا۔ اور وہ اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا پھر اسے لگا کہ اس کا سوال پوچھنا بنتا ہے

"تو۔۔۔۔۔" وہ خود اس وقت آرام دہ ٹراؤزر شرٹ کے اوپر جیکٹ پہنے ہوئے تھا جبکہ وہ اپنی شال کے ساتھ ساتھ اس کی بھی اور مھے ہوئے تھی اور دونوں مٹھیوں سے آگے سے جکڑ رکھا تھا۔ سردی ہڈیوں میں گھس رہی تھی جبکہ اسے پرواہی نہیں تھی کہ وہ اس یک ٹھنڈی رات میں بغیر کسی حفاظتی اقدام کے بیٹھا تھا

"تو یہ کہ تم نے میری تعریف نہیں کی۔۔۔" سراکڑا کے کہہ ہی دیا تھا اور اس کے ایسا کہنے پر وہ ایک لمحے کو چپ ہوا تھا کہ مطلب سیر یسلی وہ اسے خود تعریف کے لیے کہہ رہی تھی اور پھر دل کھول کر ہنسا تھا "مطلب کہ نور لہدی مراد صاحبہ مجھے یعنی اسفندیار خان کو تعریف کرنے کا کہہ رہی ہیں۔۔۔ سیر یسلی مادام۔۔۔۔۔" اسے چھیڑ رہا تھا جو اس وقت سرخ چہرے کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو مزید اندر کر رہی تھی اور اسی دوران اس کی چادر سر سے سرک گئی تھی جس پر اسفندیار خان کو گھورا تھا یعنی یہ اس کا قصور تھا

"ٹھیک ہے مت کرو۔۔۔۔۔ اور اب مجھ سے بات بھی مت کرنا۔۔۔۔۔" خفگی سے ہاتھ اندر کر لیے تھے کیونکہ وہ ہاتھ باہر نکالنے کا رسک نہیں لے سکتی تھی اور آج اس نے بال سٹریٹ کیے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان کی لمبائی بھی زیادہ لگ رہی تھی اور وہ سرک رہے تھے اپنی جگہ سے اور اب اس کے چہرے پر آرہے تھے جو اسفندیار خان کو اپنی جانب مائل کر رہے تھے

"تمہیں ان مصنوعی سہاروں کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ان سب کے بغیر سادگی میں بھی خوبصورت لگتی ہو۔۔۔۔۔ یہ مختلف رنگوں اور مختلف ڈیزائن کے کپڑے میٹر نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ تم ہو ہی خوبصورت اور جو بھی پہنو گی مزید خوبصورت لگو گی اور ضروری نہیں کہ تمہیں ہر بار میری زبان کا ہی یقین کرنا پڑے۔ اس کے لیے تم بس ایک نظر میری میں دیکھ لینا خود ہی جان جاؤ گی کہ تم کتنی خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔۔۔" اس کے بالوں کو کان کے پیچھے کیا تھا اور پھر اسے پکڑ کر ساتھ ہی اٹھایا تھا

"ایک بات اور تم ان کپڑوں میں کفر ٹیبل نہیں ہو تو تمہیں پہننے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے تم ہر حال میں اچھی لگتی ہو اور تمہیں ان چیزوں کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔" ملائمت سے اس کے گال کو سہلایا تھا جس پر وہ سرخ ہوئی تھی اور رات کی تاریکی مزید بڑھ رہی تھی لیکن وہ دونوں اب بھی فوارے سے نکلتی روشنی کی مدد سے روشنیوں میں نہائے ہوئے تھے

"میرا خیال ہے ہمیں اب چلنا چاہیے کیونکہ کافی زیادہ سردی ہو رہی ہے اور تم نے سوائے جیکٹ کے کچھ لیا نہیں ہے۔۔۔" مسلسل اسے خود پر نگاہ جمائے دیکھ کر اس نے دھیان بٹانا چاہا تھا۔ کچھ دیر قبل وہ اس کی بے رخی نہیں برداشت کر رہی اور اب اس کی والہانہ نگاہوں سے نکلتی تپش اسے بولا رہی تھی

"شکر ہے زوجہ محترمہ کہ آپ کو ڈیڑھ گھنٹہ بعد میرا خیال آ ہی گیا۔۔۔۔۔" طنزیہ انداز میں کہتے وہ اس کے ساتھ ہو لیا تھا

"اپنی خوشی سے آئے تھے میں نے نہیں تھا بلایا" تڑاخ سے جواب حاضر تھا اور کچھ دیر قبل وہ جو بولائی ہوئی تھی اب مطمئن تھی جبکہ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا اگلی دفعہ وہ اس کے لیے اتنی ٹھنڈ میں تھکاوٹ سے چور باہر آ سکتا تھا



~~~~~

BEING THE STRING OF YOUR KITE

adab@safareadab.com

۔ وہ اس پر سختی نہیں کرنا چاہتی تھیں لیکن یہ لڑکی انہیں مجبور کر رہی تھی جبکہ ان کے سامنے مہمانوں سے نور لہدی بہت اچھے سے انہیں کمپنی دے رہی تھی۔۔۔ یوں تو یہ بھی باہر کے خاندان سے تھی لیکن یہ ان کے خاوند اور باقی گھر والوں کی مرضی سے آئی تھیں۔۔۔ ان کی سوچ کے مطابق جبکہ حقیقت سے ابھی تک لاعلم تھیں وہ۔

"اسے اکیلے گھومتے کافی دیر ہو گئی تھی اور اس دوران اس نے یہاں کے لوگوں سے بات چیت کی تھی اور اپنے پراجیکٹ کے بارے میں اسے کافی حد تک انفارمیشن بھی ملی تھی جو بہت معاون ثابت ہوئی تھی اور اب ایک اونچی نیچی پکڈنڈی پر چلتے اس کی انگلیاں کرائم پارٹنر کے نمبر پر تھکر رہی تھیں

"کہاں ہو اس وقت۔۔۔" ادھر سے میسج جاچکا تھا جو اگلے ہی لمحے سین ہوا تھا یعنی وہ ہاتھ میں ہی موبائل لیے موجود تھا

"شریف لوگ اس وقت اپنے آفس ہوتے ہیں۔۔۔" معصوم سی سماٹلی کے ساتھ جواب آیا تھا

"ٹھیک کہا شریف لوگ ہوتے ہیں لیکن تم شریف نہیں ہو تو شرافت سے بتاؤ کہاں ہو۔۔۔" اس کی شوخ طبیعت کا کبڑا پہلی ہی فرصت میں نکالا تھا اور ادھر سے سیدھا جواب آیا تھا

"اسپتال ہوں۔۔۔۔" ساتھ میں ڈرنے والی ایمو جی تھی

"لوکیشن بھیجو۔۔۔" آرڈر جاری کیا تھا اور اب وہ چلتی ہوئی ایک بازار میں داخل ہو گئی تھی جس کے دونوں اطراف میں دکانیں تھیں مختلف چیزوں کی۔۔۔۔۔ اور لوگ کی بھیڑ کبھی زیادہ ہو رہی تھی کبھی کم وہ بھی بس دیکھنے کی چاہ میں آگے بڑھ رہی تھی جب اسے حمزہ کا میسج موصول ہوا تھا اور اس نے جیب سے نکالا تھا

"میرے باپ بننے کی کوشش نہ کرو لوکیشن بھیجو اپنی۔۔۔ کیوں کے بچے۔۔۔" اسے کرنے کے بعد وہ دوبارہ ان دکانوں کی جانب متوجہ ہو گئی تھی

میسج ٹھن بننے پر اس نے دیکھا تو لوکیشن اس روڈ سے پندرہ منٹ دور تک کی شو ہو رہی تھی اگر پیدل جائیں تو۔۔۔۔ پھر لوگوں سے پوچھتی وہ اس خستہ حال اسپتال پہنچ چکی تھی جس کی دیواروں پر تازہ پینٹ ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ قدرے بہتر حال میں دکھائی دے رہی تھیں۔۔۔۔

"میں تمہارے اس خستہ حال آفس کے باہر کھڑی ہوں اگر آسکتے ہو تو باہر آؤ مجھے تمہارے ساتھ کہیں جانا ہے۔۔۔" میسج کرنے کے بعد وہ اب تفصیلی جائزہ لے رہی تھی۔۔۔۔ اسپتال کی ایک سائیڈ پر پینٹ ہو گیا تھا جب کے دوسری جانب ابھی ہو رہا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ یہ اسپتال بہت شکستہ حال میں ہے جس کی پینٹ کی وجہ سے حالت قدرے بہتر لگ رہی تھی۔ اور کھڑکیوں کی جالی اندر کی طرف ٹوٹی ہوئی تھیں جبکہ اسپتال کا فرش شاید نیا ڈالا گیا تھا۔۔۔ اسپتال کی ایسی حالت دیکھ کر اس کا دل برا ہوا تھا۔۔۔

"ابھی ایک پینٹ کو دیکھنا ہے تو دس منٹ لگ جائیں گے تم اندر آ کر میرے کمرے میں انتظار کر لو" پانچ منٹ بعد اسے پیغام موصول ہوا تو وہ اندر کی جانب بڑھی تھی اور آنکھوں سے گاگلز اتار کر جیکٹ کے ساتھ ٹکائے تھے۔۔۔۔۔

اسپتال کے گیٹ سے داخل ہونے کے بعد اندرونی جانب درمیان سے ایک لمبی راہداری تھی جو آگے جا کر دائیں جانب مڑ جاتی تھی اور راہداری کے دونوں اطراف میں کہیں کہیں پھول بھی لگے ہوئے تھے جبکہ درمیان میں ایک سائیڈ پر بیچ رکھے گئے تھے اور جب اسپتال میں داخل ہوں تو ایک تنگ سی راہداری تھی اور چار کمروں کے بعد ان کے درمیان چھوٹی چھوٹی گلیاں بھی بنی ہوئی تھیں آخر تک جس کی دونوں جانب چھوٹے چھوٹے کمرے تھے اور آخر میں ایک کمرے کے باہر تختی پر کارڈ یا لو جسٹ امیر حمزہ لکھا ہوا تھا جبکہ راہداری کے شروع میں ریسپشن پر ایک لڑکی اور ایک لڑکا بیٹھے تھے جو آنے والے والوں کو ہدایات دے رہے تھے۔ پورے اسپتال میں ابھی تازہ پینٹ کی خوشبو فضا میں رچی ہوئی تھی جو بہت بھلی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

ریسپشن پر لڑکی سے اس نے حمزہ کے بارے میں پوچھا تھا

"آپ مس ماہ روش ہیں۔۔۔؟؟؟" اس کے پوچھنے پر لڑکی نے جواباً سوال کیا تھا جس پر اس نے سر ہلایا تھا

"آپ پلیز میرے ساتھ تشریف لائیے۔۔۔ ڈاکٹر حمزہ آپ کے بارے میں ہمیں پہلے بتا چکے ہیں۔۔۔" اس کے ساتھ چلتی وہ لڑکی بہت عزت سے اس سے مخاطب تھی

"آپ یا ہنس بیٹھیں۔۔۔ کیا لیں گیں آپ میڈم۔۔۔ چائے ٹھنڈا۔۔۔ یا کچھ اور۔۔۔" اسے حمزہ کے آفس میں لیے داخل ہوئی تو اس نے دیکھا تو پورا آفس سادگی سے تھا۔ ایک کرسی کے سامنے ٹیبل تھی جس کی دوسری جانب تین کرسیاں تھیں اور بس۔۔۔ سادگی سے آراستہ آفس تھا جبکہ ایک سائیڈ پر الماری بھی تھی جس کے پٹ بند تھے

"آفس کا جائزہ لیتی وہ چونکی تھی پھر مسکراتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔"

"ہم نے ڈاکٹر حمزہ کو سیکنڈ فلور پر آفس دینے کا کہا تھا لیکن انہوں نے یہ کہتے منع کر دیا کہ وہ نہیں چاہتے ہیں کہ ان کے مریضوں کو تکلیف سہنی پڑے۔۔۔ یہ چند سیڑھیاں چڑھنا بھی مریضوں کا ان کے دل پر گراں گزرتا ہے۔۔۔" وہ بیس پچیس کے لگ بھگ کی لڑکی تھی جو اس کے بھائی کی تعریف میں رطب اللسان تھی اور وہ نم آنکھوں سے سب کچھ سن رہی تھی کیونکہ حمزہ نے کبھی نہیں بتایا تھا کہ یہاں کے اسپتال کی کتنی بری حالت ہے

اس کے منع کرنے کے باوجود وہ لڑکی اس کے لیے کافی منگوا چکی تھی اور اب اسے کمپنی دے رہی تھی جبکہ ماہ روش خود حمزہ کی چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی

اس کی اسی فیصد باتیں یہ تھیں کہ اس تمام اسپتال کی مرمت پر تمام پیسہ حمزہ کے اکاؤنٹ سے آ رہا تھا یہاں کی جو بھی ضروریات تھیں وہ حمزہ نے پوری تھیں، یہاں کا نیا سٹاف حمزہ لے کر آیا تھا اور اس اسٹاف کو یہاں پر رکھنے کے لیے ان کی تنخواہوں میں آدھا پیسہ حمزہ کے اکاؤنٹ سے جا رہا تھا یہ ایک نجی ہسپتال تھا لیکن اس کے ورثہ پتا نہیں کہاں غائب تھے جنہیں اس اسپتال کی اور یہاں کے عوام کی فکر ہی نہیں تھی

۔۔۔۔۔۔ وہ کتنا ہمبل تھا، احساس کرنے والا، نرم دل کا مالک یہاں کے لوگوں کی مشکلات کو اپنا ماننے والا۔۔۔۔۔۔ یہ اس کا بھائی تھا جو اس سے تین سال بڑا تھا لیکن اسے کئیں سال بڑا لگ رہا تھا۔۔۔

و حمزہ۔۔۔!!" وہ جو اپنا اوورال اتار رہا تھا اس کی بات پر چو سے دیکھ رہی تھی

اے بنگا! یہ جو تیرا تاج ہے اس کی بنیاد ہے۔

"تم نے کبھی ہمیں کیوں نہیں بتایا یہاں کے حالات کے بارے میں مجھے ہی کچھ بتاتے، اگر آج میں یہاں نا آتی تو مجھے بھی پتا نہیں چلتا۔۔۔" اس کے مزاق کو نظر انداز کیے اس نے پوچھا تھا جواب سیرئیس ہو گیا تھا اس کی بات پر

~~~~~

~~~~~

بی جان سے نظریں ہوتی ہوئیں اس کی اپنی ماں پر گئیں تھیں جن کے چہرے پر اس وقت لاچاری تھی اور وہ نظروں ہی نظروں میں خاموش رہنے کو کہہ رہی تھیں

"آپ کو آپ کے والد منع نہیں کرتے ہیں تو آپ اپنی مرضی سے کہیں بھی چلی جائیں گیں، اگر آپ ایسا سوچتی ہیں تو غلط سوچتی ہیں، حد ہے آپ پر بغیر مطلع کیے صبح کی گھر سے نکلیں اور ابھی آئی ہیں گھر۔۔ کیا یہ طریقہ ہے بیٹیوں کا کہ انجان جگہ پر اکیلی بغیر کسی مرد کے دندناتی پھریں۔۔ اگر آپ کے والد منع نہیں کرتے ہیں تو نا کریں لیکن ہم کریں گے کیونکہ اب آپ یہاں ہیں اور آپ کو ادھر کے ہی طور طریقے اپنانے ہوں گے۔۔ آپ کسی کی منکوحہ ہیں اور آپ کے ساتھ اس کی عزت بھی جڑی ہوئی ہے جبکہ آپ کو خبر ہی نہیں ہے اور نا آپ کسی کی ماننا بھی نہیں چاہتی ہیں۔۔ بس اب ختم کریں سب سیر سپاٹے اور سکون سے گھر بیٹھیں اپنی شادی کی تیاری کریں۔۔۔۔۔۔ مجال ہے کے کل کی اولاد بڑوں کی بات کو مان بھی رکھ لے۔۔ میں نے آپ کو پیغام بھیجا تھا کہ مہمانوں کے ساتھ آکر بیٹھیں جبکہ آپ دو منٹ میں سلام کر کے وہاں سے چلی گئی تھیں۔۔۔۔۔۔ حد ہے بے ادبی کی بھی۔۔۔ کسی کو بھی بتانا گوارا نہیں

سمجھا آپ نے۔۔۔۔۔ " اس کی مسلسل خاموشی بی جان کو مزید غصہ دلارہی تھی جبکہ وہ ورف اپنی ماں کی خاموش التجاؤں کے بدلے لب سیئے تھی ورنہ کبھی بھی غلط بات برداشت نہیں کرتی تھی

"اچھا " صرف ایک لفظ میں جواب دے کر وہ وہاں سے اوپر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی تھی کیونکہ اگر وہ مزید یہاں رکتی تو پھٹ پڑتی۔۔۔۔۔۔۔

"بی جان ماہی میرے ساتھ تھی ہم دونوں ہی ساتھ واپس آئے ہیں جبکہ وہ بابا اور ماما کو بتا کر گئی تھی " ان کی ساری بات سنتا حمزہ لاونچ میں داخل ہوتے ہی بولا تھا جو ایک کال سننے کے لیے رک گیا تھا۔ آج سے پہلے اس نے بی جان کو اس طرح غصے میں نہیں دیکھا تھا اور آج سے پہلے ماہ روش کو اس نے چپ بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اس کے جواب پر بی جان ایک لمحے میں چپ ہوئی تھیں اور دوسرے ہی لمحے اس سوچ کو انور کر دیا تھا کیونکہ وہ اپنی جگہ پر صحیح معلوم ہو رہی تھیں۔

"میں ماہ کو دیکھتی ہوں۔۔۔ " زارا آفندی کہتی وہاں سے سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھیں جبکہ چچی اور تائی ابھی تک ہونا بنی صورت حال سمجھنے کی کوشش میں تھیں کہ بی جان کچھ زیادہ ہی تلخ ہو گئی تھیں۔ انہیں کہنا شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف تھا

"میں بھی ماما کے ساتھ ماہی کو دیکھتا ہوں " اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں چچی نے کہا تھا جس پر وہ بھی ماں کے پیچھے ہو لیا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اب دروازہ بند کیے بیٹھی ہوگی اور اس وقت تک نہیں کھولے گی جب تک اس کا غصہ نا اتر جائے۔

اس وقت گھڑی رات کے بارہ بج رہی تھی اور ابھی تک جبرائیل خان کا ریلوائے نہیں آیا تھا۔۔۔ اور یہ سوچ سوچ کر اس کے سر میں درد ہو رہا تھا۔ کچھ سوچتے وہ اٹھ کر کھڑکی کھولے آکھڑی ہوئی تھی۔ کھڑکی سے سرد ہوائیں اندر داخل ہوئی تھیں جنہوں نے اسے ٹھٹھرنے پر مجبور کیا تھا۔ جیکٹ و آتے ہی اتار کر صوفے پر پھینک چکی تھی۔۔۔ ٹھنڈی ہواؤں کے باوجود وہ کھڑکی کھولے کھڑی رہی تھی۔ اور اب آسمان کی جانب دیکھ رہی تھی جو تاروں سے بھرا ہوا تھا جبکہ چاند ندرت تھا۔۔۔

adab@safareadab.com

کی جانب کوئی سایہ بڑھا تھا اور پیچھے سے غور کرنے پر پتا چلا تھا کہ وہ حمزہ تھا جو ان سے کچھ پکڑ رہا تھا شاید وہ ڈبہ تھا کوئی لیکن وہ اگنور کرتی اب نظریں آسمان پر جما چکی تھی جبکہ ان دونوں نفوس نے اسے دیکھ لیا تھا اور چند منٹوں بعد اس کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔۔۔

چند سیکنڈز وہ سٹیپٹ تاثرات سے سنتی رہی تھی پھر دستک ہونا شروع ہو گئی تھی اور ساتھ میں آواز بھی آئی تھی۔۔۔۔۔

"ماہ روش بیٹا دروازہ کھولیں میں جانتا ہوں آپ جاگ رہی ہیں۔۔۔" یہ آواز اس کے بابا کی تھی۔ کیا اس آواز کو وہ اگنور کر سکتی تھی۔۔۔۔۔ کبھی نہیں

دروازہ کھولا تو بابا کے ساتھ ماما اور ان کے پیچھے حمزہ بھی کھڑا تھا یقیناً وہ بابا کو بریکنگ نیوز ڈنا چکا تھا۔۔۔۔۔ بابا اندر داخل ہوئے تھے اور محبت سے اسے ساتھ لگائے ماما چوما تھا۔۔۔۔۔ پھر ساتھ لیے صوفے پر بیٹھے تھے جبکہ اس کی والدہ کھڑکی بند کرنے کے بعد دوسری جانب آ بیٹھی تھیں

"میڈم آپ کا آرڈر آیا ہے۔۔۔" شرارت سے پزے کو ڈبہ وہ ہاتھ میں لیے ابھی تک دروازے میں کھڑا تھا اور اسے سچ میں وہ پزہ بیچنے والا لگا تھا۔ اس کے ایسا کہنے پر عہ مسکرائی تھی اور اس کے تنے ہوئے نقوش ڈھیلے ہوئے تھے اور اس کی مسکراہٹ سے وہ بھی تسلی کرتا اندر داخل ہوا تھا اور ٹیبل پر پزے کا ڈبہ رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"کھاؤ ماہ روش آپ نے رات کا بھی کھانا نہیں کھایا ہے" بغیر کوئی تمہید باندھے انہوں نے اسے صرف ایک دفعہ ہی کہا تھا اور اس نے اپنے والد کے حکم کی تعمیل کی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ان کی فیملی رات کے اس پہر مکمل تھی۔ ایک دوسرے سے چھیڑ چھاڑ کرتے، پزا کے سلائس کے لیے لڑتے ماہ روش اور حمزہ ان کی زندگی میں رنگ بھر رہے تھے جبکہ وہ ان دونوں کو آدھا آدھا کر کے صلح کروا رہے تھے۔ پھر ایک دوسرے کو چڑانے کے لیے وہ اپنے اپنے پیرنٹ کے ساتھ بیٹھے تھے اور رات گئے وہ اس کا موڈ بحال کرنے میں کامیاب ٹھہرے تھے۔۔۔۔۔

زارا آفندی اور ابراہیم خان کی زندگی میں کبھی بھی ایسا لمحہ نہیں آیا تھا کہ کبھی ان کے گھر میں ان چاروں افراد میں سے ایک بھی ناراض ہو اور وہ اسے منائے بغیر سوئے ہوں۔۔۔۔۔ کچھ بھی کر کے اگلی صبح کے سورج طلوع ہونے سے قبل وہ اسے نارمل کرنے میں کامیاب ہو جاتے تھے اور آج بھی ایسا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ماہ روش صرف اپنے باپ سے ہی راضی ہو پاتی تھی کیونکہ جو بانڈنگ اس کی باپ سے تھی وہ کسی سے بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔



BEING THE STRING OF YOUR KITE

ناشتے پر بھی وہ نہیں گئی تھی کیونکہ اس کا غصہ ابھی بھی برقرار تھا کیونکہ اس غلط باتیں سننا پڑی تھیں۔ اسی لیے بغیر کسی کو بتائے وہ اپنی پسندیدہ جگہ پر آ بیٹھی تھی جو حویلی کی پچھلی جانب تھی۔۔۔۔۔ اس باغ میں بیٹھنا اسے بہت اچھا لگتا تھا۔ ابھی بھی وہ ادھر بیٹھی تھی جب ملازمہ اسے ڈھونڈتی ادھر آئی تھی اور اب اسے بی جان کا پیغام دے رہی تھی کہ وہ اسے ناشتے پر بلارہی ہیں جبکہ کسی اور کو اس کے پیچھے آنے کے

لیے منع کر دیا تھا تا کہ اسے احساس ہو کہ یہاں کی روایات کی پاسداری ضروری ہے۔۔۔۔۔۔ لڑکیاں ابھی تک اس معاملے سے بے خبر تھیں اسی لیے پریسہ اس کے پیچھے نہیں آئی تھی

"انہیں بولو میں اپنے کمرے میں سو رہی ہوں۔۔۔ سو رہی ہوں تو مطلب سو رہی ہوں۔۔۔ اوکے"

اس کی آنکھوں کا تاثر ایسا تھا کہ وہ بے ساختہ ہاں میں سر ہلاتی چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ پیچھے وہ خاموشی سے صبح کے راز جاننے کی کوشش میں تھی۔۔۔

"ماہ روش کہاں ہیں کھانے پر نہیں آئی ہیں۔۔۔" کسی اور نے اس کی کمی محسوس کی ہونا ہوداجان نے بیٹھتے ہی اس کی خالی کرسی کو دیکھا تھا اور استفسار کیا تھا

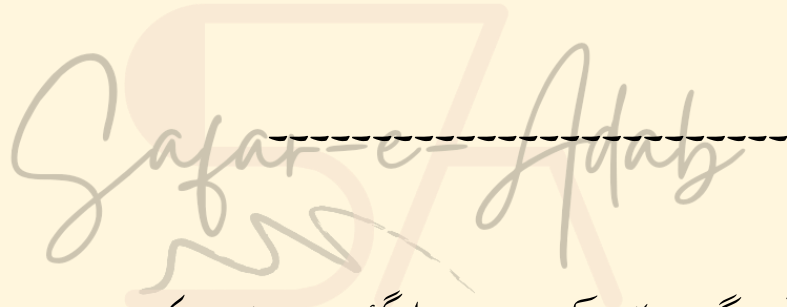
"وہ سو رہی ہیں سائیں۔۔۔ میں ابھی دیکھ کر آئی ہوں۔۔۔" ملازمہ کی مودب سی آواز آئی تھی

"خیریت ہے بچے۔۔۔ کیا سر کا درد ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا ہے۔۔۔ وہ ابھی تک سو کیوں رہی ہیں جبکہ وہ صبح خیز ہیں اور سب سے پہلے جاگتی ہیں۔" اس کے سونے کا سن کر داجان حیران ہوئے تھے اور زارا آفندی سے پوچھا تھا کیونکہ رات بھی کھانے پر بی جان نے اس کی طبیعت خرابی کہہ کر خاموش کروا دیا تھا۔۔۔۔۔

"جی وہ دوائی لے کر سوئی ہیں صاحب آپ کھانا شروع کریں۔۔۔" اس سے پہلے کہ زارا آفندی جواب دیتیں۔۔۔۔۔ بی جان نے غلط بیانی کی تھی۔۔۔

اپنی ماں کی غلط بیانی پر ابراہیم اپنی جگہ سے اٹھے تھے اور وہاں سے نکل گئے تھے
 "مجھے بھوک نہیں ہے آپ لوگ کھانا کھائیں۔۔۔" جبکہ داجان نے اس کے سنجیدہ انداز کو نوٹ کیا تھا
 اور کھانا کھانے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

کھانا شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہی اسفندیار خان کی والدہ وہاں سے اٹھ کر لاونج سے باہر کی جانب
 بڑھی تھیں جدھر ماہرہ ابراہیم خان اپنے والد کے کندھے پر سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی اور وہ
 اس کے بالوں میں بس انگلیاں چلا رہے تھے۔۔۔ انہیں ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں تھا سمجھا اس لیے
 واپس لوٹ آئی تھیں۔۔۔۔۔۔ جبکہ وہ دونوں افراد اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔۔



"بی جان آپ کو نہیں لگتا ہے آپ کچھ زیادہ ہی بول گئی ہیں۔ مطلب بچی ہے وہ اور وہ ان سب کی عادی
 نہیں ہے، پیار سے بھی تو کہہ سکتے تھے ہم "بی جان کے کمرے کی واڈروب سیٹ کرتے ہوئے جبرائیل
 خان کی والدہ بی جان سے کہہ رہی تھیں جبکہ بی جان اور چچی کپڑوں کو تہہ لگا رہی تھیں اور وہ الماری میں
 رکھ رہی تھیں

"اگر ہم سختی ناکریں تو وہ مانیں گیں نہیں جبکہ مجھے لگتا ہے کہ ابھی تک وہ اپنی رخصتی سے بھی لاعلم ہیں، تو
 یہ سختی ان کی بہتری کے لیے ہے " ایک سینڈ کوہا تھ تھے ان کے پھر کے تھے اور پھر ان کی رفتار
 معمول پر آگئی تھی

"بی جان یہ آج کل کی جنریشن ہے ان کو غصے سے یا زبردستی سے قائل نہیں کیا جاسکتا جبکہ وہ ہی بات اگر ہم نرمی سے ان سے کریں تو وہ سمجھ جائیں گے۔ اور ویسے بھی میں نے ایک بات نوٹ کی ہے ماہ روش بات مان جاتی ہے، اسے بڑوں کی باتوں کے مان رکھنے آتے ہیں، بلاشبہ بھائی صاحب اور بھائی نے ان کی تربیت بہت اچھی کی ہے، بس زر الاڈلی ہے اور تھوڑا ضدی ہے، مغرور بھی ہے لیکن بد تمیز نہیں ہے۔۔۔۔۔"

یہ اسفندیار خان کی والدہ کا تجزیہ تھا

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے، بی جان اگر آپ پیار سے کہیں گیں تو یقین کریں وہ کبھی انکار نہیں کریں گیں۔۔۔۔۔ فرض کریں اگر ہمیں ان کی ڈرینگ سے مسئلہ ہے تو وہ ہم محبت سے بھی تو بدلواسکتے ہیں جبکہ اس کے علاوہ وہ بہت بیباکی ہے۔۔۔۔۔" ان کے سامنے تہہ شدہ کپڑوں کو اٹھاتے انہوں نے پھر پیار پر زور دیا تھا۔۔۔۔۔

"ان ساری باتوں کا صاف مطلب یہ ہی ہے کہ میں غلط ہوں۔۔۔ یہ کہنا چاہ رہی ہیں آپ۔۔۔۔۔ تیز لہجے میں وہ پوچھ رہی تھیں ورنہ وہ بہت نرم خاتون تھیں بس کل کے ماہ روش کے رویے نے انہیں اپ سیٹ کیا ہوا تھا اور دور اندر کہیں وہ خود بھی گلی تھیں لیکن اس بات کو ماننا ان کی شان کے خلاف تھا

"ارے بی جان کون آپ کو غلط کہہ رہا ہے۔۔۔ ہمارا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آج کل کی اولاد بس نرمی سے قابو آتی ہے، غصہ اور سختی انہیں پابندی لگتا ہے اور طیش دلاتا ہے۔۔۔۔۔ ہم یہ کہنا چاہ رہی ہیں بس نرمی سے ڈیل کریں انہیں۔۔۔۔۔" کپڑے تہہ ہو چکے تھے اور اب بڑی بہو بیڈ پر ان کے ساتھ بیٹھی ہاتھ پر ہاتھ رکھے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"خیریت ہے۔۔۔۔" وہ بھی لمحے میں سنجیدہ ہوا تھا

"پلیز ولی لالہ میں سیریس ہوں۔ مجھے بتائیں آپ کی کل سے ان سے بات ہوئی ہے یا نہیں۔۔۔۔" یہ کہنا کہ وہ مجھے رپلائے نہیں کر رہا ہے اپنی شان کے خلاف لگا تھا اور اپنی بے عزتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

"آپ پریشان نہیں ہوں۔ بس وہاں اپنی کمپنی کا ایک مسئلہ چل رہا ہے تو وہ کسی سے بھی کانٹیکٹ نہیں کر رہے ہیں سوائے داجان اور اسفی لالہ کے اور ہو سکتا ہے ان سے بھی رابطہ ناہو اہو۔۔۔۔" اس کی تسلی کے لیے ولی محمد خان نے قدرے تفصیلی جواب دیا تھا جس پر ماہ روش کو یقین تو نہیں آیا تھا البتہ سر ہلا دیا تھا

۔۔۔۔

"ہاں ایک کام میں کر سکتا ہوں ان کے مینیجر سے کانٹیکٹ کر کے کچھ بتا سکتا ہوں۔۔۔۔" ویسے بھی وہ اپنی مرضی سے جواب دیتے ہیں آپ کی طرح۔۔۔۔" اپنے کمرے کی جانب واپس جاتے وہ رکا تھا اور پلٹ کر ایک حل پیش کیا تھا جبکہ آخری فقرہ آہستگی سے ادا کیا تھا جسے وہ با آسانی سن چکی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بہت شکریہ آپ سروسز کا میں از خود پتا کر چکی ہوں مینیجر اور سیکرٹری سے بھی۔۔۔۔" اپنا رخ اب وہ پریسہ لوگوں کی جانب پھیر چکی تھی جبکہ منہ بناتا مزید خدمات پیش کرنے سے گریز کرتا اپنے کمرے کی جانب چلا گیا تھا

"ویسے ولی لالہ آج کل کن چکروں میں ہیں۔۔۔۔" ! ماہ روش کے موڈ کو دیکھتے فرشتے نے ٹاپک چینج کرنے کی غرض سے پوچھا تھا۔۔۔۔

"سی ایس ایس کے چکروں میں تھے، پاس کر لیا اور اب داجان سے بے عزتی کے بعد جو ائنگ بھی دے رہے ہیں کل سے۔۔۔۔۔" جواب خلاف توقع پریسہ کی جانب سے آیا تھا جسے نور لہدی نے حیرت سے اور مرعوبیت سے دیکھا تھا جبکہ اپنے منہ میں ڈارٹی فروٹ رکھتی ماہ روش نارمل تھی کیونکہ اس کے لیے یہ بات پرانی تھی۔۔۔۔۔

"تم جانتی تھی اور ہمیں بتانا گوارا نہیں کیا۔۔۔۔۔" افسوس والی نظروں سے اسے دیکھا تھا جبکہ پریسہ نے کندھے اچکائے تھے

"اتنی کوئی خاص بات نہیں تھی اب کیوں کہ ہر کوئی اپنی مرضی کی فیلڈ میں جا رہا تھا۔۔۔۔۔ تو انہوں نے بھی چن لی۔۔۔۔۔ اپنی فیلڈ۔۔۔۔۔" وقفے وقفے سے بات مکمل کی تھی۔۔۔۔۔

"بی بی جی یہ سوٹ دونوں دلہنوں کے بی جان نے بھیجے ہیں کہہ رہی ہیں کہ پہن کر چیک کر لیں۔۔۔۔۔" ملازمہ اپنے بازو پر دونوں سوٹ اٹھائے ان کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی جبکہ ماہ روش کی برداشت اب ختم ہو رہی تھی دلہن دلہن سب سے سن سن کے۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE
 "یہاں دلہن صرف ایک ہیں۔۔۔۔۔ یہ بات خود بھی سمجھ لیں اور باقی گھر والوں کو بھی سمجھا دیں" اس کے ہاتھ سے سوٹ لے کر ادھر ہی پٹختی وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی جبکہ پریسہ اور فرشتے کو اپنی کوشش غارت ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اور نور لہدی ششدر تھی اس کے رویے پر۔۔۔۔۔

"آپ جائیں بی جان کو کہیں بعد میں ان کو بتا دیتے ہیں چیک کر کے" پریسہ نے اسے جانے کا کہا تھا
 "کیا ہوا ہے ماہ روش کو۔۔۔۔۔ وہ ایسا کیوں بی ہو کر رہی ہے۔۔۔۔۔" !!! اتنے دنوں سے وہ آبرو کر رہی تھی لیکن ماہ روش کا دودن سے رویہ درشت ہو رہا تھا سب کے ساتھ۔۔۔۔۔

"وہ ابھی یہ رخصتی نہیں چاہتی ہیں جبکہ پورا خاندان چاہتا ہے۔۔۔۔۔" پریشہ کے پاس سب کے متعلق معلومات تھیں

"اگر نہیں چاہتی ہیں تو منع کر دیں۔ یہ کون سا بڑا مسئلہ ہے " نور لہدی نے ناک سے مکھی اڑائی تھی

"بڑا نہیں بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہمارے بڑے اپنی انا کو جھکنے نہیں دینا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ بس یہ سمجھ لیں کہ وادی کی ایک فضول رسم کی آڑ میں اسے قربانی کا بکر ا بنایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ منع کرنے کو وہ دے دے

الفاظ میں کٹیں دفع منع کر چکی ہیں جسے کوئی بھی ماننے کو تیار نہیں ہے۔۔۔۔۔" نور لہدی کے لیے یہ تمام باتیں نئی تھیں جبکہ فرشتے خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی

"بھابھی یہ کچھ زیادہ ہی تلخ ہو رہی ہیں اتنی بھی بڑی بات نہیں ہے۔۔۔" فرشتے نے اپنے بڑوں کی حمایت کرنی چاہی تھی۔۔۔

"فرشتے غلط باتیں مت کرو۔۔۔ یہ اب اس خاندان کا حصہ ہیں۔ انہیں اب یہاں ان لوگوں کے ساتھ رہنا ہے تو ان کی (فضول روایات کا) پتا ہونا چاہیے۔۔۔ یہ سب سچ ہے۔۔۔ پتا ہے کیا ہمارے علاقے کی ایک روایت ہے کہ جب تک بڑے بھائی یعنی سردار کی شادی نہیں ہوگی تب تک چھوٹے بھی کنوارے رہیں گے اور اب یہاں مسئلہ یہ آرہا ہے کہ آپ کی اور لالہ کی شادی کی دھوم پورے خاندان میں مچ گئی ہے تو لہذا اگر آپ کے ساتھ سردار لالہ کی شادی نہیں ہوئی تو اس خاندان کی ناک کٹ جائے گی کہ سردار کی شادی کس وجہ سے نہیں ہو رہی ہے۔۔۔" اپنا رخ نور لہدی کی جانب موڑا تھا جواب کھانا ترک کر چکی تھی اور اس کی باتیں یکسوئی سے سن رہی تھی۔۔۔۔۔

"آپ لوگ پھر میرے ساتھ ڈبل گیم کھیل رہے ہیں جبکہ جبرائیل خان آپ کو واضح الفاظ میں منع کر کے گئے ہیں کہ وہ رخصتی نہیں چاہتے ہیں۔۔۔ تو پھر آپ لوگ ہماری شادی کیوں کروانا چاہتے ہیں "

پھولی سانس، تنے ابرو، لرزتے ہونٹوں سے وہ اپنی بات کا جواب جاننا چاہ رہی تھی

"وہ منع کر کے گیا ہے لیکن ہمارے علاقے کی روایت ہے کہ سردار سے پہلے شادی نہیں ہوگی کسی کی کیوں کہ یہ اچھا شگون نہیں ہوتا ہے۔۔۔ " اپنی طرف سے انہوں نے اسے واضح دلیل دی تھی۔۔۔

"میں کسی بھی ایسی روایت کو نہیں مانتی ہوں جو میری زندگی کے فیصلوں پر اثر انداز ہو۔۔۔ " وہ بھی

بھری شیرنی کاروپ دھارے ہوئی تھی

"یہ آپ کو ماننی پڑے گی ماہ روش۔۔۔ کیونکہ ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔۔۔ " جائے نماز تہہ کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ اس کی جانب سکون سے دیکھتی اب بیڈ پر بیٹھی تھیں اور تسبیح بے دانے پھر رہی تھیں۔۔۔۔

"میں عین شادی کے دن انکار کروں گی اگر آپ لوگ اب نہیں مان رہے ہیں۔۔۔۔ " ازلی دوٹوک انداز میں کہتے وہ واپسی کے رستے ہوئی تھی

"کیا اپنی ماں کی تربیت پر انگلی اٹھانے کا موقع دیں گیں۔۔۔۔۔

باپ کی کھلی آزادی دینے کو غلط رنگ دلوائیں گیں

"کیا تمہارا جبرائیل لالہ سے رابطہ ہے۔۔۔ مطلب ان سے ان دنوں میں بات ہوئی ہے۔۔۔" !!! اس کے ہاتھ یک لخت ہی رکے تھے، گردن کی گلی ابھر کر معدوم ہوئی تھی اور گردن گھمائے اس کی جانب دیکھا تھا جواب اپنے دھیان میں ٹانگیں اوپر کیے اب بالوں کا جوڑا کھول رہی تھی۔۔۔۔

اس کے چہرے کو دیکھتے اس نے اندازہ لگانا چاہا تھا کہ وہ کیا پوچھنا چاہ رہی تھی۔ سادہ چہرہ تھا اور اب وہ اسے دیکھ رہی تھی جو ٹکٹکی باندھے اسے نظروں کی گرفت میں اسے رکھے ہوئے تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔۔۔" !!! اس نے دھیان بٹانا چاہا تھا خود پر سے۔۔۔۔۔

"شوہر ہوں تمہارا۔۔۔۔۔ دیکھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔" دھیمی سی مسکراہٹ سے اس کی جانب دیکھا تھا جو اس کے دیکھنے پر سرخ ہو رہی تھی۔ کچھ دیر جو وہ سٹریس میں تھا اب وہ زائل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ جو پریشانی تھی وہ دور جاسوئی تھی۔۔۔۔۔

"بات گھماؤ مت بلکہ یہ بتاؤ جبرائیل لالہ سے بات ہوئی۔۔۔" !!! اس کی جانب مکمل رخ موڑا تھا۔ اور وہ جو ایک لمحے میں سب کچھ بھلا بیٹھا تھا دوبار اس نے یاد دلادیا تھا۔۔۔۔۔

"نہیں ایک ہفتے سے نہیں ہوئی۔۔۔" اپنا رخ دوبار الپ ٹاپ کی جانب کیا تھا لیکن کیا لکھنا تھا چھول گیا تھا، لفظ گڈ ہو رہے تھے، سر میں ایک تکلیف کی لہر اٹھی تھی جو شدت اختیار کرتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ سچ کہہ رہا تھا ایک ہفتے سے اس کی جبرائیل خان سے بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"جھوٹ مت بولو۔۔۔۔۔" خفگی سے کہا تھا۔

"سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔ ایک ہفتے سے اس نے مجھ سے بات نہیں کی ہے۔۔۔۔۔" یہ کہتے اس کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات تھے۔۔۔۔۔ جسے نور لہدی نے بغور دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"کیا کچھ ہوا ہے۔۔۔" لیپ ٹاپ پر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور وہ جو آنکھیں بند کیے کسی تکلیف میں تھا آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا تھا جو آنکھوں میں پریشانی لیے اس کی جانب دیکھ رہی تھی فکر مندی سے۔۔۔۔۔

"نہیں کچھ نہیں ہوا ہے۔۔۔" جو اب اسفندیار خان نے اپنا دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا تھا۔ اور آنکھوں سے تسلی دی تھی۔۔۔

"تو پھر مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ کچھ ہوا ہے جس کی وجہ سے تم پریشان ہو رہے ہو۔۔۔۔۔" اسفندیار خان کا چہرہ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ سچ میں کچھ چھپا رہا ہو۔۔۔۔۔ اور وہ سچ میں کچھ چھپا رہا تھا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا اس کا موبائل رنگ کیا تھا۔۔۔

"ایک منٹ۔۔۔۔۔" ایک ہاتھ اس کے ہاتھ پر تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے موبائل تھامتا سائیڈ ٹیبل سے اور نام دیکھتے سرعت سے اٹھا تھا۔۔۔

"اہم کال ہے میں آتا ہوں۔۔۔۔۔" عجلت میں لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے بغیر اسے بند کیے وہ کمرے سے باہر نکلا تھا اور لیس کا بٹن دباتے لان کی طرف نکل آیا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ بغیر سویٹر یا شال کے وہ نکلا تھا اور اسے ایسے ہی جاتے دیکھ کر اس سے پہلے کہ وہ اسے شال دیتی اس کی نظر لیپ ٹاپ کی سکرین پر پڑی تھی اور تجسس کے مارے جب اس نے پڑھا تو اس کا شا کڈ ہونا بنتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"ہوش آگیا ہے۔۔۔ الحمد للہ۔۔۔" اس کے چہرے کا اطمینان اب قابل دید تھا۔۔۔۔۔
 کب اور کیسے ہوا یہ سب اور گھر میں بھی کسی کو نہیں بتایا تم نے۔۔۔ "خفگی سے اب وہ کھڑی کہہ رہی تھی
 ۔۔۔۔۔

"ایک ہفتہ پہلے ان کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا جب وہ میٹنگ سے واپس ہاٹل جا رہے تھے تب اور سر میں چوٹ
 لگنے کی وجہ سے کومہ میں چلے گئے تھے اور ابھی پتا چلا ہے کہ انہیں ہوش آگیا ہے۔۔۔۔۔
 الحمد للہ۔۔۔۔۔" دونوں ساتھ چلتے چلتے اب حویلی کی پچھلی طرف بنے گارڈن میں آگئے تھے جس میں کی
 گئی لائٹنگ کی وجہ سے رات کے اندھیرے میں بھی وہ دن کی طرح لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

"شکر الحمد للہ۔۔۔۔۔ لیکن ان کے پاس کون ہیں۔۔۔ وہ اکیلے ہوں گے جبکہ تمہیں ان کے پاس ہونا
 چاہیے تھا۔۔۔۔۔" وہ بھی پریشانی سے کہہ رہی تھی

"ان کے پاس بہت مہربان ہستی ہے۔۔۔۔۔ جن کے منع کرنے کی وجہ سے میں نہیں جا رہا تھا لیکن اب
 کل پہلی فرصت میں ہی مجھے ادھر جانا ہے۔۔۔۔۔ میری پیکنگ کروادو کیونکہ اب مجھے اسے ساتھ لے کر
 ہی آنا ہے۔ ہاں لیکن ابھی کسی کو بھی گھر میں پتا نہیں لگنا چاہئے۔۔۔۔۔" چند لمحے وہاں کے خواب ناک
 ماحول میں بیٹھنے کے بعد اب وہ کمرے کی طرف واپس لوٹ رہے تھے آہستہ آواز میں جبرائیل خان کے
 متعلق باتیں کرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے نانا آپ کی آواز ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔۔۔!! اس وقت وہ ماما کے ساتھ ان کے کمرے میں ہی بیٹھی تھی اور وہ اس کے سر میں تیل کی مالش کر رہی تھیں جو کام نانا کرتے تھے آج ماما کر رہی تھیں، نانا سے ساتھ ساتھ باتیں بھی جاری تھیں، اب وہ اٹھ کر واش روم گئیں تھیں ہاتھ دھونے جب اس نے نانا کا چہرہ دیکھا تھا جو کم لایا ہوا لگ رہا تھا اور آواز بھی ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہوں ماما ہی تم ایسے ہی پریشان ہو رہی ہو۔۔۔!! انہوں نے میلوں دور بیٹھے شفقت بھری آنکھوں سے اسے دیکھا تھا جو ان کی آواز سے ہی انداز لگاتی تھی کہ وہ پریشان ہیں۔۔۔۔۔

"کہاں ٹھیک ہیں یا نانا۔۔۔ اپنا چہرہ دیکھا ہے صاف ظاہر ہے کوئی پریشانی ہے۔۔۔ اور آپ کی آواز پریشانی چھپا نہیں پاتی ہے۔۔۔۔۔ تع پلیر یا نانا بتا دیں۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔۔ آپ ہی کہتے ہیں نانا پریشانیوں شہر کرنے سے حوصلہ ملتا ہے۔۔۔۔۔" انھی کے انداز میں مدبرانہ طریقے سے کہتی وہ ماما کے کمرے سے نکلتی اب سیڑھیاں چڑھ رہی تھی ساتھ ساتھ نانا سے ویڈیو کال بھی جاری تھی۔۔۔۔۔

"اچھا۔۔۔۔۔ لگتا ہے میری ماما ہی تو بہت سمجھدار ہو گئی ہے۔۔۔" مسکرانے کی کوشش کی تھی لیکن آنکھوں نے ساتھ نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔ جو ماہ روش نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔۔۔۔۔

"نانا آپ کی یہ مسکراہٹ مجھے تکلیف دے رہی ہے، آپ مجھے وہ بتائیں جو آپ کو تکلیف دے رہی ہے" انہیں اس طرح مسکراتے دیکھ کر تکلیف ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"نانا آپ پریشان ناہوں۔۔۔ میں دعا کروں گی۔۔۔ دل سے، یقین سے، عاجزی سے، لاڈ سے، پیار سے اور محبت سے پھر وہ مجھے خالی ہاتھ نہیں لوٹائے گا، آپ کہتے ہیں نانا ہی کی دعا رد نہیں کرتا ہے اللہ، اور اس دفعہ بھی ایسا ہی ہوگا، دیکھئے گا آپ کل اسی وقت مجھے اس کی صحت کے حوالے سے حوصلہ افزا خبر دے رہے ہوں گے۔۔۔۔"

بس آپ پریشان ناہوں۔۔۔۔۔ ناامید ناہوں۔ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اگرچہ مجھے آپ کا اس کے ساتھ زیادہ ہونا پسند نہیں ہے۔۔۔ پھر بھی میں یقین سے دعا کروں گی کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔۔۔۔۔ " نانا اس کی بات پر بھیگی آنکھوں سے مسکرائے تھے۔۔۔

"ویسے یار نانا آپ نے مجھے کبھی اس سے ملوایا نہیں ہے۔۔۔۔۔!!" نانا کا دھیان بٹانا کی غرض سے اس نے بات بدلی تھی اور اب خود اپنے کمرے کے ٹیرس پر بیٹھ گئی تھی کیونکہ ہلکی ہلکی دھوپ نکلی ہوئی تھی اور نیچے اگر نظر ڈالیں تو خواتین حسبِ معمول لان میں بیٹھی ہوئی تھیں اور شادی کے کپڑوں کو گوتا کناری لگائی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

"مل چکی ہو تم اسے بلکہ جانتی بھی۔۔۔۔۔" نانا نے اسے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

"کون خان انکل جو ہمارے ہمسائے میں ہیں۔۔۔؟؟؟" انے آنکھیں چھوٹی کیے تصدیق چاہی تھی۔۔۔

"نہیں وہ نہیں ہیں۔۔۔ بلکہ کوئی اور۔۔۔۔۔" نانا اب تجسس ختم نہیں کر رہے تھے

"ایک انہی سے آپ کی باتیں ختم نہیں ہوتی ہیں اور اچھا۔۔۔ اچھا یاد آیا۔۔۔ وہ جو اس دن رات کو بھی آیا تھا جس رات ہم مووی دیکھ رہے تھے۔ جوینگ سا ہے۔ میں نے بس اس کے بال دیکھے تھے گولڈن براؤن تھے۔۔۔ لیکن میں نے دیکھا ہی نہیں نا میں کبھی ملی ہوں اس سے۔۔۔۔۔" اپنے ذہن پر زور ڈالتے اس نے کہا تھا اور پھر سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں وہ ہی ہے۔۔۔۔۔ لیکن وہ تمہیں اچھی طرح جانتا ہے بلکہ تمہاری باتیں بھی کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

نانا اب زرا پیچھے کی طرف ہو کر بیٹھے تھے اور نظریں اب بھی دونوں پر تھیں ایک سامنے تھا اور دوسرا سامنے ہو کر دور تھا اور دونوں ہی دل کے بہت قریب تھے۔۔۔۔۔۔۔

"کیا باتیں کرتا ہے میری۔۔۔۔۔ اور مجھے کیسے جانتا ہے کیونکہ ہم کبھی ملے ہی نہیں ہیں۔۔۔" اب اس کی آنکھوں میں حیرت جمع ہوئی تھی

"کہتا ہے آپ کی بیٹی بہت نک چڑھی ہے۔۔۔۔۔" جبکہ جاننے والی بات وہ گول کر گئے تھے۔۔۔۔۔

"ہاں آپ کی بیٹی سچ میں نک چڑھی ہیں جبکہ میں تو آپ کی نواسی ہوں۔۔۔۔۔" اس کی حاضر جوابی پر انہوں نے قہقہہ لگایا تھا اور پھر بیڈ پر موجود اس اونچے لمبے جوان کی جانب دیکھا تھا انہیں ایسا لگا تھا جیسے اس کی انگلیوں نے حرکت کی تھی۔۔۔۔۔ لیکن شاید ان کا وہم تھا۔۔۔۔۔

اب ماہ روش ان کا افسردہ چہرہ بھگانے میں کامیاب رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"میری بیٹی کی پیٹھ پیچھے برائی نہیں کرو ماہی وہ بہت اچھی بیٹی ہے۔۔۔" نانا اب اسے مصنوعی تنبیہ کر رہے تھے

"جانے دیں صرف بڑی اچھی بیٹی ہیں۔۔۔۔۔ زرا مجھ سے پیار نہیں کرتی ہیں بس اپنے لاڈلے سے پیار ہے انہیں۔ اور بیٹی کی باری آپ کو یاد آگیا ہے لیکن آپ کی ماہی کے بارے میں کوئی غلط بات کہے اور برائی کرے تو وہ ٹھیک ہے۔۔۔" خفگی والے انداز میں کہا تھا۔۔۔۔۔

"وہ تو سچ کہتا ہے۔۔۔۔۔" مسکراہٹ دباتے سنجیدہ انداز میں کہا تھا۔۔۔۔۔

"بس بہت ہو گیا نانا یار۔۔۔۔۔ اب آپ اپنے اس دوست سے چار فٹ کی دوری پر رہیں گے غضب خدا کا میرے نانا کو غلط پٹیاں پڑھا رہا ہے۔۔۔۔۔ مطلب کہ غلط باتیں بتاتا ہے۔ نانا کے آنکھیں نکالنے پر اس نے تصحیح کی تھی۔۔۔۔۔ اللہ کریں وہ جلدی ٹھیک ہو اور آپ بس واپس آئیں کیونکہ بس بہت ہو گئے سیر سپاٹے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے اب زرا برداشت نہیں ہے کہ آپ اس کے پاس زیادہ رہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بس اس کے ہوش آنے تک آپ اس کے ساتھ رہیں اور بلائیں اس کے گھر والوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر کسبئی نہیں آتا تو میری بات کروائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے معصوم بوڑھے نانا کو غلط باتیں بتاتا ہے۔۔۔۔۔" اس سے زیادہ وہ نہیں تھی سن

سکتی اور نانا اس کی باتوں پر اب ہنس رہے تھے جبکہ آکسیجن ماسک لگے چہرے کے ہونٹوں پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی اور انگلیاں اب دوبار حرکت کر رہی تھیں جو فلحال نانا کی نظروں سے مخفی تھیں

"ماہی میرے دوست کو ہوش آگیا ہے۔۔۔۔۔" نانا نے اگلے دن ہی اسے کال کر کے بتایا تھا جس پر اس نے انہیں مبارکباد دی تھی اور وہ بہت خوش ہو رہے تھے جو خوشی ان کی آواز سے جھلک رہی تھی۔۔۔۔۔

"نانا کیا وہ بہت پیارا ہے۔۔۔!!!" اسے اب ان دیکھے انسان سے جیسی ہو رہی تھی جو اس کے نانا کے لیے بہت اہمیت رکھتا تھا

"ہاں وہ بہت پیارا ہے۔۔۔۔۔ اور مجھے تم بھی پیاری ہو ماہی۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔!!" اسے عدم تحفظ کا شکار ہوتے دیکھ کر انہوں نے کہا تھا۔۔۔۔۔

"آپ کہیں بہلا تو نہیں رہے ہیں مجھے۔۔۔!!" حویلی کے ہی گراؤنڈ میں جاگنگ کرتے کانوں میں بلیو ٹوٹھ لگائے وہ نانا سے بات کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"کیا میں تمہیں بہلا پھسلا سکتا ہوں۔۔۔۔۔" انہوں نے بھی چیلنجنگ انداز میں کہا تھا

"اچھی بات ہے نانا۔۔۔۔۔"

بابا سب لوگ مجھے مغرور، گھمنڈی، ضدی، بد تمیز کہتے ہیں۔ مجھے صرف اپنی کرنے اور ماننے والی کہتے ہیں۔ مجھے یہ ہی مشورہ دے رہے ہیں کہ ابھی شادی میں کیا حرج ہے بعد میں بھی تو کرنی ہے تو ابھی کیوں نہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔ ایک سانس لینے کو رک کی تھی۔۔۔

[illegible]

وہ نہیں جانتی تھی اس کے لیے وہ جنگ لڑ کر آئے تھے اپنے پورے اختیارات استعمال کر کے بھی وہ ناکام لوٹے تھے، انہوں نے ہر طریقے سے جبرائیل خان سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہیں ہوپائے تھے، اس کے آنسو۔۔ اس کا رونا، ٹڑپنا انہیں کس قدر تکلیف سے دوچار کر رہا تھا۔۔ ان کے سینے میں تکلیف بڑھ رہی تھی۔۔ اس قدر تکلیف میں اسے دیکھ کر۔۔۔ انہیں افسوس ہو رہا تھا اپنے فیصلے پر کہ کاش وہ اس رشتے کی حمایت نہ کرتے لیکن اب ان کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔۔۔ وہ کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی اور اپنے ہاتھوں کی پشت سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی اور وہ اس سے چار قدم کی دوری پر کمرے کے بیچ و بیچ کھڑے تھے۔ وہ سلاطین تھے جنہوں نے اسے شہزادی بنایا تھا جبکہ انہیں لگا تھا کہ اگر مزید کھڑے رہتے تو وہ گرجائیں گے اسی وقت نیچے بیٹھ گئے تھے فرش پر ہی جس پر کارپٹ بچھا ہوا تھا۔۔۔ اور سلطان گر گیا تھا جس کی شہزادی تکلیف میں تھی

BEING THE STRONG OF YOUR FILE

کاش اسے کوئی بتائے کہ وہ کتنی تکلیف میں تھے اسے اس حال میں دیکھتے۔۔۔۔۔۔۔۔

ماہ روش میری جان۔۔۔۔۔ اس سے آگے بول ہی نہیں پائے تھے جبکہ ان کے ٹوٹے بکھرے لہجے پر وہ پلٹی تھی اور اس کا دل ڈوب کے ابھرا تھا انہیں اس طرح بیٹھتے، وہ کب انہیں زمرہ دار ٹھہرا رہی تھی عہ تو صرف انہیں تکلیف بتا رہی تھی اپنی، جیسے ہمیشہ بتاتی تھی لیکن اس دفع تکلیف زیادہ تھی

ایم سوری بابا۔۔۔ میں زیادہ تلخ ہو گئی تھی، میں بس آپ کو بتا رہی تھی بابا میں مم میں آپ کو زمرہ دار نہیں ٹھہرا رہی۔۔۔۔۔ پلیز آئی ایم سوری۔۔۔ ایم سوری۔۔۔ مسلسل وہ بنار کے دو ہی لفظ بول رہی تھی

---- کیونکہ زندگی میں پہلی دفع اسے ایسی ہار ملی تھی جب کوئی اس کی بات کو ماننے پر ہی تیار نہیں تھا۔
یہ بات اسے تکلیف دے رہی تھی۔-----

اٹھیں آپ۔۔۔۔۔ ادھر سے اٹھیں۔۔۔۔۔ بھاری دل اور زکام زدہ آواز سے وہ انہیں ہمت دلا رہی تھی

میں ٹھیک ہوں بابا۔۔۔۔۔ آپ ادھر دیکھیں اٹھیں۔۔۔۔۔ میں اب ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ اب ٹھیک ہوں
۔۔۔۔۔ دیکھیں ادھر۔۔۔۔۔ مسلسل وہ غائب دماغی میں بھی انہیں اپنی حالت کے بارے میں مطمئن کرنا چاہ
رہی تھی اور اب گھٹنوں کے بل ان کے سامنے بیٹھی تھی جس کی ناک سرخ تھی، ہونٹ اور ہاتھ لرز رہے
تھے جبکہ چہرہ رونے کی زیادتی سے اور زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ وہ بس رو نہیں رہے تھے باقی
سب کسر پوری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

"میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے میری جان۔۔۔۔۔ لیکن اب وہ میرے ماں باپ ہو کر بھی سمجھ نہیں رہے
ہیں۔۔۔۔۔ ماہ روش۔۔۔۔۔ آپ کے بابا آپ کے لیے لڑے ہیں۔ اس کے ہاتھوں کو تھامتا اور اپنی نم آنکھوں
سے اسے پہلی دفعہ زندگی میں وضاحت دی تھی۔۔۔۔۔ اور بھی زندگی میں بہت کچھ شاید پہلی دفعہ ہونا تھا

"میں جانتی ہوں بابا۔۔۔۔۔ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا ہے بابا۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں۔۔۔۔۔ میں اب
راضی ہوں۔۔۔۔۔ میرے لیے آپ اہم ہیں بابا۔۔۔۔۔ کچھ بھی کوئی بھی خواب اہم نہیں ہے۔۔۔۔۔ بس
آپ بابا۔۔۔۔۔ صرف آپ۔۔۔۔۔ آپ کی عزت۔۔۔۔۔ آپ اور صرف آپ۔۔۔۔۔ بابا۔۔۔۔۔ مجھے آپ چاہیے
اور کوئی بھی نہیں۔۔۔۔۔ میرے لیے بس آپ اہم ہیں بابا۔۔۔۔۔ " وہ بھی ان کے ساتھ ٹیک لگا
کر ان کے گھٹنوں پر سر رکھے مضبوطی سے انہیں کے گرد ہاتھ باندھے بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔

~~~~~

یہ ایک ہفتہ اسی ٹینشن میں ہی گزر گیا تھا اور اس ہفتے کے دوران اس کی کسی کے ساتھ خاطر خواہ بات چیت نہیں ہوئی تھی کیونکہ اس کی طبیعت ہی ایسی تھی کہ کوئی زیادہ دیر تک اس کا غصہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔ لہذا اس سے دور رہنا ہی بہتر سمجھا تھا

دوپہر کے کھانے پر مردم ہی اکٹھے ہوتے تھے کیونکہ تایاجان آج کل اسلام آباد میں ہی مقیم تھے جبکہ اسفندیار خان کا کبھی کبھار چکر لگتا تھا کیونکہ جبرائیل خان کی غیر موجودگی میں اسی کے ذمہ سارے کام

ہوتے تھے، چچا جان اپنی وکالت میں مصروف۔۔۔۔۔ رہ گئے داجان اور ار ترضیٰ خان وہ یہاں کے ہاٹلز کی دیکھ بھال کرتے تھے زیادہ کام تو اب یکسوئی سے اور پوری ایمانداری سے ار ترضیٰ ہی دیکھتا تھا جبکہ داجان اس کی کبھی کبھار چکر لگا کر مدد کر دیتے تھے۔۔۔۔۔

اور کل ہی ولی محمد خان نے بیانگ دہل اعلان کر دیا تھا اپنے پولیس فورس جوائن کرنے کا۔۔۔ اور داجان کو مجبوراً قبول کرنا پڑا تھا کیونکہ اسے جبرائیل خان کی سپورٹ دستیاب تھی۔۔۔۔۔

ابھی بھی دوپہر کے کھانے میں خواتین ہی شامل تھیں اور آج کے کھانے پر ماہ روش اپنے ازلی انداز میں موجود تھی۔۔۔۔۔ بلیک جمپر پیٹ کے اوپر مسٹر ڈ جمپر شرٹ پہنے بالوں کو بینڈ میں قید کیا ہوا تھا اور نفاست سے شامی کباب کو فورک سے کاٹ کر منہ میں رکھ رہی تھی جبکہ بی جان کبھی کبھار اس پر نظر ڈال لیا کرتی تھیں جو پر سکون دکھائی دے رہی تھی بہ نسبت پچھلے دنوں کے۔۔۔۔۔

جبرائیل خان کی ماں کے ساتھ وہ بیٹھی ہوئی تھی جو وقتاً فوقتاً اس کی پلیٹ میں محبت سے کچھ ناکچھ ڈال دیتی تھیں اور وہ بھی کھا رہی تھی جبکہ اس کی والدہ بس برائے نام ہی کھا رہی تھیں۔۔۔۔۔

"بی جان۔۔۔!! آئی ایم سوری۔۔۔۔۔ مجھے آپ سے بد تمیزی نہیں کرنی چاہیے تھی اور میں اپنی فضول کی ضد چھوڑ کر اب اس شادی پر رضامند ہوں (فضول کہتے اس کی آنکھوں کی تکلیف سامنے کی کرسی پر براجمان صرف اس کی ماں ہی دیکھ سکی تھی جو اس نے لمحوں میں چھپائی تھی جبکہ باقی لوگ لاعلم ہی رہے تھے) سب کے سامنے اس لیے کہہ رہی ہوں تاکہ سب کو پتا چل جائے (میں میدان میں اتر آئی ہوں) میں اب یہاں کی روایات کو مانتی ہوں (جڑ سے کاٹنا چاہتی ہوں) اور ان کو اپناؤں گی (کبھی بھی نہیں) بھی، آپ کی مرضی کے مطابق چلوں گی (قیامت تک نہیں)۔۔۔۔۔۔۔"

\_\_\_\_\_

"ٹھہریں بچے۔۔۔!!! ہمیں آپ کی ڈرینگ سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ جیسی ہیں ہمیں قبول ہیں  
----- ہمیں لگتا ہے کہ ہم زیادہ ہی ترش ہو گئے تھے۔ جبکہ ہمیں سمجھنا چاہیے تھا کہ آپ سخت رویے  
کی عادی نہیں ہیں۔۔۔۔" کھانا کھایا جا چکا تھا اور بی جان اس کے پاس ڈائنگ روم کے دروازے تک آئی  
تھیں اور پھر اس کا رخ اپنی جانب موڑا تھا جس کے تاثرات نارمل تھے لیکن آنکھوں سے سب کچھ ظاہر جو  
ابھی بھی ماں ہی سمجھ رہی تھی جبکہ ایک اور ایسا نفوس تھا جو اس کے اتار چڑھاؤ کو باریک بینی سے مشاہدہ کر  
رہا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نانا کی کال آرہی ہے۔۔۔ مجھے سوٹ بھیج دیجئے گا۔۔۔۔۔" موبائل کی ٹون بجنے پر اس نے دیکھا تھا اور معذرت خواہ انداز میں کہتی وہاں سے باہر نکلی تھی جبکہ اب باقی لوگوں کے چہرے کے تاثرات قابل فہم تھے۔۔۔۔۔



مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔۔۔۔!! اگر آپ فری ہیں۔ وہ گرجو شیشی مفقود تھی جو داجان سے ملتے اس کی طبیعت کا حصہ ہوتی تھی۔۔۔۔۔

"بچے آپ کو مجھ سے بات کرنے کے لیے انتظار کرنے کی کیا ضرورت ہے یا میری فارغ ہونے کا کیوں انتظار ہے۔۔۔۔ آپ بات کر سکتی ہیں۔۔۔۔ ادھر آئیں سکون سے بیٹھیں۔۔۔ اور بتائیں کیا بات کرنی ہے۔۔۔" اپنے ساتھ چلتے صوفے کی جانب اشارہ کیا تھا۔

ایسے ہی ٹھیک ہوں داجان!!! ان کی پیروی نہیں کی تھی اور اپنی جگہ پر ہنوز کھڑی تھی۔۔۔۔

"میری رضامندی آپ تک پہنچ چکی ہوگی۔۔۔" بات شروع کرنے کے ساتھ ہی ان کے تاثرات ملاحظہ کیے تھے جن سے صاف پتا چل رہا تھا کہ اس کا اندازہ ٹھیک تھا کہ اصل گیم پلیئر داجان تھے جبکہ بی جان تو صرف مہرہ تھیں اور ان کے منہ میں بھی داجان جان کی زبان بول رہی تھی جو خود پیار جتاتے تھے اس سے جبکہ اصل مسئلہ ہی انھیں تھا کیونکہ بی جان بہت سافٹ تھیں ہمیشہ سے ہی اور اب وہ سخت بن رہی تھیں جو کہ داجان کی وجہ سے تھا۔۔۔۔ اب وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جانتا ہوں بچے آپ کی بی جان آگاہ کر چکی ہیں۔۔۔"

"بی جان نے آپ کو پوری بات نہیں بتائی ہے۔۔۔ صرف آدھی بتائی ہے۔۔۔"!!! اس نے تپ تپ کا پتہ پھینکا تھا اور اب کی دفعہ وہ چونکے تھے

"کیا مطلب۔۔۔۔ کیا نہیں بتایا انہوں نے ہمیں۔۔۔؟؟" پریشانی آنکھوں سے اور چہرے سے جھلکنے لگی تھی۔۔۔۔۔







"وہ تو نہیں ہے۔۔۔۔" حمزہ نے اپنے کوٹ کے بٹن بند کرتے کہا تھا اور اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھائی تھیں۔ نکلنے سے قبل اس کی تیاری مکمل تھی جبکہ وہ بھی بڑی چادر اوڑھے کہیں جانے کی تیاری میں تھی اور کندھے ہر بیگ لٹک رہا تھا جبکہ ہاتھ اب مصروف انداز سے ارتضیٰ کا نمبر ڈائل کر رہے تھے

"آپ کو کہیں جانا ہے۔۔۔؟؟" اس کی تیاری کو دیکھتے پوچھا تھا۔۔۔۔

"ہاں جانا تو ہے بہت ضروری ہے۔۔۔ اپنے کلائنٹ سے ملنا ہے۔۔۔ جبکہ ارتضیٰ پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے

"اچانک چونکتے وہ دروازے سے ہٹی تھی کیونکہ حمزہ چلتے چلتے دروازے کے قریب آگیا تھا

"اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرے ساتھ آجائیں کیونکہ میں بھی نکل ہی رہا تھا " حمزہ نے خلوص دل سے پیشکش کی تھی۔۔۔

"لیکن آپ کو دیر ہو جانی ہے۔۔۔۔" اس نے حمزہ کی پریشانی کے لحاظ سے کہا تھا

"آپ کو ادھر ہی مظفر آباد میں جانا ہے نا۔۔۔!!؟؟" حمزہ نے یقین دہانی چاہی تھی

"آپ کو کیسے پتا۔۔۔!!!!" مخصوص وکیلوں والے انداز میں تفتیشی انداز اپنایا تھا

"آبھی آپ غالباً کسی کو مطلع کرتی ہی ادھر آئی ہیں۔۔۔ میں گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا ہوں جا کر آپ تشریف لے آئیں۔۔۔" وضاحت دیتا وہ کمرے سے نکلتا سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا جبکہ وہ بھی مصروف سی اس کے پیچھے ہولی تھی۔۔۔۔۔۔

"کیا ہے یار جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔۔۔۔ اور میری شادی میں خود بھی دولہا بننے کے لیے تیار ہو جاؤ " اسفندیار خان کو امریکہ آئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا اور اب اسے ڈاکٹر نے اس کے اصرار پر اسے ڈسچارج کر دیا تھا اور وہ ماہ روش کے نانا کے اپارٹمنٹ میں موجود تھے اور روزانہ ایک ڈاکٹر اور نرس اس کا چیک اپ کرنے لازمی صبح و شام آتے تھے۔۔۔۔

"کیا مطلب۔۔۔ میں انکار کر کے آیا تھا اور داجان بھی راضی تھے کہ ابھی صرف تمہاری شادی ہونی ہے۔۔۔ " اس کی کمر کے پیچھے تکیہ رکھتے اسفندیار خان نے خود کو کو سا تھا۔۔۔۔۔

"یار تو ایک دفعہ ٹھیک ہو لے پھر اس بارے میں پاکستان جا کر بات کرتے ہیں۔۔ " اسے ابھی ابھی واک کروا کر واپس کمرے میں لایا تھا اسفندیار خان اور نانا کہیں باہر گئے ہوئے تھے اور اس وقت وہ دونوں اکیلے تھے یہاں۔۔۔۔۔ اپارٹمنٹ میں۔۔۔

"اسفی مجھے پوری ڈیٹیل بتا اور یہ پکڑو میرے موبائل فون کا سارا ڈیٹا ریکور کرو۔۔۔۔ " پریشانی سے ماتھا مسلتے اب اس نے اپنا موبائل اسفندیار کو پکڑایا تھا جو نیا تھا جبکہ پچھلا موبائل ایکسیڈینٹ کے دوران گر کر ٹوٹ گیا تھا۔۔۔۔

اسفندیار خان اسے اب ساری تفصیل بتا چکا تھا جس کا لب لباب یہ تھا کہ اب شادی مے کارڈ بٹ چکے تھے اور پورے خاندان میں یہ بات پھیل چکی ہے کہ خان خاندان کے دونوں بڑے سپوتوں کی شادی ہے جبکہ ماہ روش اب راضی ہو چکی ہیں۔۔ جواب رو یہ ناقابل فہم تھا جبرائیل خان کے لیے۔۔۔

"ماہ روش کیسے مان گئی ہیں اس کے لیے جبکہ وہ واضح طور پر منع کر چکی ہیں مجھے۔۔۔" !!! جبرائیل خان کے لیے تفتیش کا باعث تھی۔۔۔

"یہ ایک لمبی کہانی ہے یار لیکن انہیں جبرا راضی کیا گیا ہے۔۔۔ یہ کنفرم ہے۔۔۔۔۔" اسی کے ساتھ اب اسفندیار خان بھی بیٹھا ہوا تھا بیڈ پر اور چند لمحوں میں اسفندیار خان نے اس کی جانب بڑھایا تھا اس کا موبائل۔۔۔۔

"سارے میسیجز، ای میلز، اور ڈیٹا ریکور ہو چکا ہے۔۔۔ دیکھ لو۔۔۔" موبائل اب جبرائیل خان کے ہاتھ میں تھا اور وہ چیک کر رہا تھا

ماہ روش اسے دس ای میلز، تین سو پچاس واٹس ایپ میسیجز، اور بہتر کالز کر چکی تھیں۔۔۔۔

"اف اف اف۔۔۔۔۔ یار۔۔۔۔۔" ماتھے پر لکیریں گہری ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔ اور چہرے پر پریشانی ہنوز برقرار تھی جبکہ زہن پر زور ڈالنے کی وجہ سے سر کے پچھلے حصے میں درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔۔۔

"کم آن یار ٹینشن نالو۔۔۔۔۔ جا کر یہ مسئلہ حل کر لیتے ہیں۔۔۔ زیادہ سٹریس نقصان دہ ہے۔۔۔" اسفندیار خان نے اس کے چہرے پر رقم پریشانی کو دیکھتے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے تسلی دی تھی

"یار۔۔۔ وہ کال نہیں اٹھا رہی ہیں۔۔۔ اب وہ یقین نہیں کریں گیں کسی بات کا۔۔۔ بلکہ تم ایسا کرو کہ کل کی واپسی کی فلائٹ بک کرواؤ۔۔۔۔۔ ہم واپس جا رہے ہیں۔۔۔۔۔" پریشانی میں وہ حساب کتاب لگا رہا تھا اور پھر کسی نتیجے پر پہنچا تھا۔۔۔

"دھیرج رکھو یار۔۔۔۔۔ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ تم اسے کسی نا کسی طریقے سے ایک دن میں بھی حل کر لو گے میں جانتا ہوں۔۔۔ لیکن میرے لیے تمہاری صحت زیادہ اہم ہے۔۔ اس لیے میں رسک نہیں لے

سکتا ہوں اس حوالے سے۔۔۔ ہم اگلے ہفتے ہی واپس جائیں گے کیونکہ جمعہ کے روز تمہارا ایک دفعہ تفصیلی چیک اپ ہے پھر ڈاکٹر کے مشورے پر ہم واپسی کی فلائٹ لیں گے۔۔۔۔۔ " اس کی بات کو زرا برابر اہمیت نادیتے وہ اب اپنا فون سنبھالے باہر نکل چکا تھا اور اس کا انداز حتمی تھا کہ وہ اپنی بات سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے گا کیونکہ ڈاکٹر نے اسے ایک دفعہ تو ریسٹ کا بولا تھا اور کہہ دیا کہ ایکسٹینٹ کے دوران اسے زیادہ سر پر ہی چوٹ لگی تھی پچھلی جانب جبکہ اگلی طرف ماتھے پر بھی سیک کٹ لگا تھا جس پر پٹی پٹی لگی ہوئی تھی اور حادثاتی طور پر وہ بالکل ٹھیک تھا اسے کہیں بھی زیادہ چوٹ نہیں تھی اسی لیے اب وہ چل پھر بھی رہا تھا لیکن ڈاکٹر زاپنی تسلی کے لیے پھر بھی ایک دفعہ تفصیلی چیک اپ کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ جبکہ جبرائیل خان کی انگلیاں ماہ روش کے نمبر پر متحرک تھیں ایک دفعہ اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اب وہاں سے ریسپانس آنا مشکل ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور میلوں دور حویلی کی اوپری منزل پر جائیں تو جبرائیل خان کے کمرے کے ساتھ والے کمرے میں ماہ روش ابراہیم مسلسل غیر ملکی نمبر کو اگنور کر رہی تھی۔۔۔۔۔ مسلسل رنگ کرنے کی وجہ سے اس کے ساتھ بیٹھا حمزہ تنگ آتے اس سے اٹھانے کے لئے کہہ رہا تھا جبکہ ماہ روش اس نمبر کو بلاک کر چکی تھی۔۔۔۔۔ اور اگلے پورے ہفتے اسے کئی انٹرنیشنل نمبرز سے کالز موصول ہوتی رہی تھیں جسے اس نے ماتھے پر بل ڈالے بغیر اگنور کیا تھا کیونکہ شاید اس کے علم میں تھا کہ یہ کون ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

-----

"ہمیں ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے کیونکہ ہر بات ہر کسی کے لیے نہیں ہوتی ہے۔۔۔۔ لوگ ہمارے نظریات کو نہیں سمجھ سکتے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے جو ہمارے لیے اہمیت رکھتے ہوں وہ کسی اور کے لیے زرہ برابر بھی اہم ناہوں تو لوگوں سے گلہ نہیں کرنا چاہیے ہمیں نا سمجھنے پر۔۔۔۔۔"

مجھے بھی ان سے گلہ نہیں ہے کیونکہ مجھے ان سے امید بھی نہیں تھی کہ مجھے سمجھیں گے۔۔۔۔۔ مجھے صرف ایک انسان سے گلہ ہے جس نے مجھے امید دلائی تھی۔۔۔۔۔ اپنے ساتھ کا یقین دلا یا تھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ ڈرپوک نکلا ہے۔۔۔۔۔ مجھے اس پر بہت غصہ ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ میرے نزدیک زبان کا پاس رکھنا بہت اہم ہے۔۔۔۔۔ حمزہ اور یہ لوگ اپنی زبان کا پاس نہیں رکھتے ہیں اور وہ بھی نہیں رکھتے جنہوں نے مجھے یقین دلا یا تھا۔۔۔۔۔

"ماہی اتنی جلدی رائے قائم نہیں کرتے ہیں۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی پر اہلم ہو گئی ہو۔۔۔۔۔"

"حمزہ نے اسے انتہا پر پہنچنے سے روکا تھا اور تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھانے کی کوشش کی تھی

"لیو دس ٹاپک حمزہ۔۔۔۔۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے اسپتال کی انتظامیہ میں کوئی بہتری آئی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔"

"قطعی انداز میں کہتے اس نے بات ہی بدل دی تھی۔۔۔۔۔ اور حمزہ جانتا تھا کہ وہ اب جتنی بھی کوشش کر لیتا وہ اس موضوع پر بات نہیں کرے گی تو اس نے بھی موضوع سے ہٹ جانا ہی بہتر سمجھا تھا

"میں اپنی پاور آف اٹارنی ماہ روش کے نام کر چکا ہوں کیونکہ حمزہ کو تو کوئی انٹرسٹ ہی نہیں ہے اس سب میں۔۔۔۔۔ اس لیے سنبھالنا تو آخر ماہ روش نے ہی ہے۔۔۔۔۔" فائل کو دراز میں رکھتے ابراہیم صاحب نے اپنی زوجہ کو اطلاع دی تھی

"لیکن کیا داجان اور بی جان اسے بزنس سنبھالنے کی اجازت دیں گے کیونکہ جیسے بھی حالات مجھے یہ سب ممکن نہیں لگ رہا ہے۔۔۔" ان کے لیے کپڑے نکالتے زارا آفندی نے پریشانی سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اور اب ان کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

"داجان راضی ہو چکے ہیں وہ اب اسے منع نہیں کریں گے ویسے بھی ہمارے عمرے پر جانے کے بعد ماہ روش باقاعدہ بزنس جوائن کر لیں گی۔۔۔"

"کیا مطلب کیسے داجان راضی ہوئے ہیں۔۔۔؟؟" کپڑے وہیں لٹکاتے وہ ان کے پاس آئی تھیں جواب و اش روم جانے لگے تھے۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE  
"ماہ روش نے اس شادی کے لیے یہ شرط رکھی ہے" ان کو پریشانی سے نکالنے کے لیے انہوں نے سیدھی بات کی تھی۔۔۔۔۔

"شرط۔۔۔۔۔" وہ اب بھی نا سمجھی سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

ادھر آئیں، بیٹھیں اور بات سنیں غور سے۔۔۔۔۔ انہیں ساتھ لیے وہ بیڈ پر بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

کچھ دیر کے لیے پیچھے چلتے ہیں جب ماہ روش داجان سے اپنی شرط کے بارے میں بات کر رہی تھی



"جی ہاں میں افروز خان سے مخاطب ہوں۔۔۔۔ اور افروز خان یہ جانتے ہیں کہ ماہ روش جبرائیل خان اپنی زبان کی کتنی پکی ہے اور وہ میرا انکار افورڈ نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ تو آپ کے پاس کل تک کا وقت ہے۔۔۔۔۔ مجھے مطلع کرنے کے لیے۔۔۔۔۔" شان بے نیازی سے کہتی وہ اٹھ کر وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

اور یہاں اس کے والد محترم اپنی زوجہ کو بیٹی کا کارنامہ سنارہے تھے۔۔۔۔۔  
 "آپ کو کیا لگتا ہے داجان مانیں گے۔۔۔؟؟" وہ ابھی بھی پریشان تھیں  
 "ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے"۔۔۔۔۔ کندھے اچکائے تھے۔۔۔۔۔

بی جان ہماری جیولری رہتی ہیں تو ہم شاپنگ کے لیے جانا چسہتی ہیں آپ کسی کو ہمارے ساتھ بھیج دیں  
 "بی بی کی لاڈلی انہیں سے فرمائش کر رہی تھی اور بی جان نے انہیں ارٹھنی خان کے ساتھ بھجوا دیا تھا اسے کال کر کے ہاٹل سے کیونکہ ولی محمد خان بھی کل سے اپنی ڈیوٹی جوائن کر چکا تھا

"یہ ہم میں کون کون شامل ہے۔۔۔۔۔" عینک کے فریم سے اوپر جھانکتی آنکھوں کی تحریر واضح تھی

"آپ بڑی خواتین کے علاوہ ہم ساری لڑکیاں ہیں بی جان۔۔۔۔۔" بڑی چادر اوڑھے بس تیار کھڑی تھی





"کیسی ہیں ماہ روش۔۔" ہاتھ گرفت میں رکھے اس کے سامنے آیا تھا۔ جو اس وقت اپنے مخصوص حلیے میں پیٹ شرت پر بڑی سی شال اوڑھے کھڑی تھی جو یقینیابی جان کی ہدایت پر تھی۔۔۔۔۔

"میرا ہاتھ چھوڑیں۔۔ سردار جبرائیل خان" تنے ابرو، ماتھے کے بلوں کے ساتھ چہرہ بھی سختی لیے ہوئے تھا۔۔۔

"یہ میرے سوال کا جواب تو نہیں ہے۔۔ میں نے آپ کی خیریت دریافت کی ہے۔۔" وہ اب بھی نرمی پر مائل دکھائی دیا تھا۔ اپنی طبیعت کے برخلاف وہ اس کے ساتھ نرمی کر جاتا تھا پتا نہیں کیوں

-----

"مجھے آپ کو اپنی طبیعت سے آگاہ کرنے میں رتی برابر بھی دلچسپی نہیں۔۔۔۔۔ نا آپ میں۔۔" جھٹکے سے اس کی گرفت سے کلائی آزاد کروائی تھی اور چبا چبا کر بولتی وہ اب گلاس ڈورد ہکیلتی باہر نکل گئی تھی اور اس کے چہرے کے تاثرات صاف تھے کہ وہ بات نہیں ہے کرنا چاہتی۔۔۔۔۔ اور نا اس کی بات پر یقین کرے گی۔۔۔۔۔ اف۔۔ آٹومیٹکلی ہاتھ ماتھا مسل رہا تھا۔۔۔۔۔ ولی محمد خان کے بتانے پر جبرائیل خان سیدھا یہاں آیا تھا کہ کیا پتہ وہ اسے سن کے یقین کر لیتی۔۔۔ لیکن وہ تو سننے پر ہی تیار نہیں تھی۔۔۔ اس کے پاس آج کا دن تھا۔۔۔ اسے آج ہی لازمی معاملہ سلجھانا تھا۔۔۔۔۔ کچھ سوچتے وہ جلدی سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔۔

-----

جب وہ بازار سے پوری پلٹون لوٹی تو اس کی ساس نے بتایا اسفندیار خان آچکا ہے اور اسے پوچھ لو کسی چیز کی ضرورت ناہو۔۔۔

وہ وہیں ساری شاپنگ چھوڑتی صوفے پر بی جان اور باقی خواتین کے پاس خود اپنی بڑی چادر تہہ کرتی اندر کمرے میں آئی تھی جبکہ سوٹ کے ساتھ کا دوپٹہ بھی لیا ہوا تھا۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھولا تو تاریکی نے اس کا استقبال کیا تھا اور پردے بھی گرے ہوئے تھے۔ وہیں کھڑے کھڑے ایک دو آوازیں دی تھیں لیکن کوئی جواب ناپانے کے بعد اس نے کمرے کی لائٹس آن کیں تھیں تو اسے کمبل میں دبکے آنکھوں پر تکیہ رکھے گہری نیند میں سوئے پایا تھا۔۔۔

لائٹس دوبارہ آف کرنے سے قبل اس نے نگاہ کمرے میں دوڑائی تو اس کا دل کیا اس سوئے ہوئے وجود سے پوچھے کہ کیا اس کی آمد سے قبل کمرے کی یہ حالت تھی۔۔۔

صوفے پر سوٹ کیس کھلا پڑا تھا، ٹائی جوتے، جرابیں کمرے میں کہیں کہیں بکھری پڑی تھیں۔۔ جنہیں دیکھتے اس کا پارہ ہائی ہوا تھا پھر کچھ سوچتے لائٹس آف کرتے دوبارہ نیچے لاؤنج میں چلی آئی تھیں جدھر خواتین اب شاپنگ پر تبصرہ کر رہی تھیں اور بی جان اپنی بہوؤں کو مہمانوں کے متعلق خاص ہدایات دے رہی تھیں کیونکہ رات تک مہمانوں کی آمد آمد تھی۔۔۔۔۔

"آپ کمرے میں نہیں گئیں اسفی آپ ک پوچھ رہا تھا۔۔۔"!! اس کی جانب جھک کے شاپر اٹھاتے اس کی سس نے پوچھا تھا۔۔۔

"میں گئی تھیں لیکن وہ سو رہے ہیں۔ اس لیے یہاں واپس چلی آئی تاکہ آپ کی مدد کروا سکوں کسی کام میں۔۔۔۔" سادہ سے الفاظ میں اس نے کہہ تھا لیکن انہیں خوشی ہوئی تھی اس کے الفاظ سے۔۔۔۔

"ہم دلہن سے شادی سے کچھ دن قبل کام نہیں کرواتے ہیں۔۔۔۔ ابھی آپ بس اپنی شادی کو انجوائے کریں۔۔۔۔" محبت سے اس کا گال تھپتھپایا تھا

"شادی سے قبل نہیں کرواتے لیکن شادی کے بعد ساری کسریں پوری کروا لیتے ہیں۔۔۔" صوفے کے بازو پر بیٹھی فرشتے نے ماں کو چھیڑا تھا۔۔۔ جس پر نور لہدی بھی مسکرائی تھی اور باقی خواتین بھی۔۔۔۔

"مما آپ کی طبیعت کیسی ہے اب۔۔۔" !!! ماہ روش ہمیشہ کی طرح اپنی ماں کی سائیڈ پر بیٹھی تھی اور آہستہ سے استفسار کیا تھا کیونکہ شاپنگ پر جانے سے پہلے اس نے انہیں بھی ساتھ چلنے کا کہا تھا لیکن حرارت محسوس ہونے کی وجہ سے انہوں نے منع کر دیا تھا لیکن باقی خواتین کی خاموشی کے باعث سب سن چکی تھیں اس کی آواز۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے بھابھی آپ کو۔۔۔" چچی فوراً متوجہ ہوئی تھیں۔۔۔۔

"بخار تھا۔۔۔ بھابھی اب ٹھیک ہوں۔۔۔ یہ ماہ ایسے ہی پریشان ہو رہی ہے۔۔۔۔" زارا آفندی نے مسکراتے کہا تھا جبکہ ماہ روش جانتی تھیں انہوں نے میڈیسن نہیں لی ہوگی اس لیے وہ چائے بنانے کی غرض سے اٹھی تھی۔۔۔

"میں حمزہ کو کال کرنے لگی ہوں اور چائے بنا رہی ہوں تاکہ وہ آپ کا ایک دفعہ چیک اپ کر لے۔۔۔۔

کیونکہ آپ نے یقیناً دوائی نہیں لی ہوگی۔۔۔۔" چاروہ آتے ہی اتار چکی تھی اب صرف پینٹ شرٹ میں ملبوس تھی اور اوپر اس نے کھلی زپ والی جیکٹ پہن رکھی تھی۔۔۔۔ اس کے اس کا خیال کرنے پر تائی کو مسرت نے گھیرا تھا اور باقی اب انہیں بی جان سے ڈانٹ پڑ رہی تھی کہ انہوں نے اپنی طبیعت خرابی کے

متعلق بتایا کیوں نہیں اور وہ انہیں صفائیاں دے رہی تھیں کہ ماہ روش زیادہ ہی کریزی ہو رہی ہے ان کے بارے میں جبکہ وہ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔

-----

کچن میں آکر اس نے چولیا جلایا پھر دودھ اوپر رکھا تھا ابلنے کے لیے اور چینی پتی کون سے کین میں تھیں اسے پتا نہیں تھا اس نے وہاں کام کرتی ملازمہ سے کہا تھا۔۔۔

"بیگم صاحبہ مجھے بتائیں کیا بنانا ہے میں بنا دیتی ہوں۔۔۔۔۔" اس کے چولے کے سامنے کھڑے ہونے پر فوراً سے ملازمہ سامنے آئی تھی۔۔۔

"نہیں میں خود بنالوں گی آپ بس مجھے چینی اور پتی نکال دیں کون سے کین میں ہیں۔۔۔۔۔" ہاتھ دھونے کے لیے وہ سنک کی جانب آئی تھی تو اسی وقت جبرائیل خان کچن کے پچھلے دروازے سے اندر داخل ہوا تھا اور اسے دیکھ کر ملازمہ کچن سے باہر نکل گئی تھی اور ملازمہ کی جگہ وہ خود چولے کے پاس چینی پتی رکھ رہا تھا اور وہ جو ہمیشہ اس کے کلون کی مہک پہچان جاتی تھی ابھی تک نہیں تھی پہچانی۔ اب وہ چولے کو دیکھ رہی تھی جہاں دودھ ابل رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس کے ہاتھ حمزہ کو ایس ایم ایس کر رہے تھے

-----

"ایسا کریں مجھے دو کپ اور ایک گلاس بھی نکال دیں ٹرے میں۔۔۔" مصروف سی اب وہ ابلتے دودھ میں پتی ڈال رہی تھی پھر اسے محسوس ہوا۔ کہ اس کے ارد گرد کوئی مخصوص خوشبو پھیلی ہوئی ہے لیکن اپنا وہم جان کر اس نے نظر انداز کیا تھا پھر پیچھے کی طرف مڑتے کہا تھا

"یہ ادھر میرے پاس رکھ دیں ک۔۔۔۔۔" پیچھے مڑتے اس کی نظروں نے ملازمہ کی بجائے جبرائیل خان کو کین ٹٹولتے پایا تو اس کے لب خود بخود بھیج گئے تھے

"ایم سوری کپ کہاں ہیں مجھے بھی نہیں پتا۔۔۔۔۔" سنک کے پاس ہی کھڑا سینے پر ہاتھ باندھے اس کی جانب دیکھ رہا تھا اور ماتھے پر بکھرے بالوں نے اس کی چوٹ کے نشان کو چھپایا ہوا تھا۔۔۔۔۔

خاموشی سے اسے نظر انداز کرتی وہ چلتی ہوئی شوکیس سے اب خود کپ اور گلاس نکال کر ٹرے میں رکھ رہی تھی۔ چائے پک چکی تھی اسے کپوں میں نکالتے ٹرے میں رکھا تھا۔۔۔۔۔

"ایک کپ میرے لیے بھی نکالے گا۔۔۔" اسے بولنے پر اکسایا تھا لیکن وہ ہنوز خاموشی کی بکل مارے بیٹھی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جس ملازمہ کو باہر بھیجا ہے اسے بلائیں اور اس سے بنوا کے پی لیں۔۔۔۔۔" ٹرے اٹھائے وہ باہر کی جانب بڑھی تھی لیکن اس کے پاس سے گزر کر جانا تھا اور وہ راستہ روکے کھڑا تھا

"آپ کے ہاتھ کی پینی ہے۔۔۔۔۔" کہہ ایسے رہا تھا جیسے ان دونوں کے بیچ بہت اخیر کی محبت رہی ہو

"میرے ہاتھ فری نہیں ہیں۔۔۔ اور راستہ چھوڑیں میرا۔۔۔۔۔" بمشکل خود پے ضبط کے پہرے بٹھائے تھے اور وہ کتنا کول لگ رہا تھا جیسے وہ جتنا ہی ناہو کچھ بھی۔۔۔۔۔

"آپ اپنے ہاتھ خود باندھے بیٹھی ہیں۔۔۔۔۔ جبراً۔۔۔۔۔ اور اگر راستہ ناچھوڑوں تو۔۔۔!! کیونکہ اب سارے راستے مجھ تک ہی آتے ہیں آپ کے۔۔۔۔۔" دو قدم چلتا بالکل اس کے سامنے تھا درمیان میں ٹرے کا فاصلہ تھا جو وہ اٹھائے کھڑی تھی

"میرے بندھے ہوئے ہاتھوں کی وجہ آپ ہیں اور اس کے ذمہ دار بھی۔۔۔۔۔ سو بہتر ہے کہ ابھی اس موضوع پر بات نہ کریں کیونکہ آپ ابھی یہ انورڈ نہیں کر سکتے ہیں جبرائیل خان۔۔۔۔۔ راستہ چھوڑیں آپ کو یہ زیب نہیں دیتا ہے۔۔۔۔۔" پس پردہ کسی اور بات پر چوٹ کرتی وہ دوسری جانب سے نکل گئی تھی اور وہ جو اصل بات کرنے کا خواہاں تھا وہ دوسری بار بیچ میں رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

مما کو ان کے کمرے میں کھانا کھلانے کے بعد دوائی دی تھی اور اب بی جان اور تائی بھی ان کے پاس بیٹھی تھیں حمزہ سمیت۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE  
"بچے آپ کو بتانا چاہیے تھا کہ آپ کی طبیعت خراب ہے اور آپ پھر بھی ہمارے ساتھ کام پر لگی رہی تھیں۔۔۔۔۔" بابا اس وقت اسلام آباد تھے اور کل کی تیاری کرنے کے لیے تمام خواتین اچھی خاصی مصروف رہی تھیں۔۔۔۔۔

"میرے نانا کہتے ہیں کہ اگر کہہ کر احساس دلوانا ہے تو نادلو انیں کیونکہ اپنوں کو کہنا نہیں پڑتا ہے۔۔۔۔۔" ماہ روش نے ہلکا سا طنز کیا تھا جس پر بی جان چپ کی چپ رہ گئیں تھیں جبکہ زارا آفندی بلا وجہ ہی اولاد کی بات پر شرمندہ ہوئی تھیں اور بی جان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو جو ان کے ساتھ بیڈ پر موجود تھیں۔۔۔۔۔

"پلیز آپ ایسے نا کہیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ بچے ایسے ہی پریشان ہو گئے ہیں اور آپ کو بھی بلا وجہ پریشان کیا ہے۔۔۔"

جو ابابی جان نے بھی سر ہلایا تھا اور چچی جان نے ماہ روش سے اپنے ساتھ آنے کے لیے کہا تھا۔۔۔۔۔ جو آج کل میٹھے طنز کر رہی تھی۔۔۔۔۔

-----

"ہو گئی نیند پوری۔۔۔۔۔!!" وہ لوگ ڈنر بھی کر چکے تھے اور اس دوران نور لہدی چار چکر لگا چکی تھی اور ہر دفعہ وہ گہری نیند سو رہا تھا اور اس کے آوازیں دینے پر بھی کوئی ریسپانس شو نہیں تھا کیا۔۔۔۔۔

اور اب جب وہ اپنی چائے لیے کمرے میں آئی تھی تو وہ اپنے کپڑے ڈھونڈتا فریش ہونے جا رہا تھا، جس کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور آنکھوں کی ہلکی سی سرخی نمایاں تھی اور چہرہ سستی کا شکار ہو رہا تھا

--

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہم۔۔۔ کپڑے نکال دو یا مجھے نہیں مل رہے ہیں۔۔۔" کپڑوں سے دھینکا مشتی کے دوران کچھ اس نے صوفے پر پھینکے تھے اور کچھ باہر لٹکائے جا رہا تھا اور پوری کبرڈ کا ستیاناس کر دیا تھا۔۔۔

"آدھی چائے پیو وہ پانچ منٹ سے اسے ہی ملاحظہ کر رہی تھی جو پہلے کمرے کی بگڑی ہوئی حالت کو اور بگاڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

"یہ زحمت اگر پہلے کر لیتے تو زیادہ اچھا نہیں تھا۔۔۔ کمرے میں نظر دوڑاؤ اور بتاؤ کہ تمہارے آنے سے قبل اس کی یہ ہی حالت تھی۔۔۔" اپنا آدھا کپ چائے کا صوفے کے ساتھ سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا اور اب



الماری کی جانب آئی تھی، اگلے لمحوں میں اس نے ایک شلوار قمیص نکالی تھی اور اس کی جانب بڑھائی تھی

-----

"چار دفعہ صرف چکر لگانے کے بجائے اگر تم ہی زحمت کر کے نکال دیتی تو مجھے یہ سب کچھ ناکرنا پڑتا  
 ---- " اس کی بچی ہوئی چائے کو ختم کرتے وہ اپنے کپڑے اٹھائے واش روم کی جانب بڑھا تھا اور  
 نور لہدی جس کے ہاتھ بکھری چیزوں کو سمیٹ رہے تھے اس کی بات پر ر کے تھے، خشمگیں نگاہوں  
 سے ہاتھ کے بند دروازے کو گھورا تھا۔۔۔ مطلب کہ یہ گھنامینا جاگ رہا تھا اور اسے الوبنار ہاتھا

-----

پندرہ منٹ میں اس کے ہاتھ روم سے نکلنے سے قبل وہ پورا کمرہ سمیٹ چکی تھی اور اس کے دھونے والے  
 کپڑے جو پورا سوٹ کیس بھرا ہوا تھا ملازمہ کے حوالے کر چکی تھی دھونے کے لیے۔۔۔۔ اب وہ الماری  
 میں استری شدہ کپڑوں کی ترتیب صحیح کر رہی تھی جب وہ ہاتھ روم سے بالوں کو رگڑتے باہر نکلا تھا

-----

"تم ہر دفعہ جاگ رہے تھے۔۔۔؟؟؟" ایک بار تصدیق کرنا چاہی تھی۔۔۔ جو الماری بند کر کے اس سے  
 ٹیک لگائے کھڑی تھی سینے پر ہاتھ باندھے۔۔۔۔۔

"جی ہر دفعہ۔۔۔ جب آپ سواپانچ سے ساڑھے آٹھ تک چار چکر لگا کر گئی تھیں۔" سکون سے اب بالوں  
 میں تیل لگاتے شیشے سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

"زرا شرم تو نہیں آئی ہوگی۔۔۔۔" الماری سے ٹیک چھوڑی تھی اور بیڈ کی پائنٹی سے گیلیا تو لیا اٹھا رہی  
 تھی جو وہ بال رگڑنے کے بعد وہاں پھینک چکا تھا۔۔۔۔۔

"نہیں ہر گز نہیں آئی کوئی شرم۔۔۔۔" وہ بھی سوپر ڈھیٹ بننے می کوشش میں تھا

"ہاں تم میں کہاں شرم ہوگی۔۔۔۔۔ ویسے کوئی مجھے پھو ہڑ کہہ رہا تھا کہ کھانا بنانا نہیں آتا ہے اور خود کے پھو ہڑ پن کے سارے نظارے زرا ہمارے کمرے کو کوئی دیکھ لیتا تو نظر آجاتے۔۔۔۔" اسے گھورتے وہ کہتی اپنے کپ کی طرف آئی تھی جو وہ خالی کر کے واش روم گیا تھا۔۔۔۔۔

"چھوڑوان سب باتوں کو تم سنبھال لیتی ہونا تو کیا مسئلہ ہے پھر۔ اور یہ بتاؤ کہ تمھاری ساری شاپنگ ہوگئی یار ہتی ہے کچھ۔۔۔۔۔" وہ اب مکمل طور پر فریش ہوچکا تھا اور اس کی جانب آیا تھا جو تولیہ سٹینڈ پر لٹکانے کے بعد صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔

"ایک منٹ ایک منٹ۔۔۔۔۔ مطلب تم ہر دفعہ یہ گند مچایا کرو گے۔۔۔۔۔" اس کے بیٹھنے پر نور لہدی زرا غصے سے اس کی جانب دیکھتی گویا ہوئی تھی۔۔۔

"آں۔۔۔ نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" وہ اس کے ایسے شدید ری ایکشن پر گڑبڑایا تھا۔۔۔ دل میں اس کی پھرتی کا معترف ہوا تھا جس نے چند منٹوں میں کمرے کی حالت درست کر دی تھی۔۔۔ لیکن فحال زبان سے اقرار وہ نہیں کرنا چاہتا تھا اس وقت

"جو بھی مطلب تھا۔۔۔۔۔ بلکہ ٹھیک ہے تم میرے ساتھ ایک ڈیل کرو کہ کچن تم سنبھال لیا کرنا اور تمھارا یہ پھیلا یا گند میں سمیٹ لیا کروں گی ڈونٹ وری۔۔۔۔" پہلا فقرہ غصے کے ساتھ کہا تھا اور پھر آنکھوں میں چمک لیے وہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی کیونکہ اب اپنے مطلب کی بات اس کے ذہن میں آئی تھی جو اس نے کہہ دی تھی اور آخر میں شان بے نیازی سے اسے کھلے دل سے آفر کی تھی

--- "کچھ سوچنے کے لیے چپ ہوا تھا

"ورنہ کیا۔۔۔۔۔" گھورا تھا

495

اس نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا تھا اور اسے بھی ہاتھ سے پکڑ کر اٹھاتے ایسے ہی ساتھ لیے باہر کی جانب بڑھا تھا

"ویسے تم بہت بڑے ڈرامے باز ہو۔۔۔ اور میں تمہاری کوئی بات نہیں مانوں گی گند والی۔۔۔"

اس کے ساتھ سیڑھیاں اترتے لب دبائے اس نے پھر چھیڑا تھا۔۔۔۔ اور وہ اس کے چھیڑنے پر اسے گھورتھ رکھا تھا ایک سیکنڈ۔۔۔

"لگتا ہے تم نے شاپنگ پر جانا ہی نہیں ہے۔۔" ایک سیڑھی وہ نیچے تھی جبکہ وہ ایک سیڑھی اوپر کھڑا تھا

۔۔۔ اور سنجیدہ چہرے سے اسے دیکھتے کہہ رہا تھا۔۔ اسے یہ لفظ "گند" بہت اریٹ کر رہا تھا

"میں ابھی مورے سے شکایت لگاتی ہوں۔۔۔ مورے۔۔۔"!!!! دو سیڑھیاں نیچے اترتی اس نے کچن کی جانب جاتی اپنی ساس کو آواز دی تھی جو اس کی آواز پر رکی تھیں اور ناکی جانب دیکھا تھا

اب یوں تھا کہ ان کے دیکھنے سے قبل ہی وہ جلدی سے اس تک پہنچا تھا اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھنے سے قبل ہی وہ آواز لگا چکی تھی۔۔۔ اب وہ بالکل اس کے پیچھے کھڑا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی نیچے۔۔۔"!!!! وہ ادھر آنے لگی تھیں جب اسفندیار خان بولا تھا

"کچھ نہیں مورے بس یہ چیک کر رہی تھی کہ اس کی آواز آپ تک جاتی ہے یا نہیں۔۔۔ آپ کو ایسے ہی تنگ کر رہی تھی۔۔۔ ہم بس شاپنگ کے لیے جارہے ہیں سوچا آپ کو مطلع کر دوں۔۔۔۔ اور ساتھ ہی نور لہدی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا جو خونخوار نظروں سے اسے گھورتی تھی کہ مورے سے غلط بیانی کی تھی۔۔۔۔ امریکہ سے لوٹتے ہی مورے سے اس کی اچھی خاصی کلاس لگ چکی تھی اور اس وقت

نور لہدی کے سامنے وہ اپنی عزت کا فالودہ نہیں بننا دیکھ سکتا تھا اس لیے منہ پر ہاتھ رکھے ایسے ہی پارکنگ میں لایا تھا۔۔۔۔۔

"کتنے بد تمیز انسان ہو تم۔۔۔۔۔ مورے سے غلط بیانی کیوں کی۔۔۔۔۔ اور دیکھو میرا چہرہ اتنا سرخ کر دیا ہے۔۔۔" گاڑی کے شیشوں میں اس نے دیکھتے مبالغہ آرائی کی تھی۔۔۔۔۔ ابھی تک وہ گاڑی سے باہر کھڑی تھی جبکہ وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا

"محترمہ نور لہدی اسفندیار خان صاحبہ یہ بندہ ناچیز آپ سے تمام چیزوں کی معافی طلب کرتا ہے۔۔۔۔۔ اگر آپ نظر کرم کیجیے تو اس ناچیز کے ساتھ شاپنگ پر جا کر عام معافی کا اعلان کر دیجئے۔۔۔" دوسری جانب سے دروازے کھولتے پینجر سیٹ کی طرف جھکتے وہ کہہ رہا تھا اور اس کے انداز پر نور لہدی کھکھلائی تھی اور سیٹ سنبھالی تھی جو بھی غصہ تھا وہ اڑنچھو ہو گیا تھا جبکہ وہ اس کی کھکھلاہٹ پر دل تھام کے رہ گیا تھا

"یہ لڑکی اپنی مسکراہٹ سے کسی دن جان لے گی۔۔۔" بڑبڑاتے وہ اب گاڑی پورچ سے نکال رہا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے آپ سے بہت ضروری کل کے حوالے سے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔ میں آپ کا پچھلے گارڈن میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ آپ آجائیں۔۔۔" وہ اپنے کمرے کے ٹیرس پر کھڑی تھی جب اس کی نگاہ گارڈن کی



اس کے دیکھنے پر کوئی بھی ریپانس شو کیے ٹیرس سے واپس آئی تھی اور ٹیرس کا دروازہ بند کرتی لیٹ گئی تھی موبائل سوچڈ آف کیے۔۔۔۔۔

دوسری جانب جبرائیل خان یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ نہیں آئے گی اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ مسلسل چار گھنٹے اس کا انتظار کرنے کے بعد وہ وہاں سے ایک افسردہ نظر ٹیرس پر ڈالتے اندر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

-----

"داجان یہ کون سا نیا ہمارے علاقے کا قانون ہے جو میرے علم سے باہر ہے۔۔۔؟؟" اپنے کمرے میں جانے کے بجائے وہ داجان کے کمرے کی جانب آیا تھا مردانے میں جو ابھی ابھی فری ہوئے تھے وادی کے لوگوں سے جو اپنا کوئی مسئلہ لے کر آئے تھے

"نیا نہیں پرانا قانون ہے جبرائیل خان۔۔۔" لمحے میں وہ بات کی تہہ تک پہنچے تھے اور اپنے ہاتھ میں پکڑی کتاب کو شیلف میں رکھا تھا

"داجان آپ جانتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت کے تمام قانون ختم کر چکے ہیں ایک سال قبل ہی۔۔۔ تو پھر اس فضول قانون کا یہاں کیا زکر بنتا ہے۔۔۔؟؟" کندھوں پر شال، کرتے کے کف کہنیوں تک فولڈ، چہرے پر سنجیدگی، ماتھے کے بل اور ستواں ناک پر غصہ صاف ظاہر تھا۔۔۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو۔۔۔" شیلف سے ہٹنے کے بعد کھڑکی کے سامنے کھڑے ہو کر چاند کو چند لمحے دیکھنے کے بعد وہ اس کی جانب آئے تھے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا تھا۔۔۔۔۔



"داجان پھر وہی بات----- نہیں جائیں گیں کہیں بھی وہ۔۔۔۔۔ اگر انہیں جانا ہوتا تو وہ نکاح کے لیے حامی نا بھرتیں۔۔۔۔۔ وہ بہت حد تک بدل چکی ہیں یہاں کے ریت رواج کو سمجھتی ہیں اور کچھ حد تک ماتی بھی ہیں ممکن تھا کہ اگر رخصتی ابھی ناطے کی جاتی تو رخصتی تک وہ مکمل طور پر ہر چیز کو دل سے قبول کر لیتیں۔۔۔۔۔ لیکن اب وہ بات سننے کو تیار نہیں ہیں۔۔۔۔۔ کیا ضرورت تھی داجان اتنی جلدی کرنے کی۔۔۔۔۔ " ان کے چہرے کو دیکھتا وہ کچھ نرم ہوا تھا جن کے چہرے پر بچوں کی سی خواہش تھی۔۔۔۔۔ وہ چاہتے تھے کہ ماہ روش ان کے ساتھ رہے، ان کے پاس دل کے قریب، جس کے لیے وہ پرانی ریت رواج کا حوالہ دے رہے تھے جو جبرائیل خان نے سردار بننے ہی تمام پرانی فضول روایات کو ماننے اور انہیں فالو کرنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ اس کے سردار بننے کی شرط ہی یہ تھی۔۔۔۔۔

"مجھے لگتا ہے کہ میری بیٹی کی طرح یہ بھی مجھ سے دور چلی جائیں گیں اور میں ایسا نہیں ہونے دینا چاہتا۔۔۔۔۔ " وہ آزر دگی سے کہتے بیڈ پر ڈھے سے گئے تھے اور جبرائیل خان جلدی سے ان کے پاس بچوں کے بل بیٹھا تھا اور ان کے ہاتھ تھامے تھے

"داجان وہ اتنی ہی زندگی لکھوا کر آئی تھیں۔۔۔۔۔ اللہ نے انہیں اپنے پاس بہت سکون سے رکھا ہو گا۔۔۔۔۔ آپ یقین رکھیں۔۔۔۔۔ کہیں نہیں جائیں گیں ماہ روش بھی آپ کے پاس ہی رہیں گیں۔۔۔۔۔ بس ہر چیز کے لیے انتظار کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔ " نرمی اور محبت سے کہتا وہ ان کے ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔۔۔۔۔

داجان کی دو بیٹیاں تھیں ایک جو دوسرے ملک میں مقیم ہیں اور ایک چھوٹی جب میٹرک میں تھیں تو روڈ ایکسیڈینٹ میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔ داجان کو ماہ روش میں اپنی بیٹی نظر آتی تھیں، اس کے انداز و اطوار انہیں اپنی بیٹی کی طرح لگتے تھے۔۔۔۔۔ باقی لوگ تو وقت کے سرکتے لمحوں کی گرد میں اسے



شاید تقریباً بھول ہی چکے تھے لیکن ماہرِوش کو دیکھتے انہیں ہر باوہی دکھائی دیتی تھی۔۔۔۔۔ اس کی ضدی، غصہ، اکڑ تمام عادتیں اسی جیسی لگتی تھیں۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔ تم راضی کر لو ماہرِوش کو اگر وی نہیں چاہتی تو ابھی یہ رخصتی نہیں ہوگی۔۔۔۔۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے بچے زبردستی کسی چیز کو گلے کا طوق بنائیں۔۔۔۔۔" اس کے ہاتھوں پر انے ہاتھ رکھتے داجان نے دل کڑا کر کے کہا تھا اور وہ انہیں ساتھ لیے بیڈ پر بٹھاتا۔ ان کی جانب نیند کی گولی بڑھا رہا تھا کیونکہ اب انہیں اس کے بغیر نیند نہیں آتی تھی یہ جبرائیل خان جانتا تھا۔۔۔۔۔۔۔ ان کے سونے تک وہ ان کے پاس ہی بیٹھا رہا تھا اور جب وقت دیکھا تو ڈھائی بج رہے تھے۔۔۔۔۔ اپنے کمرے میں جانے کے بعد وہ وضو کیے اب جائے نماز سنبھال چکا تھا۔۔۔۔۔

Safar-e-Adab

"صبح ہی صبح کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر وہ اپنے والد کے ساتھ جاگنگ پر نکل گئی تھی۔۔۔۔۔ پہلے بابا اس کے دروازے پر کھڑے ہوتے تھے اور آج وہ انہیں اٹھانے کے لیے آئی تھی۔۔۔۔۔ بابا سردیوں کے موسم میں کم ہی جاگنگ کے لیے جاتے تھے جبکہ اسے اور حمزہ کو عادت تھی روزانہ کی۔۔۔۔۔

"میری بس۔۔۔۔۔ میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا"۔۔۔ بابا پندرہ منٹ بعد ہی تھک گئے تھے

"یار بابا اچھے خاصے آپ یگ ہیں یہ کنپٹیوں کے سفید بال تو بس فیشن ہے اور یہ جو چشمہ لگاتے ہیں یہ اور بھی ہیں مڈسم بناتا ہے آپ کو۔۔۔۔۔ کیوں یہ کہہ رہے ہیں کہ تھک گیا ہوں۔۔۔۔۔" وہ جو پارک کے بچ

پر بیٹھے تھے اب پانی کی بوتل کا ڈھکن کھول رہے تھے جبکہ ماہ روش ان کے سامنے کھڑی گھرے سانس لے رہی تھی۔۔۔

"یہ جو آپ خوبیاں بیان کر رہی ہیں یہ بھی غالباً بوڑھے ہونے کی نشانی ہیں۔۔۔" اس کی بات کا جواب پانی کے دو گھونٹ بھرنے کے بعد دیا تھا

"یار بابا مجھے تو آپ بوڑھے نہیں لگتے ہیں۔ بس اگر آپ مان جائیں تو ہم آپ کی دوسری شادی بھی کروا سکتے ہیں کیونکہ آپ کی بیگم بہت تنگ کرتی ہیں زرا بھی پیار نہیں کرتی ہیں۔۔۔۔۔" شرارت سے کہتی وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔۔

"میں آپ کی یہ گفتگو لایوسنا سکتا ہوں اپنی بیگم کو۔۔۔۔۔ پھر سوچیں کیا کہیں گی آپ کو۔۔۔۔۔" آنے والے وقت سے ڈرایا تھا

"اگر آپ سنا بھی دیں ان کو تو میں آپ کو ہی آگے کروں گی کہ یہ ہی آپ سے تنگ آگئے ہیں اور یہ بھی کہ آج کل آپ کی سیکرٹری بہت ینگ ہیں آفس میں۔۔۔۔۔ پھر دیکھئے گا کون ڈرتا ہے۔۔۔۔۔ اور کس کی شامت آتی ہے" کان کھجاتی وہ اٹھی تھی اور آنکھوں کی شرارت واضح تھی۔۔۔

"میں کسی سے نہیں ڈرتا بتادیں آپ ان کو"۔۔ وہ بھی اس کی دھمکی کو خاطر میں نہیں لا رہے تھے۔۔

"جانتی ہوں میں والد محترم۔ میرا ایک راؤنڈ مکمل ہونے تک انتظار کر لیں پھر ساتھ چلتے ہیں واپس۔۔۔۔۔" انہیں کہتی وہ ہڈی سر پر ڈالتی، جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتی آہستہ آہستہ بھاگتی ان کی نظموں سے دور ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے بھاگتے تھوڑی سی دیر ہی ہوئی تھی جب اسے اپنے پیچھے بھاگتی خوشبو بھی محسوس ہوئی تھی جس پر اس نے اپنی رفتار بڑھا دی تھی اور اسی رفتار سے خوشبو بھی پیچھے چلی آرہی تھی۔۔۔۔۔

مسلل پانچ منٹ وہ خوشبو بھی اسی کے ساتھ رہی تھی لیکن پھر اس کی رفتار کے تیز ہونے پر پیچھے رہ گئی تھی اور اس نے بھی مڑ کر دیکھنے کی چاہ نہیں کی تھی۔۔۔

اچانک ہی موڑ مڑنے پر اس کا اس خوشبو کے مالک سے ٹاکرا ہوا تھا اور جس پر بمشکل خود کو گرنے سے بچایا تھا۔۔۔۔۔

"مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ۔۔۔ دیکھ کر نہیں چل سکتے ہیں۔۔۔ آنکھیں بچ کھائی ہیں کیا". بنامقابل کی طرف دیکھے وہ اپنی ناک سہلا رہی تھی۔۔۔ لیکن خوشبو سے اسے مقابل کی شناخت ہوئی تھی اور ایک قدم اس سے دور ہٹتے وہ پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔۔ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی تو بلیو کلر کے جاگنگ سوٹ میں ملبوس کانوں میں ایئر بڈ لگائے وہ اس کے سامنے تروتازہ کھڑا تھا۔

"آئی ایم سوری۔۔۔ اس کے دیکھنے پر معذرت کی تھی۔۔۔۔۔

"یہ آپ کو غلطی کرنے سے قبل سوچنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ آپ کو لگتا ہے کہ ایک سوری کہنے سے سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟" اپنی سرخ ہوتی ناک کو سہلایا تھا اور اپنی شہد رنگ آنکھیں اس پر جمائی تھیں جس کی پشت پر سورج نکل رہا تھا اور سورج کی کرنیں اس پر سے گزرتی ماہ روش سے ٹکرا رہی تھیں

----- اس وقت لوگوں کا پارک میں رش کم تھا جس کی وجہ شاید سردی تھی اور ویسے بھی یہاں کے لوگ کم ہی سیر وغیرہ کو ترجیح دیتے تھے وجہ شاید ان کا سخت طرز زندگی تھی

"ٹھیک ہو تو نہیں سکتا ہے لیکن ٹھیک کرنے کی کوشش تو کی جاسکتی ہے۔۔۔!!" اب بھی وہ سورج کی نئی ابھرتی کرنوں کے سائے میں کھڑا تھا اور اس کے بھورے بالوں کو سنہری تاثر دے رہی تھیں یہ کرنیں جو بھاگنے کی وجہ سے ماتھے پر آگرے تھے

"نہیں سوری سے کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوتا ہے لیکن دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔۔۔ جو شاید کسی کے دل دکھانے سے بڑھ گیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔" اپنا رخ تھوڑا سا ترچھا کیا تھا اب سورج کی کرنیں جو وہ روکے کھڑا تھا کچھ اس پر پڑ رہی تھیں جنہوں نے اس کی آنکھیں چند ہیادی تھیں

"تو کریں بوجھ ہلکا کسی نے روکا ہے آپ کو۔۔۔ لیکن میرا راستہ چھوڑیں۔۔۔" ایک ہاتھ ماتھے پر رکھا تھا روشنی کرنوں سے بچنے کے لیے جیسے شیڈ بنائی تھی۔۔۔ اور ایک طرف سے نکلنا چاہتا تھا

"آپ کو نہیں لگتا کہ ایک دفعہ کسی کی وضاحت سن لینی چاہیے۔۔۔!!" اس کے سامنے پھر راستہ روکے کھڑا تھا

"نہیں۔۔۔۔۔ مجھے نہیں لگتا معینہ مدت کے بعد کوئی وضاحت اہمیت رکھتی ہے۔۔۔" ہاتھ پیچھے ہٹایا تھا اور سنجیدگی ہنوز برقرار تھی

"بعض اوقات وقت گزرا نہیں ہوتا ہے بلکہ ہمارے پاس چانس ہوتا لیکن ہم اپنے غصے سے وہ دیکھ نہیں پا رہے ہوتے ہیں۔۔۔ ہو سکتا اس وضاحت میں آپ کا فائدہ چھپا ہو۔۔۔" وہ پھر بھی اسے وضاحت دینے پر خواہاں تھا

"میرے لیے مقررہ وقت گزر گیا ہے جبرائیل خان صاحب۔۔۔۔ اور اس گزرت وقت میں مجھے کسی نے کوئی چانس نہیں دیا۔۔۔۔ تو اب کسی چانس اور وضاحت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ بے کار ہے سب۔۔۔۔۔" اگر وہ کہتی تھی کہ وہ ضدی اور ہٹ دھرم ہے تو وہ ٹھیک کہتی تھی۔۔۔۔۔

"حیرت ہے۔۔۔۔۔ میرے دیے چانس کو نہیں لینا چاہتی ہیں اور پھر مجھ ہی سے شادی کر رہی ہیں یہ بات کچھ بچ نہیں رہی ہے۔ کہیں مجھ سے۔۔۔۔۔" ایک قدم نزدیک آکر اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا "آپ کے چانس کو ماننا میری انا کے خلاف ہے۔۔۔۔۔ آپ سے شادی آپ کی سزا ہے۔۔۔۔۔"

اور میری آنکھوں میں دیکھیں کہیں بھی آپ کو اپنا عکس دکھائی نہیں دے گا تو دل سے خوش فہمی نکال دیں۔۔۔۔۔ "اس کی آنکھوں میں دیکھتی چبا چبا کر کہہ رہی تھی اور وہاں سے بھاگ نکلی تھی جبکہ وہ پیچھے مضطرب تھا۔۔۔۔۔ ابھی وقت درکار تھا سب ٹھیک ہونے میں۔۔۔۔۔"

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

حویلی کی آج شان و شوکت الگ ہی کہانی سنار ہی تھی۔۔۔۔۔ چونکہ آج مایوں کا فنکشن تھا اس لحاظ سے صبح ہی صبح تیاریاں شروع ہو گئیں تھیں۔۔۔۔۔ راہداری کے دونوں اطراف میں پھولوں اور لائٹس کو لگانے کے لیے لڑکے اپنے کام میں مصروف دکھائی دے رہے تھے۔ ان کا سامن دونوں اطراف میں ڈھیروں کی صورت موجود تھا۔۔۔۔۔ جنہیں وہ تند ہی سے کام میں لگے ہوئے تھے لگانے کے لیے۔۔۔۔۔

ان لوگوں کو ارٹھی گائیڈ کر رہا تھا پھر ان پر نظر پڑتے مسکرایا تھا اور ادھر سے بھی بابا کی طرف سے مسکراہٹ اچھالی گئی تھی لیکن اس کے ہونٹ بھیچے ہوئے تھے۔۔۔ راہداری سے گزرتے اب وہ حویلی کی اندرونی جانب آئے تھے۔۔۔

"آپ اندر جائیں مجھے داجان سے کچھ کام ہے۔ میں ان سے مل کے آتا ہوں" پیار سے اس کا گال تھپتھپاتے مردانے کی طرف گئے تھے اور وہ اندر کی جانب بڑھ آئی تھی جدھر لاونج میں جمگھٹا لگا ہوا تھا تمام گھر کی عورتوں کا اور صوفے پر شاید کوئی مہمان بیٹھے تھے جن کے سائیڈ پر بڑے بڑے ہبازی سائز بیگز بھی تھے۔۔۔ ان سے نظریں بچاتے وہ اوپر جانا چاہتی تھی جب ایک آواز نے اسے روکا تھا۔۔۔۔۔ یہ آواز یہاں کے مکینوں کی نہیں تھی۔۔۔ اس آواز میں نرمی تھی، خلوص تھا جو پہلے بھی اسے ملتا تھا لیکن اب وہ اس دور سے آگے نکل گئی تھی جب یہاں سے تعلق رکھنے والوں کے پیار کے بولوں سے بہل جایا کرتی تھی۔۔۔

Safar-e-Adab

"ہم سے ملے بغیر ہی جارہی ہو ماہ روش"

اب بھی وہ سیڑھیوں پر کھڑی تھی لیکن مڑی نہیں تھی جب اسے کوئی چلتا ہوا اپنے پاس آتا معلوم ہوا تھا

-----

"کیا اتنی ناراضگی ہے کہ مڑ کر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کر رہی ہو۔۔۔۔۔" ملائمت سی مسکراہٹ سے وہ کہہ رہی تھی اور ماہ روش یہاں کے لوگوں کی طرح سخت نہیں بن پائی تھی اور پلٹی تھی جب پورا خاندان ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا

"میں کسی سے بھی ناراض نہیں زر مینے گل آپ جانتی ہیں میری طبیعت ہی فطرتاً سخت ہے۔" سادہ سے لہجے میں کہتے اس نے زر مینے گل کے بازوؤں کو رد نہیں کیا تھا اور اس کے گلے لگی تھی۔۔۔

"اچھا مجھے تو لگانا راض ہو اور اسی لیے چھپ کے اوپر جا رہی تھی۔۔۔۔" اپنے سامنے کرتے شکوہ کیا تھا اور محبت سے ہاتھ تھام رکھے تھے۔۔۔۔ یہ لڑکی اس کے بھائی کی عزت تھی اور اس سے پہلے بھی یہ بہت پیاری تھی لیکن اب اور پیاری ہو گئی تھی لیکن وہ ناراض تھی ان سب سے وہ جانتی تھی

"مجھے چھپنا نہیں آتا ہے زر مینے، میں جو ہوں سب کے سامنے ہوں۔۔۔ انفیکٹ ابھی ابھی جاگنگ سے لوٹی ہوں تو پہلے شاہور لینا چاہتی تھی اسی لیے اوپر جا رہی تھی اسی لیے آپ کو نہیں دیکھ پائی تھی۔" وہ سچ کہہ رہی تھی اس نے زر مینے کو نہیں دیکھا تھا

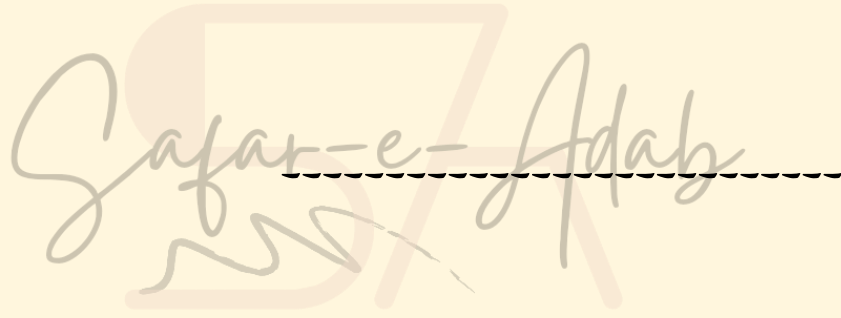
"میں جانتی ہوں ماہ روش جھوٹ نہیں بولتی ہے۔۔۔۔ تم فریش ہو لو پھر بیٹھتے ہیں" نرمی سے اس کے ہاتھ چھوڑے تھے اور جانے کی اجازت دی تھی

"اگر آپ چاہیں تو میرے کمرے میں آجائیے گا۔۔۔ کیا تقی بھائی نہیں آئے ہیں۔۔۔؟؟؟" جاتے جاتے اس نے اسے اپنے کمرے میں ہی آنے کی دعوت دی تھی اور پھر لاونچ میں نگاہ دوڑائی تو اسے کہیں بھی نظر نہیں آئے تھے وہ۔۔۔۔

"ہم ساتھ ہی آئے ہیں۔۔۔ ایک گھنٹہ ہو گیا ہے ہمیں آئے۔۔۔ ابھی وہ ریسٹ کر رہے ہیں جبکہ مجھے ایکسائٹمنٹ سے نیند ہی نہیں آرہی تھی۔ اتنے عرصے بعد سب سے ملی ہوں تو ابھی تک یقین نہیں آرہا ہے کہ اپنے گھر میں ہوں۔۔۔۔" اپنی مجبوری بتائی تھی انہوں نے۔

"چلیں پھر آپ ایسا کریں سب سے اچھی طرح مل لیں تو میرے کمرے میں ہی آجائیے گا اور ریٹ بھی کر لیجئے گا یقیناً آپ تھک گئی ہوں گیں۔۔۔۔۔" وہ بھی اپنی بات مکمل کیے وہاں سے کہتی سیڑھیاں چڑھ گئی تھی

"مما میرا فریش جوس بھجوا دیجئے۔۔۔۔۔" اوپر آخری سیڑھی پر پہنچ کر اس نے آواز دی تھی اپنی ماں کو جواب سب کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں اور سب خوش گپیوں میں مصروف تھے جبکہ ساتھ ہی ساتھ کچن سے اشتہا انگیز خوشبوئیں اڈاڈ کر آرہی تھیں۔ شاید کچھ سپیشل بن رہا تھا۔۔۔۔۔ اور مہمان ابھی سے آنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد پھوپھو بھی تشریف لا چکی تھیں جو تقریباً اڑھائی سال کے عرصے بعد پاکستان آئی تھیں۔۔۔۔۔ شام تک مہمانوں کی آمد آمد ہی رہی تھی۔۔۔۔۔



BEING THE STRING OF YOUR KITE

دیکھو ماہی!!! انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ تو اللہ نے اس کی سوچ میں بہت وسعت رکھی ہے۔ unlimited کہتے ہیں نا، لامحدود وسعت ہے سوچ میں۔۔۔۔۔

پتہ ہے جب ہم اکیلے بیٹھے ہوں تو ایک بات کو سوچتے دوسری بات نکلتی نکلتی ہم بہت دور تک انہی سوچوں کے گرداب میں پھنستے الجھتے بہت دور جاتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ ہے لامحدود اگر ہم بروقت وہاں کے گرداب سے ناکلیں تو ہم اور بھی دور جا پہنچتے ہیں۔۔۔۔۔



یہ ایک جھلک ہے ماہی سوچ کی وسعت کی۔۔

لیکن ایک چیز کے۔۔۔۔۔ یہ لامحدودیت اور وسعت مثبت بھی اور منفی بھی۔۔۔۔۔ یہ اس کی سب سے بڑی خوبی بھی ہو سکتی ہے اور خامی بھی۔۔۔

اگر ہم مثبت سوچ رکھیں گے تو اس کی وسعت اور وسیع ہوتی جائے گی۔۔۔۔۔ جتنا زیادہ چاہو آپ اس میں آگے بڑھتے جاؤ تو یہ نقصان دہ نہیں ثابت ہوگی۔۔۔۔۔ یہ اس کی خوبی ہے۔۔۔۔۔ بہت فائدے مند ہے یہ وسعت۔۔

لیکن اگر منفی سوچ کے گرداب میں پھنس جائیں اور اس کی وسعت بڑھتی جائے تو یہ آپ کو تباہ کر دیتی ہے۔۔۔۔۔ اس گرداب کا شکنجہ بہت مضبوط ہوتا ہے، اتنا مضبوط کہ اسے شیطان نے جکڑ رکھا ہوتا ہے ہمیں وہاں سے نکلنے نہیں دیتا ہے اگر نکلنے دے گا تو وہ اس کی ہار ہوگی اور شیطان ہار نہیں مانتا ہے وہ نئے راہ دکھا کے ہمیں گمراہ کرتا ہے، قابو کرتا ہے۔۔۔۔۔ اور اگر ہم ایک دفعہ اس سخت شکنجے اور گرداب میں پھنس جائیں تو جو ہم اپنا رد عمل ظاہر کرتے ہیں اس منفی سوچ کے دورانیے میں وہ ناقابل فراموش ہوتا ہے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

میری بیٹی!!!!!! تم نے اس سے بچنا ہے، تم اپنی سوچ کو وسعت دو لیکن مثبت سوچ کو منفی نہیں۔۔۔۔۔

"لیکن نانا ہم کیسے جان سکتے ہیں ہم منفی سوچ کی طرف جارہے ہیں یا مثبت۔۔۔!!۔ ہم تو شاید غم، غصے اور دکھ کی اس سیڑج ہر ہوتے ہیں جب ہمیں غلط بھی ٹھیک ہی لگتا ہے۔۔"

"میری بیٹی سوچ کو مثبت رکھنے کا آسان سا طریقہ یہ ہے کہ آپ نارمل حالات میں لوگوں کی خوبیاں ڈھونڈیں۔ اپنی سوچ کا زیادہ حصہ اس میں صرف کریں پھر کریٹیکل حالات میں خود بخود آپ اس منفی

سوچ ہے رجحان سے بچیں بلکہ آپ کو بچا لیا جائے گا۔۔۔۔ اور آپ کو بچانے میں سب سے بڑا ہاتھ آپ کی مثبت سوچ کا ہو گا۔۔۔۔۔"

لیکن نانا!!! میرے لیے بہت مشکل ہے یہ کام ".... اس کی شکل واضح طور پر بتا رہی تھی کہ یہ سچ میں مشکل ہے۔۔۔۔۔"

"کیا مشکل ہے ماہی مجھے کھل کر بتاؤ۔۔" ہمت، حوصلے سے پوچھا تھا

"لوگوں کی خوبیاں ڈھونڈنا، ان سے درگزر کرنا۔۔۔۔۔ کیونکہ نانا میرے کچھ اصول ہیں جو ان پر پورا نہیں اترتا وہ میرے سرکل سے نکل جاتا ہے کوشش کرنے کے باوجود وہ اس میں داخل نہیں ہو پاتا ہے۔۔۔۔۔ یہ میری بہت بری عادت ہے نانا۔۔۔۔۔"

"تو نا کرو درگزر۔۔۔۔۔"

ناڈھونڈو خوبیاں

BEING THE STRING OF YOUR KITNA کرو داخل اپنے سرکل میں

کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔ "نانا نے سیدھا جواب دیا تھا جبکہ لہجہ سیدھا نہیں تھا

"سچ میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔؟؟؟" دماغ ریلیکس ہوا تھا لیکن شکل مضطرب تھی

"ہاں ماہی کسی کو فرق نہیں پڑے گا۔۔۔"

لیکن۔۔۔۔۔؟؟؟ "وہ چپ ہوئے تھے

"لیکن کیا نانا۔۔۔۔۔" !!! اس نے بے تاب سے پوچھا تھا



یہ تمہارا آج رات کا جوڑا استری کر دیا گیا ہے اور بی جان کہہ رہی ہیں کہ آپ ابھی چلی جائیں سکن پالش کے لیے آپ کو اسفی لالہ یا لالہ ریسیو کر لیں گے جبکہ ولی لالہ جارہے تو آپ بھی ان کے ساتھ چلی جائیں، نور بھا بھی آپ کا نیچے ویٹ کر رہی ہیں ---- "پریسہ دانیوں عجلت میں کمرے میں داخل ہوتی اسے کہہ رہی تھی اور اس کا جواب سننے کی منتظر تھی اور نکلنے کی بھی جلدی تھی۔۔۔

"پریسہ میری سکن آل ریڈی فریش ہے، مجھے پارلر جانے کی بھی ضرورت نہیں۔ ماما میرے لیے پیسٹ بنا رہی ہیں جس کو لگانے سے میں گھر میں ہی تیار ہو جاؤں گی۔۔۔ میری طرف سے معذرت کر لو نور بھا بھی سے اور بی جان سے ---- "ماہروش ابھی ابھی شاور لے کر نکلی تھی اور بالوں سے تولیہ آزاد کرتے اس نے نرمی سے کہا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ویسے بات تو تمہاری ٹھیک ہے ماہروش۔۔۔ ویسے تمہاری یہ سافٹ سی سکن مجھے بھی بہت پسند ہے۔۔۔۔۔ بال بھی تو تمہارے لمبے ہو گئے ہیں ان کی ٹرمنگ نہیں کروانی؟؟؟؟؟ "دو قدم اس کی طرف چلتی پریسہ نے ملائمت سے اس کے گال کو چھوا تھا اور اس نے بھی سچ کہا تھا اور بالوں کے متعلق بھی پوچھا تھا جو اب اس کے کمر تک آرہے تھے۔۔۔۔۔ شہد رنگ، ملائم بالکل سیدھے، خوبصورت آنکھوں سے مشابہت رکھتے۔۔۔

"ہاں کروانی تو تھی لیکن آج نہیں۔۔۔۔ بعد میں کروالوں گی اور کچھ ٹریڈنٹ بھی کروانا ہے مجھے بالوں کا تو اسلام آباد چکر لگا پھر کروالوں گی۔۔۔۔ اس دفعہ لمبے ہی ٹھیک ہیں۔۔۔۔" بالوں میں کنگھی کرتے اس نے شیشے میں دیکھتے پریشہ کو کہا تھا جو سر ہلاتے کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔۔

ابھی وہ بالوں کو کنگھی کر کے پلٹی ہی تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ اناک ہوا تھا۔۔۔۔

"آجائیں۔۔۔" رائے بلیو کلر کی سادہ شلوار قمیص کے ساتھ ہمرنگ دوپٹے کو اس نے دائیں کندھے پر رکھا تھا، یہ سوٹ نانا کی پسند سے اس نے لیا تھا کیونکہ نانا اس کو ہمیشہ اپنی پسند سے شاپنگ کرواتے تھے جبکہ کسی اور کی پسند کا وہ نہیں پہنتی تھی۔۔۔۔۔۔ اور تولیہ اٹھاتی سیدھی ہوئی تھی جب بلیک کلر کے کرتا شلوار میں جبرائیل خان اپنی شان و شوکت کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔ اس مشرقی لباس میں دیکھ کر اسے خوشگواریت کا احساس ہوا تھا بلاشبہ مشرقی لباس میں وہ مرہ جلیلہ لگتی تھی کیونکہ مشرقی لباس وہ بہت کم پہنتی تھی

"فرمائیے۔۔۔" !! ٹاول سٹینڈ پر ٹاول لٹکانے کے بعد اس سے مخاطب ہوئی تھی سینے پر ہاتھ باندھے جبکہ کچھ شہد رنگ بال آگے تھے کندھے سے پھسل رہے اور کچھ کمر ڈھانپنے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ جو کمرے کے درمیان میں کھڑا تھا اس کے بولنے پے چونکا تھا۔۔۔ کچھ گھنٹے قبل وہ پارک سے دونوں لوٹے تھے اور اب فریش تھے اور لباس بھی بدل چکے تھے۔۔۔۔

"داجان سے بات ہو چکی ہے میری ابھی ہماری رخصتی نہیں ہوگی۔ مجھے آپ کو یہ ہی انفارم کرنا تھا۔۔۔"

اپنی بات پر اس نے ماہ روش کے چہرے پر سختی آتی دیکھی تھی

"کیا بات کی آپ نے داجان سے کہ رخصتی نہیں ہوگی، کیا مطلب ہے اس بات سے۔۔۔؟؟؟" تیوری چڑھائی تھی

"ماہ روش آپ بچی نہیں ہیں کہ اس کا مطلب جاننا سکیں۔۔۔" جانے کے لیے رخ موڑا تھا۔۔۔

"اسی لیے کہہ رہی ہوں کہ میں بچی نہیں ہوں اس کا مطلب جاننا پاؤں۔۔۔۔۔ لیکن آپ بچے بن رہے ہیں۔۔۔ لیکن جبرائیل خان صاحب ایک بات یاد رکھیں۔۔۔ رخصتی ہماری ابھی ہی ہوگی۔۔۔ اسی تاریخ پے جو طے ہو چکی ہے۔۔۔" اس کے سامنے آکر اس کی آنکھوں میں دیکھتے سخت لہجے میں کہا تھا

---

"کیا میں وجہ جان سکتا ہوں۔۔۔ جبکہ یہ ہی آپ چاہتی تھیں۔۔۔" وہ حیران ہو رہا تھا جو وہ چاہتی تھی وہ اسے مل رہا تھا لیکن ابھی بھی ناخوش تھی

"خود ہی تصحیح کر لی آپ نے کہ میں چاہتی تھی۔۔۔" تھی پر زور دیا تھا

"لیکن کیوں۔۔۔۔۔" وہ بھی جاننے پر بضد تھا۔۔۔ اس کے سامنے شعلہ جوالہ بنی کھڑی تھی اور وہ حیران نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"میں بتانا پسند نہیں کرتی ہوں۔۔۔" کندھے اچکاتی اس کے سامنے سے ہٹی تھی۔۔۔ لیکن اس کا ہاتھ جبرائیل خان کی گرفت میں تھا

"کہیں مجھ سے محبت تو نہیں ہوگئی۔۔۔" براؤن آنکھیں شرارت پر مائل تھیں جس پر مقابل نے آہستگی سے اپنا بازو چھڑایا تھا اور اس کی گہری بھوری آنکھوں میں دیکھتی گویا ہوئی تھی

"میں ایسی غلطیاں نہیں کرتی ہوں۔۔۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتی چبا چبا کر بولی تھی لیکن جبرائیل خان کو آنکھوں کے دبیز پردوں کے پیچھے کچھ نظر آیا تھا جسے وہ سرعت سے رخ بدلتی چھپا گئی تھی۔۔۔

"چلیں آپ کہتی ہیں تو مان لیتا ہوں لیکن مجھے حقیقت اس کے برعکس نظر آرہی ہے۔ لیکن اس پے بھی کبھی بات کریں گے فلحال کے لیے یہ ذہن نشین کر لیجئے کہ ہماری رخصتی نہیں ہو رہی۔۔۔۔۔ یہ فائنل ہے" اس کے رخ موڑنے پر بنا اس کی بات کو اہمیت دیے جبرائیل خان نے اپنا فیصلہ سنایا تھا اور کمرے سے نکل جانا چاہا تھا جبکہ اس دفعہ جبرائیل خان کا ہاتھ ماہ روش ابراہیم خان کے ہاتھ میں تھا اور وہ پھر اس کے مقابل آئی تھی

"آپ بھی یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ رخصتی اگر مقررہ تاریخ پر نا ہوئی تو پھر زندگی بھر نہیں ہوگی۔۔۔۔۔ یہ میرا فیصلہ ہے جبرائیل خان صاحب۔۔۔۔۔ اور یہ فائنل ہے۔" گہری بھوری نگاہوں میں الجھن بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ بنا اس کی الجھن کا جائزہ لیے وہ اس کے سامنے سے ہٹنے لگی تھی جب جبرائیل خان نے اسے کہنیوں سے تھاما تھا

"چاہتی کیا ہیں آپ۔۔۔!!" اس کی بچگانہ حرکتیں اسے غصہ دلارہی تھیں جبکہ وہ غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا اس پے۔۔۔

"سمپل سی بات ہے رخصتی۔۔۔" بنا اس کے غصے کو خاطر میں لائے سادگی سے کندھے اچکائے تھے اور کون اس سادگی پہ وارے ناجائے۔۔۔۔۔

"ماہ روش آپ میرا دماغ گھما رہی ہیں جبکہ آپ وضاحت بھی سننا نہیں چاہتی ہیں کہ میں نے آپ کو ریپلائے کیوں نہیں کیا ہے۔۔۔ مجھے اصل وجہ بتائیں آپ چاہتی کیا ہیں۔۔۔ جبکہ آپ کو ابھی مجھ سے اتنی





گلابی ہوتی آنکھوں سے کہہ رہی تھی اور اس کا انداز اٹل تھا جس سے جبرائیل خان بخوبی واقف تھا  
 ----- اگر وہ کہہ رہی تھی کہ وہ بعد میں نہیں مانے گی تو وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ اسے فیصلہ سنانے کے  
 بعد وہ اپنی کہنیاں چھڑاتی واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی اور یہ واضح اشارہ تھا کہ اب وہ جاسکتا  
 ہے۔-----

جبکہ اس کی موبائل گمنے اور ایکسیڈینٹ والی بات سے وہ لاعلم نہیں تھی۔۔۔۔۔ اوو مطلب وہ جانتی ہیں  
 ----- یہ ہی سوچتا وہ کمرے سے نکل گیا تھا کیونکہ یہاں رکنا اب بے معنی تھا۔۔۔۔۔

-----

"ولی!!!! اسفندیار خان کا فون بند جا رہا ہے جبکہ مجھے بتا کر گئے تھے وہ ابالو گوں کو پک کر لیں گے اور ابھی  
 تک وہ نہیں پہنچیں ہیں ادھر۔۔۔۔۔!!! ولی محمد خان فرشتے اور نور لہدی کو پار لڑ چھوڑنے کے بعد جانے  
 لگا تھا جب گاڑی سے اترنے سے قبل نور لہدی نے پریشانی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

"جی بھابھی !!! وہ لالہ کے ساتھ ایک میٹینگ میں جا رہے ہیں مجھے گاڑی کی ٹائمنگ بتادی تھی تو آپ کو  
 چھوڑنے کے بعد میں ادھر ہی جا رہا ہوں انہیں پک کرنے، شاید گاڑی پہنچ گئی ہوگی۔۔۔۔۔" گھڑی سے  
 وقت کا اندازہ لگاتے ولی محمد خان نے کہا تھا۔۔۔۔۔

"اوکے۔۔۔۔۔ تھینک یو ولی۔۔۔۔۔" گاڑی سے باہر نکلی تھی وہ

"بھابھی یہ میرا فرض ہے۔۔۔ شرمندہ مت کریں۔۔۔ آپ کے گھر والے ہمارے لیے قابل احترام ہیں اور ان کی میزبانی ہمارا فرض ہے۔۔۔" اپنی بات کہنے کے بعد وہ گاڑی میں بیٹھتا سے بھگاتا لے اڑا تھا

-----

"کیا ہوا ہے تمہارے فیس کو۔۔۔ اتنا ریڈ کیوں ہو رہا ہے۔۔۔" حمزہ ماما کے ساتھ اس کے کمرے میں آیا تھا جب وہ بیڈ پر لیپ ٹاپ سامنے رکھے ٹائپنگ کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں ہوا شاید موسم کا اثر ہے۔۔۔ اور تم آپ کلینک نہیں گئے ہو۔۔۔" لیپ ٹاپ آف کیا تھا اور پیچھے ٹیک لگائی تھی ماما کے کندھے پر سر رکھا تھا اور نظریں اس پے جمائی تھیں جو لیٹنے کے انداز میں بیٹھا تھا، کہنی بیڈ پر ٹکائے سر سرہانے پر رکھا تھا اور رخ اس کی جانب کیا ہوا تھا

"تمہارا مایوں ہے اس لیے چھٹی کی ہے۔۔۔ جبکہ اصل بات گول کر گیا تھا کہ آج چھٹی تھی۔۔۔۔۔" حمزہ نے جواب دیا تھا۔۔۔

"میرا مایوں ہے رائٹ۔۔۔ تو تمہاری چھٹی کس وجہ سے بنتی ہے۔۔۔۔۔" ماہ روش نے اسے گھورا تھا۔۔۔۔۔

اسی وقت ماما کا موبائل رنگ کیا تھا جس پر بابا کی کال آرہی تھی اور وہ اسے سننے کے لیے کمرے سے باہر چلی گئی تھیں کیونکہ کمرے میں آواز نہیں آرہی تھی۔۔۔۔۔

"تمہارا حتمی فیصلہ ہے یہ۔۔۔؟؟" ماما کے جاتے ہی وہ سنجیدہ ہوتے سیدھا ہوا تھا

"ہنڈرڈ پر سنٹ۔۔۔۔" ماہ روش نے کندھے اچکائے تھے۔۔۔۔

"تو تمہارے یہاں سب سے گلے شکوے ختم ہو گئے یا۔۔۔۔" اس نے جان بوجھ کر بات اُدھوری چھوڑی تھی اور تکیے کو گود میں رکھا تھا جبکہ آنکھوں اور چہرے پر سنجیدگی تھی

"کچھ حد تک کم ہو گئے ہیں لیکن ختم نہیں ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ حمزہ میں موو آن کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔" میں یہ نہیں کہہ رہی ہوں کہ میں سب کچھ بھول گئی ہوں یا کوئی دیوی بن گئی ہوں اور کچھ بھی پرانا یاد نہیں ہے۔۔۔۔۔ ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔ بلکہ میں ان سب کو ایسے ہی قبول کر چکی ہوں جیسے یہ سب ہیں۔۔۔۔۔ مجھے اب ان سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے کیونکہ نانا کہتے ہیں ہمیں لوگوں کو ایسے ہی قبول کرنا چاہئے جیسے وہ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ اس سے ہماری بہت سی پریشانیاں کم ہو جاتی ہیں اور شاید میری زیادہ تر پریشانیاں اسی وجہ سے ہی آرہی تھیں۔۔۔۔۔ اب میں گواپ کر چکی ہوں اور پیچھے پلٹ کر بھی نہیں دیکھنا چاہتی ہوں کیا ہوا تھا بس آگے بڑھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ سب کچھ بھولنا چاہتی ہوں اور اس کے لیے آگے بڑھنا بیت ضروری تھا۔۔۔۔۔" ماہ روش نے اس کو وہ بتایا تھا جو وہ جاننا چاہتا تھا

"اور جبرائیل خان۔۔۔۔۔؟؟"!!! حمزہ نے دماغ میں کلبلا تا سوال بھی پوچھ ڈالا تھا

"نہیں انہیں آسانی سے نہیں معاف کر سکتی حمزہ!!!! کیونکہ انہوں نے میرا اعتبار توڑا ہے۔۔۔۔۔" اس کے چہرے پر غیر معمولی سنجیدگی تھی۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے میں کوئی مشورہ نہیں دوں گا۔۔۔۔۔ جو تمہیں صحیح لگتا ہے تم وہ کرو۔۔۔۔۔ اور ایک بات یاد رکھنا کہ تم جو بھی فیصلہ کرو میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں۔۔۔۔۔" وہ سامنے ٹیک لگائے بیٹھی تھی اور حمزہ بیڈ سے ٹانگیں نیچے لٹکائے گود میں کشن رکھے اس کے سامنے تھا۔۔۔۔۔

"او کے چلتا ہوں میں مجھے ار ترضیٰ سے کچھ کام تھا اور ہاں یار تمہیں بتانا تھا بھول گیا کہ جبرائیل لالہ نے ہمارے اسپتال کے لیے جگہ بھی دی ہے اور اسی اسپتال کے لیے بہت سارا پیسہ، عملے کے ساتھ بھی۔۔۔۔۔ انہوں نے بہت اسٹرگل کی ہے ہمارے اسپتال کے لیے۔۔۔ میرے سارے اس پراجیکٹ کے پیچھے لالہ کا ہی ہاتھ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ " دروازے کے پاس کھڑے کھڑے اس نے ہیڈ لائنزدی تھیں اور وہیں سے رفو چکر ہو گیا تھا اور اس بات کو بتانے کے پیچھے کیا محرک تھا وہ بخوبی جان چکی تھی وہ جبرائیل خان کی طرف سے اس کا دل صاف کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مہمانوں کی گہما گہمی کے درمیان لان کے بیچ و بیچ بنے سیٹج کی تیاریاں اختتام پزیر ہو چکی تھیں اور مہمان بھی کھانے سے فری ہو چکے تھے ان کی نگاہ سیٹج پر تھی۔۔۔۔۔

سبز چائے کا دور چل رہا تھا اور مہمان اپنی اپنی پسندیدہ نشستوں پر براجمان ہو رہے تھے۔۔۔ رات اپنے پر پھیلا چکی تھی اور رات کے اندھیرے کو مصنوعی روشنی نے شکست دے دی تھی اسی روشنی کی بدولت خان حویلی کی شان و شوکت بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔ پھولوں اور موتیوں کی مالائیں لٹک رہی تھی جن کے درمیان مہمانوں کے لیے کرسیاں اور صوفے لگائے گئے تھے جبکہ دونوں اطراف کے فوارے بھی آج روشنیوں کے ساتھ الگ ہی سماں باندھ رہے تھے۔ مختلف رنگوں کی لائٹیں جمع ہمہ وقت ان کا حصہ ہوتی تھی انہیں آج بدلا گیا تھا اور ایک نئی لک دی گئی تھی۔۔۔۔۔

اگر سیٹج پر نظر دوڑائی جائے تو پتا چل رہا تھا کہ یہ مرکز نگاہ کیوں بنا ہوا ہے۔۔۔ وہاں پر موجود دونوں کپلز کو لا کر سیٹج پر موجود صوفوں پر بٹھایا گیا تھا۔۔۔ دونوں صوفے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے اور ان پر دلہاد لہن براجمان تھے۔۔۔ دلہنیں مہندی رنگ کی سادہ شلوار قمیص میں ملبوس تھیں جس پر ہلکی پھلکی جیولری بھی پہنی ہوئی تھی اور دوپٹوں کو سر پر ٹکایا گیا تھا جبکہ مرد حضرات سفید کرتا شلوار میں اپنی وجاہت بڑھا رہے تھے۔۔۔ چونکہ مایوں اور مہندی کی تقریب اکٹھی تھی اس لیے۔۔۔۔۔۔۔۔

سب سے پہلے رسم بڑے کر رہے تھے اور اس کے بعد جب چھوٹے کرنے لگے تو اچانک جبرائیل خان اپنی نشست سے معذرت کرتا اٹھا تھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا جس پر مہمانوں نے ایک دفعہ نوٹس لیا تھا جبکہ اس کے والد کی تسلی اور داجان کی وضاحت پر وہ چپ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

سب ہی رسم تقریباً گر چکے تھے اور کچھ مہمان سونے کے لیے جانا چاہتے تھے جنہیں ارتضیٰ کے ساتھ فرشتے سنبھال رہی تھیں اپنی والدہ کی ہدایت پر اور کچھ ابھی وہیں براجمان تھے جبکہ پریشہ اپنی پھوپھو کے ساتھ مل کر اوپری پورشن پر قالین بچھوا رہی تھی کیونکہ رات گئے تک عورتوں کی محفل جاری رہنے والی تھی۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسفندیار خان نور لہدی کے ساتھ ہی صوفے پر موجود تھا جب اس کے موبائل پر ایس ایم ایس رنگ ٹون بجی تھی تو معذرت کرتا وہ بھی اٹھا تھا جس پر بی جان جو بالکل سامنے ہی بیٹھی ہوئی تھیں بڑبڑائی تھیں

"ایک تو ہمارے بچے شادی کے دن بھی اپنی زندگی کو سکون نہیں دیں گے اس موئے فون کی بدولت

---- " ان کے ایسا کہنے پر ساتھ موجود کچھ خواتین نے ہاں میں ہاں ملائی تھی اور کچھ اپوزیشن کا کردار

نہا رہی تھیں-----

ماہ روش ابراہیم خان جواب تھوڑی ریلیکس ہو کر بیٹھی تھی جبھی حمزہ اس کے پاس آیا تھا اور اس کی کسی بات پر ہنستی ماہ روش کی نگاہ جب سامنے اٹھی تو پہلے اسے لگا کہ یہ وہم ہے لیکن پھر اپنے سامنے مجسم چل کر آتے انسان کو دیکھتے وہ اپنے دوپٹے کو سنبھالتی اٹھی تھی اور بنا دھر ادھر دیکھے عجلت میں بھاگتی ان کی طرف آئی تھی اور ان کی کھلی باہوں میں جاں سمائی تھی۔۔۔ جو اسی کی طرف آرہے تھے۔۔۔ وہ پورے ڈیڑھ مہینے بعد ان سے مل رہی تھی اور یہ ایک طویل عرصہ تھا اس کے لیے۔۔

پورا مہمانوں ہو ہال انہیں دیکھ رہا تھا کہ کتنی بے تابی سے وہ بھاگ کر گئی تھی جبکہ اس ان سب کی پرواہ نہیں تھی

"میں بتا نہیں سکتی نانا میں بہت خوش ہوں آپ کو ادھر دیکھ کر جبکہ آپ نے صبح مجھے بتایا تو نہیں تھا اپنی آمد کا۔۔۔؟؟؟ پہلے خوشی اور پھر خفگی سے ان سے الگ ہوئی تھی جو اس کی عجلت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے محظوظ ہو رہے تھے۔۔۔

"اگر آپ کو بتا دیتا تو آپ کا یہ مسرت بھرہ چہرہ دیکھنے کو ملتا بھلا۔۔۔۔۔" وہ اپنی نواسی کے ساتھ کھڑے تھے جبکہ ان سے لاڈ کرتی ماہ روش کو پتا چلا کہ نانا اکیلے نہیں تھے ان کے ساتھ جبرائیل خان، بابا، تایا، داجان بھی تھے جو انہی کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور اب جبرائیل انہیں سیٹج پر ساتھ جانے کی دعوت دے رہا تھا

"سر آپ پلیز آئیں ادھر۔۔۔۔۔ ماہ روش " جبرائیل خان نے انہیں ساتھ آگے بڑھنے کی دعوت دی تھی اور ماہ روش کو پکڑ کر اپنی طرف ایک سائیڈ پر کیا تھا جو ابھی تک ہونق تھی کہ یہ لوگ نانا کے ساتھ اتنے فری کیسے ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔ مطلب کہ اس کے نانا ہیں جبکہ اس نے ایک دفعہ بھی ان میں سے کسی سے بھی پہلے کبھی ملتے نہیں دیکھا ہے نانا کو۔۔۔۔۔۔۔

"یار یہ آپ کا دن ہے۔۔۔ آپ کا مومنٹ ہے۔۔۔ اور آپ کی جگہ ہے وہاں آپ جا کر بیٹھیں اور انجوائے کریں۔۔۔ مجھے اپنی طرز کی کمپنی میں جانے دیں کیوں افروز خان۔۔۔!! ٹھیک کہ رہا ہوں نا میں۔۔۔۔" نانا جان ادھر ہی کھڑے تھے اور داجان کو مخاطب کرتے کہا تھا

"جی جی کیوں نہیں۔۔۔ آئیے آپ ہمارے ساتھ۔۔۔ ہمیں بہت مسرت ہوئی ہے کہ آپ ہمارے غریب خانے پر تشریف لائے ہیں۔۔" داجان انہیں اپنے ساتھ مردانے کی طرف لے گئے تھے اور بابا ماہ روش کو ایک دفعہ گلے لگا کر ماتھا چوم کر گئے تھے انھی کے پیچھے۔۔۔۔۔۔۔۔

"ایک سر پرانزا اور بھی ہے۔۔۔۔۔" وہ ابھی تک جبرائیل خان کے ساتھ کھڑی تھی جدھر اس نے ایک کھڑا کیا تھا اور ہاتھ وہ تھا مے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ جبھی اپنے اور جبرائیل خان کے کندھوں کے درمیان سے جھانکا تھا۔۔۔۔۔ اور اب یوں تھا کہ اس کا سر جبرائیل خان کے کندھے سے لگا ہوا تھا جبکہ وہ شان بے نیازی سے پیچھے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ مکمل سیدھی نہیں ہو سکتی تھی اس لیے کہ جبرائیل خان اس کا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں مقید کیے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ اس کا سر اپنے کندھے پر محسوس کرنے ہر جبرائیل خان کسی کی بات کا جواب دیتے چوڑکا تھا۔۔۔ لیکن رخ بدل کر دیکھنا مطلب لوگوں کی توجہ بٹانا اس لیے وہ رخ نہیں بدل سکا تھا اور اپنی بات جاری رکھی تھی لیکن ہاتھ چھوڑ دیا تھا اس کی آسانی کے لیے

ماہ روش نے آواز کے تعاقب میں دیکھا تو کرن سمیت اس کا پورا گروپ کھڑا تھا اور ہاشم، ہانیہ اچھے فوٹو گرافر تھے، اس لیے چند لمحے قبل کے مومنٹ کو وہ اپنے کیمرے میں محفوظ کر چکے تھے۔۔۔۔۔ جبکہ کرن سب سے آگے کھڑی تھی جس نے آواز لگائی تھی۔



انہیں دیکھ کر ماہ روش کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی اور پھر جبرائیل خان نے بھی رخ بدلا تھا۔۔۔۔۔ اب ان دونوں کا رخ سب مہمانوں کی جانب تھا۔۔۔ اور پھر جبرائیل خان کی زیرک نگاہوں نے دیکھا کہ پریسہ دانیل کے ساتھ جاتی نور لہدی اسفندیار خان کی گاڑی میں بیٹھی اور وہ کہیں نکل رہے تھے جانے کے لیے۔۔۔۔۔ پھر غیر محسوس انداز سے اپنا فون نکالتے ایس ایم ایس کیا تھا۔۔۔۔۔ اور پھر ان نئے مہمانوں پر بھی نظر کرم ڈالی تھی۔۔۔۔۔

"اب وہ سب ان کے قریب آکھڑے ہوئے تھے۔۔۔" جب ماہ روش نے ان سے پوچھا تھا "آئی ایم سرپر انڈوٹوسی یو ہیئر۔۔۔" !!! اپنے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے تھے اور اسے ابھی تک یقین نہیں آیا تھا کہ وہ لوگ سچ میں یہاں آئے ہیں۔۔۔۔۔

"سرپر انڈوٹو ہم بھی ہیں کہ تم نے ہمیں بلایا ہی نہیں ہے جبکہ ہم جبرائیل بھائی کے بلانے پر آئے ہیں۔۔۔۔۔ ایم آئی ڈائٹ جبرائیل لالہ۔" ماہ روش سے بات کرتی کرن نے آخر میں اس سے تصدیق چاہی تھی جو جاسم اور ہاشم لوگوں سے ہیلو ہائے کر رہا تھا۔۔۔

"شیور۔۔۔" اس نے بھی کرن کی ہاں میں ہاں ملائی تھی جس پر ماہ روش ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔۔۔۔

"اوکے اوکے۔۔۔۔۔ میرے لیے آپ لوگوں کا آنا معنی رکھتا ہے۔۔۔۔۔ کس نے کب بلایا آپ لوگ خود آئے اس ڈزنٹ میٹر۔۔۔۔۔ ہم وہاں بیٹھتے ہیں۔۔۔" انہیں ساتھ لیے وہ سیٹج پر بیٹھ چکی تھی اور ان کے لیے الگ کچھ نئی کرسیاں لگائی گئی تھیں۔۔۔۔۔ اور یہاں پہلے سے موجود فوٹو گرافر بھی ہر لمحے کو قید کیے جا رہا تھا۔۔۔۔۔



"آپ بھی آئیں جبرائیل بھائی۔۔۔ ہمیں فوٹوشوٹ کرنا ہے" کرن نے جبرائیل خان کو کہا تھا۔۔۔۔۔  
جوا بھی تک وہیں کھڑا تھا اور اسفندیار خان کے جواب کو پڑھ رہا تھا جو اس نے ابھی بھیجا تھا اور ماتھا مسلہ تھا

--

"شیور۔۔۔۔۔ چلیں۔۔" وہ سب ایک ساتھ آگے بڑھے تھے۔۔۔۔۔ رات گئے تک ان کا فوٹوشوٹ جاری رہا تھا جس پر انہوں نے اورینگ جنریشن نے بہت انجوائے کیا تھا جو خان فیملی میں مدعو تھی۔۔۔۔۔ بلاشبہ وہ ماروش کا ایونٹ خوبصورت بنانے آئے تھے اور اس میں کامیاب بھی ٹھہرے تھے۔۔۔۔۔ ممّا، تائی چچی اور پھوپھو سمیت بی جان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تھی وہ بھی تھوڑا دور بیٹھے ان کی شرارتیں انجوائے کر رہے تھے اور دائمی خوشیوں کی دعائیں بھی کر رہے تھے۔۔۔۔۔

اور پھر وہاں پر ایک خوبصورت خوشیوں بھری رات اختتام کی جانب گامزن ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اپنے اندر بہت سارے رنگ چھپائے۔۔۔ نئی یادیں رقم کیے۔۔۔ اور کہیں دور کسی کامکافات عمل بھی شروع ہو چکا تھا۔۔۔ ناختم ہونے والا گلٹ۔۔۔۔۔ جواب قبر تک ساتھ جانا تھا۔۔۔۔۔ کچھ دکھ بہت بھاری ہوتے ہیں۔۔۔ انہیں اٹھانے کے لیے زندگی کی قیمت چکانی پڑتی ہے۔۔۔۔۔

BEING THE STRIFE OF YOUR LIFE

-----

اسفندیار خان اور نور لہدی واپس آگئے ہیں کیا۔۔۔؟؟؟ "اسفندیار خان کی والدہ جبرائیل خان سے استفسار کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

"جی خالہ جان وہ ایک گھنٹے کے لیے کہیں گئے تھے اور تب ہی واپس لوٹ آئے تھے۔۔۔ بھابھی اوپر ہیں شاید جبکہ اسفی ارتضیٰ کے ساتھ ہی کل کے کچھ معاملات دیکھ رہا ہے۔" جبرائیل خان جو ابھی کچن کی طرف آیا تھا تو ادھر چچی بھی نوکریوں سے کچن کی صفائی کروانے کے بعد انے کمرے میں جانے سے قبل اس سے پوچھ رہی تھیں اور اس کے جواب پر کچن سے اس کے ساتھ ہی نکلی تھیں۔۔۔۔۔

"خوش ہونا۔۔۔!!!" اس کے ساتھ چلتے خالہ نے پوچھا تھا۔۔۔

"پوچھ رہی ہیں یا بتا رہی ہیں خالہ "!!.. شرارتی انداز سے کہا تھا اور اپنے موبائل کو پاکٹ میں ڈالا تھا جو چند لمحے قبل ہاتھوں میں لیے کچھ ٹائپ کر رہا تھا

"ارادہ تو پوچھنے کا تھا لیکن اب بتا رہی ہوں۔۔۔ کہ خوش ہو آپ۔۔۔" چچی جان نے اسی کے انداز میں جواب دیا تھا

"آپ کہہ رہی ہیں تو مان لیتا ہوں ورنہ مجھے تو کہیں سے نہیں لگ رہا ہے۔۔۔" مصنوعی انداز سے اس نے بے چارگی سے کہا تھا

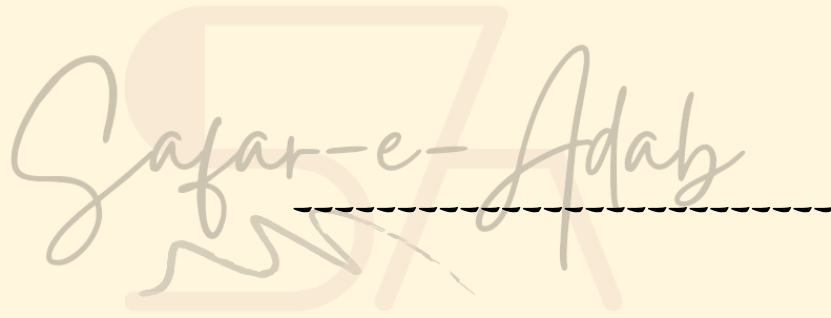
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جتنے آپ دوسروں کی ماننے والے ہیں جانتی ہوں میں۔۔۔۔۔ بہر حال جو بھی ہے۔۔۔ میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو ڈھیر ساری خوشیاں دے۔۔۔" اپنے کمرے کے سامنے رکنے پر چچی جان نے اس کے کندھے پر تھپکی دیتے دعادی تھی۔۔۔

"یار خالہ اب ایسی بات بھی نہیں ہے۔۔۔ آپ کی بہو کی ہی مانی ہے جو آج یہاں ہوں۔۔۔ ورنہ میں بہت سیدھا سادہ بندہ ہوں۔" آنکھیں ابھی بھی شرارت پر مائل دکھائی دے رہی تھیں۔۔۔۔۔

"اچھی بات ہے بیویوں کی ماننی چاہیے۔ جب آپ انہیں اہمیت دیتے ہیں تو وہ بھی بدلے زیادہ اہمیت دیتی ہیں۔۔۔ میاں بیوی کو برابری کا رشتہ ہوتا ہے جبرائیل۔۔۔ اور برابری ہی بہترین طریقہ ہوتا ہے اسے چلانے کا۔۔۔ ورنہ جب ایک بھی ان دونوں میں سے برتری کا خواہشمند ہوتا ہے تو اس توازن میں گڑبڑ ہونا شروع ہو جاتی ہے۔۔۔۔ جس کے اثرات بہت تیزی سے مرتب ہوتے ہیں ہماری زندگی میں۔۔۔۔ تو جتنا آپ عزت دیں گے وہ اس سے بڑھ کر کریں گیں۔۔۔۔۔ " چچی جان نے رسائیت سے اسے کامیاب شادی شدہ زندگی کا راز بتایا تھا۔۔۔۔۔

"آپ کی باتوں پر عمل کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔۔۔ پیاری خالہ۔۔۔ چلتا ہوں ابھی باہر کچھ کام رہتا ہے۔۔۔۔ " جبرائیل خان کہتے ہی وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔



BEING THE STRING OF YOUR KITE

کمرے میں قدم رکھتے ہی تاریکی نے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔۔۔ ارتضیٰ کے ساتھ واپسی پر انہیں فارم ہاؤس جانا پڑ گیا تھا اور پھر وہاں دوستوں کے ساتھ ہلاکلا کرتے وقت گزر گیا تھا۔۔۔ ابھی صبح کے چار بجے اس کی گھر واپسی ہوئی تھی۔۔۔

آہستہ سے دروازہ بند کیا تھا تو جب وہ آگے آیا اسے سسکیوں کی آواز سنائی دی تھی جس نے اس کے اوسان خطا کر دیے تھے۔۔۔ آگے بڑھتے لائٹ جلائی تو صوفے کے ساتھ ٹیک لگائے وہ نیچے ٹانگوں میں سر دیئے رو رہی تھی۔۔۔۔ سرعت سے سات قدموں کا فاصلہ طے کرتے اس کے پاس آیا تھا۔۔۔

"کیا ہوا ہے نور لہدی۔۔۔۔" اس کے پاس بیٹھتے نرمی سے اس سے پوچھا تھا اور اس کا سر اوپر اٹھایا تھا

سرخ متورم آنکھیں، سو جے ہونٹ، لرزتی پلکیں۔۔۔ اور سرخ چہرہ اس کے سامنے تھا

"میں نے کبھی ایسا نہیں چاہا تھا میں نے کبھی بد دعا نہیں کی تھی۔۔۔ اسفند " لرشتی آواز میں کہا تھا

"میں جانتا ہوں۔۔۔۔ تم نے کبھی ایسا نہیں چاہا۔۔۔۔ اور اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ تم خود کو قصور وار ٹھہرانا بند کرو۔۔۔" اس کے آنسو صاف کیے تھے نرمی سے۔۔۔۔

"لیکن اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوا۔۔۔؟؟" اس کا جواب وہ خود بھی نہیں جانتا تھا

"دیکھو نور لہدی۔۔۔۔ یہ اس کی بری قسمت تھی۔۔۔۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں۔۔۔!!"

"نہیں یہ اس کے بھائی کی بد اعمالیاں تھیں جن کا بھگتان اسے بھگتنا پڑا ہے۔۔۔ وہ تو معصوم تھی اس کا قصور نہیں تھا۔۔۔ وہ کہتا ہے کہ شاید میری بد دعا لگی ہے جبکہ میں نے تو کبھی اللہ سے بھی شکوہ نہیں کیا تھا۔۔۔۔ قدرت کا بھی عجیب قانون ہے ناکہ بھائی کا کیا بہن کو، باپ کا کیا بیٹی کو بھگتنا پڑتا ہے۔۔۔۔"

اس کا انداز عجیب ہو رہا تھا۔۔۔ BEING THE STRING OF YOUR KILL

"جو بھی ہوا اس کے ساتھ ہمیں دکھ ہے۔۔۔ ہم اللہ سے اس کے لیے دعا کر سکتے ہیں جبکہ اس کے بھائی نے

اپنی سزا پالی ہے۔۔۔ تمہارے اس سارے میں کہیں بھی کوئی بھی قصور نہیں ہے۔۔۔ اس لیے خود کو

قصور وار ٹھہرانا بند کر دو۔۔۔۔ جو گزر گیا ہے اسے بھولنے کی کوشش کرنے میں وہ اور یاد آتا ہے تو اس کا

بہتر حل یہ ہے کہ ہم کوئی اور مصروفیت ڈھونڈ لیں۔۔۔۔ لہذا اٹھو تم یہاں سے اور سکون سے سو جاؤ

۔۔۔ جب تم سو کے اٹھو گی تو کئیں کام تمہارے منتظر ہوں گے۔۔۔ " اسفند یار خان نے اسے رسانیت

سے حقیقت دکھائی تھی

"لیکن۔۔۔۔۔" وہ ابھی بھی شاید گلٹ میں تھی

"لیکن ویکن کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ دیکھو تمہیں شاید بخار ہو رہا ہے۔۔۔ یہ میڈیٹن لو اور سکون سے لمبی نیند سوتا کہ صبح فریش دلہن بن سکو۔۔۔ یہ ناہو کہ میں تمہیں دیکھ کے ڈر ہی جاؤں۔۔۔" اسے سہارا دیتے اٹھانے کے بعد اسے بیڈ تک ساتھ لایا تھا اور ہلکی پھلکی گفتگو کرتے وہ اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ اسے لگا تھا شاید بخار ہو گیا ہے اسے۔۔۔ اس لیے میڈیسن دینے کے بعد اسے کمبل اوڑھا تھا اور اس کی بات پر وہ ہلکے سے مسکراتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔ اس وقت وہ سچ میں فرار چاہ رہی تھی ہر چیز سے۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسفندیار خان کے چہرے پر اب سنجیدگی رقم تھی۔۔۔ وہ چند گھنٹے قبل کسی اور جگہ پر تھے۔۔۔۔۔ اور ان کے سامنے ان کا مجرم کھڑا تھا۔۔۔

ابھی وہ فنکشن میں تھا جب اس کے موبائل پر عمر آفندی کا میسج آیا تھا کہ وہ ان کی حویلی کے دروازے پر کھڑا ہے اور بنا بات کیے وہاں سے نہیں جائے گا۔۔۔ پچھلے ایک ہفتے سے وہ اسے کالز پر کالز کیے جا رہا تھا لیکن بیرون ملک ہونے کی وجہ سے اسفندیار خان اسے انکوریٹ رہا تھا۔۔۔۔۔ لیکن آج اس مومنٹ پر وہ کوئی تماشا نہیں چاہتا تھا اس لیے وہ فنکشن سے نکل کر باہر آیا تھا جس پر عمر کے ہی اصرار پر وہ ایک ہاٹل ہر آدھے گھنٹے کی ملاقات کے لیے مانا تھا۔۔۔۔۔ عمر معافی مانگنا چاہتا تھا اور نور لہدی کے سامنے مانگنا چاہتا تھا جس پر اسفندیار خان اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے اسے ہاٹل جانے کا کہا تھا اور اس کی ضد پر پریسہ کو ایس ایم ایس کیا تھا جو نور لہدی کو گاڑی تک لائی تھی اور مہمانوں سے کوئی بھی بہانہ بنا لیا تھا۔۔۔

"گاڑی میں وہ ایسے ہی آ بیٹھی تھی جیسے وہ فنکشن میں ہیوی کپڑے اور جیولری پہنے ہوئے تھی۔۔۔۔۔

"کیاں جارہے ہیں ہم اسفندیار؟؟؟"!! اسے خاموشی سے ڈرائیو کرتے سنجیدگی سے دیکھ کر نور لہدی نے پریشانی سے پوچھا تھا

"عمر تم سے مل کر معافی مانگنا چاہتا ہے۔" ہاٹل کے سامنے گاڑی رک چکی تھی اور اس کی جانب اسفندیار خان نے دیکھتے کہا تھا

"مجھے کسی سے نہیں ملنا ہے۔۔۔" اپنا رخ موڑتے اس نے سختی سے تردید کی تھی

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔" اس کی گود میں رکھے ہاتھ کو تھام کر اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا اور اب اس کا ٹکہ اتارا تھا۔۔۔ اور اپنی مثال اتارتے اس کے کندھوں پر رکھی تھی۔۔۔

"نہیں اسفندیار وہ جب بھی آتا ہے اپنے ساتھ شرلے کے آتا ہے۔۔۔۔۔ مجھے اس سے نہیں ملنا ہے۔۔۔" اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی تھی۔۔۔ چند لمحے قبل وہ جو خوش تھی اب اس کے چہرے پر ڈر اور خوف کے سائے لہرا رہے تھے۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نور لہدی میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔۔۔ کسی کے باپ میں بھی اتنی ہمت نہیں ہے کہ تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ یقین رکھو۔۔۔ ہمارے پاس وقت کم ہے اور ہمیں واپس بھی جانا ہے۔۔۔ بس چند منٹ کی ملاقات درکار ہے اسے۔۔۔۔۔ چلو شاباش۔۔۔ ریلیکس رہو۔۔۔" اس کے ہاتھ کو سہلاتے۔۔۔ اپنے ساتھ لگایا تھا اور اس کا سر تھپتھپاتے نرمی سے کہتے اسے باہر نکلنے کے لیے کہا تھا۔۔۔۔۔ اور خود بھی دوسری طرف سے نکلا تھا۔۔۔ اس کی چادر کو اچھے سے اس کے گرد لپیٹا تھا اور دوسری طرف سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے۔۔۔ بازو کے گھیرے میں اسے تحفظ کا

احساس دلاتے اپنے ساتھ ہاٹل کے اندر لایا تھا جدھر ایک ٹیبل پر وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ جس کے بال بکھرے تھے۔۔ سر اٹھانے پر اس کی آنکھوں کی سرخی نظر آئی تھی، ستا چہرہ، آنکھوں کے گرد ہلکے۔۔۔ اور چہرے کی سنجیدگی۔۔۔۔۔

یہ وہ عمر نہیں تھا۔۔۔ نہیں یہ وہ نہیں تھا۔۔۔ جو دوسری کی زندگیوں سے کھیلتا تھا۔۔۔ جس کا پسندیدہ مشغلہ دوسروں کی زندگیوں میں زہر گھولنا تھا۔۔۔۔۔ نور لہدی اسے دیکھتی اسفندیار خان کے ساتھ ہی آگے بڑھی تھی اور ٹیبل کے پاس جارہی تھی۔۔۔

"مجھے معاف کر دو۔۔۔" نظریں جھکائے، سر گرائے، ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔۔۔ یہ سب اس کی توقع کے خلاف تھا

"کیوں معاف کر دوں۔۔۔۔۔" اس کی آواز چیخ سے مشابہ تھی  
 "تمہاری زندگی میں جو بھی زہر گھولا اس پر معاف کر دو۔۔۔۔۔" وہ اب بھی سر جھکائے بیٹھا تھا جبکہ ان دونوں نے بیٹھنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔۔۔۔۔

"کیوں معاف کر دوں بتاؤ کیوں کروں معاف۔۔۔ تمہیں معاف کرنے سے میری زندگی کے پانچ سال واپس آجائیں گے۔۔۔ میری گئی عزت واپس آجائے گی۔۔۔ میری بہن کی معصومیت واپس مل جائے گی۔۔۔ میرے باپ کی معزوری ختم ہو جائے گی۔۔۔ یا میری ماں واپس آجائے گی۔۔۔۔۔ تمہیں لگتا ہے کہ تمہاری معافی مانگنے سے سب ٹھیک ہو جائے گا اور بس پیپی اینڈنگ۔۔۔۔۔



اگر تمہیں ایسا لگتا ہے تو بہت غلط لگتا ہے کیونکہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔ تم مر بھی جاو گے تو بھی نہیں۔۔ عمر آفندی کیونکہ تمہارا گناہ چھوٹا نہیں ہے بہت بڑا ہے۔۔۔۔ تمہارے ایک ایڈوینچر نے کنیں زندگیاں داؤ پر لگائی ہیں۔۔۔۔ ان کی خوشیاں چھین لی ہیں۔۔۔۔ ایسی محرومیاں پیدا کی ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوں گیں۔۔۔۔۔

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔۔ کیونکہ میرے دل میں تمہارے لیے کوئی رحم نہیں ہے۔۔۔۔ بلو اسفند مجھے اب یہاں ایک منٹ نہیں رکنا ہے۔۔۔۔ "اس کی آواز میں کنیں دکھ پنہاں تھے، کنیں دکھوں کی کہانیاں رقم تھیں، ماضی کی تکلیف دہ یادوں کے اثرات تھے۔۔۔۔ جنہوں نے اس کی آواز کو بگھو دیا تھا اور اپنے شوہر کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ واپسی کے لیے قدم بڑھا چکی تھی لیکن اسے رکنا پڑا تھا کیونکہ وہ سخت دل نہیں تھی بس خود کو دکھا رہی تھی۔۔۔۔۔

"میری بہن کاریپ ہوا ہے۔۔۔۔۔ وہ کومہ میں چلی گئی ہے۔۔۔۔۔ معصوم تھی وہ۔۔۔۔۔ یہ سب ڈیزرو نہیں کرتی ہے۔۔۔۔۔ شاید تمہاری بد دعا لگی ہے۔۔۔۔۔ وہ تکلیف میں ہے۔۔۔۔۔ اگر تم معاف کر دو تو اس کی تکلیف کم ہو جائے گی۔۔۔۔۔ میں اسے پاکستان سے باہر لے کر جانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ اور جانے سے قبل تم سے معافی مانگنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ میری بہن معصوم تھی۔۔۔۔۔ اس کی معصومیت ختم ہو گئی ہے اور وہ برداشت نہیں کر پائی۔۔۔۔۔ زندگی اور موت کے درمیان لٹک رہی ہے۔۔۔۔۔" جب اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو پورا چہرہ بھیگا ہوا تھا، آواز بھی بھیگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ لرزتی آواز۔۔۔۔۔ ٹوٹے بکھرے فقرے میں وہ ہنریانی ہو رہا تھا اور اس سے معافی کا طلبگار تھا اب سر جھکائے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا

"شاید تمہاری بد دعا لگی ہے۔۔۔۔۔ پلیز معاف کر دو۔۔۔۔۔ میں اسے مزید تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔" ان دونوں کو خاموشی سے رخ موڑے کھڑے دیکھ کر وہ بھی ان کے پیچھے آکھڑا ہوا تھا



"میں نے کبھی بددعا نہیں دی ہے۔۔۔" بکھرے لہجے میں وہ یہ ہی کہہ پائی تھی۔

"معاف کر دو۔۔۔" وہ یہ ہی بولے جارہا تھا جبکہ اسفندیار خان خاموش کردار نبھا رہا تھا اور نور لہدی کو سپورٹ بھی فراہم کر رہا تھا

"میں نے کبھی تمہیں یا تمہاری فیملی کو بددعائیں نہیں دی ہیں۔۔۔" آنسو اب اس کے چہرے کو بھگو رہے تھے۔۔۔

"معاف کر دو۔۔۔" اب وہ گھٹنوں کے بل جھکا تھا اور وہیں بیٹھ گیا تھا

"میں نے تمہیں معاف کیا۔۔۔ ہر اس شخص کو معاف کیا جس نے میری زندگی کو برباد کرنے میں زرا بھی کردار نبھایا۔۔۔ دعا کرتی ہوں اللہ تمہاری بہن کو شفاعت فرمائے لیکن میں نے کبھی بددعا نہیں دی ہے کسی کو۔۔۔"

اسفندیار خان نے ایک نظر پلٹ کر اسے شکست خوردہ دیکھا تھا جو کبھی شان سے چلتا تھا آج گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا۔ جو کبھی کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا آج معافی کے لیے پیر بھی پڑ گیا تھا۔۔۔ قدرت کے کھیل بھی نرالے ہیں کہاں کہاں لا کے اکڑ توڑتی ہے۔۔۔۔۔ مکافات عمل تھا پلٹ کر اس کے پاس لوٹ آیا تھا۔۔۔۔۔

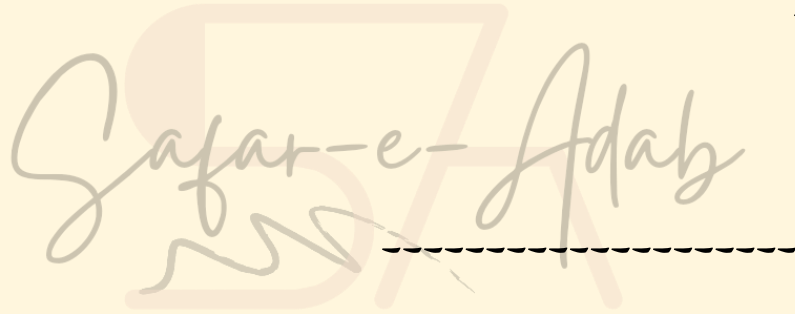
اسفندیار خان جانتا تھا۔۔۔ اس کی بہن ابنار مل تھی۔۔۔ پیاری سی بچی تھی جس کا زہن اپنی عمر کے حساب سے پیچھے تھا۔۔۔ عمر اور اسہ دوہی بہن بھائی تھے باپ ان کا سیاست میں تھا۔۔۔ بہن سے اس کا پیار مثالی تھی۔۔۔ ماں طلاق لے کر الگ ہو چکی تھی اور باپ کو اپنے سیاسی دوروں سے فرصت نہیں تھی اس لیے۔۔۔ اپنی ابنار مل بہن کو ماں اور باپ کے ساتھ بہن، بھائی، دوست سب بن کر دکھایا تھا۔۔۔

دنیا میں اگر کسی کا اسے احساس تھا تو وہ صرف اس کی بہن ار سہ تھی۔۔۔۔۔ اور اسی نے اس کی اکڑ توڑ ڈالی تھی۔۔۔۔۔

اللہ ہمیں ہمیشہ اسی انسان کے ہاتھ توڑتے ہیں جو ہمیں زندگی میں بہت عزیز ہوتا ہے۔۔

اس کا کیا اب بہن کو بھگتنا پڑا تھا۔۔۔ یہ ہی مکافات عمل تھا۔۔۔۔۔ اسے وہاں ہاٹل کے بخ ٹھنڈے فرش پر گرے اپنے گناہ یاد آرہے تھے جو اس نے کیے تھے۔۔ کیسے اس نے دوسروں کی بیٹیوں کی عزت کے ساتھ کھیلا تھا۔۔۔۔۔

اور اسفندیار خان کو دکھ ہو رہا تھا یہ سب سن کر۔۔۔۔۔ اسے وہ بچی بہت پیاری لگی تھی۔۔ اور آج وہ تکلیف میں تھی۔۔۔۔۔



BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا کوئی پریشانی ہے۔۔ اس وقت یہاں جبکہ تمہیں ریٹ کرنا چاہیے۔۔؟؟" "!! ماہ روش نماز کے بعد ٹیرس پر آنکلی تھی جب کرن بھی پیچھے پیچھے آئی تھی۔۔۔۔۔

"۔۔۔ بس ایسے ہی کچھ دیر سکون محسوس کرنا چاہ رہی تھی۔۔" "ماہ روش نے سامنے آسمان پر نگاہ جماتے کہا تھا۔۔۔۔۔

"پریشانی کیا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟" "کرن جانتی تھی اس کے اندر کچھ چل رہا ہے۔۔۔۔۔

"جو بھی پریشانی تھی بس اب ختم ہو چکی ہے۔۔۔۔۔ اب سکوت ہے۔۔۔۔۔ جامد۔۔۔۔۔ " اب نگاہ اس پر جمائی تھی جو اس کے چہرے پر کچھ کھوجنے کی کوشش کر رہی تھی

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ ہم ابھی اپنے پراجیکٹ کو حتمی شکل نہیں دے رہے ہیں کچھ وقت لینا چاہتے ہیں تاکہ جب اسے عمل میں لائیں تو بہترین شکل میں ہو۔۔۔۔۔ " کرن نے اس کے جھوٹ پر یقین کر لیا تھا اور اسے اپنے پلان سے آگاہ کر دیا تھا جو جاسم اور ہاشم لوگوں کی ہدایت تھی۔۔

"تم لوگوں کو میری وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔۔۔۔۔ " درپردہ وہ جانتی تھی اس دیر کی وجہ

۔۔۔۔۔

"تم جانتی ہو کہ ہماری لیڈر کون ہے۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ ہمیں کوئی اور لیڈر نہیں کرے گا۔۔۔۔۔ ہماری لیڈر ہی ہمیں لیڈ کرے گی۔۔۔۔۔ اس کے بغیر ہم کچھ بھی فائنل آؤ نہیں کریں گے۔ ہم سب کا مشترکہ فیصلہ ہے یہ کہ ہم بعد میں اسے عمل میں لائیں گے۔۔۔۔۔ اور ابھی تم اپنی شادی کو اچھی طرح سے مہینہ ڈیڑھ انجوائے کرو پھر اس پر بھی بات کر لیں گے لیکن۔۔۔۔۔ لیڈر تم ہی کرو گی۔۔۔۔۔ یہ حتمی فیصلہ ہے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

۔۔۔۔۔ " اس کے ساتھ پیار سے لگتے کہا تھا اور سب کا پیغام بھی پہنچایا تھا

"تھینک یو فار دس آنر۔۔۔۔۔"

"Its our love and duty partner dearest 😊"

کرن نے محبت سے کہا تھا۔۔۔۔۔

"ویسے مطمئن ہونا۔۔۔ اپنے فیصلے سے۔۔۔؟؟" اب وہ دونوں کمرے سے نکل کر ملگجے اندھیرے میں نیچے لان میں آگئی تھیں۔۔۔ نیندا انہیں آنہیں رہی تھی اس لیے کرن کے مشورے پر وہ پچھلے گارڈن میں چلی آئیں تھیں۔۔۔۔۔ جب کرن نے لکڑی کے بیٹخ پر بیٹھے اس کی جانب دیکھتے پوچھا تھا

"شاید ہاں شاید نہیں۔۔۔۔۔ پتا نہیں۔ میں کنفیوژن کا شکار ہوں۔۔۔ کسی نے مجھ سے ایک دفعہ کہا تھا کہ ضروری نہیں آپ کو زندگی کا ہر سوال سمجھ آجائے۔۔۔ زندگی میں کچھ واقعات بے معنی رہتے ہیں۔۔۔۔۔ ان کو جتنا سمجھنے کی کوشش کریں وہ اتنا الجھتے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ سمجھ میں نہیں آتے ہیں۔۔۔۔۔ ہمیں اس وقت انہیں چھوڑ دینا چاہیے۔۔۔۔۔ بعد میں اپنے وقت پر یہ خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ محنت جو ہم نے پہلے اسے حل کرنے صرف کی ہوتی ہے بعد میں آکر نظر آتی ہے۔۔۔۔۔"

میں نے بھی فلحال ان چیزوں کے بارے میں پریشان ہونا چھوڑ دیا ہے۔۔۔۔۔ وقت کے دھارے پر انہیں ڈال دیا ہے۔۔۔۔۔ صحیح وقت پر یہ خود ہی حل ہو کر لوٹ آئیں گیں کیونکہ ان کو حل کرتے میں تھکنے لگ گئی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ میں تھکنا نہیں چاہتی ہوں اس لیے اپنی مصروفیت کوئی اور ڈھونڈ لی ہے۔۔۔۔۔ "کرن شاید تفصیلی جواب چاہتی اور ماہ روش نے بھی اسے تفصیلی جواب ہی دیا تھا جس سے اس کی تسلی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔"

"نانا بھی کہتے ہیں کہ کچھ سوالات آپ کے لیے نہیں ہوتے ہیں بلکہ آپ سے ملحقہ لوگوں کے لیے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ تو یہ سمجھ لو تم بھی یہ تمہارے لئے نہیں تھے۔۔۔۔۔" کرن نے نانا سے سنی بات کو کوٹ کیا تھا۔۔۔۔۔

"صحیح کہا۔۔۔۔۔ ویسے تم بتاؤ کہاں تک پہنچا پھوپھو کے بیٹے کا رشتہ۔!!" ماہ روش نے موضوع بدلہ تھا جس سے کرن کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

~~~~~

؟؟؟ "ان کے کمرے کا دروازہ دھڑ دھڑکھٹکھٹایا جا رہا تھا جب ماہ

BEING THE STRING OF YOUR KIT

"مجھے آنا نہیں ہے بس آپ کے بابا کا پیغام پہنچانا ہے کہ نیچے مردانے میں جبرائیل خان کے پے اے کے یاس کچھ فائلز ہیں جن پر آپ کے دستخط چاہیے ہیں تو جلدی سے فریش ہو کر وہیں پہنچیں

"تم۔۔۔۔۔"!!!! اس کے تاثرات ناقابل فہم تھے جیسے وہ اس کی موجودگی یہاں تصور نہیں کر رہی تھیں۔۔۔

"آپ یہاں۔۔۔۔۔"!! وہ بھی بوکھلایا تھا

جبکہ وہ دونوں ہولنق بنے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

"بچے کیا آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں!!؟؟؟" داجان نے ان دونوں کے ری ایکشن دیکھتے پوچھا تھا جبکہ ماہ روش کچھ کچھ سمجھ چکی تھی۔۔۔

"نہیں داجان۔۔۔۔۔" کرن نے سختی سے تردید کی تھی

"جی ہاں۔۔۔۔۔" یہ میرے ماموں کی بیٹی ہیں "خرم شہزاد نے ہاں میں سر ہلایا تھا جس پر کرن نے خونخوار نظروں سے گھورا تھا

"ماشاء اللہ پھر تو آپ گھر کے بچے ہو خرم کیونکہ ہماری ماہ روش کی دوست کے ماموں زاد بھائی ہونے کے ناطے ہمارے لیے بھی مہمان ہوئے۔۔۔۔۔" اور داجان کے بھائی کہنے پر کرن کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری تھی جبکہ خرم شہزاد نے کڑوا گھونٹ بھرا تھا

"بہت شکریہ آپ کا سر۔۔۔۔۔"!!

"یہ لیس میم ان فائلز پر آپ کے دستخط چاہیے ہیں۔۔۔۔۔" خرم نے داجان کو جواب دیتے جلدی سے ماہ روش کے سامنے ان فائلز کے پلندے سے جو اوپر تین رکھیں تھیں اٹھا کر اس کے آگے لایا تھا اور سائن کرنے کا کہا تھا

بلیک پینٹ کے اوپر وائیٹ شرٹ پہنے، گگلز شرٹ کے ساتھ ٹکائے گندمی رنگت میں وہ جاذب نظر لگ رہا تھا۔۔۔ یہ کرن کا خیال تھا

"استغفر اللہ میں کیوں یہ سوچ رہی ہوں۔۔۔"

"اجازت دیجئے سر میں چلتا ہوں۔۔۔!!" تمام فائلز وہ بیگ میں ڈال چکا تھا اور اب آنکھوں کو گگلز سے چھپائے وہ جانے سے قبل اجازت لے رہا تھا۔۔ جبکہ کرن اٹھ کر گلاس ونڈو کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی باہر کے مناظر کو دیکھنے جدھر مہمانوں کی گہما گہمی جاری تھی۔۔

"خرم آپ بھی ٹھہریے یہاں۔۔۔۔ ہماری شادی میں شرکت کیجئے۔ پھر چلے جائیے گا۔۔ کیوں داجان۔۔۔" ماہ روش نے خلوص دل سے پیشکش کی تھی۔۔۔

"ہاں ہاں بچے کیوں نہیں۔۔۔ میں بھی یہ ہی کہہ رہا تھا۔۔۔ آپ شادی میں شرکت کیجئے پھر جائیے گا۔۔۔" داجان نے بھی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔۔۔

"میم، سر آپ کا بہت شکریہ لیکن ان فائلز کو ذہنی نگرانی میں پہنچانا بہت اہم ہے میرے لیے۔۔۔ آئی ایم سوری میں نہیں رک سکتا۔۔۔" بیگ وہ ہاتھ میں اٹھا چکا تھا اور بس جانے کو پر تول رہا تھا جی جبرائیل خان اندر داخل ہوا تھا

"خرم شہزاد دستخط ہو گئے۔۔۔!!" جبرائیل خان نے کان سے فون ہٹائے اس جانے کے لیے تیار دیکھے پوچھا تھا

"جی سر تمام فائلز پر ہو چکے ہیں۔۔۔ بس اب اجازت چاہتا ہوں۔" وہ اب بھی رکنا نہیں چاہتا تھا لیکن ایک چور نظر کرن پر ڈالی تھی جو جبرائیل خان کی نگاہ سے مخفی نہیں رہ سکی تھی۔۔۔

"یہ فائلز تم ولی محمد خان کے سپرد کرو وہ پہنچا دے گا اور یار رکویہاں چار دن شادی انجوائے کرو ہماری
 ---- کیوں داجان " داجان کے سامنے سنگل بیڈ پر جگہ بناتے جبرائیل خان نے داجان کو دیکھتے کہا تھا

"میں اور ماہ روش بھی کب سے بچے کو یہ ہی کہہ رہے ہیں لیکن شاید یہ رکنا نہیں چاہتے ہیں۔۔۔۔"

داجان نے ماہ روش کی طرف دیکھتے کہا تھا اور جواب دیا تھا۔

"لیکن سرا بھی ان میں کچھ چینجنگ کرنی ہیں اور پھر ہمیں آگے بھی پہنچانی ہیں فالز "

خرم اب بھی متاثر دکھائی دیا تھا

"کم آن یار خرم۔۔۔۔ ریلیکس کرو۔۔۔ ابھی بہت وقت ہے۔۔ اور مجھے تمہاری صلاحیتوں پر پورا یقین
 ہے یہ چند گھنٹوں کی مار ہیں تمہارے لیے۔۔۔۔ کرن آپ کہیں اپنے کزن کو کیا پتہ مان جائیں۔۔۔۔"

خرم کو قائل کرتے جبرائیل خان نے اچانک ہی کرن سے کہا تھا اور وہ جو دیکھ باہر رہی تھی لیکن کان ادھر
 ہی لگے ہوئے تھے۔۔۔۔ کرنٹ کھا کے پٹی تھی

"میں کیا کہوں بھائی۔۔۔ ان کی اپنی مرضی شاید نہیں رکنا چاہتے ہیں۔" یہ بھی جانتے ہیں وہ دل میں
 سوچ رہی تھی اور ایک خون آشام نظر اس پر ڈالی تھی جو بڑا شریف بن کے کھڑا تھا۔۔۔

"سرپلیز شرمندہ نا کریں۔ میں رک رہا ہوں "کرن کے کچھ اور کہنے سے پہلے ہی وہ بول اٹھا تھا۔۔۔

"شباباش۔۔۔۔ چلو تمہیں تمہارا کمرہ دکھاتے ہیں۔۔۔۔" ایک نظر اس کے جھکے سر پر ڈالی تھی جو
 مسکراہٹ دبانے کی کوشش میں تھی۔۔۔۔ اور جبرائیل خان اس کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکلا تھا اور
 ماہ روش کرن کے چہرے کے تاثرات دیکھتے محظوظ ہو رہی تھی اور کرن کا بھی دل چاہ رہا تھا کہ اسے دو
 لگائے بنا داجان کا لحاظ کیے۔۔۔۔۔

"ہم بھی چلتے ہیں داجان۔۔۔ آو کرن۔۔۔"

"کہاں ہو یار۔۔۔۔۔!!" اسفندیار خان ان تمام لوگوں کے نرغے میں پھنسا ہوا تھا جو ان کی رات کو غیر موجودگی کی وجہ سے ابھی ان کا فوٹوشوٹ کروا رہے تھے۔۔۔ اور اب وہ اپنے جگری یار کو کال ملا رہا تھا اسے بھی پھنسانے کے لیے۔۔۔ کیونکہ خود وہ تھک چکا تھا لیکن یہ نئی جنریشن نہیں تھک رہی تھی اور شکر تھا کہ نور لہدی بھی اب فریش ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

"کیوں خیریت ہے۔۔۔!!" جبرائیل خان جو ابھی ابھی باہر سے لوٹا تھا۔۔۔ کان سے فون لگائے سیڑھیاں چڑھتا وہ اوپر ہی آ رہا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE
"یار ہاں خیریت ہی ہے۔۔۔۔۔ بس تو جلدی اوپر آ۔۔۔۔۔" اسفندیار خان نے بات بدلی تھی۔۔۔

"اچھا آ رہا ہوں۔۔۔۔۔" جبرائیل خان فون بند کرتے پینٹ کی جیب میں ڈال چکا تھا اور جب اس نے سیڑھیوں سے اوپر آتے فرش پر قدم رکھا تو حیران رہ گیا تھا کیونکہ پورے ہال کا نقشہ ہی بدل چکا تھا۔۔۔۔۔ سامنے جھولہ رکھا گیا تھا پچھلی دیوار سے جسے تازہ پھولوں سے سجایا گیا تھا اور پچھلی دیوار کو بھی پھولوں سے خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا تھا اور وہاں جھولے پر نور لہدی کے ساتھ اب ماہ روش بیٹھی ہوئی تھی۔

نور لہدی اپنے رات والے مہندی کے سوٹ میں ملبوس فریش نظر آرہی تھی جبکہ ماہ روش ازلی بے نیازی کے ساتھ پینٹ شرٹ میں ملبوس تھی۔۔۔

ارد گرد موجودینگ جزیشن ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ میں مصروف تھی۔۔۔

جھبی ارتضیٰ خان کی نظر اس پر پڑی تھی جو ابھی تک ادھر ہی کھڑا تھا۔۔۔۔۔

پردے کھڑکیوں کے آگے گرائے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ملگجاسا اندھیرا چھایا ہوا تھا اور گھومتے پھرتے مہمان اسے نہیں دیکھ پائے تھے۔۔۔۔۔

"دیکھو یار اصلی دولہا آگئے ہیں۔۔۔ ان کا بھی ہونا چاہیے نا۔۔۔" اسفندیار خان اس کی جانب چلتا ہوا آیا تھا اور اسی وقت لائٹس بھی آن ہو چکی تھیں۔۔۔۔۔

"اسفی لالہ ان کارات ہو چکا ہے۔۔۔ بس آپ کارہتا تھا۔۔۔" جاسم نے اس کے کندھے ہر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔

"ہاں ہاں یار کرواؤ اس کا کیوں کہ اسے بہت شوق ہے اپنی شادی کا۔۔۔۔ اور اس کے ہر ایونٹ کو انجوائے کرنے کا۔۔۔" جبرائیل خان نے اس کی گردن کے گرد اپنے بازو کو کستے کہا تھا

"سر ان کا ہو چکا ہے بس ایک فائنل فوٹولینا ہے بس آپ بھی آجائیں زرا۔۔۔۔" ہاشم نے عاجزی سے کہا تھا جس پر جبرائیل خان چلتا ہوا جھولے کے پاس جا کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔ ہانیہ ماہ روش کو کچھ کہہ راضی کر چکی تھی لیکن اس کے چہرے سے لگ رہا تھا اسے سب اچھا نہیں لگ رہا ہے لیکن جبرائیل بڑے موڈ میں تھا اس لیے ہاشم کے کہنے پر ماہ روش کے ساتھ جا کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ماہ روش نیچے دیکھ رہی تھی جبکہ جبرائیل خان کے ہاتھ اس کے کندھوں پر تھے اور اس کے مہندی رنگے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام رکھا تھا۔۔۔۔ نارمل سی ڈریسنگ میں کمال کی تصویر آئی تھی جس نے تمام تصاویر کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔۔۔ ایک تصویر میں ماہ روش کے سرپے دوپٹہ تھا جبکہ دوسری تصویر میں ماہ روش بھی جبرائیل کی جانب دیکھ رہی تھی اور دوپٹہ ندرت تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جھیل کنارے مہمان کھڑے خوش آمدید کہہ رہے تھے جب دونوں کشتیاں چلتی ہوئی کنارے کے پاس آ
رکی تھیں۔۔۔۔ ایک دولہا کریم کلر کی شیروانی میں ملبوس تھا جبکہ جبرائیل خان کالے رنگ کی
خوبصورت سی شیروانی پہنے ہوئے تھا۔۔۔۔

اب دونوں افراد ہاتھ آگے کیے ان دونوں کو سہارا دینے کے لیے کھڑے تھے۔۔۔۔۔ پہلے اسفندیار خان اور نور لہدی سپاٹ لائٹ کی روشنی میں چلتے ہوئے سامنے کھلے ایریس میں بنے سیٹج کی طرف بڑھ چکے تھے اور اب سپاٹ لائٹ ان دونوں پر تھی۔۔۔

ماہ روش نے سفید رنگ کی میکسی پہن رکھی تھی جبکہ نور لہدی روایتی انداز میں ہی دلہن بنی تھی سرخ لہنگے میں۔۔۔۔۔ جبرائیل خان اس کے سامنے ہاتھ کیے کھڑا تھا جب وہ نزاکت سے اسے ہاتھ تھماتی کشتی سے باہر نکلی تھی اور ہوٹنگ اور پھولوں کی بو چھاڑ ہوئی تھی ان دونوں پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سپاٹ لائٹ روشنی میں چلتے وہ بھی سیٹج کی جانب بڑھ گئے تھے جدھر تمام بڑے ان کا خیر مقدم کرنے کے لیے موجود تھے۔۔۔۔۔

بڑوں کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے بعد اور ان سے دعائیں سمیٹنے کے ساتھ وہ اپنی نشست پر براجمان ہو چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد اب دودھ پلائی کی رسم کے لیے حیات کے ساتھ پریسہ دانیلن، فرشتے، کرن سمیت تمام دوستیں شامل تھیں۔۔۔۔۔

"اسفی لالہ بس دولاکھ۔۔۔۔۔" حیات نے پریسہ کی نصیحت پر عمل کرتے کہا تھا

"اور جبرائیل لالہ آپ پانچ لاکھ دیں گے۔۔" ادھر سے کرن نے بھی لب کشائی کی تھی

"درمیان میں دونوں دلہنیں موجود تھیں اور سائیڈ پر یہ سارا عملہ موجود تھا جبکہ ان کی پشت پر تمام لڑکے کھڑے تھے۔۔۔

"یہ گلاس دو لاکھ کا ہے یا اس کے سند موجود دودھ۔۔۔۔۔ یار کیا دودھ اتنا مہنگا ہو گیا ہے۔۔۔!!!" ہاتھ میں پکڑے گلاس کو اوپر کرتے دیکھا تھا اور تھوڑا سا آگے جھکتے جبرائیل خان کو دیکھا تھا جو اس کی ایکٹنگ پر مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا

"جبرائیل لالہ سے نہیں ہم سے پوچھیں۔۔۔ اسفی لالہ۔۔۔" حیات آگے ہوئی تھی۔۔۔ تھی تو وہ زرا دبوسی لیکن پریسہ اور فرشتے اس کی پشت پناہی کر رہی تھیں

"یہ تو اتنا مہنگا ہے میں نہیں پیتا بھی آپ لے لو۔۔۔۔۔ چلو اٹھو نور لہدی ہم ایسے ہی چلتے ہیں۔۔۔" گلاس واپس ان کی جانب کیا تھا اور نور لہدی کا ہاتھ پکڑ کر اٹھنے کا کہا تھا اور لڑکیاں اس کی تیز تراری پر چیخی تھیں جبکہ لڑکوں نے ہونٹنگ کی تھی۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے نہیں پینا تو ناپیے آپ۔۔۔۔۔ لیکن ہماری لڑکی آپ کے ساتھ نہیں جائے گی۔۔۔" کرن اب میدان میں اتر آئی تھی اور گلاس اس کے ہاتھ سے لے لیا تھا اب وہ اپنا رخ جبرائیل خان کی جانب موڑ چکی تھی اور تمام لوگوں کی توجہ بھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ کیا ہوا۔۔۔۔۔ ہم شادی شدہ ہیں پہلے سے ہی تو کیوں نہیں لے جاسکتے۔۔۔۔۔" ان کی نئی منطق پر حیران ہوا تھا

"شادی شدہ ہیں یا نہیں۔۔۔۔۔ اسفی لالہ یہاں سے تو آپ بغیر دودھ پیئے اور کیش دیئے نہیں لے جاسکتے ہیں۔ گار لے جانا چاہتے ہیں تو شرط پوری کریں ورنہ نہیں۔۔۔" کرن اب دوبار رخ موڑ چکی تھی

"چلیں جبرائیل لالہ۔۔۔۔۔ آپ دودھ پینے کے بعد کیش نکالیں۔۔۔۔۔" اسفی لالہ کا گلاس اس کے ہاتھ میں ہی تھا اور اب اسے جھک کر کان میں خرم کے ساتھ ولی کوئی مشورہ دے رہے تھے

"ٹھہریں ایک دفعہ۔۔۔۔ پہلے آپ مجھے زرا بتائیں کہ دلہن کو لے جانے کے لیے دودھ پینا شرط ہے یا۔۔۔۔ دودھ کے ساتھ کیش دینا بھی۔۔۔۔!! جبرائیل خان نے داڑھی کھجاتے ہوئے معصومیت سے ایسے پوچھا تھا جیسے وہ سچ میں لا علم ہو۔۔۔۔۔۔"

"دودھ بھی پینا شرط ہے اور ساتھ میں کیش بھی دینا شرط ہے۔۔۔۔" آسان الفاظ میں وہ اتنا ہی کہہ سکتی تھی جبکہ ان کی چالاکیاں خوب سمجھ رہی تھی۔۔۔۔

"ٹھیک ہے لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔۔" ریلیکس ہو کر بیٹھتے ایک نظر اپنی دلہن کے جالی دار گھونگھٹ پر ڈالی تھی جو یہاں رسم کرنے سے قبل دونوں دلہنوں پر ڈالا گیا تھا اور دوسری واپس ان پر۔۔۔۔

"ہمیں آپ کی کوئی شرط نہیں سننی ہے۔۔۔۔ بس آپ ہمارے پیسے نکالیں اور دلہن لے جائیں۔۔۔۔" کرن نے دوسروں کو بھی ہمنوا کیا تھا

"دیکھیں بھی شرط تو ماننی پڑے گی ورنہ۔۔۔۔" جبرائیل خان جان بوجھ کر سسپینس پھیلا رہا تھا
BEING THE STRING OF YOUR KITE
"ایسے کیسے۔۔۔۔" وہ کراہی تھی جبکہ لڑکے اب مزالے رہے تھے کہ ادھر صحیح پھنسی ہیں۔۔۔۔

"اچھا آپ بتائیں شرط کیا ہے۔۔۔۔؟؟؟" پریسہ بھی میدان میں آئی تھی اور کرن کے کندھے پر ہاتھ رکھتے تسلی دی تھی

"میری شرط یہ ہے کہ زرا دلہن سے مشورہ کر لینے دیں کہ وہ مانتی ہیں یا نہیں آپ کو اتنے زیادہ پیسے دینے پر۔۔۔۔۔۔" اپنے کان کی لومسلے ہوئے مسکراہٹ دباتے پوچھا تھا اور اس کی چالاکی وہاں بیٹھے تمام لوگوں کو با آسانی سمجھ میں آگئی تھی۔۔۔۔۔۔

"بہت تیز لالہ۔۔۔۔ آپ ایسا کریں پوچھ لیں لیکن۔۔۔۔ ایک شرط ہماری بھی ہے۔۔۔۔ اگر منظور ہے تو ٹھیک ورنہ یہاں سے بنا ہمیں کیش دیے تو آج کی تاریخ میں دلہنیں نہیں لے جاسکتے ہیں۔۔۔۔" کرن نے بھی اس کی چالاکی کے جواب میں کہا تھا

یار لالہ ناماں یہ آپ کو لوٹنے لگی ہیں۔۔۔ پیچھے سے آوازیں آئی تھیں جسے عہ انگور کرتیں اپنی نظریں انھی پر جمائے ہوئے تھیں

"بولیں کیا شرط ہے آپ کی۔۔۔۔" بھئی سننے میں کیا حرج ہے۔۔۔۔

"اگر دلہن آپ کو چہرہ نادیکنے دے اور آپ کے مشورے کو نامانے۔ آپ کے پاس صرف دو منٹ ہوں گے۔۔۔ تو پھر آپ کو ہماری بتائی ڈبل اماؤنٹ دینی پڑے گی۔۔۔ اگر منظور ہے تو ٹھیک ہے۔۔۔۔" ایک ادا سے کان کے پیچھے بال اڑتے کہا تھا جس پر خرم شہزاد کا دل عیش عیش کراٹھا تھا اور جھک کر ماہ روش کے کان میں کچھ کہا تھا

یہ چیٹنگ ہے لالہ۔۔۔۔۔ لڑکے پھر چیخے تھے
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہم۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔" جبرائیل خان کچھ سوچتے بولا تھا۔۔۔۔

"یار مجھے میرا گلاس واپس کرو۔۔۔ میں پیتا ہوں اور ہمیں جانے دو۔۔۔۔" اسفندیار خان نے اب تیزی دکھائی تھی۔۔۔۔ جس پر محفل زعفران بن گئی تھی۔۔۔۔

"ابھی آپ کو اپنی باری کا انتظار کرنا پڑے گا اسفی لالہ کیونکہ آپ اپنا موقع گنوا چکے ہیں۔۔۔ اور اپنی دوبار باری پر ٹیکس بھی تیار رکھیں۔۔۔۔" کرن ان دونوں سے خوب مبٹ رہی تھی اور اس کی ہشت پر تمام لڑکیوں کی سپورٹ تھی جو اسے وقتاً فوقتاً مشورے سے نواز رہی تھیں

دومنٹ پورے جبرائیل خان نے ماہ روش کی طرف جھکتے صرف کیے تھے لیکن وہ کرن کی ہدایت پر ساکت جامد رہی تھی اور لب بھی سی رکھے تھے۔۔۔۔۔ لیکن ان لبوں کے کناروں سے مسکراہٹ صاف نکل رہی تھی شاید ایک دفعہ وہ اپنا گونگھٹ الٹنے بھی لگی تھی لیکن جبرائیل خان کے ہاتھوں کی نامحسوس حرکت نے اسے باز رکھا تھا

"آپ کے دومنٹ ختم ہوئے جبرائیل لالہ۔۔۔۔۔ بس اب نکالیں ہمارے پیسے۔۔۔۔۔" کرن نے اب جھک کر انہیں کہا تھا جس پر لڑکیاں خوب چہکی تھیں۔۔۔

جبرائیل خان اب سیدھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ہونا تو افسردہ چاہیے تھا لیکن مسکراہٹ سے صاف ظاہر تھا کہ وہ افسردہ نہیں تھا۔۔۔۔۔

"اپنے ساتھ کھڑے خرم شہزاد کو اشارہ کیا تھا جس نے بیگ سے دس نوٹوں کی گڈیاں نکال کر اس کے ہاتھ پکڑ کر ان کے اوپر رکھا تھا۔۔۔۔۔ جس پر ہونا تو اسے غصہ چاہیے تھا لیکن پیسوں کی خوشی میں وہ اس کی حرکت کو انور کر چکی تھی۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اب آپ کی باری اسفی لالہ۔۔۔۔۔ حیات کو دوبار آگے کیا تھا۔۔۔۔۔

"دو بہت ہے نا۔۔۔؟؟؟" معصوم بنا وہ کہہ رہا تھا

"ویسے یہ کچھ عجیب نہیں لگ رہا کہ اسفی لالہ سے اتنے کم جبکہ جبرائیل لالہ سے اتنے زیادہ۔۔۔۔۔ ان سے بھی اتنے ہی لینے چاہئے آپ کو۔۔۔۔۔ میرا مخلصانہ مشورہ ہے۔۔۔۔۔ آپ کی مہینے کی کمائی تو ہو۔۔۔۔۔" یہ لمبا سافقرہ اپنے موبائل پر انگلیاں چلاتے ولی محمد خان کی جانب سے آیا تھا جس پر لڑکیاں تو خوش ہوئیں تھیں جبکہ اسفندیار خان نے مڑ کر ایک خونخوار نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔۔۔۔

"یار وہ ملٹی نیشنل کمپنی کا مالک ہے جبکہ میں غریب تنخوادار بندہ ہوں۔۔۔" اسفندیار خان نے حد ہی کر ڈالی تھی۔۔۔۔

"اوسوری یار اسفی لالہ میں تو بھول ہی گیا آپ تو اپنے حصے کے شیر نور بھا بھی کے نام کر چکے ہیں۔۔۔۔۔ چلیں خیر ہے۔۔۔۔۔ دو دینا نہیں تو دو کم کر دیں آپ لوگ۔۔۔۔۔ آٹھ لیں ان سے۔۔۔۔۔ ابھی بھی بہت امیر ہیں۔۔۔۔۔" ولی محمد خان تاک تاک کر نشانے لگا رہا تھا اور کسی پرانی بات کا بہت اچھا بدلہ چکایا تھا "یہ بہت جھوٹ بولتا ہے۔۔۔۔۔ پولیس والے ایسے ہی جھوٹ بولتے ہیں۔۔۔۔۔ اس کی بات پر کان مت دھرنا۔۔۔۔۔ آپ لوگ بتاؤ کتنے لوگ۔۔۔۔۔ میں ابھی اسے پی لیتا ہوں۔۔۔۔۔ دو لاکھ بہت ہے نا " اسفندیار خان انہیں جلدی میں قائل کرنا چاہتا تھا

"بہت خوب۔۔۔۔۔ اسفی لالہ کتنے کنجوس بن رہے۔۔۔۔۔ بیوی کی دفعہ تو ان کے نام شیر بھی کر دیئے تھے اور بہنوں کی دفعہ آٹھ لاکھ نہیں دے سکتے ہیں۔۔۔۔۔ چہ۔۔۔۔۔" اسے رنج کے شرمندہ کرنا چاہتا تھا اور وہ ہو بھی گیا تھا اسی لیے شرافت سے پیسے ان کے حوالے کیے تھے۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"دیکھ لینا ولی۔۔۔۔۔ میں دعا کرتا ہوں کہ تم سے اس کا ڈبل لیں جب تمہاری شادی ہو۔۔۔۔۔" اسفندیار خان نے عورتوں کی طرح اسے بددعا دی تھی۔۔۔۔۔

"ریلیکس رہیں اسفی لالہ میں صرف نکاح کروں گا سادگی سے اور اس طرح کے لمبے چکروں میں نہیں پڑوں گا۔۔۔۔۔" اس کے کندھے پر تھپکی دیتے ایک نظر ہلکے گلابی رنگ کے فراق میں ملبوس کھڑی حیات پر نظر ڈالتے اسے کہا تھا۔۔۔۔۔ جس پر وہ کراہ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

ان کی چھیڑ چھاڑ۔۔۔۔۔ میں یوں ایک اور دن اختتام پذیر ہوا تھا لیکن تہذیب کے دائرے میں رہ کر

۔۔۔۔۔

اور رات کے ایک بجے یہاں سے تقریب اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔۔۔ بڑوں کی دعاؤں میں رخصت ہوتے۔۔۔۔۔

رخصتی کے وقت حمزہ بہت رویا تھا اسے بھی وہ تمام لمحات یاد آرہے تھے جب وہ اس کے لیے لڑی تھی دوسروں سے اور اس سے بھی لڑی تھی۔۔۔ اس کو کئی دفعہ پھنسا یا بھی تھا لیکن ہر دفعہ اسے سپورٹ بھی کیا تھا۔۔۔۔۔

نانا بھی اپنے جگہ غمگین ہو رہے تھے۔۔۔ اسے وہ اپنی دوسری بیٹی کہتے تھے کیونکہ ہر ہفتے وہ نانا کے گھر پائی جاتی تھی۔۔۔ نانا نے اس کی بہت اچھی تربیت کی تھی کیونکہ اپنے گھر کم اور نانا کے ساتھ وہ زیادہ رہتی تھی۔۔۔ اگر رات وہ اپنے گھر ہوتی تو دن سارا نانا کے ساتھ۔۔۔ چاہے امریکہ ہو یا پاکستان اس کی روٹین نہیں بدلی تھی۔۔۔۔۔ نانا کی وہ دوست تھی ان کی بیٹی تھی۔۔۔۔۔ اور نوا سی بھی۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

جبکہ ابراہیم صاحب کی آنکھیں بھی نم تھیں۔۔۔ انہیں وہ تمام وقت یاد آ رہا تھا جب وہ پیدا ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کمبل میں لپیٹی۔۔۔ پھر جب اس نے بیٹھنا شروع کیا تھا۔۔۔ پہلے دانت کی خوشی۔۔۔۔۔ چلنے کی خوشی۔۔۔۔۔ پھر سکول جاتے وقت روکے باپ سے لپٹنا۔۔۔۔۔ سکول اسے چھوڑنے جانا۔۔۔۔۔ کبھی سکول سے جان بوجھ کے پیٹ درد کا بہانہ کر کے باپ کی گود میں چھپ جانا۔۔۔۔۔ سکول کے بعد کالج۔۔۔ پھر یونیورسٹی۔۔۔۔۔ اور پھر باپ کی جیب سے چپکے سے ان کا والٹ نکال کر حمزہ کے ساتھ ہانگ کرنا۔۔۔۔۔ اپنی بات پر اڑ جانا۔۔۔۔۔ ضد کرنا۔۔۔۔۔ پیپرز کے دن جان بوجھ کر ناراض ہو کر نانا کے گھر پڑھائی سے بھاگنے کے لیے چلے جانا۔۔۔۔۔ اور ماں کی بلا وجہ باپ سے شکایات کرنا۔۔۔۔۔ ان تمام عرصے میں ایک چیز کا من رہی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا خاصا مہنگا پڑا ہے یہ شوق تو۔۔۔" اپنی شیر وانی وہ اب اتار کے سٹینڈ پر لٹکا چکا تھا۔۔۔ پھر کرتے کی جیب سے ایک مخملی ڈس یا نکالی تھی اور اسے لیے دوبار بیڈ کی جانب آیا تھا۔۔۔۔

"اسفندیار مجھے تمہیں یہ دینی تھی۔۔۔" اس کے دوبار بیڈ تک آنے وہ ایک فائل اٹھا کر بیڈ پر رکھ چکی تھی جسے اس نے تعجب سے دیکھا تھا۔۔۔

"کیا ہے یہ۔۔۔" سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا

"یہ شیئرز کی وہ فائل ہے جو تم نے میرے نام کیے تھے۔۔۔" نور لہدی نے ہاتھ سے اس کی جاب بڑھائی تھی جس سے کلائیوں میں موجود چوڑیوں نے جلت رنگ بجایا تھا۔۔

"تو۔۔۔!!" وہ اب بھی اس کا مطلب نہیں سمجھا تھا۔۔۔

"مجھے یہ نہیں چاہیے۔۔۔ یہ تم واپس لے لو۔۔۔" نور لہدی نے بالآخر بلی تھیلے سے باہر نکالی تھی۔۔۔

"یہ تمہارا ہے اور تمہارا ہی رہے گا۔۔۔ نور لہدی یہ بات حتمی ہے۔۔۔ اسے واپس رکھو۔۔۔۔۔ مجھے یہ نہیں چاہیے۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔" "اسفندیار خان نے قطعیت سے کہتے فائل کی جانب ہاتھ نہیں بڑھایا تھا

"لیکن اسفندیار۔۔۔ میں اب آفس نہیں جوائن کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ میں ایک ہاؤس وائف بننا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ یہ سب تب وقت کی ضرورت تھی۔۔۔ مجھے اب نہیں ضرورت اس سب کی۔۔۔ اس لیے تم اسے واپس لے لو۔۔۔" فائل بیڈ پر واپس رکھتے اس کے ہاتھ کو پکڑتے اس نے محبت سے بات منوانی چاہی تھی۔۔۔

"تم آفس نہیں جوائن کرنا چاہتی تو نا کرو۔۔۔ میں ہر فیصلے میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں۔۔۔ لیکن یہ فائل تم اپنے پاس رکھو۔۔۔ یہ تمہاری ہے اور اسے تمہارے پاس ہی رہنا ہے۔۔۔ جبکہ آفس کو میں سنبھال لوں گا اور اس چالیس فیصد کا جو بھی منافع ہو گا وہ تمہارے اکاؤنٹ میں جائے گا۔۔۔۔۔ اب تم اس فائل کے

حوالے سے کوئی بات نہیں کرو گی۔۔۔۔ " اس کے ہاتھ کے اوپر اسفندیار نے اپنے ہاتھ کو رکھتے اس کی کچھ بات کو اہمیت دی تھی جبکہ دوسری بات ماننا اس کی انا کے خلاف تھا جس پر نور لہدی نے اپنا ہاتھ نکالنا چاہا تھا۔۔۔ اگر وہ بات نہیں کر سکتی تھی تو ہاتھ تو واپس کھینچ سکتی تھی نا۔۔۔۔ بالکل خاموش ہو چکی تھی

"مخملی ڈبیا کھولے وہ اس سے ایک خوبصورت سا ڈائمنڈ پینڈنٹ نکال چکا تھا جس کے درمیان میں ایک موتی لٹک رہا تھا اور باریک سی چین اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔۔۔۔

"کیا میں پہنا سکتا ہوں۔۔۔۔ " مسکراہٹ دباتے اس سے اجازت چاہی تھی جس پر اس نے کوئی ریسپانس نہیں دیا تھا۔۔۔ اور اس کی اجازت سمجھتے وہ اسے پہنا چکا تھا

"کم آن یار اس میں ناراض ہونے والی کیا بات ہے۔۔۔ دیکھو یہ ماننا میری انا کے خلاف ہے۔۔۔ کیونکہ جو تمہارا ہے وہ تمہارا ہے جبکہ جو میرا ہے وہ بھی تمہارا ہے۔۔۔ تم اسے سنبھال کر رکھو اور ایسا کرنا اس سے مہنگے مہنگے گفٹس لے کر مجھے دیتی رہنا یا پھر ہمارے بچوں کے لیے سیو کرتی رہنا۔۔۔ ٹھیک ہے نا

----- " اس کا ہاتھ نرمی سے تھامے بات کے آخر میں وہ شریر ہوا تھا جس پر نور لہدی جو اسے گھورنے لگی تھی گھور نہیں پائی تھی۔۔۔۔

اس کی بات وہ سمجھ چکی تھی اور اسے چاہا بھی لگا تھا لیکن اس وقت وہ اسے کہہ نہیں پائی تھی لیکن اس کے چہرے کے سکون نے پوری کہانی باسانی کہہ دی تھی۔۔۔۔

اگر جبرائیل خان پر نظر ڈالی جائے تو جب وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ دیکھا پورا کمرہ سفید پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ یہ کمینیشن ماہ روش کی میکسی کے ساتھ تھا۔۔۔۔۔ اس سے روایتی دلہنوں والی توقع رکھنا بے وقوفی تھی۔۔۔۔۔

جبرائیل خان نے دیکھا وہ روایتی انداز میں بیڈ پر تو نہیں بیٹھی تھی جبکہ شیشے کے سامنے رکھے سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی اور نگاہ اسی پر جمائی ہوئی تھی جو ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔ وہ حیران تھا کہ اس کا انتظار وہ کیسے کر رہی ہے۔۔۔۔

"ویسے آپ ہر دفعہ مجھے حیران کرتی ہیں۔۔۔" اس کے سامنے آکر وہ ڈریسنگ کے کنارے ٹکا تھا

ماہ روش نے صرف ابرو اچکایے تھے۔۔۔ اور سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا

"ویسے مجھے نہیں لگتا تھا کہ آپ میرا انتظار کر رہی ہوں گیں۔۔۔۔۔ مجھے تو لگ رہا تھا کہ آپ منہ سر لپیٹے سو رہی ہوں گیں۔۔۔"

جبرائیل خان نے اپنی حیرانی کو زبان دی تھی

"جبرائیل خان صاحب۔۔۔۔۔ میں فیئر پلے کی عادی ہوں۔۔۔۔۔ ہر گیم فیئر ہو کے کھیلتی ہوں۔۔۔۔۔"

کندھے اچکاتی وہ اٹھی تھی جیسی اس کی ہیل میکسی کی فال کے ساہا اٹکی تھی اور اس سے پہلے کے خود کو سنبھالنے کے لیے وہ ڈریسنگ کا سہارا لیتی جبرائیل خان نے بروقت اسے سنبھالا تھا۔۔۔ ایک ہاتھ جبرائیل کے سینے پر دھرا تھا اور دوسرا جبرائیل خان کے ہاتھ میں مقید تھا

"ہو سکتا ہے کہ آپ کا یہ فیئر پلے کسی کے لیے وبال جان بن جائے اور وہ برداشت نہ کر پائے۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اسے آپ سے محبت ہو جائے۔۔۔" اسی طرح تھامے جبرائیل خان نے اس کے دوپٹے کو پیچھے کرتے کہا تھا جو اس کی آنکھوں میں جھانکنے میں رکاوٹ بن رہا تھا۔۔۔

"یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ رہی بات محبت کی تو۔۔۔۔۔ سردار صاحب ابھی تو شروعات ہے۔۔۔۔۔ فیئر پلے کی۔۔۔۔۔ بہتر ہے اپنی محبت سنبھال کر رکھیں۔۔۔۔۔" اپنے ایک ہاتھ کو وہ آزاد کروا چکی تھی جبکہ دوسرا ہاتھ ہنوز جبرائیل خان کے سینے پر دھرا تھا جس کے اوپر جبرائیل خان کا ہاتھ اسے حدت پہنچا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ بھی سیدھے ہوتے کھڑا ہو چکا تھا۔

"تصیح کریں ماہی۔۔۔ میں نے کہا ہے محبت ہو جائے گی۔۔۔۔۔ یہ کب کہا کہ ہو گئی ہے۔۔۔" آزاد ہاتھ اب اس کی پلکوں کے خم کو محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔ جس پر وہ زرا بھی نزوس دکھائی نہیں دے رہی تھی لیکن دل کی دھڑکن کی آواز اسے بخوبی سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔ جس سے وہ محظوظ ہوا تھا

"تو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ انتظار کریں جب تک محبت ہوگی۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو اب وجہ بتا سکتے ہیں، اپنی وضاحتیں دے سکتے ہیں۔۔۔" اس کے ہاتھ کو پیچھے کیا تھا اور اپنا دوسرا ہاتھ آزاد کروانا چاہتا تھا لیکن وہ اس موڈ میں نہیں دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔

"آں ہاں۔۔۔ اب نہیں۔۔۔۔۔ بقول آپ کے اب وقت گزر چکا ہے۔۔۔ ان وضاحتوں کا۔۔۔۔۔ اب آپ خود ڈھونڈیں وجہ۔۔۔۔۔ اور وضاحتیں پیش کرنے کی وجہ اب رہی نہیں کیونکہ۔۔۔۔۔ آپ میرے سامنے مجسم اس روپ میں کھڑی ہیں جسے رکوانا چاہتی تھیں۔۔۔۔۔ آپ اپنی پلکوں پر یہ مسکارانا لگایا

کریں کیونکہ ان کا خم ایسے ہی اچھا لگتا ہے " جبرائیل خان نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کرتے کہا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے پھر اس کی خمدار پلکوں کو چھوا تھا۔۔۔

"مشرق سے بات شروع کرتے وہ مغرب کی جانب لے آیا تھا جس پر ماہ روش کے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش آئی تھی۔۔۔۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی ورنہ میں آپ کو لاسٹ چانس دینا چاہتی تھی۔۔۔ اور یہ میری پلکیں ہیں میں انہیں کچھ لگاؤں یا نا لگاؤں آپ اس فکر سے آزاد رہیں۔۔۔ " جبکہ دل کی دھڑکن معمول سے زیادہ ہو رہی تھی کہ کب اس نے اتنے غور سے اسے دیکھا تھا

"میں نے یہ چانس گنوا دیا ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ شاید یہ کہہ لیں میں کچھ وقت دینا چاہتا ہوں آپ کو یہ قبول کرنے کے لیے۔۔۔ سمجھیں میں نے جان بوجھ کر گنوا دیا ہے۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ جانے دیں فلحال سب کچھ۔۔۔۔۔ آپ چینج کر کے فری ہو جائیں۔۔۔۔۔ تھک گئی ہوں گیں۔۔۔۔۔ "

اس کے ہاتھ کو گرفت سے آزاد کیا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شاید آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ بھی کھل کر میدان میں آنا چاہتے ہیں۔۔۔ " آنکھیں چھوٹی کیے ماہ روش بغور اسے دیکھا تھا جبھی اس کی نظر ماتھے کے زخم پر پڑی تھی جس نے توجہ حاصل کی تھی لیکن وہ پوچھنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔

"جو بھی سمجھ لیں۔۔۔۔۔ " جبرائیل خان نے کندھے اچکائے تھے اور مسکراتی آنکھوں سے کہا تھا۔۔۔۔۔

سے مخفی نہیں رہ سکا تھا جس پر اس سے شیشے سے ہی دیکھتے گھورا تھا۔۔۔۔۔ اور وہ کمال ہوشیاری سے نظر انداز کر گیا تھا

"اسفندیار کیا تمیزی ہے۔۔۔۔۔!!" اب کی دفعہ واضح اسے تنبیہ کی تھی
 "کیا۔۔۔؟؟" لہجے میں حیرانی سموئے اس کے آگے سے کنگھی اٹھائی تھی اور اپنے بھورے بالوں میں
 کرنے لگا تھا

"یہ جو گند پھیلا رہا ہے۔۔۔۔۔" ہاتھ سے اشارہ بکھرے جوتے، تولیے اور کھلی الماری کی جانب کیا تھا
 "۔۔۔۔۔ وہ رنج کے پھوٹ رہا تھا۔۔۔۔۔ ان چند مہینوں میں وہ بہت سچھی طرح جان چکی تھی۔۔۔۔۔
 اس کے گند والی بات پر خفا نظر اس پر ڈالی تھی اور کنگھی رکھ چکا تھا۔۔۔۔۔

"دیکھو یار۔۔۔۔۔ میں بھی تو تمہارے ان گھنگھریالے بالوں کے ساتھ کمپر ومانز کر رہا ہوں تو تم بھی کر لو
 اس کے ساتھ۔۔۔۔۔" کمال بے نیازی سے مشورے سے نوازا تھا اور اب خود پر سپرے کر رہا تھا۔
 "میرے بال اصلی ہیں سمجھتے تم۔۔۔۔۔ اور تم ہر بات میں انہیں لے آتے ہو۔۔۔۔۔ جبکہ بات تمہاری ہو
 رہی ہے۔۔۔۔۔" غصے سے کہتے اس نے اٹھنا چاہا تھا لیکن اسفندیار نے اس کے کندھے وں پر ہاتھ رکھتے
 ایسا کرنے سے باز رکھا تھا

"یار مجھے یہ دنیا کا مشکل ترین کام لگتا ہے۔ جبکہ اس وقت مزید اس کے بالوں کے بارے میں بات کرنا آ
 بیل مجھے مار کے مترادف تھا "چہرے پر بے چارگی لیے وہ کہہ رہا تھا جسے دیکھتے اسے ہنسی آئی تھی
 "۔۔۔۔۔ لیکن وہ دبا گئی تھی

"چیزوں کو ان کی جگہ پر رکھنا مشکل ترین کام لگتا ہے۔۔۔۔۔" !!! اس کے الفاظ دہرائے تھے جس پر وہ۔
زور و شور سے سر ہلارہا تھا

"ٹھیک ہے میں کر لوں گی لیکن اب آئندہ تم میرے بالوں کے بارے میں کوئی بات نہیں کرو گے
۔۔۔۔۔" اس کی بات مانتے ساتھ میں تنبیہ کی تھی۔ وہ بہت جلد دونوں ہی کمپر و مائز کر لیتے تھے۔۔۔
"مجھے منظور ہے یا لیکن تم بھی اب کبھی گند نہیں کہو گی۔۔۔۔۔" اریٹیٹ ہوتا ہوں میں اس لفظ سے
۔۔۔۔۔" جھٹ سے اپنا بھی مدعا بیان کیا تھا جس پر اس نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔ لیکن یہ تو
صاف ظاہر تھا ان کی چھپی مسکراہٹ سے کہ قیامت تک ایک دوسرے کو کہنے سے باز نہیں آئیں گے

نماز کے لیے بھی جب اس کی آنکھ کھلی تو اس وقت بھی جبرائیل خان ٹانگوں پر کمبل پھیلانے، سامنے لیپ
ٹاپ رکھے مسلسل کام کر رہا تھا۔۔۔ جب وہ نماز ادا کرنے کے بعد دوبارہ سوکراٹھی تو بھی وہ ایسے ہی بیٹھا
ہوا تھا۔۔۔ تب اور اب میں فرق صرف یہ تھا کہ پہلے دبیز پردے کھڑکیوں کے آگے تھے اور وہ بھی ڈل،
تھکا لگ رہا تھا جبکہ اب پردے بھی پیچھے ہٹ چکے تھے اور وہ بھی فریش بیٹھا تھا۔ اپنی پچھلی پوزیشن برقرار
رکھے اور گود میں قرآن رکھے اسے پڑھ رہا تھا پوری یکسوئی سے۔۔۔۔۔

اور ماہ روش کی آنکھ شاید کھڑکی سے چھن کر آتی دھوپ کی کرنوں سے کھلی تھی۔۔
اس نے سائیڈ ٹیبل پر الارم کلاک سے وقت دیکھا تو صبح کے آٹھ بج رہا تھا۔۔۔۔۔

بالآخر خود کو زبردستی تھکی دیتی وہ اٹھ کر واش روم میں بند ہو گئی تھی۔۔۔۔

adab@safareadab.com

"میں آپ سے اور آپ کی آواز سے مکمل باخبر ہوں جبرائیل خان۔۔۔۔ بے فکر رہیے کیونکہ اب میں بے خبر نہیں رہوں گی۔۔۔۔" بالوں کو سلجھانے کے بعد وہ اٹھ چکی تھی

"کیوں ایسی کیا خاص بات ہے اب۔۔!!" وہ حقیقت میں حیران ہوا تھا

"کیونکہ مجھے اب آپ کی بات پر اعتبار نہیں آئے گا اس لیے۔۔ مجھے زرا محتاط رہنا ہے۔ تاکہ آپ مجھے دوبار ا بے وقوف نہ بناسکیں۔ سہیل۔۔" صبح ہی صبح وہ کچھ تلخ نہیں بولنا چاہتی تھی لیکن عادت سے مجبور تھی خود بخود کچھ نا کچھ ایس نکل جاتا تھا

"او آئی سی۔۔۔۔ چلیں مادام۔۔۔ آپ تیر آزمائیے ہم جگر آزماتے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن یہ سوچ لیجئے
 گا۔۔۔۔ کہ کہیں نا کہیں ذمہ دار آپ خود بھی ہیں۔۔۔ ورنہ آپ کو آگاہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی
 تھی میں نے۔۔۔۔" اس کی بات پر وہ غصہ نہیں ہوا تھا بلکہ وہ کچھ ایسی ہی توقع رکھ رہا تھا اس سے
 "دل میں کہیں نا کہیں وہ خود بھی یہ جانتی تھی کہ کہیں نا کہیں وہ خود بھی ذمہ دار ہے کہ اگر وہ اس کی
 وضاحت ایک دفعہ سن لیتی تو شاید ابھی یہ رخصتی نا ہو پاتی لیکن وہ مانتی نہیں تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ اپنے عمل
 کی اس کے پاس جسٹیفیکیشن تھی

"میں اگر اس سب کی ذمہ دار ہوں تو اس کی وجہ آپ ہیں۔۔۔ اور آپ کے گھر والے۔۔۔ اگر آپ مجھے اتنا ہی ذمہ دار ٹھہرانا چاہتے ہیں تو وجہ بھی جان لیں۔۔۔ تب کہاں تھے جب میرے کردار پر سوالیہ نشان اٹھایا جا رہا تھا۔۔۔ جب یہ کہا جا رہا تھا کہ ہمیں اس لیے رخصتی جلدی چاہئے کہ کہیں ماہ روش کسی اور سے۔۔۔۔۔"

"ماہ روش آپ زیادتی کر رہی ہیں۔۔!!" وہ آپ کے بھی ہی۔ سخت لہجے میں وہ دھیمی آواز میں گرجا تھا لیکن اس کی گجن گرج نے اسے زرا بھی نہیں ڈرایا تھا

"نہیں سنیں آپ۔۔۔۔ آپ کو سننا پڑے گا یہ۔۔ اور میرے گھر والے صرف میرے باپ بھائی اور ماں ہیں جنہوں نے مجھے سپورٹ کیا ہے کیوں کہ اگر رات کے دو بجے بھی گھر واپس آؤں تو مجھ سے پوچھ گچھ نہیں کریں گے اس لیے۔۔۔ یہ میرے گھر والے نہیں ہیں۔۔ یہ صرف آپ کے گھر والے ہیں۔۔ اور کہاں تھے تب یہ۔۔۔"

کہاں تھے تب آپ جب آپ کے گھر والے اپنی زبان سے پھر رہے تھے۔۔۔ تب کہاں تھے آپ اور آپ کے وعدے۔۔۔۔ میں اس سب کی آخر پے زمرہ دار ٹھہرائی جاؤں گی لیکن اس کے سب سے بڑے زمرہ دار آپ ہیں۔۔۔۔ اس لیے کہ یہ کمٹمنٹ آپ سے تھی ناکہ آپ کے گھر والوں سے۔۔۔ اگر ان سے ہوتی تو اتنا دکھنا ہوتا۔۔ لیکن آپ اپنی زبان سے پھر رہے ہیں۔۔۔ اس لیے مجھ سے آئینہ اس بارے میں بات کرنے سے پہلے اپنی غلطیوں کو سوار سوچ لیجئے گا۔۔۔۔۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہتی ہوں مجھے لوگوں کو اور ان کے رویوں کو بھلانے میں وقت لگتا ہے۔۔۔۔ اگر آپ انتظار کر سکتے ہیں تو ٹھک ہیں ورنہ۔۔۔۔ آپ کے پاس آپشن موجود ہے۔۔۔۔۔ " اس کے سینے پر انگلی سے دستک دیتے ماہ روش اسے آئینہ دکھایا تھا اور آخر میں اپنی بات سے آگاہ کیا تھا۔ اس کی تمام باتیں جبرائیل خان نے خاموشی سے سنی تھیں وہ چاہتا تو اسے بتا سکتا تھا کہ جب وہ یہاں اپنے خاندان کے آگے جھک رہی تھی تب وہ اس سے سات سمندر پار زندگی اور موت سے لڑ رہا تھا۔۔۔ لیکن اس نے نہیں بتایا تھا کیونکہ اگر وہ بتا دیتا تو ماہ روش فوراً اپنی غلطی مان کر نادام ہو جاتی اور اپنے بولے الفاظ پر شرمندہ

ہوتی۔ کیونکہ اسے جہاں لگتا تھا اس کی غلطی ہے وہ فوراً جھک جاتی تھی اڑتی نہیں تھی۔۔۔ لیکن وہ اسے نادم اور شرمندہ کم از کم خود کے سامنے نہیں دیکھنا چاہتا تھا اسی لیے اس کے جواب میں خاموش رہا تھا۔۔۔

"کیا آپ کے پاس کوئی جواب ہے اب۔۔۔!!" اپنی بات ترش لہجے میں کہنے کے بعد وہ فوراً نارمل ہوئی تھی اور اس سے جواب چاہتا تھا

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔ اس سب کا زمہ دار میں ہوں۔۔۔۔۔ اور میں اس چیز کو مانتا ہوں آپ کے سامنے اقرار کرتا ہوں۔۔۔ یہ سب میری نااہلی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ اور آپ جو بھی کہیں گی مجھے منظور ہو گا۔۔۔" فیصلے کا حق درپردہ اسے سونپا تھا۔۔۔۔۔ اس کے سامنے کھڑا وہ قصور وار ناہوتے ہوئے بھی اپنا قصور مان رہا تھا۔۔۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بیوی اس کے سامنے جھکے۔۔۔ کیونکہ وہ ان مردوں میں سے نہیں تھا جو عورت کو جھکانے میں اپنی جیت سمجھتے تھے۔۔۔

"آپ کے لیے بہتر یہ ہی ہے کہ مجھے اگلی دفعہ کسی بھی بات کا زمہ دار ٹھہراتے ہوئے سو بار سوچ لیجئے گا۔۔۔۔۔ رہی بات کسی بھی حتمی فیصلے کی تو اس رشتے کے لیے میں نے پوری دلی آمادگی ظاہر کی تھی۔۔۔ میں اسے قبول کرتی ہوں لیکن مجھے اسے پراپر سمجھنے کے لیے کچھ وقت درکار ہے۔۔۔ کیونکہ آپ پر میرا اعتبار ایک دفعہ ٹوٹ چکا ہے۔۔۔۔۔ اور اسے دوباراً قائم کتنے وقت میں کرتے ہیں یہ آپ پر منحصر ہے۔۔۔۔۔"

کندھے اچکاتی وہ الماری کی جانب بڑھی تھی اور جبرائیل خان حیران تھا کہ ہر دفعہ وہ نئے انداز میں اسے حیران کرتی تھی۔۔۔۔۔

"شیورمادام آپ کی امیدوں پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا لیکن فلحال ناشتے پر بیمار انتظار کیا جا رہا ہے بہتر ہے کہ وہ کر لیا جائے۔۔۔۔۔ اور اس بارے میں تفصیل سے سوچا جائے گا۔۔۔" اپنا رخ وہ دوباراً اس کی جانب کرتا اسے آگاہ کرتا دروازہ کھولے باہر نکلتا تھا اور وہ بھی اس کے پیچھے ہی نکلی تھی۔۔۔۔۔


~~~~~

"ٹھیک ہے۔۔۔" بس دو لفظی جواب دیا تھا جس سے اسے تکلیف ہوئی تھی

"کچھ کہنا ہے آپ کو۔۔۔!!" اپنی چائے کی چسکی بھرتے بی جان نے اسے وہیں کھڑے دیکھتے پوچھا تھا

"جی۔۔۔!!" کہنے کے لیے وہ الفاظ جمع کر رہی تھی

"کہیے۔۔۔۔" اجازت دی تھی

"مجھے آپ کو بتانا تھا کہ میں دوبارہ اسٹل شفٹ ہو رہی ہوں۔۔۔۔ کیونکہ یہاں رہ کر آپ کی اور داجان سمیت گھر والوں کی ناراضگی برداشت کرنے سے بہتر ہے کہ میں گھر سے دور رہ لوں۔۔۔۔ کیونکہ آپ کا، داجان کا اور ارنی کا مجھ سے منہ موڑنا مجھے تکلیف دیتا ہے۔۔۔۔ میرے لیے ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے یہ سب قبول کرنا بہت مشکل ہے بی جان۔۔۔ میں بابا جان سے اجازت لے چکی ہوں۔۔۔ اسی لیے آج ہی نکل جاؤں گی یا صبح ہی صبح۔۔۔ میرے لیے آپ کی ناراضگی برداشت کرنا بہتر ہے نسبتاً اس کے کہ میں اپنا کیریئر چھوڑ دوں۔۔۔۔" انہیں کے پاس کھڑی وہ اپنی رائے سے آگاہ کر چکی تھی جبکہ اس کے آخری فقرے نے انہیں تکلیف پہنچائی تھی

"آپ کے لیے ہماری رائے یا خواہش سے بڑھ کر ہے یہ سب۔۔۔؟؟؟" بی جان آدھا چائے کا کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ چکی تھیں۔۔۔ اور اس کی جانب دکھی نظروں سے دیکھ رہی تھیں

"بی جان آپ کی خواہش ہوتی تو میں کبھی بھی اس کے حق میں نابولتی آپ کے لیے ایسی سو خواہشات قربان کر دیتی لیکن یہ آپ کی انا کا مسئلہ ہے جبکہ میری خواہش سے بڑھ کر یہ وقت کی ضرورت ہے۔۔۔ ہمارے ہاں اکثر یا تو بیٹیوں کو پڑھنے نہیں دیا جاتا ہے یا پھر اگر پڑھنے دیا جائے تو انہیں جاب نہیں کرنے دیتے ہیں۔۔۔ اسی لیے کہ لوگ کیا کہیں گے!!؟؟ ہمارے پورے خاندان میں کسی نے بھی جاب نہیں کی ہے؟؟" وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔ کنیں طرح کی ریزن دیتے ہیں۔۔۔۔

لیکن کیا ان تمام کے جواب دینے سے قبل آپ لوگ ان بچوں کی آنکھوں میں دیکھتے ہیں۔۔۔؟؟ کئیں نئی بنتی کو نپلوں کو مسل دیا جاتا ہے کاش آپ دیکھیں ان اجڑتے خوابوں؟ نہیں دیکھتے۔۔۔۔۔ کاش آپ لوگ ایک دفع دیکھ لیں۔۔۔۔۔ جھانک لیں کہ آپ کے دو ٹوک انکار سے کتنے کچی عمر کے خواب آنکھوں میں ہی ٹوٹ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ جن کی کرچیاں اتنی باریک اور نوک دار ہوتی ہیں کہ آنکھوں میں چبھتی رہتی ہیں تا عمر۔۔۔۔۔

ہمارے بڑے اپنے خیالات میں اس قدر سخت ہوتے ہیں کہ انھی خیالات کی وجہ سے اولاد کی خوشیاں داؤ پر لگا دیتے ہیں جبکہ اپنے خیالات کی رو سے بھٹکنا ان کے لیے زندگی موت کا مسئلہ بن جاتا ہے۔۔۔۔۔ چاہے اولاد موت سے ہار جائے لیکن اپنی بات سے ہارنا ان کی انا اور وقار کے خلاف ہو گا۔۔۔۔۔

میرا جاب کرنا وہ بھی باہر کے علاقے میں مردوں کے درمیان بھی آپ سب کے لیے ایسا ہی مسئلہ بن چکا ہے جس کی وجہ سے آپ لوگ مجھ سے کلام کرنا بھی پسند نہیں کرتے ہیں۔ جانتی ہیں ایک ہی گھر میں رہ کر یہ برداشت کرنا کتنا مشکل ہے۔۔۔۔۔ لیکن مجھے یہ تکلیف دیتا ہے بہت زیادہ۔۔۔۔۔ جتنی بھی تکلیف دے بی جان لیکن ایک چیز میں نے ماہ روش سے سیکھی ہے کہ "اپنی بات سے پیچھے کبھی نہیں ہٹنا چاہیے جب آپ کو لگتا ہو کہ آپ صحیح ہیں اور مقابل غلط "۔۔۔۔۔ میں آپ کو غلط ثابت نہیں کروں گی اور ناکہوں گی کیونکہ مجھے آپ کو نہیں بلکہ اس روایت کو غلط ثابت کرنا ہے جو صدیوں سے چلی آرہی ہے، جس کی جڑیں اتنی پختہ ہیں کہ ان کے آگے اولاد کی خوشی بے معنی لگتی ہے۔۔۔۔۔ بس یہ ہی بتانا تھا آپ کو۔۔۔۔۔ جانا چاہوں گی اب۔۔۔۔۔ آپ لوگ مجھے سپورٹ نا بھی کریں تو کوئی شکوے کی بات نہیں کیونکہ مجھے میرے بابا جان اور لالہ کی سپورٹ حاصل ہے۔۔۔۔۔ "دبلی پتلی سی گھنگھریا لے بالوں بالوں والی، نارمل سے نین نقوش والی وہ لڑکی بلند حوصلوں اور عزم کی مالک لگ رہی تھی۔۔۔

نارکنے والی۔۔۔ناہارنے والی۔۔۔۔۔جبکہ بی جان پیچھے اس آدھے بھرے چائے کے کپ کو منہ لگا چکی تھیں اور چہرہ سپاٹ تھا

-----

نانا اسے لان میں جبرائیل خان اور پریسہ دانیل بن کے ساتھ دکھائی دیئے تھے۔۔۔شاید وہ لوگ کسی بات پر ہنس رہے تھے جبکہ بابا ابھی ابھی ان کے پاس سے اٹھ کر جا رہے تھے۔۔۔دھوپ نکلی ہوئی تھی اور آج دل کھول کر نکلی تھی۔۔وہ بھی چلتی ہوئی جب پاس آئی تو نانا کسی بات پر پریسہ کی ہنٹ بندھا رہے تھے۔۔۔نانا کی باتیں خوبصورت لگتی تھیں اسے کیوں کہ جس طرح کے حالات بھی آجائیں نانا نے کبھی اسے منفی نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔

ابھی بھی وہ شاید پریسہ کی بات پر اسے جواب دے رہے تھے اور جبرائیل خان اپنی کال سننے کے لیے اٹھ گیا تھا

"ہماری زندگی even ہماری اس دنیا میں کچھ بھی بے معنی نہیں ہوتا ہے۔ ہمیں لگتا ہے کہ شاید رستے میں ہمیں کہیں پتھر سے ٹھوکر لگی ہے تو وہ بس بلا وجہ ہے۔۔۔۔۔ہمیں کوئی سوئی چبھ جائے تو وہ بے معنی ہے۔۔۔۔۔کسی کے ساتھ جھگڑا، بحث، وغیرہ۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔کچھ بھی بے معنی نہیں ہے اس بھری دنیا کائنات میں۔۔۔۔۔ہر چیز کے پیچھے کوئی نا کوئی محرک چھپا ہوا ہے۔۔۔۔۔ہماری خام خیالی ہوتی ہے کہ شاید

کوئی مسئلہ بس ایسے ہی ہونا لکھا تھا۔۔۔۔۔ یا شاید اگر ہمارے ساتھ کچھ اچھا یا برا ہوا ایے تو وہ بس اللہ ہمارا امتحان لینا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ جو اتنی بڑی کائنات چلا رہا ہے جو یکم پلانر ہے اس کائنات کے تمام واقعات کا۔۔۔۔۔ اس نے کچھ بھی بلا وجہ نہیں کیا کبھی۔۔۔۔۔ اس کے پاس لاجک ہے، ریزن ہے ہر بات کا، ہر چیز کا، واقعہ کا۔۔۔۔۔

لیکن ہم نہیں سمجھتے۔۔۔۔۔ ہم چیزوں کو ویسے نہیں سوچتے جیسے سوچنے کا حق ہے، جیسے سمجھانے کے لیے بنائی گئی ہیں۔۔۔۔۔ جیسے دکھانے کے لیے بصارت عطا کی گئی ہے۔۔۔۔۔ یا تو ہم انکسور کر دیتے ہیں یا شکوے شکایات کی پٹاری کھول لیتے ہیں۔۔۔۔۔ ہمارے پاس اس سب کو سوچنے کا وقت ہی نہیں ہے یا ہم سوچتے ہی نہیں ہیں۔۔۔۔۔ آیا اس سب کے پیچھے سب کیا تھا وجہ کیا تھی۔۔۔۔۔

یقین جانے اس دنیا میں اگر کوئی پتا گر رہا ہے، پانی بہہ رہا ہے، کوئی پرندہ اڑ رہا ہے یا اگر کوئی جانور چر رہا ہے تو اس میں بھی سبق ہے اس کے پیچھے بھی مقصد ہے۔۔۔۔۔ ہر چیز کے متعلق سبق چھپا ہوا ہے۔۔۔۔۔

اور اگر آپ کے ساتھ کچھ برایا اچھا ہو رہا ہے تو اس میں سبق ہے۔۔۔۔۔ بہت بڑا۔ آپ کی سوچ سے بھی زیادہ بڑا۔۔۔۔۔ سمجھیں۔۔۔۔۔ سوچیں۔ غور و فکر کریں کیونکہ یہ کائنات غور و فکر کے لیے ہی بنائی گئی ہے جس کا اللہ نے قرآن میں بھی کئی دفعہ ذکر کیا ہے۔۔۔۔۔ بس آپ کو اسے سمجھنا ہے۔۔۔۔۔ اس کے متعلق سوچ بچار کرنی ہے۔۔۔۔۔ جلد بازی نہیں کرنی ہے۔۔۔۔۔

بچے پریشان ناہوں۔۔۔۔۔ یہ وقت گزرنے کے لیے ہی آیا ہے۔۔۔۔۔ ہر برے وقت میں ہمارے ساتھ اوروں کا بھی امتحان ہوتا ہے۔۔۔۔۔ بس صبر اور برداشت کے ساتھ گزاریں۔۔۔۔۔ یہ گزرنے کے لیے آتا ہے۔۔۔۔۔ آپ کو ثابت قدم رہنا ہے۔۔۔۔۔ اگر آپ اپنے موقف کو بہتر سمجھتے ہیں تو پیچھے ہٹنا گناہ ہے۔۔۔۔۔



"کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کو کسی کو خود کے ساتھ فری کروانے کی۔۔۔۔ مجھے نہیں پسند کوئی میرے نانا سے ایسے ہی فری ہو۔۔ ایک آپ کے وہ دوست کم ہیں جو آپ انہیں بھی بنا رہے ہیں۔۔۔ " نگاہوں میں جبرائیل خان کو رکھتے کہا تھا جو اس وقت فوارے کے پاس کھڑا خرم شہزاد کے ساتھ کچھ ڈسکس کر رہا تھا

"ماہی اب آپ کی تو شادی ہو گئی ہے مجھے کسی کی تو کمپنی چاہیے نا۔۔۔۔ " نانا نے معصومیت سے اپنی بات بتائی تھی

"پھر بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ آپ کو ان انسانوں سے کمپنی لینے کی۔۔۔ آپ اپنی کتابوں سے کریں دوستی۔۔۔ اپنے گارڈن سے، اپنی اکیڈمی سے۔۔۔ بس آپ اب ان سے زیادہ فری نہیں ہوں گے۔۔۔ کیونکہ میں جیلس ہو رہی ہوں۔۔۔۔۔ " نانا کو وارن کرتے، انہیں نئی راہ دکھاتے، آخر میں اصل وجہ بتائی تھی۔

"نانا اس کی بات پر دل کھول کر ہنستے تھے اور پھر اٹھ کر اسے اپنے ساتھ لگاتے محبت سے اس کی پیشانی چومی تھی۔۔۔۔۔

"خوش ہونا۔۔۔ " !!! نانا اپنی تسلی کے لیے اس سے پوچھ رہے تھے۔۔۔ نانا کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ ڈالے وہ لوگ بھی اب چہل قدمی کر رہے تھے

"کوشش کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ " اس نے جھوٹ بولنا گوارا نہیں سمجھا تھا

"اللہ میری بیٹی کی کوششیں کامیاب کرے "

نانا نے اس کے چہرے کو نرمی سے دیکھا تھا۔ وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتی تھی۔۔۔ بہت سی عادات اس نے نانا سے پائی تھیں۔۔

"سرچائے پیئے گے؟؟" ان کی باتوں کے دوران جبرائیل خان چلتا ہوا ان کی جانب آیا تھا اور چائے کی پیشکش کی تھی

"نہیں ہمیں نہیں پینی ہے کیونکہ ہماری بیٹی کو پسند نہیں ہے کہ کوئی میرے ساتھ فری ہو۔۔۔۔ اس لیے ابھی ہمیں ڈسٹر ب ناکرو۔۔۔" نانا نے ماہ روش کی طرف دیکھتے جبرائیل خان کو انکار کیا تھا۔۔۔ اور ماہ روش کی آنکھوں میں چمک در آئی تھی۔ بہت اچھا کیا نانا نے اسے بتا دیا۔۔ بڑے فری ہو رہے تھے میرے نانا سے۔۔۔۔ بھئی میرے نانا ہیں۔ اور جبرائیل خان ان کی بات سے مطلب سمجھ کر سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

"ویسے یہ آپ کو سرکیوں کہہ رہے ہیں۔۔۔؟؟" اس کی تفتیش پھر شروع ہو چکی تھی

"نانا کہنے سے تم خفا ہوتی شاید اسی لیے۔۔۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

نانا نے مسکراہٹ دبائی تھی

"مجھے بے وقوف بنا رہے ہیں۔۔۔" نانا کے سامنے آئی تھی اور اپنے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے تھے

"کیا میں ماہ روش ابراہیم کو بے وقوف بنا سکتا ہوں۔۔۔!!!" نانا جان نے اس سے یقین دہانی چاہی تھی

"جی ہاں۔۔۔۔" فوراً سے پہلے توقع کے برخلاف جواب آیا تھا جس پر نانا نے ہنسنے پر اکتفا کیا تھا۔۔۔۔۔



~~~~~

مصرف پایا تھا۔۔۔۔۔

س نے دیکھا کہ صوفے پر ایک ڈریس موجود تھا جو شاید ابھی ابھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

— — — — —

"کیوں۔۔۔ یہ کیوں پہنوں گی جبکہ میرا ولیمے کا ڈریس آچکا ہے۔۔۔ آل ریڈی۔۔۔!!" کمبل سے منہ باہر نکالے اس نے ٹکا کے جواب دیا تھا۔۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ آپ ولیمے پر میری پسند کا ڈریس کیری کریں۔۔۔!!" آسان لفظوں میں اس نے اپنی چاہت بیان کی تھی۔۔۔

"میں کیوں آپ کی بات مانوں۔۔۔ ابھی میری آپ کے ساتھ واپس دوستی نہیں ہوئی کہ آپ کی بات مانوں سمجھے آپ۔۔۔ میں اپنی پسند کا ہی ڈریس پہنوں گی۔۔۔ اگر اتنا ہی شوق ہے تو خود پہن لیں۔۔۔۔۔ جاتے ہوئے لائٹ آف کرتے جائیے گا۔۔۔" ٹکا کے جواب دینے کے بعد اسے آرڈر کیا تھا آخر میں جسے وہ پورا کر تا کرے سے نکل گیا تھا

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔۔۔ میں مزید انسٹ نہیں کروں گا۔۔۔ لیکن اگر آپ اسے پہنتی تو مجھے اچھا لگتا۔۔۔" اسے انسٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ بارات پر بھی اس کی پسند کو اہمیت دینے کے بجائے ماہ روش نے اپنی پسند کا ہی پہنا تھا اور آج بھی وہ یہی چاہتی تھی تو اس پر اپنی مرضی مسلط کرنا جبرائیل خان کی طبیعت کے خلاف تھا

بھئی میں آپ کو اچھا لگنے کے لیے کیوں پہنوں۔۔۔۔۔ بڑے آئے اچھا لگے گا۔۔۔ خود پہن لیں۔۔۔ ایسے کنیں طرح کے خیالات ذہن میں سوچتے وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔۔۔۔۔

سارا دن بھاگ دوڑ میں گزرا تھا۔۔۔۔۔ رات کے وقت ولیمے کے فنکشن میں بارات کی بہ نسبت مہمان دو گنا تھے۔۔۔۔۔

گرے رنگ کے لہنگے میں ملبوس ماہ روش اور اس کے ساتھ ہی کے کلر کمینیشن میں جبرائیل خان بھی گرے کلر کے تھری پیس میں ملبوس تھا۔۔۔۔۔

اسفندیار خان آف وائیٹ تھری پیس اور نور لہدی بھی آف وائٹ کلر کی میکسی میں ملبوس تھی۔۔۔۔۔ فردا فردا دونوں کپلز کی انٹری ہوئی تھی جس کا خیر مقدم تمام مہمانوں نے کھڑے ہو کر کیا تھا اور اب تمام سپیشل گیسٹس سے وہ مل رہے تھے۔۔۔ جب جبرائیل خان اسے اپنے مہمان خواتین کے سامنے لے کر گیا تھا۔ یہ اس کے معزز کاروباری دوست تھے جس سے ان کے بہت اچھے تعلقات تھے۔۔۔۔۔

"ماشاء اللہ جبرائیل خان آپ کی بیوی تو بہت پیاری ہیں۔۔۔ لیکن آپ سے کچھ چھوٹی نہیں۔۔۔ کہیں محبت کا معاملہ تو نہیں تھا" مہمان خاتون نے اسے دیکھتے شرار تاجبرائیل خان کو چھیڑا تھا جس پر وہ آج کے پورے فنکشن میں کھل کر مسکرایا تھا

"سو فیصد۔۔۔" اس کے تین سوالوں کے جواب میں صرف دو لفظ کہے تھے اور وہ بھی مسکراتی نگاہوں کے ساتھ جس پر وہ مسکرائی تھیں اور ماہ روش نے اس گرے کلر کے سوٹ میں ملبوس اونچے لمبے خوبصورت مرد کو گھورا تھا کہ کب ان کے درمیان ایسی محبت کا معاملہ تھا کہ وہ کسی سے سرعام ڈسکس کر رہا تھا۔۔۔۔۔

"میرے پہلے سوال کے جواب کہا ہے یا آخری کے۔۔۔" اس کے سیاسی بیان پر انہوں نے اسے دوبارہ گھیرا تھا۔۔۔

"تینوں سوالات کے خاتون۔۔ لگتا ہے کہ آپ کے لیے یقین کرنا مشکل ہو گیا ہے۔۔" بہت سہولت سے وہ اس سے بات کر رہا تھا یقیناً ان کے درمیان اچھی خاصی واقفیت تھی۔۔۔ اور ماہ روش ہونق بنی جبرائیل خان کے پسند کیے لہنگے میں ملبوس اسے دیکھ رہی تھی کہ کس فراوانی سے وہ جھوٹ بول رہا تھا

"مجھے تو یقین آ گیا ہے لیکن لگتا ہے آپ نے اس پیاری سی لڑکی کو نہیں دلایا ہے۔ اور کیا تم نے انہیں ڈرا کے رکھا ہوا ہے یہ بولتی نہیں ہیں۔" اس کے ہونق پن پے وہ ملائم سی مسکراہٹ سے بولی تھیں جس پر اس نے اپنے چہرے کے تاثرات فوراً ٹھیک کیے تھے۔۔۔

"یہ بولتی ہیں۔۔۔ بلکہ جب یہ بولتی ہیں تب کوئی اور نہیں بولتا ہے۔۔۔" جبکہ اس کے پہلے سوال کے جواب کو وہ گول کر گیا تھا اور ماہ روش بس اسے دیکھ کر رہ گئی تھی اور کہا کچھ نہیں تھا۔۔۔ اور اس کا دیکھنا بھی گھورنے سے کم تھا بھلا۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بہت اچھی بات ہے تمہارے جیسی چیز کسی عام بندے کے ہاتھ آنے والی بھی نہیں ہے۔۔۔ ویلڈن پیاری لڑکی اسے ایسے ہی قابو رکھنا۔۔۔ ویسے تم سوالات کے جواب بہت اچھے سے کھا جاتے ہو۔" اس کے کندھے کو انہوں نے تھپتھپایا تھا اور مسکراتے جبرائیل خان کو دیکھا تھا پچھلی بات کا حوالہ دیتے

"ہمیں چھوڑیں۔۔۔ آپ بتائیں آپ کے خاوند نظر نہیں آرہے ہیں۔۔۔" جبرائیل خان نے کمال مہارت سے بات بدلی تھی۔۔۔۔۔

"ادھر ہی ہوں گے کہیں اپنے فون پر بزی۔۔۔" لاعلمی کا اظہار کیا تھا جیسی ماہ روش کو کرن نے بلایا تھا وہ اس کے ساتھ گروپ فوٹو لینا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ اجازت طلب نظروں سے اس نے ان خاتون اور جبرائیل خان کی جانب دیکھا تھا

"جائیں آپ پیاری لڑکی۔۔۔" ملائمت سے اس کے گال کو چھوتے انہوں نے نرمی سے کہا تھا جس پر وہ کرن کے ساتھ ہولی تھی۔۔۔ چالیس کے قریب کی وہ واحد خاتون تھیں پورے ہال میں جن سے جبرائیل خان نے نارملی بات کی تھی ورنہ وہ فارملی سب سے مل رہا تھا اور اب ان کی ڈنر کی دعوت بھی قبول کر رہا تھا ورنہ سب کو وہ ٹالتا ہی آیا تھا۔۔۔۔۔

فوٹو شوٹ کے بعد وہ دلہاد لہن کی مخصوص جگہ پر بیٹھے تھے جبرائیل خان اور اسفندیار خان غائب تھے کہیں دوستوں کی کمپنی میں اور دلہنیں ادھر ہی موجود تھیں۔ جب خرم شہزادان کی جانب آ رہا تھا جسے دیکھتے ماہ روش کے ساتھ بیٹھی کرن نے برا منہ بنایا تھا۔۔۔

"کرن ممانی آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔ غالباً آپ کا فون بند ہے۔۔۔" اپنا فون اس کی جانب بڑھایا تھا جس پر اس نے کچھ میں موجود اپنے فون کو دیکھا تو وہ پاور آف ہو گیا تھا۔۔۔

"جی ماما۔۔۔!!" اس سے فون لے کر وہ ایک سائیڈ پر ہو کے کال سن رہی تھی اور ساتھ ساتھ منہ کے تاثرات بھی کبھی سخت اور کبھی جھنجھلاہٹ کا شکار ہو رہے تھے۔۔۔

"اچھی لگ رہی ہے۔۔۔۔۔ ہے نا۔۔۔!!" اسے مسلسل کرن پر نگاہ جمائے دیکھ کر ماہ روش نے آہستگی سے کہا تھا۔۔۔ وہ اس وقت سیٹج پر بیٹھی تھی اور ارد گرد کچھ مہمان گھوم پھر رہے تھے۔ چند ایک سیٹج پر دلہنوں

کے ساتھ سیلفیاں بی بی بنوانے آرہے تھے جبکہ دلہے آس پاس دوستوں میں گھرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔
چند ایک خواتین ادھر بھی موجود تھیں۔۔۔۔۔

خرم بھی پاس ہی کھڑا اس پر نگاہ جمائے تھا جب ماہ روش کے الفاظ پر اس نے ہوں کہا
"ہم" بے دھیانی میں وہ سر ہلا گیا تھا جب رخ موڑا تو اسے دیکھ کر شر مندہ ہوا تھا

"میرا بھی یہ ہی خیال ہے۔۔۔۔۔" ماہ روش نے اس کے شر مندہ ہونے پر کہا تھا جس پر وہ اور شر مندہ ہوا
تھا

"میرا مطلب یہ نہیں تھا۔۔۔" اس نے وضاحت دی تھی۔۔۔

"لیکن میرا یہ ہی مطلب تھا۔۔۔" میرے پر اس نے زور دیا تھا اور سامنے سے آتے حمزہ کو دیکھتے خفگی
دکھائی تھی۔ اپنا رخ مکمل اس کی جانب موڑ چکی تھی جو اپنی بات پر شر مندہ ہو رہا تھا
"وہ ایسا کچھ پسند نہیں کرتی ہیں۔۔۔" خرم نے اصل وجہ بتائی تھی

"کیا آپ نے اس سے اس بارے میں بات کی ہے۔۔۔؟؟" ماہ روش نے ابرو اٹھاتے سوالیہ انداز اپنایا تھا
"نہیں۔۔۔" صرف سردائیں بانیں ہلایا تھا

"تو پھر بات کریں۔۔۔ اگر نہیں مانتی تو بھول جائیے گا۔۔۔" لیکن اپنے پاس سے مفروضے مت گھڑیں
۔۔۔" ماہ روش نے آسان ساحل پیش کیا تھا

"یہ ہی تو نہیں کر سکتا۔۔۔" جبرائیل خان کی طرح اس نے بھی ماتھا مسلا تھا جب تک حمزہ ادھر آچکا تھا
"کیا؟؟؟ بات نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔؟؟" آواز کے ساتھ گھوری بھی شامل تھی

"نہیں!!! بھول نہیں سکتا ہوں۔۔۔" اپنا رخ ترچھا کیے وہ کرن سے نظریں ہٹا چکا تھا اور مدھم آواز میں کہا تھا جسے بمشکل ہی سہی پروہ سن چکی تھی

"تو بات کریں۔۔۔ پہلے اس سے بات کریں۔۔۔ مجھے نہیں لگتا وہ انکار کرے گی۔۔۔" ماہ روش بار بار بات کرنے پر زور دے رہی تھی

"اگر اس نے انکار کر دیا۔۔۔!!" اس کی آواز میں خدشہ تھا

"نہیں کرے گی۔۔۔ خرم بھائی۔۔۔ مجھے لگا تھا کہ آپ سمجھدار ہیں۔۔۔ لیکن آپ میرے بھائی کی طرح بدھو ہی ہیں۔۔۔ اور اس کے بدھو کہنے پر دونوں بدھوؤں نے ایک دوسرے کو اور پھر اسے دیکھا تھا۔۔۔ وہ دونوں ہی کچھ نہیں کہہ سکتے تھے فلحال۔۔۔"

میں اس کی دوست ہوں جانتی ہوں اسے۔۔۔ اس لیے کہہ رہی ہوں نہیں کرے گی انکار۔۔۔ وہ آپ کی طرف سے شروعات کی منتظر ہے۔۔۔۔۔" اس کی عقل پر ماتم کرتے اس نے اصل وجہ بتاتے کہا تھا اور ایک گھوری اپنے بھائی پر بھی ڈالی تھی جو اپنے ناکردہ گناہ کی گھوری کھا رہا تھا۔۔۔ دوسری طرف کرن اب کال کاٹ کر خفا تاثرات سے ان کی جانب آرہی تھی اور موبائل خرم کی جانب بڑھایا تھا۔۔۔۔۔

"یہاں سے جانے سے قبل مجھ سے رابطہ کر کے جائیے گا۔۔۔" موبائل فون دینے کے بعد ایک خفاسی نظر سے اس نے خرم کو کہا تھا اور وہ سر ہلاتا سیٹج سے نیچے ماہ روش کا شکریہ ادا کرتے اتر گیا تھا۔۔۔۔۔

"ہوا کیا ہے۔۔۔" ماہ روش نے اس کے خفا تاثرات کو دیکھتے پوچھا تھا

"او کے ماہی۔۔۔ اب جلدی چکر لگانا۔۔۔ ہم تمہیں بہت مس کرتے ہیں۔۔۔" شادی ہال سے ہی کرن خرم کے ساتھ رخصت ہو رہی تھی کیونکہ اس کی والدہ کا حکم تھا اور باقی جاسم لوگ بھی صبح ہی صبح نکل جانا تھا۔۔۔۔۔

"کیوں نہیں انشا اللہ ضرور بہت جلد آؤں گی۔۔ اور میں بھی بہت مس کرتی ہوں تم لوگوں کو۔۔۔"

اس سے بغلگیر ہوتے ماہ روش نے اسے الوداع کیا تھا۔۔۔

"اور خرم بھائی میری دوست کو زرا احتیاط سے کے کر جائیے گا۔۔۔" ساتھ ہی ساتھ خرم کو بھی تنبیہ کی تھی

"شیور میم۔۔ اور کوئی حکم۔۔" سینے پے ہاتھ رکھتے اس نے سر جھکائے کہا تھا

"فلحال اسی کی تعمیل کر لیں تو بہت ہے۔۔" ماہ روش نے ایک نظر کرن کو دیکھتے کہا تھا

"نہیں ماہی انہیں بہت شوق ہے حکم کی تعمیل کا۔۔۔" بگھو کر طنز مارا تھا کرن نے

جسے خرم نے نظر انداز کیا تھا

"کب تک خرم کھلا رہے ہو اپنی منگنی کی مٹھائی۔۔۔!!" جبرائیل خان اپنے کچھ مہمانوں کو رخصت کر کے ان کی جانب آیا تھا۔۔۔ کوٹ اتار کر بازو پر رکھا ہوا تھا اور شکل سے ابھی بھی فریش لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ بڑے موڈ میں تھا آج۔۔۔

"سر انشاء اللہ بہت جلد۔۔۔" خرم کی آواز میں جوش تھا

"مطلب کہ اب لڑکی راضی ہو گئی ہے۔۔۔!!" جبرائیل خان نے پوچھا تھا۔۔۔

"جی سر سمجھیں تقریباً راضی ہے۔۔۔ گھر والے تو ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتے ہیں لیکن میرے لیے ان کی مرضی زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔۔۔۔۔ پہلے ان کی رائے جاننا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔" خرم شہزاد نے اپنے سیاہ جوتوں پر نگاہ جمائے سنجیدگی سے کہا تھا

"ویری گڈ۔۔۔ اچھے کی امید رکھو۔۔۔ انشاء اللہ اچھا ہو گا۔۔۔" کندھا تھپتھپایا تھا

"شکریہ سر اجازت دیجئے۔۔۔"

مہمانوں کو رخصت کرتے تقریباً ایک ڈیڑھ بج گیا تھا اور واپس حویلی آتے آتے دو بج گئے تھے۔۔۔۔۔ اور آتے ہی سو گئے تھے۔۔۔۔۔ ماہ روش بھی لیٹے ہی نیند کی وادیوں میں کھو گئی تھی جبکہ جبرائیل خان کل کی طرح اپنے لیپ ٹاپ پر ضروری کام کر رہا تھا۔۔۔ سونے سے زیادہ کا ضروری تھا۔۔۔

ماہ روش کی روشنی سے آنکھ کھلی تھی۔۔۔ وقت دیکھا تو چار بج رہے تھے ابھی فجر میں ایک گھنٹہ تھا۔۔۔ اس نے اندازہ لگانا چاہا کہ روشنی کہاں سے آرہی ہے۔۔۔۔۔ نظریں گھمائی تو جبرائیل خان اپنے موبائل کی ٹارچ جلائے صوفے کے پاس رکھے جائے نماز پر رکوع و سجود کر رہا تھا۔۔۔۔۔ یقیناً وہ تہجد پڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔ ماہ روش کی وجہ سے ہی وہ ٹارچ جلائے ہوئے تھا کیونکہ اسے روشنی میں نیند نہیں آتی تھی

زرا سا آگے اوپر ہو کر ماہ روش نے دیکھا تو وہ بہت سکون سے رکوع و سجود کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سکون تھا اور شاید ہلکی ہلکی نمی بھی تھی۔۔۔۔۔

تشہد کے بعد وہ اب سلام پھیر رہا تھا اور اس نے سلام پھیرنے کے بعد کافی دیر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے رکھے۔۔۔۔۔ ماہ روش ایسے ہی ٹیڑھی ہو کر دیکھتی اس کی جگہ پر قبضہ کیے سر نیچے گرائے نیند کی وادیوں میں کھو گئی تھی۔۔۔۔۔ جب وہ فارغ ہو کر آیا تو اسے اپنی جگہ پر بھی قبضہ کیے دیکھ کر ایک اور کمبل الماری سے نکالے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ یوں تو کمرے میں ہیٹر چل رہا تھا اور موسم بھی کافی حد تک بدل گیا تھا لیکن یہاں پہاڑی علاقے میں رات کو درجہ حرارت نیچے تک گر جاتا تھا اور لوگ گرمی میں رات کو سویٹر پہن کر سوتے تھے۔۔۔۔۔ BEING THE STRING OF YOUR KITE

صوفہ سنبھالتے وہ سونے کی کوشش کرنے لگا تھا ایک آدھ گھنٹہ ہی صحیح کیونکہ عموماً چھ بجے فجر کا وقت تھا

۔۔۔۔۔

ساڑھے پانچ اس کی دوبارہ آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا جبرائیل خان صوفے پر بمشکل لیٹا ہوا تھا۔۔۔۔۔ نظر انداز کرتے وہ اٹھی تھی اور واشروم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔ فریش ہو کر وضو کر کے باہر آئی اور لائٹ جلائے قرآن کھول لیا تھا۔۔۔۔۔ لائٹ جلنے پر جبرائیل خان نے اپنے بازو کو غیر محسوس انداز میں آنکھوں

پر رکھا تھا۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد اذان کی آواز پر وہ بائی اٹھ کر وضو کرتا کمرے سے نکلتا مسجد کی طرف چلا گیا تھا۔۔۔ یقیناً وہ دونوں ہی صبح خیز تھے۔۔۔

"اسفندیار خان اٹھو۔۔۔۔۔" !!! نور لہدی تیسری دفعہ اسے آواز دے رہی تھی اور وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

"تمہارے پاس دو منٹ ہیں اگر تم نا اٹھے تو میں یہ ٹھنڈے پانی کا جگ تمہارے اوپر پھینک دوں گی۔۔۔۔۔ کب سے آوازیں دے رہی ہوں تمہیں سنائی ہی نہیں دے رہی ہیں جبکہ نیچے سب ناشتے پر انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔" اس کی دھمکی کا اگر ثابت ہوئی تھی اور وہ اس پے ایک خفا نظر ڈالتا مندی مندی آنکھوں سے واشر روم میں گھس گیا تھا۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR LIFE

"صد شکر۔۔۔۔۔" پیچھے وہ با آواز بلند شکر ادا کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"بندے کو شادی نہیں کرنی چاہیے۔۔۔۔۔ صبح ہی صبح نیند خراب کر دیتی ہیں بیویاں۔۔۔۔۔" باہر نکل کر حسب عادت تولیہ صوفے پر پھینکتے ڈریسنگ کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا

"آئی ایگری اسفندیار خان کیونکہ شوہر بہت ڈھیٹ ملتے ہیں اور گند بھی مچاتے ہیں۔۔۔۔۔" تولیہ اٹھاتے اس نے کہا تھا اور الماری سے اپنی بڑی شال نکالی تھی۔۔۔۔۔

"حمزہ تنگ نہیں کرو میری بیٹی کو۔۔۔۔" ممانے اس کی سائیڈ لی تھی جو خاموشی سے آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی اور حمزہ کے چھیڑنے پر بھی خاموش رہی تھی۔۔۔

"مما یہ تنگ کرنے والا عہدہ آپ کی پیاری بیٹی کے پاس ہے۔۔۔ میرے پاس نہیں۔۔" اپنی مطلوبہ فائل نکال چکا تھا۔۔۔ اسی وقت ملازمہ دروازے پر دستک دیتی تائی کا پیغام لائی تھیں ماما کے لیے کہ وہ اپنے کمرے میں ان کا انتظار کر رہی ہیں۔۔۔۔۔

"میں بھابھی کی بات سن کے آتی ہوں۔۔۔ حمزہ بہن کو تنگ نہیں کرنا زیادہ۔۔" حمزہ جو بیڈ پر ان کے پاس ہی آگیا تھا ماما کی بات پر مسکرایا تھا

"مطلب کے تھوڑا تنگ کر لوں۔۔۔ دیکھ لو ماہی ماما اجازت دے رہی ہیں۔۔۔" آج وہ ماہ روش والی کرسی سنبھالے بیٹھا تھا۔۔۔ اور ماما سے تنبیہ کرتی کمرے سے نکل گئی تھیں

"حمزہ اپنے تھرڈ کلاس جوک بند کر کے بیٹھو۔۔۔ میں تمہارا منہ توڑنے میں ایک منٹ نہیں لگاؤں گی۔۔"

"ماما کے نکلتے ہی ماہ روش نے زبان کھولی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اوو شکر الحمد للہ تم بالکل ٹھیک ہو۔۔۔۔ میں ایسے ہی پریشان ہو رہا تھا۔۔۔" حمزہ نے اس کے منہ سے کمبل کھینچا تھا جس پر خونخوار بلی نے اسے مرنے مارنے والی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں کی سطح گیلی تھی۔۔۔۔۔ ماما، بابا، نانا ان سب لوگوں کے جانے کا سن کے اس کا دل گداز ہو رہا تھا

"کیا ہوا ہے ماہی تم رورہی ہو۔۔۔۔!!" حمزہ پریشان ہوا تھا اور فوراً سیریس بھی۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔" کمبل پیچھے کرتی وہ چپل پہن کر باہر جانے لگی تھی جب حمزہ نے اس کا ہاتھ پکڑتے اپنے ساتھ بٹھایا تھا۔۔۔

"کم آن یار چل کرو۔۔۔۔۔ بلکہ ایسا کرو کہ جبرائیل لالہ کی زندگی اجیرن کرو۔۔ جتنا کر سکتی ہو کرو۔۔۔۔۔ تمہارے پیچھے میں کھڑا ہوں یار۔۔۔ یہ رونادھونا تو نارمل لڑکیاں کرتی ہیں جبکہ تم نارمل نہیں ہے۔۔۔ نا۔۔۔ تو بس جتنا انہیں تنگی کا ناچ نچا سکتی ہو نچاؤ۔۔۔۔۔ انجوائے کرو یار۔۔۔۔۔ ہماری شیرنی ہو یار۔۔۔۔۔ شیرنی ڈرتی نہیں ہے ڈراتی ہے۔۔ اور تمہیں کاہے کا ڈر ہے۔۔۔۔۔ " حمزہ اسے الٹے سیدھے مشورے دیتا نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ اس کی نچانے والی بات پر ہنسی تھی۔۔۔ یقیناً یہ واحد بھائی تھا جو اپنی بہن کو ایسے مشورے دے رہا تھا

"میں کوئی ڈرور نہیں رہی سمجھے۔ اور مجھے الٹے سیدھے مشورے دینا بند مروا میری بندر۔۔۔۔۔ میں اتنی بھی بے وقوف نہیں ہوں کہ تمہارے ان فضول کے مشوروں کو مان لوں۔۔۔۔۔"

"چلو تم مانتی ہو کہ اتنی نہیں کم یا زیادہ بے وقوف ہو۔۔۔۔۔"

"ہا ہا ہا ہا ہا ویری فنی۔۔۔۔۔" ٹھنڈے جو کس کا مالک۔۔۔۔۔ اسے چڑایا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بھابھی اپنے جگر کا ٹکڑا آپ کے حوالے کر رہے ہیں۔ ہم نے اسے بہت دعاؤں کے بعد حاصل کیا تھا۔ جب بھی ماں باپ اپنی بیٹی کو رخصت کرتے ہیں چاہے اپنوں میں ہو یا پرانے خاندان میں ایک دفعہ دل کانپ جاتا، ڈر جاتا ہے۔ ہمارا بھی یہ ہی حال ہے کیونکہ ہم نے اسے بہت لاڈ سے، محبت سے اور پیار سے پالا ہے۔ اس تربیت میں میرے والد کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ جس کی بدولت وہ نرم اور صاف دل کی ہے، اپنے رشتوں سے محبت کرنے والی، کمپر و مانز کر لیتی ہے لیکن فیل نہیں کرواتی ہے۔ بس اس سے غلط بات

برداشت نہیں ہوتی ہے اور غلط بات پر وہ اپنے باپ کی سب سے زیادہ لاڈلی ہونے کے باوجود ان کی بھی نہیں مانتی ہے۔۔۔۔

یہ اس کی سب سے بڑی خوبی بھی ہے اور خامی بھی کہ وہ یہ نہیں دیکھتی ہے مقابل کون ہے۔۔۔۔ میری ابراہیم سے اس بات پر بہت دفعہ بحث بھی ہوئی ماہ روش کو لے کر لیکن وہ بھی بیٹی کی طرح اس موزوں کو لے کر حساس ہیں۔۔۔۔ شاید یہ ہی وجہ ہے کہ بابا جان، ابراہیم اور حمزہ کی سپورٹ سے وہ زراضدی ہے صرف اس معاملے میں۔۔۔۔ ورنہ وہ بہت محبت کرنے والوں سے ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں وہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں دے گی۔ اور آپ کی بہت عزت کرتی ہے۔۔۔۔ "تائی جان کا ہاتھ تھارا آفندی نرمی سے التجا کر رہی تھیں جس پر تائی جان نے ان کا ہاتھ دباتے تسلی دی تھی

"میں سمجھ سکتی ہوں زارا۔۔۔۔ پریشان ناہوں۔ اب ماہ روش میری بیٹی ہیں۔۔۔۔ میرے بیٹی کی بیوی ہیں اور ان کی رائے کو اہمیت دینا اتنا ہی اہم ہے جتنا جبرائیل خان کی بات کو اہمیت دینا۔۔۔۔ میں ان ماؤں میں سے نہیں ہوں جو بہو کی بات کو انا کا مسئلہ بنا لیتی ہیں۔۔۔۔ میرے لیے اب وہ دونوں برابر ہیں۔۔۔۔ آپ راضی دل سے جائیں اور اس حوالے سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ ہی سمجھیں کہ ایک ماں سے دوسری ماں کے گھر چلی گئی ہیں وہ۔۔۔۔۔۔۔۔ "تائی جان نے بھی محبت سے انہیں جواب دیا تھا۔۔۔۔

"مجھے لگتا ہے کہ ان محبت کے نظاروں کو دیکھ کر مجھے بھی شادی کے بارے میں سوچ لینا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔ "

ولی محمد خان نے ماں کے کمرے میں داخل ہوتے انہیں دیکھتے کہا تھا

"دھیرج رکھیں اے ایس پی صاحب۔۔۔۔ پہلے زراپیروں پے تو کھڑے ہو لیں۔۔۔۔۔۔۔۔ "اس کی ماں نے کرار اس کا جواب دیا تھا جس پر زارا آفندی مسکرائی تھیں اور ولی محمد خان اپنا سامنہ لے کر رہ گیا تھا۔۔۔۔

"چلیں مورے جان کر لیں زیادتی آپ کا دور ہے۔۔ ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔۔۔ صرف صبر کر سکتے ہیں۔۔۔"

"مسکین شکل بناتے وہ ان کے پاس سے فائل لیے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔"

ایک تو اس گھر میں سب کو فائلز کی پڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"اسفی تم لوگوں کی ٹکٹس بک ہو گئی ہیں تو اس ہفتے اور سو موار میٹنگز ہیں۔۔۔ جبکہ اس کے بعد زرا ایک آدھ ملاقات کر لینا اور کرز سے بھی۔۔۔ پھر بعد میں تم لوگ اگر ادھر ہی گھومنا چاہو تو ٹھیک ہے ورنہ کہیں بھی چلے جانا۔۔۔۔۔" اپنے سٹی روم میں بیٹھے جبرائیل خان نے اسفندیار خان کے حوالے ٹکٹس کرتے آگے کا لائحہ عمل بتایا تھا

"تمہاری طبیعت اب کیسی ہے۔۔۔ سر میں درد تو نہیں ہوتا ہے۔۔ اور اپنی دوائی لے رہے ہونا۔۔۔"

؟؟ "اسفندیار خان نے ٹکٹس پکڑ کر ٹیبل پر رکھ دی تھیں اور اس سے طبیعت کے بارے میں دریافت کیا تھا

"میری فکر نہیں کرو۔۔۔ ٹھیک ہے میری طبیعت تم اپنے جانے کی تیاری کرو۔۔۔ آج رات کی ہی فلائٹ ہے۔۔۔" جبرائیل خان نے لیپ ٹاپ کھول لیا تھا اور دوائی سے متعلق بات کو انور کیا تھا۔۔۔

"یار تو پاگل ہے۔۔۔!!۔۔ تمہاری حرکتوں سے صاف ظاہر ہے کہ تم نے ایک دفعہ بھی دوائی لینا گورا نہیں سمجھا ہے۔۔۔" ایک ہاتھ سے لیپ ٹاپ کی سکرین بند کی تھی اور اسے گھورا تھا۔۔۔

"تم ایسے ظاہر مت کرو جیسے میری بیوی ہو۔ لے لوں گا۔ وقت نہیں ملا تھا۔۔۔ اور جاؤ اب جا کے اپنی پیکنگ کرو۔۔۔" جبرائیل خان نے اس کی حرکت کو گھورا تھا اور عزت سے جانے کے لیے کہا تھا۔۔۔

"میں بیوی نہیں ہوں مگر۔۔۔ ڈونٹ وری اب تمہاری بیوی ہی تمہیں ٹھیک کریں گیں۔ ارے ماہ روش آپ۔۔۔" اس سے بات کرتے سٹڈی کے دروازے کی جانب اچانک دیکھ کر پکارا تھا جس پر جبرائیل خان نے رخ موڑنا ضروری نہیں سمجھا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسفی کو ایسے فضول مزاق کرنے کی عادت ہے۔۔۔

"جی اسفی لالہ۔۔۔ خیریت ہے جو مجھے یاد کیا جا رہا ہے۔۔۔" قدم قدم چلتی وہ سٹڈی ٹیبل کے پاس پڑے صوفے پر آکر بیٹھ گئی تھی جس پر جبرائیل خان نے اپنے سامنے سے فائل پر سے نظریں اٹھائے اسے دیکھا تھا جو مجسم سامنے سفید رنگ کے شلوار قمیض میں سفید ہی دوپٹے کو کندھے پر رکھے بلیک سویٹر پہنے موجود تھی۔۔۔ مطلب وہ سچ میں یہاں تھی۔۔۔ جبکہ اسفی مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس پر جبرائیل خان نے اپنا رخ دوبار فائل پر مرکوز کیا تھا

"ہاں ہاں ماہ روش خیریت ہی ہے۔۔۔ بس جبرائیل آپ کو یاد کر رہا تھا۔۔۔" اسفی نے کرسی سے ٹیک لگائے اس کے چہرے کے تاثرات کو ملاحظہ کرتے کہا تھا

"آپ یاد کرنے کی بات کر رہے ہیں اسفی لالہ یہ مجھے بھولتے ہی نہیں ہیں۔۔۔ بقول ان کے۔" ماہ روش نے ایک نگاہ جبرائیل خان کے جھکے سر پر ڈالی تھی جس کی نظریں سامنے رکھی فائل کا طواف کر رہی تھیں اور اس کا جھکا سر ماہ روش کی بات پر اٹھا تھا اور اس نے ایک مسکراہٹ اچھالی تھی اسفندیار خان کی جانب۔۔۔۔۔ مطلب کے وہ کسی کو بھی اپنے درمیان ناچاکی کی خبر نہیں ہونے دینا چاہتی تھی اور اس

اسفندیار خان کنفیوژن کا شکار ہو رہا تھا اب ان کو ایسے دیکھ کر۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہی سردار صاحب مجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اب ماہ روش ہیں تمہارے حوالے سے پریشان ہونے کے لیے تو۔۔۔ ماہ روش یہ اس دراز میں جبرائیل خان کی میڈیسن ہے اسے لازمی لینی ہے دن اور رات میں۔۔۔ کس چیز کی میڈیسن ہے یہ آپ خود اپنے اس ہنر بند ڈیزسٹ سے پوچھ لیجئے گا"

جبرائیل کو جواب دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی خود کو دیکھتی ماہ روش کو مخاطب کرتے اس کی میڈیسن کے متعلق بھی معلومات دی تھیں جس پر جبرائیل خان نے جبرے بھینچے تھے اور ماہ روش نے حیرانی کے تاثر کو چہرے پر آنے سے روکا تھا کیونکہ وہ ایک زرا سا بھی کلو نہیں دینا چاہتی تھی اپنے درمیان حالات کے غیر معمولی ہونے کا۔۔۔

"ڈونٹ وری اسفی لالہ۔۔۔ آئی ول ہینڈل آل تھنگز۔۔" ماہ روش نے جبرائیل خان کی طرف دیکھتے
اسے تسلی بھری نظروں سے کہا تھا جس پر وہ سر ہلاتا اٹھا تھا اور جبرائیل خان کے گلے لگا تھا
"ڈوڈ ایک دفعہ زرا گلے لگ جاؤ کیونکہ شاید رات تک تم سے ملنے کا وقت نہ ملے۔۔۔" مسکراہٹ دباتے
اس نے کہا تھا جس پر جبرائیل خان اٹھا تھا

"باقی آنکھوں سے اندھے ہو سکتے ہیں میں نہیں سردار صاحب۔۔۔ تم لوگ ایکٹنگ اچھی کر رہے ہو۔۔۔ کیری اون " اس کے گلے لگتے اسفندیار خان نے ماہ روش کو مسکراتی نظروں سے دیکھتے لب بھینچے اس سے کہا تھا اور جبرائیل خان کا دل کیا تھا اس کا جبر اتوڑ دے۔۔۔ خبیث انسان۔۔ " اسے مسکراتی نگاہوں سے دیکھتے لب دباتے وہ سٹڈی سے نکل چکا تھا جبکہ جبرائیل خان نے دوبار اپنی کرسی سنبھالی تھی اور ماہ روش اسے گھور رہی تھی اسی کے سامنے کھڑی۔۔۔۔

"کیا آپ کو کچھ کہنا ہے۔۔ " اسے اپنے سامنے کھڑے دیکھ کر جبرائیل خان نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا

"کچھ خاص نہیں۔۔۔ بس میں دیکھ رہی تھی کہ آپ جھوٹ بولنے کے ساتھ ساتھ ایکٹنگ بھی اچھی کر لیتے ہیں۔۔ "!! اس کے سامنے سے ہٹ کر اب وہ کھڑکی کے پاس آکھڑی ہوئی تھی جو پیچھے گارڈن کی طرف کھلتی تھی۔۔۔

"کیا مطلب ہے اس بات سے آپ کا۔۔؟؟" سوالیہ انداز اپناتے اس نے بھی اپنی نشست چھوڑی تھی اور اس کے پاس ایک سائیڈ پر کھڑکی کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔۔۔

"کیوں اتنی جلدی بھول بھی گئے ہیں۔۔ کیا آپ کی یادداشت کمزور ہو گئی ہے۔۔۔ " کمال معصومیت سے طنز کیا تھا

"سیدھی بات کہیں ماہ روش۔۔۔ لفظوں سے ہیر پھیر کر نابند کریں۔۔۔ " سینے پر ہاتھ باندھے وہ ایک سائیڈ پر کھڑا تھا اور سنجیدگی سے اسے کہا تھا

"اوو میں تو بھول گئی کہ آپ تو زندگیوں سے ہیر پھیر کرتے ہیں لفظوں کے ہیر پھیر میں کہاں الجھیں گے
 --- " زہر خند ہوئی تھی وہ --- نگاہیں جنگلی گلاب پر تھیں جو اس ٹھٹھرتی سردی کے باوجود اپنے پھول
 کھلا رہا تھا۔ واحد وہ گلاب نظر آ رہا تھا جس کی جنگلی باس ارد گرد پھیلی ہوئی تھی

"میں نے کہا ماہ روش اصل بات بتائیں --- " اصل بات پر زور دیتے وہ بھی زرا گرم ہوا تھا

"مجھ سے اس لہجے میں بات مت کریں جبرائیل خان --- یہ مت بھولیں کہ آپ نے میرا اعتبار توڑا ہے
 --- اور اس کے ساتھ ساتھ کون سی جھوٹی محبت اور پسند کی شادی کی کہانیاں سنارہے ہیں اپنے
 عزیزوں کو --- " اسے وارن کرتے اصل مدعے پے آئی تھی جس پر جبرائیل خان کے ہونٹوں پر
 دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا ---

"آپ سے کس نے کہا کہ وہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ " کھڑکی کے ساتھ ٹیک چھوڑی تھی اور سیدھا ہوا
 تھا۔ نظریں اس کے کھلے بالوں کا طواف کر رہی تھیں جواب آدھی کمر تک جا رہے تھے
 "آپ کو میں اتنی بے وقوف لگتی ہوں کہ لوگوں کے لیے بنائی گئی جھوٹی کہانیوں پر یقین کر لوں گی۔ یہ
 جانتے ہوئے بھی کہ آپ کے ساتھ بھی نکاح پر زبردستی کی گئی تھی۔ " جواباً اس نے بھی آنکھیں چھوٹی
 کیے کہا تھا

"نہیں بے وقوف نہیں ہیں آپ بلکہ نا سمجھ بن رہی ہیں سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بن رہی ہیں ---
 کچھ بھی سمجھنا ہی نہیں چاہتی ہیں۔ جان بوجھ کر نادان بن رہی ہیں --- " جبرائیل خان نے اس کی
 آنکھوں میں جھانکتے کہا تھا جس پر اس نے نگاہیں چرائی تھیں

"نامیں نا سمجھ ہوں اور نانادان بن رہی ہوں۔۔۔ سمجھے آپ۔۔۔ میرے ساتھ کھیل کھیلنا بند کریں اور اس حقیقت کو تسلیم کریں کہ آپ ایک اعتبار توڑنے والے، جھوٹے ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ایکٹر بھی ہیں جس کے لیے اپنی زبان کا پاس رکھنا اہمیت نہیں رکھتا ہے۔۔۔" ماہ روش نے آنکھیں چھوٹی کیے ترش لہجے میں کہا تھا۔ ہر بار وہ زیادتی کر جاتی تھی لیکن جانتی نہیں تھی اب زبان کے تیر سے وہ مقابل کو چھلانی کرنے کا ہنر رکھے ہوئے تھی۔۔۔

"میں آپ کے ساتھ گیم کیوں کھیلوں گا۔۔۔ اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے آپ کا اعتبار توڑا ہے جبکہ باقی دونوں باتوں سے میں انکاری ہوں۔۔۔۔۔ جبکہ

آپ کو غصہ کس بات پر ہے۔۔۔ میری باتیں سچ نا ہونے پر۔۔۔ ہاں!!!۔۔۔۔۔" جبرائیل خان اس کے برعکس نارمل ہو چکا تھا کیونکہ اس پے وہ غصہ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اس پے۔۔۔ ان حالات میں نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ چاہے وہ کتنا بھی سخت کیوں نا ہو جائے۔۔۔۔۔

"یہ آپ نے گیم ہی کھیلا تھا جو بیرون ملک جا کر میری کسی بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔۔۔ اور آپ کی پیار محبت کی کہانیوں پر مجھے یقین نہیں ہے۔۔۔۔۔"

اور پتا ہے میرے غصے کی اصل وجہ آپ ہیں جب میں آپ کو دیکھتی ہوں تو مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے آپ پر اعتبار کیا ہی کیوں۔۔۔ افسوس ہونے لگتا ہے خود پر۔۔۔۔۔" اپنا رخ اب وہ دوبار اکھڑکی کی جانب موڑ چکی تھی۔ جہاں نیچے ایسے لگ رہا تھا کہ جنگلی باس دور دور تک پھیل رہی تھی۔۔۔ شاید اس گلاب میں رس نہیں تھا۔۔۔۔۔

"ماہ روش اتنا آگے مت جائیں کہ واپسی ممکن ہی ناہو۔۔۔ جبکہ میں نے بہت دفعہ آپ کو وجہ بتانے کی کوشش کی تھی۔۔۔" جبرائیل خان نے زخمی لہجے میں کہا تھا

"میں اب اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی ہوں۔۔۔" قطیعت سے اس نے کہتے رخ نہیں موڑا تھا اور ٹھہر ٹھہر کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے سپنا موقوف بتایا تھا

"ٹھیک ہے۔۔۔ ہم سب باتوں کو چھوڑتے ہیں۔۔۔ آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں پچھلی تمام باتوں اور گلوں شکووں کو بھولتے ہوئے۔۔۔"

کیا آپ مجھ پر اعتبار کرنا چاہیں گیں۔۔۔؟؟ "ایک دفعہ پھر وہ اپنی تمام ناکردہ غلطیوں کو تسلیم کیے اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا جس پر ماہ روش نے رخ موڑا تھا اور اسے دیکھا تھا جس کا چہرہ روشن تھا اور اس چہرے پر ریاکاری نہیں تھی۔۔۔"

"میں تمام باتوں کو بھول کر ہی یہاں پہنچی ہوں جبرائیل۔ کیونکہ میرے لیے رشتے معنی رکھتے ہیں انا نہیں۔۔۔ لیکن پھر کوئی نا کوئی ایسی بات آنکلتی ہے کہ۔۔۔۔۔ خیر۔ اب آپ پر منحصر ہے کہ آپ اپنا اعتبار واپس کیسے قائم کرتے ہیں۔۔۔ اور کتنے عرصے میں اسے ثابت کرتے ہیں۔۔۔" اس کے پھیلائے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اس نے بھی نرمی سے کہا تھا اور اپنی بات واضح کی تھی۔۔۔

"میں کوشش کروں گا کہ کم عرصے میں آپ کا اعتبار حاصل کر سکوں۔۔۔" نرمی سے اس کے ہاتھ کو دبایا تھا

"بابا لوگ آج واپس جا رہے ہیں اسلام آباد۔ ہمیں ان کے پاس جانا چاہیے۔۔۔" اسے خود پر نگاہ جمائے دیکھ ماہ روش نے اپنے ہاتھ کو آہستگی سے نکالتے کہا تھا اور بلا وجہ بال کان کے پیچھے اڑ سے تھے۔۔۔

"شیور۔۔ چلیں۔" ہاتھ آگے کیے اسے رستہ دیا تھا اور خود اس کے پیچھے ہی چل پڑا تھا مسکراہٹ دباتے

سب لوگ لاونج میں محفل سجائے بیٹھے تھے جب اسفندیار خان اپنی زوجہ کو ڈھونڈتے کچن کی طرف آیا تھا ملازمہ سے دریافت کرتے۔۔۔

"ایسا کریں گل آپ سے اٹھا کر لے جائیں۔۔ اسر مورے کو بتادیں میں بھی بس دس منٹ تک آرہی ہوں۔۔" برنر بند کرتے نور لہدی نے آخری ٹرے کی جانب سلیب پر آگے کی طرف کی تھی اور پیچھے پلٹی تو ملازمہ کی جگہ اسفندیار خان کو کھڑے پایا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟؟" سنک کی طرف بڑھتے ہاتھ دھوئے تھے

"تم سے کام تھا۔۔۔ صبح سے مل ہی نہیں رہی ہو۔۔۔" اسفندیار خان نے ڈائینگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگائی تھی

"مجھ سے بات مت کرو۔۔۔ اور میں لاونج میں جا رہی ہوں۔۔۔ سب کے ساتھ۔۔۔" اسے انکور کرتے نور لہدی نے اپنے ہاتھ خشک کرتے کہا تھا اور اس کے پاس سے گزر کر نکلنا چاہا تھا جب وہ اس کے سامنے آیا تھا

"سوری۔۔" اس کے کان پکڑنے چاہے تھے جب نور لہدی نے اس کے ہاتھوں کی حرکت کو روکنا چاہا تھا

"ٹھیک ہے ہٹو سامنے سے۔۔۔" اسے پیچھے ہٹائے وہ وہاں سے نکلی تھی

"یار سنو تو۔۔ بات تم نے شروع کی تھی اب میرا کیا قصور۔۔۔" پیچھے سے وہ چلایا تھا جسے وہ انور کرتی چلی گئی تھی جبکہ کچھ سوچتا وہ اپنے کمرے کی جانب پکینگ خود ہی کرنے کی غرض سے بڑھا تھا۔۔۔

تمام بڑے چھوٹے اس وقت لاؤنج کی زینت بنے ہوئے تھے۔۔ اور اس میں رنگ موسمی پکوان نے ڈال رکھے تھے جس سے تمام لوگ لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔

"واپسی کا کیا پلان ہے ابراہیم خان؟؟؟" داجان نے ابراہیم صاحب کو مخاطب کیا تھا جو ان کی جانب متوجہ ہوئے۔۔ ہاتھ میں پکڑے کپ کو انہوں نے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔۔۔

"پندرہ دن کا عمرہ اس کے بعد امریکہ کا پلان ہے اور پھر حمزہ کے ساتھ ہی واپسی۔۔"

ابراہیم صاحب نے لاؤنج کے دروازے سے داخل ہوتے جبرائیل خان اور ماہ روش کو دیکھتے مسکراہٹ اچھالی تھی۔۔ ماہ روش نے نانا اور بابا کے ساتھ جگہ بنائی تھی جبکہ جبرائیل خان کے لیے ابراہیم صاحب نے اپنے دائیں جانب۔۔۔۔

"حمزہ آپ کدھر جا رہے ہیں؟؟؟" داجان کا مخاطب حمزہ تھا جو منہ میں کاجور کھتا سیدھا ہوا تھا

"مجھے اپنے ڈاکیومنٹ کے سلسلے میں جانا ہے داجان اور چند ایک کانفرنس ورکشاپس میں جن میں شرکت لازمی ہے۔۔۔" ایک نظر اپنی طرف دیکھتے تمام لوگوں کو سادہ سی مسکراہٹ سے نوازتے اس نے جواب دیا تھا جس پر داجان نثار ہوئے تھا

ماہ روش نانا اور بابا سے آہستہ آواز کچھ ناکچھ پوچھ رہی تھی جب اس کے نانا کا فون بجا تھا اور وہ معذرت کرتے اٹھ کر کال سننے گئے تھے اور ان کے جانے کے چند منٹ بعد ہی ماہ روش بہانے سے ان کے پیچھے آ گئی تھی۔

نانا جان اپنی عارضی آرام گاہ میں موجود کاغذ پھیلائے بیٹھے تھے۔۔۔ اور ساتھ ساتھ ان کی انگلیاں اپنے موبائل پر متحرک تھیں جب اسے کمرے میں داخل ہوتے دیکھتے نانا نے موبائل بند کر کے کاغذات سمیٹے تھے۔۔۔

"آپ بھی جارہے ہیں۔۔۔!!!" افسردگی سے الماری کے پاس پڑے سوٹ کیس کو دیکھتے اس نے ایک طائرانہ نظر ڈالی تھی کمرے پے

"اب ظاہری بات ہے بیٹی کے گھر زیادہ دیر تو نہیں نارک سکتے ہیں۔۔۔۔ اچھا تھوڑی نا لگتا ہے۔۔۔۔" نانا مسکراہٹ دباتے اب سوٹ کیس کی زپ بند کی تھی جس کے اندر سے انہوں نے وہ کاغذات نکالے تھے

"کیوں اچھا نہیں لگتا ہے۔۔۔ اور کسے اچھا نہیں لگے گا۔۔۔۔" خفگی دکھاتی وہ اپنے پیراب بیڈ کے اوپر رکھ چکی تھی اور ابرو اچکائے تھے۔۔۔ نظریں نانا کے ہاتھوں پر تھیں جو اپنا کام مکمل کر چکے تھے اور اب

ہر ٹائم پیریڈ ہمیں انجوائے کر کے گزارنا چاہیے۔۔۔ روتی بسورتی شکل بنا کے نہیں۔۔۔ ہمیں وقت اور حالات کے معنی سمجھتے ہوئے اس کے مطابق لائحہ عمل طے کرنا چاہیے۔۔۔ صبر اور یقین کے ساتھ۔۔۔۔۔ ہر وقت گزرنے کے لیے ہی آتا ہے۔۔۔

لیکن اس وقت کو جو اچھے سے گزارتا ہے وہ سروائیور ہوتا ہے۔۔۔ سب کے ساتھ مشکلیں پیش آتی ہیں لیکن سروائیور وہ ہی ہوتے ہیں جو ان مشکلات کا ڈٹ کے مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ حل بھی ڈھونڈتے ہیں۔۔۔

اور میری بیٹی پہلے مرحلے میں ہی ہار رہی ہیں ہم۔۔۔ "اسے تسلی دینے کے لیے نانا نے اس کے گرد بازو پھیلا یا تھا۔۔۔۔۔"

"ہار نہیں رہی نانا بس ڈر لگ رہا ہے۔۔۔" فوارے کے اوپر آکر کوئی چڑیا بیٹھ گئی تھی پہاڑی چڑیا۔۔۔۔۔ چونچ میں دانہ رکھنے کی کوشش میں تھی جو وہ کہیں سے اٹھا کر لائی تھی۔۔۔۔۔

"ڈرنا نہیں چاہیے ماہی۔۔۔۔۔ ہم جتنا ڈرتے ہیں ہمیں اتنا ڈرایا جاتا ہے۔۔۔۔۔"

اور میری بیٹی تو بہادر ہے۔۔۔۔۔ جس کے پاس اچھی سوچ ہے اور سمجھی سوچ والے بہادر ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ جن کے پاس پیار، محبت، احساس اور مروت جیسے ہتھیار ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ شکست نہیں کھا سکتے ہیں اور ہر حال میں فتح یاب ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ میری بیٹی بھی بہادر ہے اور اس کے پاس تمام ہتھیار ہیں۔۔۔۔۔ ہے نا۔۔۔۔۔ "!!! نانا نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں اس چڑیا کو دیکھا تھا اور ایک ہاتھ میں اس کے ہاتھ کو تھامے اسے آہستہ سے ریلیکس کیا تھا۔۔۔۔۔"

"نانا ایک ڈیڑھ گز کی لمبی سی زبان بھی ہے۔ یہ بھول گئے آپ۔۔۔!!" دروازے کی چوکھٹ میں کھڑے حمزہ کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔۔۔ جس پر دونوں نفوس نے مڑ کر اسے دیکھا تھا اور پھر ایک دوسرے کو۔ پھر ہنسی کا فوارہ نکلا تھا۔۔۔

"صحیح کہا تم نے میرے پاس ایک ڈیڑھ گز کی لمبی زبان بھی ہے جو میرے بھائی نے مجھے بچپن میں عطیہ کی تھی اپنی ساڑھے چار گز کی زبان سے۔۔۔ ٹھیک کہانا۔۔" نانا کے الفاظ ہر دفعہ اس کے لیے مرہم ثابت ہوتے تھے وہ اسے کبھی بھی گرنے نہیں دیتے تھے۔ اب بھی ایسے ہی ہوا تھا۔ اور وہ نارمل ہو چکی تھی

"اسے مسکراتے دیکھ کر اب حمزہ کو بھی تسلی ہوئی تھی۔ وہ بھی ان کے پاس چلتا آیا تھا۔۔

"تمہاری کس دن فلائٹ ہے۔۔؟؟" نانا کے ساتھ ہی کھڑی تھی اور نانا کے بازو کو تھامے اس نے حمزہ سے پوچھا تھا جو ٹیبل پر رکھے جارہے ڈرائی فروٹ نکال رہا تھا۔ یہاں پر ہر گھر کے ہر کمرے میں ایسے جار رکھے گئے تھے جن میں ڈرائی فروٹ کو رکھا جاتا تھا اور مہمانوں کے لیے ایک سوغات بھی تھی اور تحفے میں بھی دیا جاتا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ابھی ایک ہفتہ ہے۔۔۔" ہاتھ سے ان دونوں کے سامنے بھی کیا تھا۔۔۔ جس میں سے ماہ روش نے بادام اٹھائے تھے۔۔۔ اور نانا نے اخروٹ۔۔۔

"اور کب جو اُن کر رہی ہو آفس۔۔۔؟؟" وہ بھی ان کے سامنے ہی جم کے کھڑا ہو گیا تھا اور چڑیا کہیں فوارے کی منڈیر سے دور اڑ چکی تھی۔۔۔

"ایک دو دن میں ان شاء اللہ۔۔۔!!" یقینی طور پر کہا تھا۔۔

"بیسٹ آف لک۔۔۔ میرا چار دن کا ٹور ہے نار ان کاغان کا اور پھر واپسی پر تم سے اسی دن ملاقات ہوگی جس دن بابا لوگوں کی فلائٹ ہے۔۔۔۔" حمزہ نے بھی اپنی پلان سے آگاہ کیا تھا جس پر ماہ روش نے سر ہلایا تھا جبکہ نانا خاموش تماشا کی کا کردار نبھا رہے تھے۔۔

"ویسے یار نانا کیا میں بھی آپ کی دعوت میں شرکت کر سکتا ہوں۔۔۔" "!!! ابھی ابھی وہ ماہ روش اور جبرائیل خان کی آمد سے قبل نانا سے سن کے آیا تھا کہ انہوں نے پوری فیملی کو کھانے پر اپنے گھر اسلام آباد میں انوائٹ کیا تھا اسی ہفتے کو جس سے ماہ روش کو لاعلم رکھنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔۔۔

"حمزہ۔۔۔" "!! نانا نے ایک ہی لفظ میں تنبیہ کی تھی۔

"یار نانا آپ کی ہر دفعہ تنبیہ مجھے ہی کیوں ملتی ہے۔ یہ بھی تو ہے نا۔ آپ زیادتی کر جاتے ہیں مجھ غریب مسکین کے ساتھ۔۔۔" مصنوعی آنسو صاف کیے تھے اور ماہ روش کے ہاتھ سے دو بادام نکالے تھے۔۔۔

"بری بات حمزہ بہنوں سے مقابلہ نہیں کرتے ہیں۔ صرف پیار، محبت اور نرمی سے ان سے پیش آتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ بہت نازک ہوتی ہیں شیشے کی طرح۔۔۔۔ نرمی اور احتیاط سے پیش نا آئیں اور اگر ان سے سختی سے پیش آو گے تو یہ ٹوٹ جائیں گی۔۔۔ پھر یہ واپس اس مقام پر نہیں جڑ پاتی ہیں۔۔۔ جیسے شیشا نہیں جڑ پاتا ہے۔۔۔ اور والدین کے لیے دونوں اولادیں اہم ہوتی ہیں پیار محبت کے معاملے میں بس کبھی ایک سے زیادہ پیار جتا دیا تو کبھی دوسرے سے۔۔۔۔۔ میرے گلشن کے دونوں پھول ہو تم اور تم سے یکساں محبت ہے اس دل میں۔۔۔ اللہ تم لوگوں کو سلامت رکھے اور خوشیاں دے۔ بری نظر سے بچائے۔۔۔۔۔ بہن بھائیوں میں مقابلہ نہیں ہونا چاہیے میرے بچو۔۔۔۔۔" اپنے سامنے بٹھائے نانا انہیں رسائیت سے سمجھا رہے تھے جسے وہ دونوں غور سے سن رہے تھے۔۔۔۔

داجان کے کمرے میں اس وقت جبرائیل خان، داجان، بی جان اور ار ترضی کے ساتھ پریسہ دانیل بن بھی موجود تھیں۔۔۔۔

کمرہ عدالت کا منظر پیش کر رہا تھا جس میں جج کے فرائض جبرائیل سرانجام دے رہا تھا اور وکیل تین تھے داجان، بی جان اور ار ترضی جبکہ مدعی صرف پریسہ دانیل بن تھی۔

"جبرائیل میں نے تمہاری ہر بات کو اہمیت دی ہے لیکن اگر یہ جانا چاہتی ہیں تو ہماری رضا کے بغیر جائیں گی ورنہ ناجائیں۔۔۔ کیونکہ ہمارے خاندان میں آج تک کسی بھی لڑکی نے اس شعبے میں جانا ضروری نہیں سمجھا ہے جبکہ ہم نے انہیں ان کی مرضی کی تعلیم دلوائی ہے لیکن نوکری کرنے کے حق میں ہم نہیں ہیں۔۔۔۔" داجان کا انداز دو ٹوک تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE
"بی جان آپ بھی داجان کے یم خیال ہیں کیا؟؟؟" "بی جان نے سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا

"تم کہو ار ترضی تم کیوں اس حق میں نہیں ہو؟" مردانے کے مخصوص کمرے میں جبرائیل خان ایک طرف صوفے پر موجود تھا اور اس کے ساتھ داجان اور دوسری جانب ار ترضی خان جبکہ دوسرے صوفے پر بی جان کے ساتھ پریسہ دانیل بن موجود تھی جس کی رنگت ہر لمحے کے ساتھ متغیر ہوتی جا رہی تھی لیکن ایک یقین تھا کہ کچھ دیر بعد فیصلہ اسی کے حق میں ہو گا۔۔۔۔

"مجھے باہر کے لوگوں کی باتیں سننا پڑتی ہیں کہ میری ادی مردوں کے بچے میں کام کرتی ہیں۔۔۔ یہ میری برداشت سے باہر ہے لالہ۔۔ اور بھی ایسی کنیں باتیں ہیں جو میں دہرا نہیں سکتا ہوں۔ کسی کے منہ سے یہ سننا مجھے منظور نہیں ہے۔۔ اس لیے وہ اپنی یہ جاب چھوڑ دیں۔۔۔" ار تفضیٰ خان نے سرخ چہرے کے ساتھ اپنے نقطہء نظر سے آگاہ کیا تھا جس طر جبرائیل خان کے جڑے بھینچ گئے تھے اور دل کیا تھا اس کی نام نہاد غیرت کو دو لگائے۔۔۔ اور پریسہ دانیل نے دکھ سے اپنے اس چھوٹے بھائی کو دیکھا تھا۔۔۔ جس کی سوچ بھی چھوٹی ہی تھی۔۔۔

"وہ اپنی نوکری اس لیے چھوڑ دیں کیونکہ تمہیں لوگوں کی باتیں سننا پڑتی ہیں۔۔ ہاں۔۔ اگر یہ ہی تمہاری مردانگی ہے تو لعنت ہے ایسی مردانگی پر کیونکہ وہ تمہارے جیسے مرد ہی ہوں گے جس کی وجہ سے گھر کی عورتوں کو اپنا اعتماد اور اعتبار کھونا پڑتا ہے۔ جو خود تو انہیں اعتبار دے نہیں سکتے ہیں بلکہ باہر کے لوگوں کی باتیں سن کر اپنی گھر کی عورتوں پر پابندیاں لگانا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔"

اور تمہارے اندر اگر لوگوں کی باتیں سن کے اتنی ہی غیرت آئی ہے تو اگلی دفعہ ان کے منہ پے اپنے گھر کی عورت کو ڈیفینڈ کرنا۔۔ ناکہ باہر کے لوگوں کی باتیں سن کے ان ہر پابندیاں لگا دینا۔۔۔ یہ تمہیں وارننگ دے رہا ہوں ار تفضیٰ اگر اگلی دفعہ میں نے تمہارے۔۔۔ سے ایسی باتیں سن لیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔ اور یہ جو تم سارا دن ہاٹل میں رہ کیا کرتے ہو یہ مت سمجھنا تمہارے ان دوستوں اور تمہاری حرکتوں سے بے خبر ہوں۔۔۔ کل کا دن ہے تمہارے پاس تمہارے یہ یار دوست مجھے تمہارے ارد گرد بالکل بھی نظر نا آئیں۔۔ اور کوشش کرنا کہ اس پورے ہفتے مجھے اپنی شکل نادکھانا اور حویلی کا بھی رخ نا کرنا جب تک اس خناس کو اپنے ذہن سے نا نکال دو۔۔۔" جبرائیل خان کے چہرے کے

تاثرات تنے ہوئے تھے اور وہ پہلے کبھی اتنے غصے میں نہیں تھا جتنا آج تھا کیونکہ عورتوں کی عزت اور آزادی کے معاملے میں وہ بہت لبرل تھا۔۔۔ بات کے آخر میں ارتضیٰ کو تہزیب کے دائرے میں دفع ہونے کو کہا تھا جس پر وہ فوراً سر نیچا کیے اٹھ کے باہر نکلتا چلا گیا تھا

"داجان میں زیادہ بات نہیں کروں گا لیکن ایک چیز واضح بتا دوں کہ آپ نے خود وعدہ کیا تھا کہ گرینڈ ہاٹل کے لیے جو بھی وکیل شرط رکھتا ہے اسے پوری کرو۔۔۔ اور وہ شرط یہ ہے وکیل کی کہ اسے خوشی خوشی اس چیز کی اجازت دی جائے۔۔۔ جب آپ اپنی دوسری پوتی کہ بزنس سنبھالنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں کر رہے ہیں تو آپ کو انہیں بھی خوش اسلوبی سے اجازت دینی چاہیے۔۔۔" جبرائیل نے انہیں ایسا گھیرا تھا کہ وہ اپنی بات سے انکر نہیں کر سکتے تھے۔ مان وہ بھی چکے تھے کہ بیٹیوں کو جب اعتبار اور اعتماد کے ساتھ گھر ڈے نکالا جاتا ہے تو وہ کبھی بھی اپنے ساتھ بدنامہ نہیں لاتی ہیں لیکن ہمارے بڑوں کی انا بھی ہمارے سامنے جھکنے میں اپنی ہار تسلیم کرتی ہے۔ اس لیے انہیں بھی تسلیم کرنے میں عار محسوس ہو رہی تھی

"چونکہ میں وعدہ کر چکا تھا کہ علیل کی شرط مانی جائے گی اس لیے مجھے اب کوئی اعتراض نہیں ہے اور میں اس بات کی یقین دہائی بھی کرواتا ہوں کہ کوئی اب ان سے بلا وجہ کی ناراضگی نہیں دکھائے گا۔۔۔"

داجان نے سنجیدگی سے اپنا حکم جاری کر دیا تھا جس پر پریسہ نے اٹک کر ان کے ہاتھ چومے تھے اور پھر بی جان کے بھی اور شکریہ ادا کرتی کمرے سے نکل گئی تھی کیونکہ اس کا فیصلہ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

"دا جان یہ آپ سے ہی سیکھا ہے کہ بیٹیوں پر بلا وجہ سختی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ وہ تو سراپا رحمت ہوتی ہیں۔ اور ان کی ناجائز خواہشات پر پابندیاں لگانا چاہیے ناکہ جائز۔ جہاں پر اتنا کر لیا ہے وہیں پر ان کی یہ خواہش بھی مان لیں اور اگر ہماری سپورٹ انہیں ملے گی تو ان اعتماد بڑھے گا جو ہماری عزت میں بھی اضافے کا باعث بنے گا۔ اور بی جان آپ ہی کہتی ہیں نا بیٹیوں کو انکار نہیں کرنا چاہیے۔۔۔۔۔"

یہ اعتبار اور بھروسہ بہت ضروری ہے ان کے لیے اگر ہم انہیں یہ ہی نہیں دیں گے تو ان پابندیوں کو وہ اپنے پیروں کی زنجیر سمجھیں گیں جسے توڑنے کے لیے وہ موقع کی تلاش میں رہیں گی اور جن ہم اپنی روایات کا زکر کرتے ہیں ان پر مٹی ڈال کر چلی جائیں گیں۔۔۔ ایسی کئیں مثالیں میں آپ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں۔۔۔

بس آپ سے ایک ہی درخواست ہے ان کی ہر جائز خواہش کو انکار کرنے سے پہلے ان کے چہرے کی خوشی کو مد نظر رکھ لیا کریں۔۔۔

اور انہوں نے تو کل کو پرائے گھر سدھار ہی جانا ہے اور ہم نہیں جانتے ہیں کہ وہاں ان کو کیا مشکلات پیش آسکتی ہیں اسی لیے ان کے دل میں یہ خارش نہیں رہنی چاہیے کہ ہم نے ان کی کوئی خواہش نہیں پوری کی ہے۔ "ان کے دونوں بڑوں کے درمیان میں بیٹھے جبرائیل خان نے اپنے دونوں ہاتھوں میں ان کے ہاتھ تھام رکھے تھے اور اپنی نئی جزیلشن کی جنگ بہت نرمی سے لڑ رہا تھا۔۔۔۔۔"

اور میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ضروری نہیں ہر اہم پیغام چیخ کر آگے پہنچایا جائے کچھ پیغام خاموشی سے بھی منتقل کیے جاسکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

آج رات کا ڈنر ہمارے گرینڈ ہاٹل میں ہے، اور کھانا بہترین شیف کے ہاتھ کا ہو گا تیاری کر لیں آپ۔ آپ لوگوں کی آمد وہاں ڈنر سے قبل چاہیے۔۔۔ یہ وہاں کے شیف کا آرڈر ہے۔۔۔۔ "پریسہ دانیوں کی عجلت میں خوشی خوشی پیغام کی ترسیل کرنے کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی ایسی جلد بازی ہمیشہ فرشتے کو ہوتی تھی لیکن آج وہ جلد بازی کا مظاہرہ کر رہی تھی اور پیچھے مورے اور تائی اس کی جلد بازی پر مسکرائی تھیں کیوں اس کی مسکراہٹ کی وجہ وہ جانتی تھیں۔۔۔۔ بہترین شیف کے ہاتھ کا کھانا کھانے کی اور بخوشی اجازت ملنے کی۔۔۔۔

"بچے آپ بھی تیار ہو جائیں کیونکہ ہمیں وقت پر وہاں پہنچنا ہے۔۔۔۔ زرینہ آپ بچیوں کی کپڑے سلیکٹ کرنے میں مدد کر دیں اور میں بی جان سمیت داجان اور باقی لوگوں کی بھی مطلع کرتی ہوں۔۔۔۔" اس وقت گھڑی پانچ بج رہی تھی اور انہیں سات بجے ہاٹل پہنچنا تھا۔ ابراہیم صاحب اپنی بیگم کے ساتھ کسی دوست سے چائے پر مدعو تھے اور اب وہ وہیں پہنچیں گے ڈائریکٹ ہی۔۔۔۔

"زرینہ گل کو بھی اٹھا دیجئے گا اور دیکھئے گا اس کی طبیعت بہتر ہوئی ہے کہ نہیں۔۔۔۔" ایک دفعہ پھر چچی کو مخاطب کیا تھا۔۔۔۔

"چلو بچیو۔۔۔۔ آپ تیار ہوں اور فرشتے جاؤ دیکھو زرینہ گل کی طبیعت اب ٹھیک ہے یا نہیں میں بھی کچھ دیر تک وہیں آتی ہوں۔۔۔۔" زرینہ گل امید سے تھیں اور ان کی دو مٹنگ نہیں رک رہی تھی جس کی وجہ سے وہ آرام کی غرض سے اپنے کمرے میں تھیں اور چچی جان اب ان دونوں کے ساتھ اوہر کی طرف بڑھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

"ماہ روش آپ بلیک کلر کا ڈریس پہن کر آئیے گا جو الماری کے باہر ہینگ کیا ہوا ہے۔ میں آپ کو ہاٹل میں ہی جوائن کر لوں گا۔" سیڑھیاں پھلانگتے ماہ روش کو جبرائیل خان کا ایس ایم ایس موصول ہوا تھا جس پر اس نے ایک گھوری نوازی تھی موبائل کو جیسے وہ جبرائیل خان ہو۔۔۔

تمام لوگ ہاٹل میں پہنچ چکے تھے اور ہاٹل کے کھلے ایریا میں ایک بڑی سی ٹیبل سجائی گئی تھی جن پر انواع و اقسام کے کھانے چنے جا رہے تھے۔۔۔ سب لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔ کھانا چنا جا چکا تھا جب دونوں باورچی ایپرن پہنے باہر اپنے اپنے ہاتھ میں یہاں کی مشہور ڈش اٹھائے آئے تھے اور انہیں ٹیبل کے درمیان میں چن دیا تھا۔۔۔

Safar-e-Adab

ٹراؤٹ مچھلی اور گوشاہ۔۔۔

ان دونوں کو ایسے دیکھ کر ماہ روش اور نور لہدی حیران ہوئی تھیں یہ حیرانگی خوشگوار تھی جبکہ باقی لوگ نارمل تھے یقیناً وہ جانتے تھے۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

پھر ایپرن اتار کر ملازم کے حوالے کرتے اپنی اپنی نشست سنبھالی تھی۔۔۔

اور کھانا خاموشی کے ساتھ کھایا گیا تھا کیونکہ یہاں کے رولز تھے کھانا کھاتے ہوئے بولنا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔۔۔

سب کے چہروں کے تاثرات سے واضح تھا کہ انہیں کھانا بہت پسند آیا ہے۔۔۔

کھانے کے آخر میں سب نے بہت تعریف کی تھی جبکہ ماہ روش نے بھی کہا تھا کھانا سچ میں بہت لیز تھا

کھانے کے بعد سبز چائے کے لیے تمام لوگ محو انتظار تھے اور جبرائیل خان اسفندیار خان ایک بار پھر باورچی خانہ سنبھال چکے تھے

سب لوگ ایک دوسرے سے باتوں میں بزی تھے جب ماہ روش کو ایک خرگوش نظر آیا تھا جو ہاٹل کی پچھلی جانب بھاگ رہا تھا وہ اسے دیکھتی اس کے پیچھے بھاگی تھی جب کچن کی کھلی کھڑکی سے جبرائیل خان نے اسے دیکھا تھا۔۔۔ وہ بھی عجلت میں باہر کی جانب بڑھا تھا اسفندیار خان کو مطلع کرتے کیونکہ پچھلی طرف ارتضیٰ اور ولی محمد خان کے کچھ پالتو تھے جن میں بلیاں بھی تھیں۔۔۔ اور ماہ روش یقیناً بے خبر تھی۔۔۔ جبرائیل خان نے دوسرا راستہ اپنایا تھا اور بھاگتا ادھر ہی آیا تھا لیکن اسے دیر ہو گئی تھی کیونکہ سامنے ہی ماہ روش گری پڑی تھی۔۔۔ جبرائیل خان کے ہوش اڑانے کو یہ منظر کافی تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے دل کی رفتار اور سانسوں کی رفتار تیز ہوئی تھی اور اسے کچھ غیر معمولی ہونے کا خدشہ ستایا تھا

اسے ایسے دیکھے وہ شاکڈ ہوا تھا۔۔۔

جبرائیل خان بھاگ پر اس کے پاس پہنچا تھا جو گری نہیں تھی بلکہ گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی اور اس کے ارد گرد بلی چکر لگا رہی تھی۔۔۔ اس نے بلی کو پکڑ کر پنجرے میں ڈالا تھا جو بھی اسے نظر آیا تھا۔۔۔ پتا نہیں وہ کس جانور کا تھا اور پنجرہ نظروں سے دور لے گیا تھا اور واپس آتے اسے آواز دی تھی

ماہ روش کے ہاٹل کے کچن کے سامنے سے گزرنے اور جبرائیل کے وہاں پہنچنے تک صرف پانچ منٹ لگے تھے۔۔۔ اور یہ پانچ منٹ اسے پانچ صدیوں کے برابر لگے تھے۔۔۔

"ماہ روش۔۔۔!!" اس کے پاس گرنے کے انداز میں گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا اس کے سر پر ہاتھ رکھتا اور پر اٹھانے کی کوشش کی تھی جسے اس نے ناکام بنایا تھا۔۔۔

کالی رات میں کالے اندھیرے میں زمین پر کالے سوٹ میں بیٹھی وہ کالی رات کی تاریکی کا حصہ معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ ارد گرد کیا ہو رہا ہے اور کتنی روشنیاں جل رہی ہیں وہ دونوں ہی فحال بھول چکے تھے۔۔۔ ایک کی دھڑکن رک رہی تھی اور دوسرے کی رکی بحال ہو رہی تھی۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ماہ روش!! دوبار اسے آواز دی تھی اور اس کے اپنے گرد باندھے گئے ہاتھوں کی گرفت ہلکی کرنی چاہی تھی جسے اس نے پھر ناکام بنایا تھا۔۔۔ وہ لرز رہی تھی اور ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے۔۔۔

"ماہ روش!! ادھر دیکھو۔۔۔" کئی بار کہنے کے بعد اس کے ہاتھوں کی لڑکھڑاہٹ رکی تھی۔ اس کا دماغ پر اسیس کر رہا تھا ہر بار سٹریس کی حالت میں اس کے دماغ کی پراسیسنگ دیر سے ہوتی تھی۔ یہ آواز شناسا تھی۔۔۔ وہ سمجھ رہی تھی۔ اس کی آواز کو۔ شناسائی کی رقم دماغ تک پہنچی تھی جسے سمجھتے اس نے رسپانس شو کیا تھا

ماہ روش ادھر دیکھیں!! اب کی بار اس نے مزاحمت ترک کرتے سر اٹھایا تھا اور اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا، بھیگی گھنی پلکوں پہ ستارے چمک رہے تھے اور لرزتے ہونٹوں کے ساتھ چہرے پہ خوف کے سائے نمایاں تھے، یہ وہ دبنگ اور ناڈرنے والی ماہ روش تو نہیں تھی۔۔۔۔۔ یہ تو کوئی اور ہی ڈری سہمی لڑکی تھی۔

--

اس کی سانس سینے میں اٹکی تھی، دل کا درد بڑھا تھا۔ آنکھوں میں تکلیف کے سائے لہرائے تھے۔۔۔ جنہوں نے دل تک رسائی حاصل کر کے اس کی دھڑکن کی رفتار کو تیز کیا تھا۔ کم از کم اس عورت کو اس حال میں دیکھنے کا وہ متمنی نہیں تھا۔۔۔

تھوڑا سا آگے جھک کر اس کے گرد آہستگی اور نرمی سے بازو پھیلانے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ اس وقت اسے کسی سہارے کی ضرورت تھی جو اسے ریلیکس ہونے میں مدد دے۔۔۔۔۔ اپنے ساتھ لگائے کئی لمحے گزرے تھے جب اس کے اس کے وجود میں جنبش ہوئی تھی۔

جبرائیل خان نے اسے خود سے علیحدہ کرتے چہرے سے چپکے بال پیچھے کیے تھے۔ آنسوؤں سے تر چہرہ رومال سے صاف کرنے کے بعد اسے ہاتھ کا سہارا دیتے اوپر اٹھایا تھا۔ بڑی شال کو اچھے سے اس کے گرد اوڑھانے کے بعد ایک دفعہ پھر بالوں کو ٹھیک کرنے کے ساتھ چہرہ اوپر کیا تھا۔ گہرے اندھیرے میں بھی وہ اس کے چہرے کی سرخی کو دیکھ چکا تھا جو دور سے آتی کسی بلڈنگ کی ملگجی سی روشنی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے انگوٹھے کی مدد سے سہلایا تھا اور اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس وقت اسے لفظوں کی ضرورت نہیں تھی۔ صرف خاموشی۔۔۔۔۔ فقط خاموشی سے وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔۔۔۔۔

چند لمحے اور سر کے تھے۔ جبرائیل خان اس پے نگاہیں جمائے کھڑا تھا اور وہ اس کے پیروں پر۔۔۔
جبرائیل خان کا دماغ اسے سوچ رہا تھا اور اس کا بلاک ہو چکا تھا۔۔۔

ہاتھ سہلانا بند کر دیئے تھے، نگاہ اس صبح چہرے پر ڈالی تو وہ پہلے سے بہتر دکھائی دیا تھا، سرخی کم ہو چکی تھی اور ہاتھوں کی لرزش میں بھی کمی آچکی تھی، آنس بھی تھم چکے تھے، سسکیاں بھی دم توڑ چکی تھیں۔۔۔ لیکن وہ ابھی تک خاموش تھی

ایک دفعہ پھر اسے ساتھ لگایا تھا اور اب کی بار زبان کو زحمت دی تھی۔۔۔

"ماہ روش!! سب ٹھیک ہے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ یہاں اس وقت صرف ہم ہیں اور کوئی نہیں۔ ہم یہاں چچا جان اور چچی جان کو رخصت کرنے آئے ہیں۔ وہ ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ کی پریشان حالت دیکھ کر وہ مزید پریشان ہو جائیں گے اور یہاں سے دکھی ہو کر جائیں گے۔ جبکہ آپ انہیں کسی بھی حال میں پریشان نہیں کرنا چاہتی ہیں۔ ان کے سامنے مسکراتی ہوئی جائیں اور انہیں خوشی خوشی رخصت کریں۔۔۔۔۔ ماہ روش ابی ہم ان کے پاس جائیں گے ٹھیک ہے۔۔۔" وہ جانتا تھا اس وقت اس کا دماغ بلاک تھا، کچھ بھی سمجھنا یا جاننا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ اسے نرمی اور محبت کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ یہ باور کروانا تھا کہ اس وقت وہ کہاں ہیں اور کیا کرنا ہے بشمول اس کے کہ بلی کا زکروہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جانتے ہوئے بھی اس نے انجان بن کر اس کا زکروہ مخفی رکھا تھا اپنی بات میں کیوں کہ اس کی توجہ یہاں سے مبزول کروانا چاہتا تھا اور کسی حد تک وہ کامیاب بھی ٹھہرا تھا۔۔۔۔۔

اس سے الگ ہونے پر ماہ روش نے فقط سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا اور جبرابھی مسکرا نے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس وقت وہ جس زہنی سیٹج پر تھی کچھ بھی رسپانس کرنا اس کے بس سے باہر تھا۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھ کو جبرائیل خان تھامے اپنے ساتھ پہلے اسے کچن میں لایا تھا جدھر پانی پلانے کے بعد اسے ساتھ لیے ہی باہر کی جانب بڑھا تھا جہاں محفل اپنے اختتام پر ہی تھی۔۔۔ سب لوگ چائے سے لطف اندوز ہو چکے تھے اور اب رخت سفر باندھ چکے تھے بس اجازت طلب کر رہے تھے۔۔۔ سب لوگوں نے اس کی خاموشی محسوس کی تھی لیکن اسے والدین کے جانے سے مشروط کر کے خاموش ہو گئے تھے لیکن حمزہ کے ساتھ ساتھ نانا کو کچھ غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا اور انہوں نے لفظوں ہی لفظوں میں جاننے کی کوشش بھی بیان کی تھی جس پر جبرائیل خان نے نرمی سے ان کی پریشانی کو وہم قرار دیتے تردید کر دی تھی اور یہ ہی کہا تھا کہ وہ بس ان کے جانے کے خیال سے ہی سٹریس میں ہے۔۔۔ دونوں نفوس نے وقتی طور پر مان لیا تھا لیکن یقیناً دونوں نے ہی نہیں کیا تھا اور یہ جبرائیل خان اچھی طرح جانتا تھا۔

"یار میرے مشورے پر لازمی غور کرنا اور جتنا ہو سکے ان کی زندگی اجیرن کرنا، ستانا، ڈرانا، دھمکانا، جو ہو سکے کرنا، آخر کو محبت کی شادی سے انہیں کچھ تو حاصل ہو۔" جانے سے قبل حمزہ نے اسے گلے لگانے کے بعد سرگوشی کی تھی اور وہ اتنی بلند ضرور تھی کہ اس کے ساتھ ہی کھڑا جبرائیل خان بخوبی سن پایا تھا جس پر اسے گھوری سے بھی نوازا گیا تھا جسے اس نے کمال ہوشیاری سے نظر انداز کیا تھا اور ہنسنے تو پاس کھڑے بابا اور نانا بھی تھے جبکہ ممابی جان اور چچی تائی وغیرہ سے الوداعی ملاقات کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اور ماہ روش کے زہن کی پراسیسنگ اب کچھ کچھ نارمل ہو رہی تھی جس کی وجہ سے اس نے مسکراہٹ ظاہر کی تھی۔۔۔

"میری بہن نے یہ شادی اپنا پوری رضامندی سے کی ہے بغیر کسی کٹہر دباؤ میں کر کیونکہ جبرائیل لالہ ماہی پوری دنیا کو بھی جھٹلا سکتی ہے لیکن مجھے نہیں۔۔۔" اس سے بغلیں ہوتے حمزہ نے آہستہ آواز میں

جبرائیل خان کو پتے کی خبر دی تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماہ روش کے حوالے سے جبرائیل کچھ بھی غلط سوچے۔۔۔۔

"جانتا ہوں" حمزہ کو بغور دیکھتے اس کا کندھا تھپتھپایا تھا اور نظروں سے یقین دلایا تھا۔

"میری بیٹی نے ہار نہیں مانی ہے۔۔۔" نانا نے ایک ہی جملہ کہا تھا اور اس کے لیے ہر موقع پر لڑنے کے لیے یہ جملہ بہت معیاری تھا جبکہ بابا نے صرف گلے لگائے رکھا تھا کئی لمحے اور ان لمحوں میں انہوں نے خاموشی ہی خاموشی میں کئی دعائیں اور خوشیاں مانگی تھی رب سے اس کے نصیب کے لیے۔ اور ہم انسان نہیں جانتے ہیں کہ اپنے نصیب کی خوشیوں کے لیے پہلے ان نصیبوں کے دکھوں سے لڑنا پڑتا ہے۔ ہنس کے یارو کے لیکن ان دکھوں سے گزر کر ہی تو خوشیوں کی چاشنی کا میٹھا پن اصلی لگتا ہے۔۔۔

Safar-e-Adab

گرینڈ ہاٹل سے اسلام آباد اور وہاں سے صبح چھ بجے کی فلائٹ پکڑتے سیدھا امریکہ پہنچنے تک نور لہدی کے لاکھ پوچھنے پر بھی اسفندیار خان چپ رہا تھا۔۔۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟؟ ہمارے بیگز کہاں ہیں؟؟ میرا پاسپورٹ تمہارے پاس کہاں سے آیا اور تم نے اسے میرے دراز سے کیسے نکالا؟؟ میرا پن تم کیسے معلوم ہے؟؟ ہم کیوں جا رہے ہیں؟؟ تم کچھ بول کیوں نہیں رہے ہو؟؟ اب اگر نابولے تو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی؟؟ اس طرح کے ان گنت سوالات کے جوابات میں اسفندیار خان نے کان لپیٹ رکھے تھے اور کچھ بھی نہیں تھا بولا جبکہ نور لہدی کا اب غصے سے برا حال ہو چکا تھا۔۔۔۔

جہاز کے لینڈ کرنے کے بعد نور لہدی سب اس سے منہ موڑ چکی تھی اب وہ اس کی کسی بات کا جواب دینا نہیں چاہتی تھی اور ناپکچھ اس کی طرف سے سننے کی خواہاں تھی۔۔ انتہائی بے مروت انسان ہے۔۔۔۔

اپنا سامان لینے کے بعد اس سے سیکرٹری کے حوالے کیا تھا جو انہیں گاڑی میں لینے آچکا تھا اور ایک ہاتھ میں اس کا ہاتھ تھا منے کی کوشش کی تھی جبکہ دو ڈرے ہاتھ میں اپنا اور نور لہدی کا کوٹ تھام رکھا تھا۔۔ اس کے ہاتھ تھا منے کی کوشش کو وہ ناکام بنا چکی تھی اور ناراضگی سے منہ موڑ کے کھڑی تھی جسے اس نے حیرانی سے ملاحظہ کیا تھا۔ پھر پیار سے اس کے گرد بازو کرتے کچھ بولنے کی کوشش کی تھی اور پہلے سے بھی زیادہ سختی دکھائی گئی تھی

"مجھ سے بات کرنے کی کوشش مت کریں۔۔ کون ہیں آپ؟؟" شرارت سے لبوں کا کونا دبائے آنکھوں میں سنجیدگی لیے قدرے اونچا انگریزی میں بولتی وہ پاس ہی پارکنگ میں کھڑے پولیس کے افسر کو متوجہ کر چکی تھی جس پر اسفندیار خان نے گھورا تھا اور پولیس آفیسر اب ان کی جانب بڑھ رہا تھا

"چلو یار اس وقت جو بھی ناراضگی دکھانی ہے ہاٹل جا کے دکھا لینا اس وقت بہت تھکا ہوا ہوں صرف نیند چاہتا ہوں۔۔" اس کی ناراضگی کا خیال کرتے قدرے تخیل سے مخاطب کیا تھا اور ایک بار پھر کہنی تھا منی چاہی تھی لیکن اس کا بولنا اسے ششدر کر گیا تھا

"آپ مجھے ہر اس کر رہے ہیں" آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے ڈرے سہنے انداز میں اس کی طرف دیکھتے کہتی اصل میں پولیس آفیسر کو سنار ہی تھی جواب ان کے پاس پہنچ کر اسفندیار خان کے بازو پر ناک کرتے اپنی جانب متوجہ کر چکا تھا۔

اسفندیار خان ابھی پہلے جھٹکے سے ہی نہیں سنبھلا تھا پولیس کو دیکھ کر اس کے ذہن کی تخریب کاری سمجھ گیا تھا اور پیشانی پر بل ڈالے پولیس آفیسر کی تفتیش سن رہا تھا جو اسے پولیس اسٹیشن لے جانا چاہتا تھا

"یہ میری بیوی ہیں بس تھوڑی سی ناراضگی کی وجہ سے ایسا کہہ رہی ہیں جیسا آپ سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔ سر" اس کی پانچ منٹ کی بکو اس کے جواب میں اسفندیار خان نے تحمل مزاجی سے کہا تھا اور آخر میں سر کو چبا چبا کر ادا کیا تھا لیکن پولیس آفیسر اس پر یقین کرنے کو تیار ہی نہ تھا کیونکہ نور لہدی کی مصنوعی سسکیاں ہر لمحے کے ساتھ بڑھ رہی تھیں۔ پولیس آفیسر نے پولیس موبائل منگوالی تھی اور ان کے سیکرٹری نے مزاحمت کرنی چاہی تو پولیس آفیسر نے سختی سے اسے اس معاملے سے دور رہنے کی دھمکی دی تھی جس پر اسفندیار کی ہدایت پر وہ اپنا سامنہ لے کر ایک سائیڈ پر ہو گیا تھا۔

پولیس موبائل سے ایک اور آفیسر آیا تھا ان کی جانب جو اسفندیار کا دوست نکلا تھا بلا آخر اس سارے میس سے تنگ آ کر اسفندیار خان نے اپنے موبائل سے شادی کی پکس دکھائی تھیں اپنے دوست کو اور اپنے بازو پر رکھے اس کالیڈیز کوٹ بھی دکھایا تھا کہ وہ اس کی بیوی ہے بس زرا اسی ناراض ہے اور زرا سا پر اس کے دوست نے اچھا خاصا اسے گھورا تھا کہ زرا سا پر اس نے اتنا ہنگامہ کیا ہے تو زیادہ پر وہ کیا کر سکتی ہے۔۔۔۔ تصدیق کے لیے اس نے نور لہدی کی جانب دیکھا تھا جس نے سر ہلایا تھا مصنوعی آنسو صاف کرتے۔۔۔۔

دوسرے پولیس آفیسر سے نور لہدی کی جانب سے معذرت کرتے اور اپنے دوست کا شکریہ کے ساتھ کھانے کی دعوت کو قبول کرتے نور لہدی کا بازو گرفت میں لیتے وہ وہاں سے چل دیا تھا کیونکہ اب اس کی ہمت جواب دے رہی تھی جبکہ نور لہدی بمشکل اپنی ہنسی چھپا رہی تھی جبکہ اس کا سیکرٹری پہلی دفعہ اسفندیار خان کی ایسی درگت بننے پر مسکرا رہا تھا

ہاٹل پہنچنے کے بعد اسفندیار خان سب چیزیں ایسے ہی رکھے سیدھا بیڈ پر گیا تھا اور لمحوں میں ہی نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا نور لہدی نے بھی اس کی تقلید کی تھی تھوڑے سے ایڈوینچر کے بعد اب یقیناً اچھی نیند آنے والی تھی۔۔۔۔۔

اگلادن بھی اس کی چپ میں ہی گزرا تھا جو جبرائیل خان کو بہت کھلاتھا۔ اسے بلانے کی اور کسی کام میں مصروف رکھنے کی ساری کوششیں بے کار گئی تھیں۔۔ تھک ہار اس نے ماہ روش کی ڈاکٹر سے رجوع کیا تھا اور ان کی سنتے اس کی پریشانی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

"ڈاکٹر کا کہنا یہ تھا کہ اس کا فوبیا اب اس سیٹج پر آچکا ہے جب وہ اپنے اس خوف کو اپنے اوپر حاوی کر لیں گیں تو ان کے دماغ کی حرکت سست ہوتی جائے گی وہ چیزیں بھولنا شروع ہو جائیں گی۔۔ نارمل لوگوں کی طرح بی ہیو کرنا چھوڑ دیں گیں۔۔۔"

اس کا صرف ایک ہی حل ہو سکتا ہے کہ آپ ان کی بلیوں سے دوستی کروادیں ورنہ وہ اپنی میموری کھو سکتی ہیں یہاں تک کہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو سکتی ہے۔۔۔ "ڈاکٹر کی بات سننے کے ساتھ ساتھ ایک ہاتھ سے وہ پیشانی مسل رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے فون کان میں لگایا ہوا تھا

"آپ یہ کہسے کہہ سکتی ہیں کہ ان کی بلیوں کے ساتھ دوستی کروائی جائے جبکہ آپ جانتی ہیں کہ بلیوں کے بارے میں سن کے بھی ان کا کیا حال ہوتا ہے۔۔۔" اب وہ انزائیٹی ریلیز کرنے کے لیے بالکنی میں چاند کی روشنی میں ٹہل رہا تھا۔۔۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ لیکن آپ کو ہم نے بتایا تھا کہ ان کا فوبیا نارمل لوگوں کے فوبیا جیسا نہیں ہے بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مطلب کہ غیر معمولی قسم کا اور ہمارا ماننا ہے کہ جس طرح ان کا فوبیا غیر معمولی قسم کا ہے امید ہے کہ یہ ریکور بہت جلد کر جائیں گیں۔ بس آپ کو بہت حوصلے اور ہمت سے کام لینا ہو گا کیونکہ اس سیشن میں آپ کو بہت اہم رول ہو گا اور آپ کو انہیں بہت برے حال میں لے جا کر واپس لانا ہو گا۔۔۔" ڈاکٹر کے جواب پر وہ چند لمحے چپ ہوا تھا اور پھر سمجھتے بولا تھا

"کیا آپ گارنٹی دے رہی ہیں؟؟؟" کچھ سوچتے اس نے تصدیق کی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔!! مسٹر جبرائیل خان

گارنٹی تو ہم کسی کی بھی نہیں دیتے ہیں اور آپ کا کیس بھی بہت پیچیدہ ہے جس میں ریکوری کے چانسز بہت کم اس کے باوجود میں نے بہت سے ایسے کیسز دیکھیں ہیں جن کو آپ معجزات کہہ سکتے ہیں۔۔۔۔

میرا کہنے کا مطلب یہ ہی ہے کہ آپ کو ایک دفعہ اب رسک لینا پڑے گا ورنہ۔۔۔۔۔

جان جانے سے بہتر ہے کہ آپ رسک لے لیں تاکہ آپ کو کوئی خلیش نہ رہے۔۔۔ یا تو آپ خاموشی سے سب کچھ ہوتا دیکھتے رہیں یا پھر آپ ان کے حق میں اچھا کر کے برے بن جائیں۔۔۔ آپ انہیں باتوں باتوں میں بلیوں سے اٹیچ کروانے کی کوشش کریں۔ ان سے اگر ہو سکے تو انٹرکشن بھی کروائیں تاکہ ان کا خوف کم ہو سکے۔۔۔ وگرنہ یہ خوف بڑھتا جائے گا اور ان کے کمرے میں بھی جانے کا خدشہ ہے۔۔۔۔

سر آپ کی طرح ہمیں بھی ہمارے پیشینہ بہت عزیز ہوتے ہیں ان سے ہماری دعائیں اور کوششیں جڑی ہوتی ہیں جنہیں ہم بھی ٹوٹا نہیں دیکھ سکتے ہیں۔۔۔۔۔

میرا ماہ روش کی فیملی سے بہت پرانا تعلق ہے اسی میں آپ کو پرسنلی فیور دیے رہی ہوں کہ میری ایک دوست ہیں جو ابھی کل ہی امریکہ سے لوٹی ہیں آپ ان سے بھی کنسلٹ کر لیں اپنا کیس اور مجھ سے ایک دفعہ مل لیں تاکہ ہم آپ کو مزید اس بارے میں گائیڈ کر سکیں۔۔

میری ذاتی کوشش اور دعا ہے کہ آپ کا یہ کیس حل ہو جائے۔۔۔۔۔ " آخر میں الوداعیہ کلمات ادا کرتے ڈاکٹر فون بند کر چکی تھیں جبکہ اس کے لیے کئی سوچ کے درپے کھول چکی تھیں۔۔۔۔۔

ماہ روش جتنی مضبوط باقی معاملات میں تھی یہاں وہ بالکل صفر تھی۔ اسے ایک سٹارٹ کرنا تھا اور یقیناً ماہ روش بہت خوار کرنے والی تھی اسے کیونکہ وہ اپنی صد میں پکی تھی اس لیے مشکل تھا بہت لیکن ناممکن نہیں۔۔۔۔۔

تقریبات کے بارے بچے جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو گرے رنگ کے نائیٹ سوٹ میں ایک بازو آنکھوں پر رکھے دوسرا سر کے نیچے رکھے وہ سو رہی تھی جبکہ کمبل اس کے اوپر سے آدھا اتر کر نیچے گر گیا تھا سردی بھی کافی تھی لیکن اسے محسوس نہیں ہو رہی تھی یقیناً یہ سب اس کے خوف کے اثرات تھے جو ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے لیکن اسے کچھ کرنا تھا اور بہت جلدی کرنا تھا۔ ماہ روش پر سینے تک کمبل ڈالتے وہ اپنی کلائی سے گھڑی اتار کر اب سائیڈ ٹیبل پر رکھنے کے بعد لیمپ بھی گل کر چکا تھا لیکن آنکھیں فلحال بند کرنا اس کے بس میں نہیں تھا کیونکہ اس کا دماغ تیزی سے تانے بانے بن رہا تھا

"نانا کب تک کھانا آئے گا!! یار مجھے لگتا ہے کہ آپ مجھے یہاں رکنے کی سزا دے رہے ہیں۔۔" کچن کے باہر ایک سائیڈ پر بنے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے حمزہ نے پیٹ میں دوڑتے چوہوں سے تنگ آکر ہانک لگائی تھی نانا کو جو کچن میں کافی دیر سے خلیل بھائی کے ساتھ بزی تھے اور اب اس کی برداشت جواب دے رہی تھی جس سے تنگ آکر اس نے دہائی دی تھی جس پر نانا نے کوئی جواب نہیں دیا تھا کیونکہ کھانا اپنے آخری مراحل میں تھا

"یار نانا یہ زیادتی کر رہے ہیں آپ!! اس سے اچھا تھا میں دوستوں کے ساتھ اپنا ٹرپ ہی انجوائے کر لیتا کم از کم بھوکا تو نار ہنا پڑتا۔ میں جا رہا ہوں مجھے لگتا ہے آپ کو میری قدر ہی نہیں ہے۔ آپ کو بس اپنی نوا سی پیاری ہے۔ آپ رہیں اسی کی یادوں کے ساتھ۔۔۔" اپنے لہجے کو غمگین بناتے وہ اٹھا تھا جب نانا اس کی نوٹنکی کو ملاحظہ کرتے کچن سے اپرن اتارتے نکلے تھے اور ان کے پیچھے پیچھے خلیل بھائی کک کے ساتھ کھانا لارہے تھے۔۔۔

"اپنی نوٹنکی بند کر کے سکون سے بیٹھو"!! نانا نے لہجے کو دبنگ کرتے کہا تھا جسے اس نے ناک سے مکھی اڑاتے دیکھا تھا اور بیٹھ گیا تھا لیکن ڈراوہ نہیں تھا ان کے لہجے سے۔۔۔

کھانا چنا گیا تھا اب نانا، حمزہ، خلیل بھائی کے ساتھ کک بھی شامل تھے کھانے میں۔۔۔

نانا سے اس نے اسپیشل فرمائش کر کے کڑھی چاول بنوائے تھے۔۔۔۔

ہر لقمے کے ساتھ اس کی تعریفیں بھی بلند ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔۔

ابراہیم صاحب اور زارا آفندی کل رات کی فلائٹ سے عمرے کے لیے روانہ ہو چکے تھے ان کی فلائٹ اسلام آباد سے ڈائریکٹ مدینہ منورہ تھی جدھر دو دن بعد انہوں نے مکہ کی طرف روانہ ہونا تھا۔۔۔ حمزہ نے اپنے دوستوں کے ساتھ جانے کا ارادہ ترک کرتے یہ ہفتہ نانا کے ساتھ گزرانا بہتر سمجھا تھا کیونکہ اس ہفتے کو اس کی بھی امریکہ فلائٹ تھی اور واپسی پر بابا ماما کے ساتھ ہی اس نے بھی واپس آنا تھا اکیس دن بعد

--

کھانا کھایا جا چکا تھا اور اب وہ نانا کے ساتھ چہل قدمی کے لیے گھر سے باہر نکل رہا تھا۔

چہل قدمی کرتے وہ گھر سے کچھ دور آچکے تھے جب حمزہ نے اپنے لفظوں کو زبان دی تھی۔

"آپ کو نہیں لگتا کہ ماہی کچھ پریشان تھی اور اس کی پریشانی ماما بابا کا جانا نہیں بلکہ۔۔۔۔۔" نانا کے ساتھ

سڑک کے کنارے قدم سے قدم ملا کر چلتے حمزہ نے اچانک رک کر کہا تھا اور جان بوجھ آخر میں فقرہ ادھورا چھوڑا تھا جسے وہ بآسانی سمجھ چکے تھے۔۔۔۔۔ جس پر نانا نے اس کے چہرے کو دیکھا تھا جس پر غیر معمولی سنجیدگی چھائی ہوئی تھی اگر وہ سمجھ رہے تھے کہ حمزہ نے نوٹ نہیں کیا تھا تو وہ غلط تھے اور

یقیناً ابراہیم صاحب نے بھی یہ نوٹ کیا ہو گا۔۔۔ یہ پریشانی والی بات تھی۔

"مجھے لگتا ہے کہ حمزہ تم زیادہ پوزیسو ہو رہے ہو۔۔۔ یقیناً ایسا کچھ نہیں ہو گا" نانا نے دوبارہ قدم آگے کی

جانب بڑھاتے اسے ٹالنا چاہا تھا۔ کیونکہ اسے ٹالنا آسان تھا جبکہ ماہر روش کو ٹالنا ممکن۔۔

"جبکہ مجھے لگتا ہے کہ آپ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں۔۔۔ کیا ایسا نہیں ہے۔۔۔؟؟" ایک دم سے وہ ان کے

آگے آیا تھا جس پر وہ رکتے تھے اور اسے دیکھا تھا۔ اونچا لمبا گہرے جو ان اپنی جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ

ڈالے اپنی آنکھیں ماہ روش کے انداز میں چھوٹی کیے انہیں دیکھ رہا بلکہ ان کے چہرے کو پڑھارہا تھا کہ کس حد تک وہ ٹھیک ہے اپنے اندازے میں۔۔۔ اور اس کے ایسے انداز پر نانا مسکرائے تھے۔۔

"اور مجھے لگتا ہے کہ آپ بھول رہے ہو میرے بچے کہ میں آپ کا نانا ہوں نا کہ کوئی ٹین ایجر جس کا راستہ روکے کھڑے ہو۔۔" لہجے کے ساتھ آنکھوں میں خفگی سموئے نانا نے ایک ابرو اٹھاتے اسے کہا تھا جس پر اس کے سنجیدہ چہرے کے تاثرات میں کمی آئی تھی لیکن آنکھوں کی سنجیدگی ہنوز برقرار تھی

"نانا مجھے بچا سمجھنا چھوڑ دیں۔۔ اور بات بدلنے کی کوشش مت کریں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ بے خبر نہیں ہیں۔ کیونکہ۔۔۔۔۔" کچھ سوچتے اس نے اپنی بات مکمل نہیں کی تھی اپنی پوزیشن برقرار رکھتے اس نے نانا کا رستہ بلاک کیے رکھا تھا اور اس کے تاثرات سے یہ واضح تھا آج وہ ان سے اگلوں کے رہے گا

"کیونکہ۔۔۔۔۔؟؟" نانا نے لقمہ دیا تھا

"کیوں کہ مجھے یقین ہے کہ ماہی ابھی تک بے خبر کہ جبرائیل لالہ آپ کے سٹوڈنٹ ہیں آپ اور جبرائیل لالہ دونوں نے ہی اسے یہ بات نہیں بتائی ہے۔۔۔ آپ کے لیے یہ اہم ناہو لیکن ماہی کے لیے یہ بہت بڑا ایشو ہو گا۔ اگر میں اسے بتا دوں تو۔۔۔۔۔" اپنی آنکھوں میں شرارت لیے وہ انہیں شیطانی مسکراہٹ سے کہہ رہا تھا جس پر نانا کا دل کیا تھا اپنے اس نواسے کو ایک دفعہ چار لگائیں جو انہیں بلیک میل کر رہا تھا

"مجھے بلیک میل کر رہے ہو۔۔۔" نانا کے ماتھے پر بل پڑ چکے تھے اور چہرہ بھی سنجیدہ ہو گیا تھا جو گزرتی گاڑیوں کی روشنی میں کبھی جگمگا رہا تھا اور کبھی مدہم سی روشنی کا حصہ معلوم ہوتا تھا پول کی روشنی کے باعث

اور یہ ناراضگی یقیناً وقتی دکھا رہے تھے۔۔۔۔۔ لیکن دل ان دونوں کے لیے ہمیشہ سے گداز تھا وہ نہیں تھا سخت ہو سکتا۔۔۔

"نانا اگر آپ کے اگلے الفاظ میری مرضی کے مطابق نانکے تو میرا ہاتھ ماہی کے نمبر پر ہے جس اگلے ہی سیکنڈ میں اسے کال کروں گا اور آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میری کال وہ فوراً اٹھاتی ہے۔۔۔۔۔" اگر نانا کہہ رہے تھے وہ بلیک میل کر رہا ہے تو وہ سچ میں کر رہا تھا۔ اور وہ ہو بھی گئے تھے۔۔۔ کیا واقعی؟؟؟۔ اگلے چند منٹوں میں سڑک کے کنارے بیچ پر بیٹھے نانا اسے ماتھے پر بل ڈالے ماہ روش کی طبیعت خرابی کے بارے میں بتا رہے تھے وہ بلیک میل ہو چکے تھے۔۔۔۔۔

جسے سنتے اس کی سانس کی رفتار ہر لمحہ بڑھتی جا رہی تھی اور ایک لہر دماغ کے پچھلے حصے میں سرایت کرتی جا رہی تھی جو تکلیف بڑھا رہی تھی ہر لمحہ۔۔۔۔۔

کچھ رشتے ہمیں بہت عزیز ہوتے ہیں۔ ان کی تکلیف ہمیں اپنی محسوس ہوتی ہے۔ یہ تکلیف ہمیں اندر ہی اندر کاٹی رہتی ہے۔۔۔ وہ رشتہ ماں، باپ، بہن، بھائی دوست یا کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"رات کے دس بجے وقت اسفندیار خان کی آنکھ کھلی تو اس نے ارد گرد دیکھا سامان کہیں نہیں تھا اور نور لہدی بھی کہیں نہیں تھا۔ عجلت میں سیدھے ہوتے اس نے واشروم کی جانب نگاہ کو موڑا تو دروازہ بند تھا

-- پھر سیدھے ہوتے ٹیک لگائی تھی۔ موبائل اٹھایا تو چند ایک ایس ایم ایس موصول ہوئے تھے جن کے جواب دینے تک وہ واشروم سے نکلتی اب ڈریسنگ کے سامنے آچکی تھی۔۔

موبائل بند کر کے سائیڈ پر رکھتے اسفندیار خان نے اس کی جانب دیکھا تو جو اپنی مسکراہٹ دہا رہی تھی جسے اس نے بآسانی ملاحظہ کیا تھا اسے نظر انداز کی تھا لیکن بولا کچھ نہیں تھا۔ خاموشی سے اٹھ کر وہ واشروم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ نور لہدی اس کی ناراضگی خوب سمجھ رہی تھی جس کی وجہ سے ایک محفوظ مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔۔

اس کے نکلنے تک وہ اپنے بال خشک کر کے ان کو جوڑے میں مقید کر چکی تھی اور اس سے پہلے کہ وہ دوپٹے اوڑھتی اسفندیار خان واشروم سے نکل کر اس کے پیچھے آکھڑا ہوا تھا اور اس کے بالوں پر ایک نظر ڈالتے مسکرایا تھا اس مسکراہٹ کو سمجھتے نور لہدی نے جواباً گھورا تھا جسے اسفندیار خان نے کندھے اچکاتے دوبارہ نظر انداز کیا تھا۔۔۔ اب وہ زبان سے اس کے بالوں کے بارے میں کچھ نہیں تھا کہہ سکتا لیکن سہائل پاس کرنے میں تو حق بجانب تھا نا۔

"مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔؟؟؟" مسلسل اسے خاموشی کا لبادہ اوڑھے دیکھ کر نور لہدی زرا سا اونچا بولی تھی جو بیڈ پر لیپ ٹاپ سنبھالے اسفندیار خان نے سنی تھی جب سے آئے تھے وہ خاموش رہ کر اسے اس کی بے وقوفی کا احساس دلانا چاہتا تھا جس پر اب وہ چیخ چکی تھی۔۔۔

"کیا۔۔" ابرو اٹھائے وجہ دریافت کی تھی اس اونچی آواز کی جو اس سے چند قدم کے فاصلے پر صوفہ سنبھالے کشن گود میں رکھے غصے سے اسے گھور رہی تھی۔۔

"کیا تماشا لگایا ہوا ہے تم نے؟؟" ناک کے نتھنے پھلائے نور لہدی نے دوبارہ اسے گھورا تھا

"کون سا تماشا۔۔۔؟؟۔ اچھا اچھا جو آپ صبح ایئر پورٹ پر لگا کر آئی ہیں اس کے بارے میں پوچھ رہی ہیں۔۔۔؟؟" لیپ ٹاپ بند کرتے وہ طنزیہ انداز میں کہا تھا جس پر وہ گڑبڑائی تھی

"ہاں تو اگر تم میرے سوالوں کے جواب دے دیتے تو یہ سب ناہوتا۔۔۔" ڈھٹائی سے کہتے اس نے بھی صوفے کے ساتھ ٹیک لگائی تھی جس پر اسفندیار خان نے افسوس کرتی نظروں سے دیکھا تھا مطلب سارا گناہ اس کے کھاتے میں ڈالے وہ خود کو بری الزمہ قرار دے چکی تھی۔۔۔

"تو ٹھیک ہے پھر اس تماشے کو بھی جاری رکھتے ہیں جب تک ڈراپ سین نہیں ہو پاتا ہے" گود میں لیپ ٹاپ دوبارہ رکھتے اس نے ایک دفعہ پھر خاموشی کا لبادہ اوڑھا تھا جس پر نور لہدی زچ ہوتی اٹھی تھی غصے سے اپنی شال الماری سے نکالے دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے اب اپنی خاموشی کو برقرار رکھتے میرے پیچھے مت آنا۔۔۔ اگر میں گم بھی گئی اس اجنبی ملک میں تو مجھ پر فاتحہ پڑھ لینا۔۔۔" ٹھاہ کر کے دروازہ بند کرتے وہ باہر نکلی تھی اور اسفندیار خان کو یوں لگا تھا کہ یہ دروازہ اس نے اس کے منہ پر مارا تھا۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE
اب اتنا بھی فرمانبردار نہیں تھا کہ اس کے کہے کا مان رکھتے اس کے پیچھے نا جاتا۔ اس لیے فوراً لیپ ٹاپ بند کرتے کمرے کو لاک لگاتے سیڑھیوں سے نیچے کی طرف بھاگا تھا لفٹ بند تھی یقیناً وہ نچلے فلور پر پہنچ چکی تھی۔۔۔۔۔

نماز کے بعد ماہ روش ایسے ہی آنکھیں موندے صوفے پر بیٹھ گئی تھی جاگنگ کے لیے جانے کا اس کا موڈ نہیں ہو رہا تھا۔ رات جلدی سونے اور صبح دیر سے اٹھنے کے باوجود عجیب کسلمندی چھائی ہوئی تھی۔

"جاگنگ کے لیے نہیں جانا آپ نے؟؟" ایسے ہی ٹک لگا کر بیٹھے بیٹھے شاید اس کی آنکھ لگ گئی تھی اور ناجانے کب مسجد سے واپس جبرائیل خان کمرے میں آیا اور جاگنگ پے جانے سے قبل اسے چند آوازیں دی تھیں جسے اس نے نہیں سنا تھا پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہلایا تھا جس پر وہ ہڑبڑا کر آنکھیں کھول چکی تھی اور ہلکی گلابی ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی

"جاگنگ کے لیے نہیں جانا ہے۔۔!!" اسے ایسے ہی اپنی طرف متوجہ دیکھتے جبرائیل خان نے اپنا سوال دہرایا تھا۔۔

"میرا دل نہیں ہے۔ مجھے نیند آرہی ہے" اسے جواب دینے کے بعد ماہ روش لیٹنے لگی تھی لیکن جبرائیل خان نے ایسا نہیں ہونے دیا تھا۔

"آپ کی اس نیند کی وجہ جاگنگ پر نا جانا ہی ہے۔۔۔ اٹھیں آپ۔۔۔ ہری اپ۔۔۔ آپ ابھی میرے ساتھ جارہی تھی۔۔۔ نیند دوپہر میں پوری کر لیجئے گا۔ اور میری وہ گھڑا زرا پکڑائیے گا۔" کمبل کا کونہ تھامے رکھا تھا تا کہ وہ لیٹ ناسکے دوبار۔۔ اور اس کا دھیان بٹانے کی غرض سے اپنے گھڑی کو پاس کرنے کو کہا تھا۔۔

"آپ کیوں کر رہے ہیں یہ۔۔؟؟" گھڑی اسے تھما چکی تھی اور اپنی آنکھوں کو مسلتے نیند بھگانی چاہی تھی۔ چھوٹی آنکھیں کیے وہ اسے دیکھ رہی تھی جو اس کی بات پر مسکرایا تھا لیکن مسکراہٹ آنکھوں تک نہیں پہنچی تھی

"کیونکہ میں آپ کے ساتھ جاگنگ پر جانا چاہتا ہوں اور آپ ہیں کہ یہ بات سمجھ ہی نہیں رہی ہیں۔۔۔ چلیں اٹھیں ایسے ہی سب چلیں۔۔۔" نرمی سے کہتے جبرائیل خان نے اب کی بار اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا تھا کیونکہ خود سے اٹھنے کے موڈ میں یقیناً وہ نہیں تھی۔۔۔

اسے پاس صوفے پر پڑی اپنی شال اوڑائی تھی اور اس کے پیچھے اپنا ایک بازو کیے ساتھ لیے کمرے سے نکلا تھا

"ہم ایسے جاگنگ کے لیے جارہے ہیں!!" ماہ روش نے دو قدم دور ہوتے اپنے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اس وقت شلوار قمیص کے ساتھ جبرائیل کی بڑی شال لپیٹے ہوئے تھی اور اس کا اشارہ اس ڈریسنگ کی جانب تھا جس پر جبرائیل دوبار اس کا ہاتھ پکڑ کر نیچے سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا

"ہم صبح کی سیر کر لیں گے۔ پڑھا تھا نا چھوٹی کلاسز میں مضمون کہ صبح کی سیر کے کئی فائدے ہیں آج اس سے لطف اندوز ہو لیتے ہیں۔۔۔۔۔ اور آپ بہت باتیں کرتی ہیں۔۔۔ دیکھیں اتنا وقت ادھر ہی گزر گیا" مسکراہٹ دباتے جبرائیل خان نے سیڑھیوں سے اترنا جاری رکھا تھا اور آخر میں خفگی دکھائی تھی جسے دیکھتے ماہ روش حیران ہو رہی تھی کہ انہیں آج کیا ہو گیا ہے جو اپنے ساتھ لے جانے پر بضد ہیں

"دا جان مجھے اسلام آباد جانا ہے۔" اس سے پہلے کہ جبرائیل خان سب کو اپنے اور ماہ روش کے اسلام آباد جانے مطلع کرتا ماہ روش انہیں پہلے ہی آگاہ کر رہی تھی شاید اس کا پلین کچھ اور تھا

"اتنی جلدی!!! خیریت سے؟؟؟" داجان نے تھمل سے وجہ پوچھی تھی جبکہ بی جان کے ماتھے کے بل گھرے ہوئے تھے اور باقی افراد حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ اپنی شادی کے پانچویں دن وہ سیر سپاٹے کے بجائے آفس جانے کی بات کر رہی ہے۔۔۔۔

"جی داجان خیریت ہی ہے۔۔ بابا کے بعد مجھے ہی آفس دیکھنا ہے تو اس لیے جتنا جلدی ہوا اتنا ہی بہتر ہے پہلے بھی ایک ہفتہ ہو گیا ہے ہم دونوں میں سے کوئی بھی آفس نہیں گیا۔۔۔ بابا رات بھی اس بارے میں پوچھ رہے تھے۔۔۔ اس لیے مجھے اب باقاعدہ بزنس جوائن کرنا ہے۔۔۔" ان کی تسلی کے لیے اس نے بے نیازی سے منہ میں آملیٹ رکھتے تفصیلی جواب دیا تھا بنا کسی کی طرف دیکھے۔۔۔۔

"لیکن اس پورا ہفتہ تو آپ کی دعوتیں ہیں خاندان میں۔۔ اور ابھی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کو آفس وغیرہ کے چکر میں پڑنے کی یہ مردوں کے کام ہیں وہ سنبھال لیں گے۔ آپ کا کام ہے چولہا چوکی سنبھالنا آپ وہ سنبھالیں۔۔۔ بس" بی جان نے مداخلت کرتے اپنا حکم جاری کیا تھا جس پر ماہ روش کا چہرہ سپاٹ ہونے کے ساتھ ماتھے کے بل بھی گھرے ہوئے تھے اور وہ کھانا کھانے سے ہاتھ روک چکی جبکہ نظریں داجان پر تھیں

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے اور جبرائیل خان کو کسی بھی دعوت میں نہیں جانا ہے وہ بتا چکے ہیں مورے کو اور میرے بابا کا بزنس مجھے ہی سنبھالنا ہے کسی اور کو نہیں۔۔ اگر کوئی اور کہے گا بھی سنبھالنے کا تو میری طرف سے صاف انکار ہے کیونکہ میں نئی سی ای او ہوں اور پاور آف اٹارنی میرے نام ہے تو میں اس چیز کی ہر گز اجازت نہیں دوں گی۔۔۔ ایک بات سے شاید آپ لوگ لاعلم ہوں گے کہ داجان مجھے شادی سے قبل ہی اجازت دے چکے ہیں آفس جوائن کرنے کی تو اب کسی اور کی اجازت میرے لیے معنی نہیں رکھتی ہے۔۔ یہ ہی شرط

تھی ناداجان!!! اپنی آنکھیں یقین دہانی کے لیے ان پر جمائی تھیں اور پھر دوبارہ اسے سلسلہ کلام وہیں سے جوڑا تھا

رہی بات گھر سنبھالنے کی تو سوری میں اس کام میں بالکل کوری ہوں اور جبرائیل خان کو بھی میرا گھر کے کام کرنا پسند نہیں ہے۔۔۔ صحیح کہہ رہی ہوں نا "!!! دو ٹوک اپنی بات ان کے سامنے پیش کرتے آخر میں آنکھوں میں شرارت لیے لہجہ سنجیدہ رکھے اس نے جبرائیل خان کی جانب دیکھ کر یقین دہانی چاہی تھی جو ساتھ والی کرسی پر براجمان تھا جس پر اس نے ابرو اچکاتے سب کی طرف دیکھتے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"لیکن ماہ روش۔۔۔۔" بی جان کا لہجہ تیز تھا اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتیں داجان کے دبنگ انداز نے انہیں چپ کروا دیا تھا

"خاتون آپ کچھ دیر خاموش رہیں۔۔۔ اور ماہ روش ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ میری اجازت سے ہی وہ جارہی ہیں اور اب ان سے کوئی بھی اس بارے میں بحث نہیں کرے گا یہ بات اب یہاں ہی ختم ہونی چاہیے۔۔۔"

اپنی طرف دیکھتے تمام لوگوں کی تصدیق کی تھی جس پر وہ حیران ہوئے تھے لیکن جبرائیل نہیں کیونکہ اس کے علم میں یہ بات پہلے ہی سے تھی۔۔۔۔

"مجھے جا کر تیار ہونا ہے اور جبرائیل کے کپڑے بھی نکالنے ہیں۔۔۔ میں چلتی ہوں " اپنی کرسی دھکیلتے وہ اٹھی تھی اور ان سب پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالے وہاں سے نکلنے لگی تھی جب اس کی ساس نے آواز لگائی تھی

"ماہ روش بچے گل کو ساتھ لے جائیں آپ کو کپڑیں نکال دیں گیں۔۔۔" ان کی آواز پر ماہ روش پلٹی تھی اور انہیں دیکھتے نرمی سے بولی تھی جو ان سے بات کرتے خود بخود اس کی طبیعت میں در آتی تھی

"مورے اگر آپ کو برانا لگے تو مجھے ان کے کام خود کا نا اچھا لگے گا" اس کی بات پر ولی محمد خان مسکرا کر جبرائیل خان کو دیکھ رہا تھا اور جبرائیل خان کا دل کیا تھا اش اش کراٹھے اس پر جس کی ایکٹنگ سپرب جا رہی تھی

"ٹھیک ہے بچے۔۔" انہوں نے بس اتنا ہی کہا تھا

"مورے آپ ناراض تو نہیں ہیں!!" جانے سے قبل اس نے یقین دہانی چاہی تھی

"نہیں بچے بلکہ مجھے خوشی ہوئی ہے۔۔ جائیں آپ تیار ہو جائیں۔۔" محبت اور حلاوت سے دھیمی مسکراہٹ لبوں پر سجائے انہوں نے اجازت دی تھی جس پر وہ مڑ چکی تھی۔۔۔

اور پیچھے جبرائیل خان اس کی تمام باتوں میں خاموش اس لیے رہا تھا کہ اس کا مقدمہ وہ اسے ہی لڑنے دینا چاہتا تھا جبکہ اب وہ ان کو اسلام آباد جانے کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کر رہا تھا جبکہ ماہ روش کے ڈاکٹر سے اپائنٹمنٹ کے بارے میں اس نے کچھ بھی نہیں کہا تھا کیونکہ اس معاملے کو وہ مخفی رکھنا چاہتا تھا شاید حویلی میں پریشہ ہی جانتی تھی اس کے فوبیا کے بارے میں۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اس کے کپڑے نکال کر خود تیار ہونے کے بعد وہ نیچے اتر آئی تھی اور اسے سیڑھیوں پر جبرائیل خان ملا تھا۔۔۔ کال سنتے موبائل کان سے ہٹاتے زرا دور کرتے اس نے رک کر جبرائیل خان کو کہا تھا

"آپ کے کپڑے نکال دیئے ہیں۔ میں بی جان کے کمرے میں ہوں اگر کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو بلا لیجئے گا" اس کے ایسے انداز کو جبرائیل خان نے حیرت سے دیکھا تھا

"کیا یہ بھی ایکٹنگ کا حصہ ہے"!! دایاں ابرو اٹھاتے سوالیہ نظروں سے پوچھتا تھا

"کیا مطلب ہے اس بات سے..؟" کال وہ بند کر کے اپنی پاکٹ میں ڈال چکی تھی اور اب سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی اس کے تاثرات ایسے تھے کہ جبرائیل خان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا جو یقیناً غلط بول گیا تھا لیکن شاید پچھتا رہا تھا۔

"ماہ روش میرا وہ مطلب نہیں تھا"!!! چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد نتیجے پر پہنچتے ماہ روش دائیں بائیں سر ہلاتے اب سیڑھیاں نیچے اتر گئی تھی۔ اسے جبرائیل خان سے کم از کم امید نہیں تھی کہ اس کے خلوص کو وہ ایکٹنگ کا نام دے رہا تھا اور اب اس کے پیچھے آوازیں دینے کے باوجود وہ رکی نہیں تھی۔۔۔

ہر دفعہ کچھ ناکچھ لازمی غلط ہو جاتا تھا۔ پیشانی مسلتے وہ ادھر ہی کھڑا سوچ رہا تھا اس کے پیچھے نہیں گیا تھا کیونکہ کچن سے ملازمہ کے ساتھ چچی نکل رہی تھیں اور ماہ روش کے پیچھے جا کر وہ تماشہ نہیں بنوانا چاہتا تھا دونوں کے رشتے کو کیوں کہ اسے یقین تھا وہ اس کی بات نہیں سنے گی اس لیے اوپر کی جانب تیار ہونے کی غرض سے بڑھ گیا تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بی جان اگر آپ کو کچھ برا لگا ہو تو میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں لیکن میری آپ سے بس ایک ہی درخواست ہے کہ "" میں جیسی ہوں مجھے ایسے ہی قبول کریں "" بی جان کے پاس وہ آئی تھی جو اس وقت مالی کے سرپے کھڑی اپنی نگرانی میں پودوں کی کانٹ چھانٹ کر وارہی تھیں۔۔۔ اس کی بات پر

انہوں نے ایک نظر اسے دیکھ کر دوبار بارخ موڑ لیا تھا جس پر ماہ روش کو تکلیف ہوئی تھی کیونکہ کچھ دن قبل وہ اپنے منہ سے اس بات کا اقرار کر چکی تھیں لیکن شاید کہنے اور عمل کرنے میں فرق ہوتا ہے۔

ان کے جواب نادینے پر وہ واپس پلٹی تھی یہ سوچتے ہوئے کہ وہ پہلے اس خاندان میں ملکہ کی حیثیت رکھتی تھیں اور ان کا حکم حرفِ آخر سمجھا جاتا تھا لیکن اب پہلی دفعہ کسی نے ان کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی جنہیں وہ قبول نہیں کر پار ہی تھیں شاید ان کے تخت کی حصہ دار بننے کے لیے وہ آچکی تھی جو ان سے قبول کرنا مشکل تھا۔۔۔۔۔

اسی سوچ میں وہ دوبار الاونچ میں داخل ہوئی تو چچی جان نے اس کے حوالے دودھ کا گلاس کیا تھا کہ جبرائیل کے لیے لے جاؤ کیونکہ اسے ناشتے کے بعد ایک گلاس دودھ پینے کی عادت تھی۔۔۔

کچھ دیر پہلے کی باتوں کی وجہ سے وہ جانا تو نہیں چاہتی تھی لیکن انہیں انکار بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی اس لیے ان سے ٹرے پکڑے وہ کمرے کی طرف آئی تھی جدھر وہ بالکل ریڈی تھا بس اب گھڑی پہننے کے بعد اپنے لیپ ٹاپ کو پکڑ رہا تھا۔۔۔

جائے اسے دینے کے ماہ روش نے ادھر صوفے کے کنارے ٹکتے دودھ کا گلاس خود منہ کو لگا لیا تھا اور وہ جو ابھی سٹڈی سے نکل کر آیا تھا اسے دیکھتے ٹھٹکا تھا

"غالباً یہ دودھ کا گلاس میرے لیے تھا!!" ایک ہاتھ سے لیپ ٹاپ دوسرے میں منتقل کیا تھا اور اسے کہا تھا جو بے نیازی سے آدھا گلاس کر چکی تھی۔۔۔

"مجھے تو اس پر کہیں لکھا نہیں نظر آ رہا کہ یہ آپ کے لیے ہے۔ کیا آپ کو کہیں لکھا نظر آ رہا ہے۔۔"

کہیں بہت پرانا بدلہ چکاتے اس نے آدھا گلاس اس کی طرف کیا تھا جسے وہ پکڑتے اس کی بات کو انور

کرتے صوفے پر ٹکتے منہ کو لگا گیا تھا۔۔۔ کیونکہ نیچے جا کر دوبارہ دودھ لینے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔۔۔
ماہ روش اسے مسلسل گھور رہی تھی اپنی بات کے جواب میں خاموشی پر

"آپ تیار ہیں تو چلیں"!! گلاس کو سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اس نے کھڑے ہوتے استفسار کیا تھا
بنا اس کی بات کا جواب دیتے اپنا بدلہ چکاتے وہ اٹھتی اپنا کوٹ بازو پر رکھتے کمرے سے نکلی تھی۔ پھر چہرے
پر سرد تاثرات لیے پلٹ کر عین اس کے سامنے آتی رکی تھی۔۔۔

"آپ پر میری ہر بات کا جواب دینا فرض ہے جبرائیل خان۔ یہ بات اپنی زہن میں اچھی طرح بٹھالیں
کیونکہ مجھے میری بات کا انور ہونا پسند نہیں ہے۔۔۔" بات کے آخر میں اس کی ٹائی کو ٹھیک کرتے
آنکھوں میں سرد تاثرات لیے بظاہر نرمی سے کہتی وہ ہیل کی ٹک ٹک کے ساتھ نکلتی چلی گئی تھی اور اپنا سر
جھٹکتے جبرائیل خان نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہم شاپنگ پر چلیں۔۔۔"!! صبح ہی صبح ناشتہ کرنے کے بعد نور لہدی اس کے سرہولی تھی جو اپنے
موبائل پر سیکرٹری سے میٹنگ کا شیڈول طے کر رہا تھا۔۔۔ رات دیر تک وہ جو گھومتے رہے تھے وہ بھول کر
اب پھر تیار کھڑی تھی

"ابھی نہیں یار کل چلیں گے۔۔۔" موبائل فون وہ پینٹ کی جیب میں اڑتے سلپیر جگہ پر رکھتے اپنے بوٹ
اٹھا چکا تھا۔ اسے آدھے گھنٹے تک میٹنگ کے لیے نکلنا تھا

"لیکن مجھے آج اور ابھی جانا ہے۔۔۔" وہ ضد باندھے اس کے سر پہ آکھڑی ہوئی تھی

"آج میٹنگ ہے اور مجھے آدھے گھنٹے تک وہاں پہنچنا ہے واپسی پر اگر جلدی آگیا تو آج ہی چلیں گے۔۔"

تھوڑی سی گنجائش نکالتے اسفندیار خان نے تسلی دی تھی جس پر وہ ناراض چہرہ لیے بالکنی میں چلی گئی تھی۔

اس وقت بالکل تیار تھی۔۔۔

اسفندیار کو اسے انکار کرنے پر دکھ ہوا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ اس کے پیچھے جاتا اس کا فون رنگ کیا تھا جس پر خبر سنتے وہ اپنا کوٹ عجلت میں اٹھاتے باہر بھاگا تھا۔۔

"کیا تم مجھ سے ناراض ہو۔۔!! رات سے صبح اور صبح سے رات ہو چکی تھی اور وہ اسے مسلسل اگنور کیے جا رہی تھی جب بالآخر تنگ آکر اسفندیار خان نے اس کا راستہ روکا تھا جو ساتھ والے روم میں آئی فیملی کے ساتھ کل سے راہ و رسم بڑھا رہی تھی اور اب بھی تیار ہو کر ادھر کا رخ کر چکی تھی جب دروازے کے بیچ میں کھڑے اسفندیار خان نے چہرے پر معصومیت لیے اس کا راستہ روکا تھا۔۔۔

"کیا مجھے تم سے ناراض ہونا چاہیے؟؟" دایاں ابرو اٹھاتے جواب کی بجائے سوال کیا تھا جس پر پیچھے بند دروازے سے ٹیک لگاتے اس نے نا میں سر ہلایا تھا

"ہونا تو نہیں چاہئے لیکن تم ہو چکی ہو۔۔۔۔۔ تو سواری یار بس میٹنگز سے کوشش کے باوجود آنے میں دیر ہو گئی تھی۔۔۔" کینیچی کے سٹائل میں ٹانگوں کو موڑے ابھی تک اس پے نظریں جمائے کھڑا تھا جو سر

پے دوپٹہ اور کہنی پر پرس اٹکائے تیار کھڑی اس کی بات کو غیر اہم گردانتی اپنے موبائل کو کھول کر سکرونگ کر رہی تھی۔۔۔ اسے یہ تاثر دیتے کہ کب وہ دروازے سے ہٹے اور کب وہ باہر نکلے۔۔۔۔۔

"سوری نایار۔۔۔۔۔" اب شرارت سے اس کے کان پکڑے تھے جو ہر دفعہ اس کے پکڑنے سے قبل ہی اس کے ہاتھ گرفت میں لے لیتی تھی آج اس کی بے خبری میں وہ اس کے کان پکڑ چکا تھا جس پر نور لہدیٰ خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی۔۔۔

"میرے کان چھوڑو۔۔۔۔۔"!!! موبائل کہنی پر اٹکے بیگ میں گراتے سنجیدہ انداز سے اسے وارن کیا تھا جس پر وہ ڈھٹائی سے مسکرایا تھا

"پہلے کہو مجھے معاف کیا ہے پھر چھوڑ دوں گا۔۔۔۔۔" کمال فیاضی سے کہا تھا۔۔۔

"میں نے کہا اسفندیار خان میرے کان چھوڑو"!!! اب کی بار چیخنے کے انداز میں کہا تھا جس پر وہ چونکا تھا۔۔۔۔۔

"یار کیا ہو گیا ہے میں مزاق کر رہا تھا۔۔۔۔۔" فوراً سے پہلے اس کے کان چھوڑتے ہاتھ پکڑنے چاہے تھے جسے اس نے سختی سے پھولے تنفس سے جھٹکا تھا

"کچھ نہیں ہوا ہے۔ مجھے چابی دو مجھے باہر جانا ہے" چند لمحے اس سے رخ موڑ کر خود کو پرسکون کرتے اس دوبار رخ اس کی جانب پھیرا تھا اور ہاتھ آگے کرتے چابی مانگی تھی کیونکہ دروازے کو وہ لاک لگا چکا تھا

"کیا ہوا ہے؟؟؟ کیوں کر رہی ہو یہ؟؟؟" اسفندیار اس کے رویے کو نا سمجھی سے دیکھتی سمجھنے کی کوشش میں تھا

"تم کیوں کر رہے ہو۔۔۔" !!! تھکن سے چور لہجے میں کہتی وہ بیڈ کی پائنٹی کی جانب بیٹھی تھی اور آنکھوں میں ستاروں کی چمک لیے اسے دیکھا تھا اور یہ ستاروں کی چمک بس نکلنے کی چاہ میں تھی جسے بمشکل وہ روکے ہوئے تھے۔۔۔

اسفندیار خان ہکا بکا اسے دیکھ رہا تھا جو آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھ رہی تھی اور دروازے کے پاس کھڑے اپنے زہن پر زور ڈالتے اسے اپنی کوئی ایسی خطا نہیں یاد آرہی تھی جس پر وہ اسے الزام دے رہی تھی سوائے اس کے کہ وہ میٹنگ کی وجہ سے لیٹ آیا تھا کوشش کے باوجود رات سے پہلے نہیں آسکا تھا جس پر وہ ڈیڑھ دن سے ناراض تھی ہاں شاید یہ ہی وجہ تھی۔ بالآخر اسے ناراضگی کی وجہ مل گئی تھی لیکن وہ تصدیق کرنا چاہتا تھا اس لیے اس کے پاس آتا ساتھ بیٹھا جس پر وہ اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

"کیا کر رہا ہوں میں !!!" نا سنجھی سے اس کی آنکھوں سے بھل بھل گرتے آنسوؤں کو دیکھتے اس نے پوچھا تھا

"مجھے اگنور کر رہے ہو۔۔۔۔" اپنی ناقدری پر رونا اور زیادہ آرہا تھا مطلب اسے فرق ہی نہیں پڑتا تھا کہ وہ اس سے چار دن سے ناراض ہے۔۔۔ آنسو اور شدت سے آرہے تھے جتنی شدت سے وہ انہیں صاف کر رہی تھی

"میں تمہیں اگنور کر سکتا ہوں یار !!!!" بے یقینی سے کہتے اس نے گردن کی پشت پر بے بسی سے ہاتھ پھیرا تھا اور ناقابلِ فہم تاثرات سے اسے دیکھ رہا تھا مطلب کہ کب اس نے اگنور کیا تھا

"ہاں!!! تم کر رہے ہو۔ بلکہ پچھلے چار دن سے یہی کر رہے ہو۔۔۔ اور میں وجہ بھی جانتی ہوں "!!! سوں
سوں کرتی زکام زدہ گیلی آواز میں کہتی وہ اس کے ہاتھ سے ٹشو چھیننے کے انداز سے پکڑ چکی تھی اور
آنسوؤں کی ندی کو بہنے دیا تھا تاکہ اسے بھی تو پتا چلے۔۔۔۔۔

"یار کب اگنور کیا میں نے تمہیں۔۔۔۔۔ کل ایک میٹینگ کی وجہ سے بس مسئلہ ہو گیا تھا اس لیے رات
لیٹ آنا ہو اور نہ میں نے کب تمہیں اگنور کیا ہے۔۔۔۔۔ " یہ الزام کم از اس کے کھاتے میں نہیں آنا
چاہیے تھا

"چار دن سے یہاں آ کر تم یہ ہی کر رہے ہو اور جہاز میں بھی یہ ہی کیا میرے ایک سوال کا بھی جواب
نہیں دیا تم نے اور کل بھی میرے ساتھ تم زبردستی گئے تھے۔ اور مجھے یہاں اکیلے اس روم میں چھوڑ کر تم
چلے گئے اور یہ بھی نہیں پوچھا میں نے کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں جبکہ خود رات گئے لوٹے ہو تم۔ پھر کہتے ہو
اگنور نہیں کیا "!!! آنکھوں سے آنسو ختم ہی نہیں ہو رہے تھے اور اسے وضاحت دیتے خود شرمندہ سی ہو
رہی تھی جو لاعلم تھا۔۔۔۔۔

وہ تو سر پکڑ کے بیٹھ گیا تھا اس کے کھاتے میں چار دن سے وہ نئے جرم لکھتی جا رہی تھی اور وہ لاعلم رہا تھا۔
نور لہدی نے پہلے ایسا کبھی نہیں کہا تھا کہ وہ اسے اگنور کر رہا ہے تو پھر اب کیا ہوا تھا۔ کیوں اکے موڈ سونگنز
ایسے ہو رہے تھے۔ وہ ضدی ہو رہی تھی جبکہ پہلے نہیں تھی۔۔۔۔۔

یقیناً اکیلا دودن رہنے کی وجہ سے وہ ایسا کر رہی تھی۔ یہ اسفندیار خان کا خیال تھا۔ اس کے ہاتھوں پر
نظروں کے ساتھ گرفت بھی جمائی تھی۔۔۔۔۔ جب بولا تو لہجہ نرمی لیے ہوئے تھا

"او کے آئی ایم سوری!! مجھے خیال کرنا چاہیے تھا کہ تم یہاں اکیلی ہو۔۔ جبکہ یار میں نے تمہیں انور نہیں کیا تھا بلکہ تم مجھے حویلی سے ہی اوائیڈ کر رہی تھی یاد کرو جب تم سے بات کرنی چاہی تھی اور تم نے میری بات ہی نہیں سنی تھی۔ اس لیے تمہیں سر پر انز دینے کے چکر میں خود سر پر انز ڈھو گیا ہوں۔۔۔۔۔"

بٹ آئی ایم ریٹی ویری سوری یار۔۔ آفس کا کام آج تک تھا بس ہم ابھی سے ہی گھومنے جارہے ہیں۔ اٹھو فٹافٹ اپنا حلیہ درست کر لو۔۔ "نرمی سے اور احتیاط سے اس کی گیلی آنکھوں کی سطح صاف کی تھی پھر اس کے کندھوں پر ہاتھ جماتے اسے کھڑا کیا تھا جس نے رو رو کر اپنی آنکھوں کا ستیاناس کر لیا تھا۔ آنکھیں، ناک اور گال سرخ ہو چکے۔۔۔"

"میں ٹھیک ہوں ایسے ہی " اس کے ایسے مسلسل خود کو دیکھنے پر وہ منمنائی تھی جس پر اسفندیار خان قہقہہ لگا کر ہنسا تھا

"یار تم بلش کر رہی ہو۔۔۔۔۔" اس کے سرخ ہوتے چہرے پر چوٹ کی تھی جو رونے کی زیادتی اور اسفندیار خان کے دیکھنے پر زیادہ سرخ ہوا تھا

"خبردار اگر تم نے مزید اس طرح کی کوئی بات کی تو۔ اور مجھے ایسے گھور اتو۔۔" کچھ دیر قبل وہ رو دھو رہی تھی کہ اسے یہاں آکر چھوڑ دیا ہے اور توجہ نہیں دے رہا ہے جبکہ اب کھڑی وہ اس کے کندھے پر دھموکا جڑتے اسے دھمکارہی تھی۔۔۔۔۔"

"مطلب سیر یسلی یار تم خود کہہ رہی تھی میں تمہیں ٹائم نہیں دے رہا ہوں اور اب خود ہی منع کر رہی ہو۔۔۔ عجیب لڑکی ہو یار۔۔۔" ابھی بھی شرارت بھری نظروں سے اسے کہا تھا جس پر وہ اپنا بیگ

اٹھاتے اس کی نظروں سے او جھل ہوئی تھی اور خود بھی حیران ہو رہی تھی کہ اسے رونا کیوں آ رہا تھا اور کس بات پر۔۔۔۔

اف۔۔۔ اف۔۔۔

"یار وجہ تو بتاتی جاؤ میرے انور کرنے کی"

پیچھے سے ہانک لگانے لگی تھی جو لفٹ میں داخل ہوتے فرسٹ فلور کا بٹن دبا چکی تھی

"اپنی ٹینا سے وجہ پوچھ لینا جو تین دن سے تم سے ملنے کو بے تاب ہے" اس کے پہنچنے تک لفٹ کا دروازہ بند ہو چکا تھا اور بند ہونے سے قبل اس نے نور لہدی کے یہ الفاظ سنے تھے جو اسے مسکرا نے پر مجبور کر گئے تھے۔۔۔۔ اسے اب سیڑھیوں سے اس تک پہنچنا تھا جو اکیلی ہی اسے چھوڑ کر خود نیچے چلی آئی تھی

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لنچ ساتھ کریں" !!! ایک ساتھ بہت سے میسجز آئے تھے جنہوں نے اس کی توجہ کھینچی تھی۔ فائل کو ریڈ کرتی مصروف سے انداز میں اس نے موبائل ٹیبل سے اٹھایا تھا اور سامنے کیا تھا پھر بنا کوئی تاثر دیتے اسے ٹیبل پر رکھ چکی تھی۔۔۔۔

"بزی ہوں" ہاں یاناں میں جواب دینے کے بجائے یہ پالیسی اپنائی تھی

"مس عینایہ فائل کاشف انکل کے پاس پہنچائیں اور انہیں بتادیں میں اپروو کر چکی ہوں کل ہی سائٹ پر کام شروع کروادیں جبکہ تمام ورکرز کے ساتھ ایک گھنٹے بعد میری میٹنگ رکھ دیں۔۔۔" انٹرکام کے ذریعے اپنے والد کی سیکرٹری کو بلانے کے بعد اسے آرڈر دیئے وہ سیدھی ہوئی تھی جب کرن اس کے آفس میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ ستائش بھری نگاہ ڈالتی کرسی سنبھالی تھی

"ویسے آفس انکل نے بہت اچھا ڈیکوریٹ کروایا ہے بلکل اپنی بیٹی کے شایانِ شان۔۔۔۔۔"

ماہ روش کے ساتھ بیٹھتے ہی کرن نے تبصرہ کیا تھا جس پر ماہ روش کے ہونٹوں پر مسرت کھلی تھی۔۔۔۔

"ہاں تو پھر کب کروارہی ہو منگنی۔۔۔؟؟" ماہ روش اس کے پاس اٹھتے اپنی جگہ پر واپس بیٹھی تھی سربراہی کرسی سنبھالتے انٹرکام پے کافی منگوائی تھی

"اسی ہفتے۔۔" کرن نے ٹیک لگاتے مسلسل اس کے بلیک کرتے فون کو دیکھا تھا جسے وہ ایک نظر دیکھ کر اگنور کر چکی تھی

"ڈنر پر کہیں باہر ملیں؟؟" ایک دفعہ پھر کہیں پاس کی بلڈنگ سے موبائل کے سگنلز نے آسانی سے راستہ طے کیا تھا۔۔۔۔

"اور شادی؟؟" موبائل کو الٹا کر دیا تھا۔ نظریں کافی کے کپ سے نکلتی بھاپ پر ڈالتے اس کی جانب گھمائی تھیں۔۔۔۔

"اب تمہاری طرح جلدی تھوڑی کروں گی ابھی بہت وقت ہے۔۔" کندھے اچکائے تھے شرارت سے

"ہاں گڈ میری طرح مت کرنا"۔۔ بے چینی سی ہو رہی تھی اس لیے اپنی کرسی سے اٹھتی وہ ونڈو کی جانب آئی تھی اور اس کی سلائیڈ کو دھکیلا تھا جس سے ٹھنڈی ہوا اندر آرہی تھی۔۔۔

"کیا ہوا سیریس ہو کچھ" کافی کاکپ ہاتھ میں لیے اس کے ساتھ آکھڑی ہوئی تھی۔۔

"اونہوں۔۔۔ بس ایسے ہی بابا کے بغیر پہلے دن سٹریس ہو رہا ہے".... گہری سانس اندر کھینچی تھی

Safar-e-Adab

لنچ ساتھ کریں "!!! ایک ساتھ بہت سے میسجز آئے تھے جنہوں نے اس کی توجہ کھینچی تھی۔ فائل کوریڈ کرتی مصروف سے انداز میں اس نے موبائل ٹیبل سے اٹھایا تھا اور سامنے کیا تھا پھر بنا کوئی تاثر دیتے اسے ٹیبل پر رکھ چکی تھی۔۔۔

"بزی ہوں" ہاں یاناں میں جواب دینے کے بجائے یہ پالیسی اپنائی تھی

"مس عینا یہ فائل کاشف انکل کے پاس پہنچائیں اور انہیں بتادیں میں اپروو کر چکی ہوں کل ہی سائٹ پر کام شروع کروادیں جبکہ تمام ورکرز کے ساتھ ایک گھنٹے بعد میری میٹنگ رکھ دیں۔۔۔" انٹرکام کے

زریعے اپنے والد کی سیکرٹری کو بلانے کے بعد اسے آرڈر دیئے وہ سیدھی ہوئی تھی جب کرن اس کے آفس میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ ستائش بھری نگاہ ڈالتی کرسی سنبھالی تھی

"ویسے آفس انکل نے بہت اچھا ڈیکوریٹ کروایا ہے بلکل اپنی بیٹی کے شایانِ شان۔۔۔۔۔"

ماہِ روش کے ساتھ بیٹھتے ہی کرن نے تبصرہ کیا تھا جس پر ماہِ روش کے ہونٹوں پر مسرت کھلی تھی۔۔۔۔

"ہاں تو پھر کب کروا رہی ہو منگنی۔۔؟؟" ماہِ روش اس کے پاس اٹھتے اپنی جگہ پر واپس بیٹھی تھی سربراہی کرسی سنبھالتے انٹرکام پے کافی منگوائی تھی

"اسی ہفتے۔۔" کرن نے ٹیک لگاتے مسلسل اس کے بلیک کرتے فون کو دیکھا تھا جسے وہ ایک نظر دیکھ کر اگنور کر چکی تھی

"ڈنر پر کہیں باہر ملیں؟؟" ایک دفعہ پھر کہیں پاس کی بلڈنگ سے موبائل کے سگنلز نے آسانی سے راستہ طے کیا تھا۔۔۔

"اور شادی؟؟" موبائل کو الٹا کر دیا تھا۔ نظریں کافی کے کپ سے نکلتی بھاپ پر ڈالتے اس کی جانب گھمائی تھیں۔۔۔

"اب تمہاری طرح جلدی تھوڑی کروں گی ابھی بہت وقت ہے۔۔" کندھے اچکائے تھے شرارت سے۔۔۔

"ہاں گڈ میری طرح مت کرنا"۔۔ بے چینی سی ہو رہی تھی اس لیے اپنی کرسی سے اٹھتی وہ ونڈو کی جانب آئی تھی اور اس کی سلائیڈ کو دھکیلا تھا جس سے ٹھنڈی ہوا اندر آرہی تھی۔۔۔۔

"کیا ہو اسیریس ہو کچھ " کافی کاکپ ہاتھ میں لیے اس کے ساتھ آکھڑی ہوئی تھی۔۔

"اونہوں۔۔۔ بس ایسے ہی بابا کے بغیر پہلے دن سٹریس ہو رہا ہے ".... گہری سانس اندر کھینچی تھی

"مجھے لگتا ہے کہ سٹریس دور ہو سکتا ہے اگر اس بجتے موبائل والے کی فریاد سن لو اور انکل کچھ دنوں تک لوٹ ہی آئیں بے تو ان شاء اللہ یہ سٹریس اور بھی دور ہو جائے گا۔۔۔۔۔" اس کے بجتے موبائل پر چوٹ کی تھی جسے وہ اگنور کر رہی تھی۔

ماہ روش نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔

میں چلتی ہوں ماما کی بوتیک سے ہو کر جانا ہے اور تمہارے ڈریسز تیار ہو چکے ہیں ایک نظر دیکھ لینا آکر۔۔۔ ماما کا پیغام ہے "

"ایک دو دن تک چکر لگاتی ہوں۔ ابھی بالکل بھی وقت نہیں ہے یا۔۔۔" آنکھوں میں تناؤ کی کیفیت واضح تھی کوئی چیز اسے مسلسل ڈسٹرب کر رہی تھی لیکن وہ اس کے تاثرات اپنے چہرے پر نہیں آنے دے رہی تھی

"او کے بٹ یا رسن لو ان کی۔۔۔" جاتے سے اس کے ہاتھ میں موجود اب بھی بلنک کرتے فون کو کہا تھا جس پر وہ بس اثبات میں سر ہلا سکی تھی۔ زہن کہیں اور تھا، جسم کہیں اور خیالات کی بھرمار تھی جس سے وہ نبرد آزما تھی فلوقت۔۔۔۔۔۔

کرن کے جانے کے بعد واپس اپنی سربراہی کر سی سنبھالی تھی پھر ہاتھ میں بٹک کرتے موبائل کو سامنے کیا تھا جس پر ایک ہی نمبر سے چار سو بہتر ایس ایم ایس آئے ہوئے تھے۔۔۔

"کہیں باہر ڈنر پر ملیں؟؟؟" ایک ہی ایس ایم ایس کو اس نے چار سو بہتر دفعہ بھیجا تھا ان پچھلے آدھے گھنٹے میں۔۔۔

"مشکل ہے۔۔۔" اب بھی ہاں یا ناں میں جواب نہیں دیا تھا

"ناممکن تو نہیں نا؟؟؟" وہ بھی شاید فارغ تھا اور اتنی دیر بعد جواب ملنے پر مشتعل ہونے کی بجائے فوراً ٹائپ کیا تھا۔۔۔ بغیر برامنائے وہ ایس ایم ایس پے ایس ایم ایس کیے جا رہا تھا

"ہم کافی پرمل سکتے ہیں" ... اتنے کام کی زیادتی کی وجہ سے اس نے درمیانہ راستہ نکالا تھا

"باہر؟؟؟" اس میں خواہش چھپی تھی شاید

"اوکے" ٹائپ کرتے اس نے موبائل رکھ دیا تھا۔ سوچوں کے بھنور میں کہیں گم تھی جب دوبار میسج کی ٹون بجی تھی۔ جدھر وہ کافی کے لیے بتا رہا تھا کہ وہ اسے اتنے وقت میں پک کر لے گا۔۔۔۔

سب ٹھیک نہیں تھا۔ بابا نے کبھی بھی بزنس کے معاملات گھر میں شیئر نہیں کیے تھے۔ اتنا کچھ ہو چکا تھا لیکن پھر بھی بابا نے بھنک نہیں پڑنے دی تھی۔۔۔۔

"مجھے پتا تھا ہماری نئی سی ای او لنچ بالکل نہیں کریں گیں تو اس لیے ان کے لیے یہ پز ۱۱ سپیشل اپنے ہاتھوں سے بالکل بھی نہیں بنا کے لایا ہوں بلکہ آپ کے موسٹ فیورٹ فوڈ ریسٹورانٹ سے خود لایا ہوں۔ ان مبارک ہاتھوں سے۔۔۔" ایک بازو کمر پر رکھے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر پز اکاڈہ اٹھائے اس کے سامنے سر خم کیے کھڑا تھا

"مسخرہ پن ختم کرو اور یہ بتاؤ نا کیسے ہیں؟؟؟" اس کے ہاتھ سے ڈبہ پکڑ کر ٹیبل پر رکھا تھا اور اسے کرسی پر بیٹھنے کی پیشکش کرتے گھوم کر اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔۔ کچھ دیر پہلے ہی آفس ورکرز سے میٹنگ کے بعد وہ لوٹی تھی اور حمزہ کو اپنا انتظار کرتے پایا تھا

"تم تو جیسے جانتی نہیں ہونا کہ وہ کیسے ہیں جبکہ ابھی کچھ دیر قبل میرے سامنے وہ تم سے ہی بات کر رہے تھے۔۔۔" ڈبے سے پز اکا سلائی نکالا تھا۔ اشتہا انگیز خوشبو پورے آفس میں پھیلی تھی۔

"ماہ روش ریلیکس ہوئی تھی اس کے جواب سے اور اس کے ہاتھ سے سلائی پکڑا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟؟؟" بائٹ لیتے اپنے گہری آنکھیں اس کے چہرے پر جمائی تھیں اور کچھ جاننے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"مجھے کیا ہونا ہے تمہارے سامنے ہوں الحمد للہ فٹ فاٹ۔۔۔" کیچپ کی طرف بڑھاتے فل اعتماد سے جھوٹ بولا تھا۔ اس کے چہرے سے ایسا کچھ بھی ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کچھ دیر قبل سٹریس میں تھی یا اب بھی سٹریس میں ہے۔۔۔

"گڈ تمہارا پریشان ہونا بنتا بھی نہیں ہے بلکہ یہ سیٹ تو اب جبرائیل لالہ سنبھال چکے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ میرے مشوروں پر شد و مد سے عمل کر رہی ہے میری بہن۔۔۔ شاباش یا رجاری رکھو اسے۔۔۔" دوسرے کے بعد تیسرا ٹکڑا اٹھا چکا تھا اور ساتھ ساتھ زبان بھی اسی رفتار سے چل رہی تھی

ماہ روش نے اسے جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی اور بس مسکرائی تھی۔ وہ جانتی تھی پس پردہ وہ کچھ نا کچھ جانتا ہے اور اسے سٹریس فری کرنے کے لئے ایسا بول رہا ہے تو اس پر بھی فرض تھا کہ وہ اس کے جوک کے جواب میں خود کو فریش ظاہر کرے۔۔۔

کوشش کے باوجود وہ کافی کے لیے نہیں پہنچ سکی تھی۔ کام کی زیادتی سے اسے ڈنر کرنے کا بھی وقت ہی نہیں ملا تھا۔۔۔ صرف حمزہ کے ساتھ ہی جو اس نے پڑا کھایا تھا دوپہر میں بس وہ ہی تھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ جبرائیل خان کو ایس ایم ایس پے اپنے نا آنے کا مطلع کر چکی تھی اور اسے پک کرنے سے بھی منع کر کے اپنی گاڑی منگوا چکی تھی۔۔۔۔۔

رات کے دس بجے آفس سے نکلنے والی وہ آخری تھی اس لیے پارکنگ بھی سنسان تھی۔ شاید یہاں کی لائٹ خراب تھی اور اس کی عجب سے اندھیرا تھا لیکن وہاں کسی کی گاڑی کی ہیڈ لائٹس روشن تھیں وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ کس کی گاڑی ہے اس لیے اپنی آنکھوں کے سامنے ہاتھ رکھتے روشنی کا راستہ روکا تھا جنہوں نے اس کی آنکھیں چندھیادی تھیں۔ خود بھی وہ اپنے موبائل کی ٹارچ روشن کیے یہاں آئی تھی

ایک لمحے کو وہ رکی تھی اسے لگا تھا کہ کوئی اس کی جانب بڑھ رہا ہے لیکن وہ تیز روشنی کی وجہ سے اس کا چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔۔

سنان سر درات کے اندھیرے میں ویران جگہ پر اسے ایک لمحے کو اکیلے ہونے کا خوف ستایا تھا لیکن پھر نانا کی بات یاد آئی تھی

"میری بیٹی ہار نہیں مانتی ہے۔۔۔"

خوف لمحے زائل ہوا تھا اور اس کی اپنے بیگ پر گرفت مضبوط ہوئی تھی اس سے پہلے کہ وہ اپنے پاس آکر رکے انسان پر وار کر پاتی اس نے اس کا ہاتھ گرفت میں لیتے اس کے پیچھے موڑا تھا جسے وہ جھٹکے سے چھڑاتی اس کے منہ پر وار کرنے ہی والی تھی جب اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی ہاتھ کو روک چکی تھی۔۔۔۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟؟" بناؤر اور خوف کے وہ اس کے سامنے کھڑی تھی جس کا چہرہ اب مدہم سی دور سے آتی گاڑی کی ہیڈ لائٹس میں واضح ہو گیا تھا۔۔۔۔

"آپ کو لینے آیا تھا لیکن مجھے نہیں پتا تھا کہ اتنا اچھا ویکم کریں گیں۔۔۔" اس کا اشارہ ماروش کے بیگ والے ہاتھ کی طرف تھا۔۔۔

"مجھے لگا کہ کوئی چور ہے۔۔۔" گہری بھوری آنکھوں سے اسے دیکھتے کندھے اچکائے تھے۔۔۔۔ جس کی آنکھیں اس کی بات پر صدمے سے پوری کھل گئی تھیں۔۔۔

"کہاں سے میں آپ کو چور لگتا ہوں۔۔۔؟؟" سرمئی آنکھوں میں خفگی کا تاثر پیدا ہوا تھا۔۔۔

"میں نے کب کہا کہ آپ چور لگتے ہیں۔۔۔" بڑی آنکھیں کرتے کہا تھا۔ ابھی تک وہ ایک دوسرے کے نزدیک دو قدم کی دوری پر کھڑے تھے۔۔۔

"چور تو کہا ہے نا؟؟؟" اپنی بات پر بضد تھا

"اللہ اللہ بات کو گھما کیوں رہے ہیں۔۔ میں آپ کو منع کر چکی تھی اس لیے مجھے لگا کہ کوئی چور ہے کیونکہ پارکنگ میں کوئی بھی اور نہیں تھا۔۔ چور کہنے اور لگنے میں فرق ہوتا ہے۔۔" اس کی بات پر چڑ کر کہتی وہ چل پڑی تھی۔۔

"اللہ اللہ اور آپ کو لگا کہ چور کے پاس گاڑی بھی ہوگی اور اس کی لائٹس بھی آن کر کے چوری کرے گا۔۔۔" اپنا کوٹ اتار کر بازو پر رکھتے اس کے پیچھے ہی قدم بڑھائے تھے۔۔

پارکنگ میں صرف ان ہی کی آوازیں گونج رہی تھیں۔۔ دور شاید کسی مینڈک کی ٹرٹر کی آواز بھی وقفے وقفے سے جاری تھی

"اللہ اللہ آپ میری نقل اتارنے کے ساتھ ساتھ دماغ کیوں کھا رہے ہیں۔۔ ڈنر نہیں کیا کیا؟؟؟" گاڑی کے پاس پہنچتے خفگی سے اسے دیکھا تھا جو آنکھوں میں شرارت لیے اس کے پاس ہی آن کھڑا ہوا تھا۔۔

"اللہ اللہ بیوی کے ساتھ کرنا چاہتا تھا لیکن وہ بڑی تھیں اس لیے نہیں کیا۔۔" اس کی کاپی کرتے شرارت اور معصومیت سے کہتے اس نے کندھے اچکائے تھے جس پر ماہ روش کے ابرو تنے تھے۔۔۔

"میں آپ کو پہلے ہی کہہ چکی تھی کہ اگر یہ رخصتی ابھی ہوئی تو میں اس رشتے کو پر اپر وقت نہیں دے پاؤں گی تو بہتر ہے مجھ سے نامل کپلز کی طرح اس قسم کی توقع مت رکھیے اور شکوہ بھی مت کیجئے۔۔۔" پل میں اس کا موڈ بدلا تھا۔۔۔ گاڑی کا دروازہ زور سے بند کرتی وہ بیٹھی تھی جس پر وہ حیران ہوا تھا

"ماہ روش میں مزاق کر رہا تھا۔۔۔" ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے اس نے اپنے لہجے کو نارمل کرتے کہا تھا لیکن وہ نارمل نہیں تھی غلط موقع پر مزاق کیا تھا۔۔۔

"ہاں آپ کے لیے تو کسی کی زندگی بھی مزاق ہے ناجب چاہا کسی کی زندگی کا فیصلہ کر دیا اور جب چاہا اسے منوا بھی لیا، آپ کے لیے تو میرا خلوص بھی ایکٹنگ کے زمرے میں شمار ہوتا ہے تو آپ کا تو مزاق کرنا بنتا ہی ہے۔۔۔۔"

کسی بات کا غصہ کہاں نکال دیا تھا اور وہ ششدر تھا کہ اسے ہوا کیا ہے۔۔۔۔

"میں اپنی صبح والی بات پر شرمندہ ہوں مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا "!!... اسے لگا وہ ابھی تک صبح والی بات پر ناراض ہے۔ گاڑی سڑک کے کنارے روک چکا تھا۔ اس کی جانب رخ کیا تھا جو سرخ چہرے اور سپاٹ تاثرات سے سامنے دیکھ رہی تھی۔۔۔ نظریں آتی جاتی گاڑیوں پر تھیں جن کی روشنی کبھی آنکھوں کو چندھیادینے والی ہوتی اور کبھی مدھم بلکل اندھیر۔۔۔۔۔۔

"آپ کس کس بات پر شرمندہ ہوں گے بتائیں۔۔۔ کیا آپ کی ان شرمندگیوں سے وہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا جو غلط ہو چکا ہے۔ کیا میرے بابا کا نقصان۔۔۔۔

نہیں میں کہہ کن سے رہی ہوں جن کو اپنی بات کا پاس ہی رکھنا نہیں آتا ہے۔۔۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتی وہ تلخی سے گویا ہوئی تھی۔

"ماہ روش اب آپ زیادتی کر رہی ہیں۔۔۔" وہ غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا کم از کم ان حالات میں اس پر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حتیٰ الامکان لہجے نرم رکھنے کی کوشش کی تھی جو ناکام ٹھہری تھی۔۔۔

"زیادتی کی بات مت کریں۔۔۔ زیادتی آپ سب لوگ کر چکے ہیں ہمارے ساتھ۔۔۔ جس کا خمیازہ صرف مجھے اور میری فیملی کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔۔۔ اس لیے مجھ سے زیادتی کی بات مت کریں۔۔۔۔۔" اپنا سر دائیں بائیں ہلاتی وہ بولی تھی۔۔۔۔۔

"کون سی زیادتی؟؟ کون سا خمیازہ؟؟ ہو اکیا ہے؟؟ کم از کم آپ مجھے تو بتائیں ماہ روش میں نے اپنی زبان کا پاس رکھا تھا۔۔ اس شادی کو رکوا کے لیکن آپ کی ضد پر ہی اسی دن رخصتی ہو پائی تھی۔۔۔۔۔" اس کے گود میں رکھے ہاتھوں کو تھامنے کی کوشش کی تھی جسے وہ سختی سے جھٹک گئی تھی۔۔۔

"بس کر دیں آپ۔۔۔ خدا را پلیز تھک گئی ہوں میں آپ کی فضول کی لاجک سن سن کے۔۔ اگر آپ نے یہ شادی رکوانی ہوتی تو دیار غیر میں خاموش نا بیٹھے رہتے بلکہ میری بات کا جواب دیتے۔۔ سب کچھ چھوڑ کے واپس آتے۔ ناکہ وہاں پے چپ بیٹھے عیاشی کرتے رہتے۔ اور میری بات کا جواب لازمی دیتے کسی بھی حال میں۔ لیکن نہیں آپ کیوں دیتے آپ کی انا کو کہاں گوارا ہو گا کہ جس لڑکی کو آپ کے ساتھ زبردستی باندھا گیا ہے اپنے بڑوں کی مرضی پر اسے جواب دیں اور جب وہ ہی لڑکی پورے دل سے آپ کی طرف بڑھ رہی ہے تو آپ اسے ہی اکیٹنگ گردان دیں۔۔۔۔۔"

اس لیے اب آپ میرے ساتھ یہ ایسے پوز مت کریں جیسے آپ کو میری اور میری فیملی کی بہت پرواہ ہے۔۔۔۔۔ "یہ بات بھول کر کہ کل تک پچھلے تمام معاملات کو بھلائے وہ ایک دوسرے کو قبول کر چکے تھے آج پھر اسی بات کو لے کر بحث جاری تھی۔۔۔ جانے انجانے میں وہ بہت سخت بول گئی تھی جس پر جبرائیل خان کے چہرے کے تاثرات عجیب سے ہوئے تھے لیکن وہ بھی عام مردوں کی طرح بی ہیو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا ماہ روش کے آج کے رویے کے پیچھے کوئی نا کوئی وجہ ضرور ہے اور وہ کم از کم صبح والی

بات نہیں تھی کوئی اور تھی۔ ابھی واضح ہو گیا تھا۔ اسے وجہ ڈھونڈنی تھی کیا تھی وہ وجہ جاننا چاہتا تھا اسے ریلیکس کرنا چاہتا تھا۔۔

"آئی ایم سوری" ماروش کے تلخ ہونے پر ایک بار پھر وہ اپنے ناکردہ گناہ کی معافی مانگ رہا تھا۔ پل میں اس نے اپنی غلطی تسلیم کی تھی اگر دونوں میں سے ایک فریق غصے کی انتہاؤں کو چھو رہا تھا تو دوسرے کا حق بنتا تھا وہ خود کو شائستہ رکھے یہ ہی عقل و دانش کا تقاضا تھا۔ اسے شرمندہ دیکھ کر وہ لمحہ بھر کو فریز ہوئی تھی کم از کم وہ اس وقت اس سے معافی کی توقع نہیں کر رہی تھی۔ جبرائیل خان اسے حیران کر رہا تھا ہر دفعہ اور وہ حیران ہو رہی تھی۔ اس کے معافی مانگنے پر اسے احساس ہوا تھا کہ یقیناً بہت کچھ وہ ایسا بول گئے تھے جو نہیں بولنا چاہیے تھا لیکن جب الفاظ منہ سے ادا کیے تو اس کے برعکس تھے۔۔۔

"مجھے اس وقت آپ کی معافی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ مجھے گھر پہنچنا ہے برائے مہربانی گاڑی چلائیں" چہرے کے تاثرات نے الفاظ ک ساتھ نہیں دیا تھا۔۔۔

کچھ کہے اور مزید کچھ سنے بغیر وہ اس کی باتوں پر غور و فکر کرتے گاڑی روڈ پر ڈال چکا تھا۔۔۔۔

"مجھے میرے گھر جانا ہے۔۔" گاڑی کسی اور بنگلے کے سامنے رکتے دیکھ کر وہ بول اٹھی تھی جو فلحال اس سے نابولنے کا قصد کیے ہوئے تھی۔۔۔

"یہ بھی ہمارا گھر ہے۔۔" ہمارے پر زور دیا تھا۔

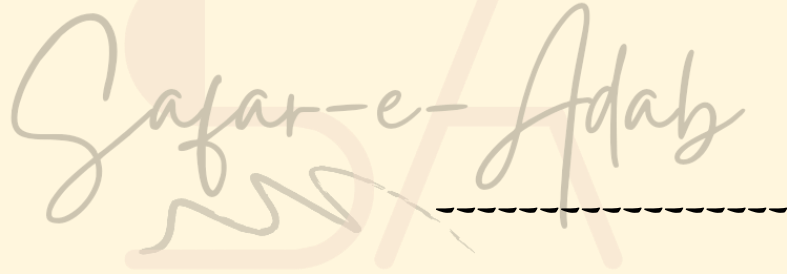
"لیکن مجھے میرے گھر جانا ہے۔۔" میرے پر زور دیتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے چبا چبا کر ادا کیا تھا۔۔

"او کے " سپاٹ چہرے کے ستاھ وہ گاڑی ریورس کر چکا تھا۔۔ اس وقت اس کے ساتھ مزید لڑائی کر کے وہ اپنا اسٹینا مزید لو نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اس لیے مزید بحث کیے اس نے ابراہیم خان کے گھر کی جانب گاڑی موڑ دی تھی جو چند منٹ کے فاصلے پر تھا۔

گاڑی رکتے ہی وہ بنا اس کی طرف دیکھے اپنا کوٹ اٹھاتی اندر کی جب بڑھ گئی تھی اور جبرائیل خان اپنے فون پر کسی کو ہدایت دے رہا تھا

"جو کچھ بھی آفس میں ہوا ہے پچھلے پورے مہینے میں مجھے ڈیٹیل چاہئے"

جبکہ نچلے فلور پر اپنی کھڑکی میں کھڑا حمزہ رات کے اس پہر انہیں ایک دوسرے سے لا تعلق دیکھ کر اندازہ لگا رہا تھا کہ کیا وہ نارمل کیل ہیں؟؟



BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ کو نہیں لگتا کہ ماہی کا ایکسیڈینٹ کے بارے میں جان لینا ضروری ہے!!" کچن میں اپنے لیے کافی بناتے جبرائیل خان کے پیچھے سلپنگ سوٹ میں حمزہ بھی داخل ہوا تھا

"نہیں مجھے ضروری نہیں لگتا۔۔" کندھے اچکاتے کپ نکالا تھا اور کافی میکر بند کیا تھا

"لیکن مجھے لگتا ہے کہ شاید اس سے بہت سے مسئلے حل ہو سکتے ہیں آپ کو اسے بتا دینا چاہیے بلکہ میں بتا دیتا ہوں۔۔۔" کرسی کھینچ کر بیٹھتے اس نے اپنی خدمات پیش کی تھیں

"میں نے کہا ضروری نہیں ہے کیونکہ مجھے نہیں لگتا اب کوئی فائدہ ہے۔۔۔" دو ٹوک انداز میں منع کرنے کے بعد کافی لیے اس کے سامنے ہی کرسی کھینچی تھی اور دوسرا کپ اس کے سامنے رکھا تھا "ان ڈائریکٹ شٹ اپ کال دے رہے ہیں" قدرے ناراض انداز میں کپ منہ کو لگاتے کہا تھا جس پر اس نے کندھے اچکائے تھے

"جو بھی سمجھ لو۔۔" کافی سے لطف اندوز ہوتے آنکھوں کی پتلیاں سیٹری تھیں۔

"میرے سمجھنے کو چھوڑیں بلکہ اپنی بیگم کو سمجھائیں کیونکہ اگر آپ کے یہ ہی حالات رہے تو عنقریب پورا خاندان آپ لوگوں کی لڑائی کا گواہ ہوا کرے گا ابھی تو صرف میں نے ہی ناراضگی ملاحظہ کی ہے۔۔۔" میرے مشورے پر غور کریں۔۔۔ ورنہ۔۔۔

بائے داوے کافی اچھی تھی۔۔" تیلی لگانے کے بعد جان بوجھ کر مسکینیت طاری کیے کہہ کر وہ چلتا بنا تھا اور جبرائیل خان کا دل کیا تھا کہ اس کا جبر اتوڑ دے۔۔۔

ایک تو یہ دونوں بلیک میلرز بنے پھر رہے تھے۔ ایک اسنی کم تھا جس نے اسے بھی ایکسیڈینٹ کے بارے میں بتا کر ساتھ لگالیا تھا۔

اور خاموشی سے ان کی بات سنتی اب ماہ روش دے قدموں اوپر سیڑھیوں کی جانب بڑھنے کے بجائے بابا کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ اور آج کی ساری رات اس کی ادھر ہی کٹنی تھی۔ اس کی انگلیاں اب جبرائیل خان کے پی اے کا نمبر ملارہی تھیں۔۔۔۔ کال پک ہوتے ہی وہ آواز سرد اور سپاٹ رکھتے گویا ہوئی تھی

"مجھے صرف سچ سننا ہے۔۔۔"

کافی پینے کی غرض سے وہ نیچے آئی تھی لیکن جبرائیل خان کے ساتھ حمزہ کو اپنا زکرتے پا کر قصدِ آرک گئی تھی سیڑھیوں کے پاس ہی جہاں رات کی خاموشی میں اوپن کچن سے ان کی آواز بآسانی سنی جاسکتی تھی

"پھول" جاگنگ کرتے وہ راستے میں سانس لینے کے لیے رکی تھی جب سرخ و سپید ہاتھ میں سفید ہاتھ اس کے سامنے آیا تھا جس میں سفید ادھ کھلا پھول تھا۔ ہاتھ میں پکڑے پھول سے نگاہ سفر کرتی کلائی سے جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ باقاعدگی سے گھڑی پہننے کا عادی ہے کیونکہ ڈائل کا نشان بنا ہوا تھا۔ نگاہ کا سفر کلائی سے بازو اور بازو سے گردن تک کا سفر کرنے کے بعد چہرے اور روشن چمکتی پیشانی پر جار کی تھی جس پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمک رہے تھے جو اس بات کا غماز تھے کہ وہ بھی کافی دیر سے جاگنگ کر رہا تھا۔ سانس بھی پھولی ہوئی تھی۔

"شکریہ۔۔۔ لیکن مجھے پھول توڑنے والے سخت ناپسند ہیں" اس کے ہاتھ سے پھول تھامنے کے ساتھ ہی اپنا موقف واضح کرنے کے بعد سامنے نکلتے سورج کی ہلکی سنہری نئی کوئیل کی طرح کھلتی کرنوں پر نگاہ جمائی تھی۔ یہ منظر بہت بھلا لگ رہا تھا۔ کل کی جو ٹینشن اس کے دماغ کا حصہ بنی ہوئی تھی تازہ ہوانے اپنے اندر سمولی تھی اور جو رہ گئی تھی وہ ان سنہری کرنوں نے اپنے جال میں الجھالی تھی۔۔۔ نظریں انھی کرنوں کے تعاقب میں تھیں۔۔۔

"جانتا ہوں" اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے اس نے جیبوں میں ہاتھ ڈالے تھے۔ اس کے بولنے پر ماہ روش ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا

"جاننے کے باوجود پھر بھی پھول توڑتے ہیں" شاید شرم دلانے کی کوشش کی تھی جس پر مقابل نے کندھے اچکاتے مسکراہٹ اچھالی تھی۔۔۔

"ویسے بڑی شرم کی بات ہے، کیا آپ کو یہاں کے گارڈ نے جرمانہ نہیں کیا۔" کل کی تلخ کلامی کو بھلائے وہ پھر اس کے ساتھ تھا اگر جبرائیل خان نے اس کے والد سے عہد کیا تھا کہ ہر لمحہ وہ اس کے ساتھ رہے گا ہر مشکل میں تو وہ سچ کر دکھا رہا تھا کیونکہ جبرائیل خان اپنی زبان سے پھرتا نہیں تھا۔ لیکن شاید ایک معاملے میں قدرت نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔۔۔۔

"کیا سردار جبرائیل خان کو کوئی جرمانہ کر سکتا ہے۔۔۔" اس کی شرم دلاتی نظروں کو انور کرتے سامنے دیکھا تھا جدھر ایک چھوٹی سی بچی اپنے والد کے ساتھ ہم رنگ جاگنگ سوٹ پہنے آہستہ آہستہ بھاگ رہی تھی اور ماہ روش نے اس کی یکسوئی کو دیکھتے ادھر دیکھا تھا جہاں وہ باپ بیٹی اب ایگزٹ کی طرف جا رہے تھے۔۔۔ اسے بے اختیار ہی بابا یاد آئے تھے اور بہت شدت سے یاد آئے تھے۔۔۔۔ کئیں دفعہ یادیں بہت تیزی سے وار کرتی ہیں اور ان کا وار بہت گہرا ہوتا ہے جو خالی نہیں جاتا ہے۔۔

"چہ چہ بڑے ہی افسوس کی بات ہے اپنی امارت دکھا کر غلط کام کرتے ہیں۔۔" شرمندہ کرنے کی آخری کوشش کی تھی۔۔۔

"استغفر اللہ۔۔۔۔۔"

میرے ہاتھ کا بنانا شتہ کریں گیس۔۔۔ " وہ ہر دفعہ اس کی تلخ کلامی کو بھول کر نئے سرے سے اسے نئے طریقے سے ویلیم کرتا تھا اس کی ہر بات کو بھول کر۔۔۔ وہ ایسا کیوں تھا۔۔۔ پہلے اس نے بہت دفعہ اسے دوسروں پر غصہ کرتے دیکھا تھا لیکن نکاح کے بعد کبھی خود سے غصے سے بات نہیں کرتے پایا تھا۔۔۔ وہ حیران تھی۔۔۔

"کیوں وہ بھی کہیں چوری کا تو نہیں کروانا جیسے یہ پھول چوری کا دیا ہے۔۔۔ " ان کی رخصتی کے بعد اس نے پھول بھیجنے بند کر دیے تھے اور آج اتنے دنوں بعد خود اسے پیش کیا تھا جس پر وہ طنز پرے طنز کیے جا رہی تھی۔ رات کے برعکس اس کا لہجہ نارمل تھا

"استغفر اللہ۔۔۔"

میں آپ کو میسج کر دوں گا فوراً پہنچ جائیے گا۔۔۔ " اپنے قدم اس سے دور پیچھے کی طرف موڑتے وہ آہستہ سے بھاگتا نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

جبرائیل خان کے پارک سے نکلنے کے بعد اس نے خرم شہزاد کو کال کر کے تفصیل کے لیے بلایا تھا جو جبرائیل خان کا رائٹ ہینڈ تھا پھر اس نے آج کی میٹنگ کا شیڈول طے کیا تھا۔ بابا کا بزنس پچھلے دو مہینے سے کراسسز میں جا رہا تھا اور بابا نے اس سے بھی ذکر نہیں کیا تھا۔ کسی اور سے کرتے نا کرتے لیکن اس سے

ہر بات شیئر لازمی کرتے تھے۔۔۔ اس دفعہ اس سے بھی نہیں کی تھی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا وہ از خود ہی جان چکی تھی۔ یقیناً وہ اسے شادی مے دن میں پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔

اور ماہ رش اس سب کا زمہ دار حویلی کے مکینوں کو قرار دے رہی تھی۔۔۔۔

"ناشتہ تیار ہے مادام۔۔۔۔ آپ تشریف لاسکتی ہیں۔" سورج کی سنہری زردی مائل کرنیں اب صرف سنہری ہو کر چاروں اطراف میں پھیل چکی تھیں جب اسے جبرائیل خان کا ایس ایم ایس موصول ہوا تھا

"یہ کیا ہو رہا ہے؟؟" ناشتہ کے بعد ماہ روش فریش ہونے کی غرض سے اپنے کمرے میں گئی تھی، حمزہ ناشتہ سے قبل ہی کہیں چلا گیا تھا۔ اور جب واپس آئی تو جبرائیل خان سب ملازمین کو پیسے دے رہا تھا جسے اس نے نا سمجھی سے دیکھتے آنکھوں چھوٹی کیے استفسار کیا تھا۔ جبرائیل خان کے اشارے پر تمام ملازمین چلے گئے تھے جب اس نے اس کی جانب رخ موڑا تھا جو صدر دروازے کے بیچ میں نک سکا تیار کھڑی نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"ورکرز کو ان کی تنخوادے رہا تھا۔ آپ تیار ہیں تو میرا دس منٹ انتظار کریں میں آتا ہوں۔"

"ایک منٹ آپ کیوں دے رہے ہیں۔ یہ ہمارے ورکرز ہیں تو میں خود دوں گی" ان دونوں نے ہی ملازمین کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔ اس کے جانے سے قبل اس کے دائیں بازو پر اپنا ہاتھ رکھتے اسے روکنے کے ساتھ کہا تھا جس پر اس نے ابرو اچکا یا تھا۔ مطلب کے سیریل سلی ہر بات آپ کی مانی جائے۔۔۔

ہاتھ ابھی تک اس کے بازو پر تھا اور نظریں اس کی پیشانی پر جمائے بکھرے بھورے بال دیکھ رہی تھی۔
جبکہ آنکھوں میں دیکھنا اس کے بس کی بات نہیں تھی

"ماہ روش!! زرا توقف سے اس نے دوبار اسلسلہ کلام جوڑا تھا اور اپنے بازو پر رکھے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتے دوسرے ہاتھ سے تھپتھپاتے کہا تھا جواب دروازے کی چوکھٹ سے نکل کر اس کے سامنے آن کھڑی تھی

"ماہ روش!! آپ نے کہا آپ کو ادھر رکنا ہے۔ میں نے اعتراض نہیں کیا لیکن یہ بات واضح رہے کہ اگر ہم یہاں رہیں گے تو تمام اخراجات میں اٹھاؤں گا ورنہ۔۔۔" آنکھوں میں نرمی لیے اس نے لہجے کو زرا دبنگ کیا تھا جس پر اس نے آنکھیں چھوٹی کی تھیں جس کے ماتھے پر سورج کی کرنیں پڑتی بالوں کو سنہرا رنگ دے رہی تھیں۔۔۔

"ورنہ!!" غصہ نہیں کرنا چاہتی تھی اور نرم وہ تھی نہیں اس لیے اس کی نرم گرفت سے اپنا ہاتھ نکالنے کے ساتھ ساتھ اس کے الفاظ پکڑے تھے۔۔۔ لیکن گرفت اتنی بھی نرم نہیں تھی کہ وہ باسانی نکال سکتی۔
اس کے زور دینے پر مقابل کی گرفت مزید سخت ہو گئی تھی

"ورنہ مادام یہ کہ ہم یہاں نہیں رہیں گے " اگرچہ آنکھوں کے ساتھ ساتھ گرفت میں بھی نرمی تھی لیکن لہجے میں پختگی واضح تھی کیونکہ اگر وہ کہہ رہا تھا تو کر کے دکھا سکتا تھا۔۔۔

"لیکن۔۔۔!!" ماہ روش اس کے رویے پر قدرے نرم ہوئی تھی۔ اب وہ کچھ بھی خود غلط نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"لیکن ویکن کو چھوڑیں ماہ روش!! اس کے کھلے بالوں کی موٹی سنہری لٹ کو کانوں کے پیچھے اڑتے اس نے ماہ روش کی نظروں کو نرمی سے دیکھا تھا

"مجھے یہاں رہنے میں مسئلہ نہیں۔۔۔ بلکہ میں اسے اپنا گھر ہی مانتا ہوں اس لیے یہاں کے لوگ میرے ہیں اور یہاں کے ملازمین بھی تو اس سے فرق نہیں پڑتا ہے کہ کون ان کو پے کر رہا ہے۔۔۔ تمھاری۔ میری بات کو چھوڑ کر ہماری بات کو اگر اہمیت دیں تو بہت سے مسئلے حل ہو جائیں گے۔۔۔ خود کو ہم سے الگ سمجھنا چھوڑ دیں۔ آپ ہمارے خاندان کا حصہ ہیں اور ہمارے لیے بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ ماضی میں جو کچھ بھی ہوا اسے بھول اگر نہیں سکتے تو کم از کم موو آن تو کر سکتے ہیں نا۔۔۔ ماضی میں رہنے والے لوگ ماضی میں ہی رہ جاتے ہیں اور بہت تکلیف اٹھاتے ہیں۔۔۔ عقل و دانش کا یہی تقاضا ہے کہ ہم موو آن کر جائیں اور اپنے سامنے کھڑی خوشیوں کو خوش آمدید کہیں۔۔۔ معاف کر دینے سے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں اور دل بھی ہلکا ہو جاتا ہے اگر آپ اس سب کو بھول نہیں سکتی ہیں تو معافی پر زور نہیں دوں گا لیکن اس کا مشورہ ضرور دوں گا کہ کوشش کریں تو سب ٹھیک ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ آپ نے اپنی پوری کوشش کی تھی وہ حاصل کرنے کی جس کی آپ کو چاہ تھی لیکن آپ نہیں کر پائیں تو یقیناً اس میں کوئی نا کوئی سبق ہے۔۔۔ کون سا سبق پوشیدہ تھا اس سب میں یہ ڈھونڈنا آپ کا کام ہے۔۔۔ کیونکہ کچھ کام ادھورے ہو کر ہی مکمل ہوتے ہیں۔ یہ ہی ان کی خاصیت ہوتی ہے۔۔۔

لیکن موو آن کر لینا چاہیے۔۔۔۔۔ اسی میں سب کی بہتری ہوتی ہے۔۔۔۔۔

آئی ہوپ آپ سمجھ رہی ہیں کہ میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں۔۔۔۔۔

میں بس تیار ہو کر آ رہا ہوں دس منٹ میں آپ میرا انتظار کریں۔۔۔ " اس کے ہاتھ کو آزاد کرنے کے بعد نرمی سے اس کا گال تھپتھپاتے وہاں سے اپنے بازوؤں کے کف فولڈ کر تا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا لاونج

جبرائیل خان کی محبت نانا جیسی تھا اور شفقت بابا جیسی۔۔۔۔۔

"آں ہاں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔" سوچوں سے نکلتے اس نے اس کی جانب دیکھتے کہا تھا جس نے اسے چلنے کا اشارہ کیا تھا اور خود اس کی تقلید کی تھی۔ وہ ان مردوں میں سے نہیں تھا جو اپنی عورتوں کے پیچھے چلنا اپنی بے عزتی سمجھتے تھے بلکہ وہ پیچھے رہ کر انہیں اعتماد اور اعتبار کی سیڑھی کی بنیاد تھا مے رکھتا تھا

"اسفی کی کب تک واپسی ہے؟؟" کھانے کے بعد سبز چائے کا دور چل رہا تھا اور پورا خاندان لاونج میں نشستیں سنبھالے بیٹھا تھا جب داجان نے زاویر خان سے استفسار کیا تھا اور خواتین اپنے کسی مسئلے پر بات چیت کر رہی تھیں جب ان کے پوچھنے پر خاموش ہوئی تھیں۔۔۔۔

"باباجان ابھی ایک دو میٹنگز ہیں اس کی اگلے ہفتے تو اس کے بعد بچے گھوم پھر کر جب مرضی آجائیں گے۔۔۔" اپنا کپ خالی کر چکے تھے جسے جھک کر ٹیبل پر رکھتے داجان کو جواب دیا تھا۔۔۔

"چلو اچھی بات ہے کسی کو تو خاندان کے بزنس کو سنبھالنے کا خیال آیا۔۔۔" لہجہ طنز کی آمیزش لیے تھا اور یہ طنز یقیناً زوار خان اور ابراہیم خان کے لیے تھا۔۔۔ جسے زوار خان نے خاموش رہ کر برداشت کیا تھا۔۔۔

"باباجان اپنے اپنے شوق کی بات ہے۔ زوار کو شوق نہیں تھا تو انہوں نے نہیں اسے جوائن کیا لیکن اسفی کو ہے تو وہ اسے سنبھال بھی رہا ہے۔۔۔ آپ بھی تو بتاتے ہیں ناکہ آپ کے والد کو شوق تھا آپ پروفیسر بنتے لیکن آپ نے بزنس کو ترجیح دی۔۔۔ ادھر سے ہی اندازہ لگالیں۔ کچھ ناکچھ تو اثر ہو گا نا۔" زاویر خان نے اپنے بھائی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے دوسری جانب بیٹھے داجان کو رسانیت سے حقیقت دکھانی چاہی تھی۔ جب اسی وقت ولی محمد خان پولیس یونیفارم میں تھکا ہارا لاونج میں داخل ہوا تھا اور یہ اس کی پتا نہیں اس وقت خوش قسمتی تھی یا بد قسمتی کہ وہ اس وقت آیا تھا۔ دودن کی لگاتار ڈیوٹی کے بعد وہ آج گھر لوٹا تھا جب سب لوگ رات کا کھانا کھا چکے تھے۔

"آپ تو کہیں گے ناکونکہ آپ کی اولاد بھی چاند چڑھا چکی ہے اسی لیے۔۔۔۔" داجان کو بڑے بیٹے کا بولنا پسند نہیں آیا تھا جب ہی چھتی نظروں سے ولی محمد خان کو گھورا تھا جو سلام کے بعد اپنی والدہ کے ساتھ

صوفے پر ٹکا تھا اور پیچھے ٹیک لگاتے آنکھیں موندی تھیں۔۔۔ اب عورتیں ماحول کی نزاکت کو دیکھتی خاموشی اختیار کر گئیں تھیں

"کیا ہو گیا ہے داجان بچے ہیں۔۔۔۔۔ وقت کے ساتھ سمجھ جائیں گے " زاویر خان اب بھی بچوں کے ہمنوا دکھائی دے رہے تھے لیکن داجان سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھے

"کب سمجھیں گے جب پانی سر سے گزر جائے گا۔ ہمارا خواب تھا کہ تینو ہمارے بچے ہمارا خاندانی بزنس سنبھالتے اور اسے آگے بڑھاتے لیکن سوائے بڑے بیٹے کے آپ دونوں نے اپنی مرضی کی، ایک وہ بدیس سدھار گئے اور یہ صاحب وکالت سیکھنے چلے گئے اور رہی سہی کسر ان کی اولادیں پوری کر رہی ہیں آج ہمارے سامنے کھڑے ہو کر۔۔۔ کاٹ دار نگاہ صوفے پر آنکھیں موندے ولی محمد خان پر ڈالی تھی جس کے ماتھے کے بل ہر لمحہ گہرے ہوتے جا رہے تھے

ہمارے خاندان کی بچیاں یہ نوکری کے چکر میں نہیں پڑتی ہیں لیکن ان کی اولادیں آج ان تمام روایات کو توڑنے پر تلی ہوئی ہیں۔۔۔ وہ تو باہر کے ملک سے جوان ہو کر آئی ہیں لیکن ہماری حویلی کی چار دیواری میں پلی بڑھی ہماری ہی پوتی ہمارے سامنے آن کھڑی ہوئیں ہیں۔۔۔۔۔ اس بارے میں کیا کہیں گے۔۔۔

اور آپ کے یہ جوان اس شعبے میں جا پہنچے ہیں جس میں ہمارے خاندان کے لوگ جانا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ جتنی رشوت خوری اس شعبے میں چل رہی ہے مجھے نہیں لگتا کہ عنقریب ہمارے خاندان کی عزت وہ رہ جائے گی جو بنی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ " داجان بولنا شروع ہوئے تھے تو بولتے ہی چلے گئے تھے جس پر زاویر خان چپ کے چپ رہ گئے تھے لیکن ولی محمد خان چپ نہیں رہ سکا تھا۔ دودن بعد وہ تھکا ہارا گھر لوٹا تھا لیکن گھر کے ماحول نے اس کا سر درد مزید بڑھا دیا تھا۔۔۔

"بس کر دیں داجان خدا کا نام ہے بس کر دیں۔ کب تک اپنی نام نہاد رسم و رواج اور روایات کا روناروتے رہیں گے ہم، کب تک اپنی بہن بیٹیوں کے خواب نوچتے رہیں گے، کب تک ان پر بلا جواز پابندیا لگاتے رہیں گے، آخر کب تک ان بلا وجہ کی پابندیوں سے انہیں ذہنی مریض بناتے رہیں گے اور مجھے لگتا ہے کہ آپ پھوپھو کی حالت بھول گئے ہیں۔۔۔۔ اگر مجھ سے کوئی پوچھے تو میں ان کی وفات کا زمرہ دار سراسر آپ کو اور اس خاندان کو قرار دوں گا کیونکہ ان کے ذہنی عارضہ میں مبتلا ہونے کی وجہ آپ کی یہ بلا وجہ کی پابندیاں ہی تھیں جو ان کی جان لے بیٹھی تھیں۔۔۔۔ رہی بات میرے اس شعبے میں ہونے کی تو میں اسے اپنی آخری سانس تک نبھاتا رہوں گا۔ میرے والد بھی اسے اب نہیں چھڑا سکتے۔۔ اگر آپ کو مجھ سے مسئلہ ہے تو میں جارہا ہوں اس گھر سے اور اس وقت تک نہیں آؤں گا جب تک آپ مجھے اور میری ادی کو ہمارے پروفیشن سمیت دل سے قبول نہیں کر سکتے۔۔ آپ رہیں اپنی اس نام نہاد روایات کے ساتھ اور ہمیں ہمارے عزیم کے ساتھ جینے دیں۔۔۔۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے

ایک بات بتانا چلوں کہ کوئی بھی شعبہ برا نہیں ہوتا ہے اسے اچھا یا برا بنانے والے ہم لوگ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔ " غصہ، تنفر، دکھ اور افسوس سے انہیں دیکھتے وہ کیپ سر پہ جمائے بنا ماں کی آواز پر کان دھرے نکلتا چلا گیا تھا جبکہ داجان بھی سب پر غیض بھری نظر ڈالتے اپنے کمرے میں جا بند ہوئے تھے۔ پیچھے اس کے والد سر جھکائے بیٹھے رہ گئے تھے۔ آج کل کی اولاد کو سمجھنا بہت مشکل کام تھا اور بڑوں کی بات سمجھانے کا طریقہ اس سے بڑھ کر تھا۔۔۔

"چائے"!! کمرے سے ملحقہ بالکنی میں کھڑی وہ کال پر حویلی میں بات کر رہی تھی جب اسفندیار خان نے اس کے آگے چائے کا کپ کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ کب سے اس سے ضد کیے جا رہی تھی کہ اسے اس کے ہاتھ کی بنی چائے ہی پینی ہے جس پر اس کی لاکھ تاویلیں دینے کے باوجود وہ نہیں مانی تھی کہ اگر یہاں کے فائوسٹار ہوٹل کے کمرے میں کچن کی سہولت نہیں تو کیا ہوا ان کا جو فرسٹ فلور پر کچن ہے ادھر تو موجود ہے تو پھر وہ اس سے ہار مانتا وہاں خود جا کر اس کے لیے سپیشل چائے بنا کر لایا تھا جسے دیکھتے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ لیکن اس نے چائے بنانے کے لیے کیا کہانیاں سنائی تھیں وہ الگ لمبی کہانی تھی

"تھینک یو ڈیر ہز بند۔۔۔" فون پر اختتامیہ کلمات ادا کرنے کے بعد اس نے بالکنی کی منڈیر پر کپ رکھتے کہا تھا۔ جہاں سے نیچے سارا منظر بخوبی نظر آ رہا تھا۔ اسفندیار خان منڈیر سے ٹیک لگائے کھڑا تھا جبکہ نور لہدی کارخ اس کی جانب تھا۔ ہونٹوں پر فخریہ مسرت رقص کر رہی تھی کہ بالآخر وہ اس سے چائے بنوانے میں کامیاب ہو ہی گئی تھی۔۔۔

"کچھ کہیں گے نہیں ڈیر ہز بند۔۔۔" ویلکم ہی کہے دیں "شرارت سے وہ اسے چھیڑ رہی تھی جو اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد نگاہ ہٹا گیا تھا

"ویلکم" اس کے کہے الفاظ دہرائے تھے۔۔

"واہ!! اتنی شرافت ہضم نہیں ہو رہی ہے" انگلی کپ کے کناروں پر چل رہی تھی اور نظریں اس پر۔۔۔

"اس چائے کے بعد تمہیں کم از کم میری شرافت پر شک نہیں کرنا چاہیے۔۔۔" کپ خالی کرنے کے بعد وہ اسے منڈیر پر رکھ چکا تھا۔ یوں تو یہاں کے ہاٹلز میں عموماً ایک حفاظتی لوہے کی باڑ لگائی جاتی تھی لیکن یہ ہاٹل ایک ایشین کی ملکیت تھا اس لیے یہاں کی بالکنی پر منڈیر بنائی گئی تھی۔۔۔

"شک تو مجھے پہلے بھی نہیں تھا بلکہ یقین تھا کہ تم نے کوئی ناکونج تو گیم ضرور کھیلی ہے کیونکہ تم شریف زرا بھی نہیں ہو" وہ جو کچھ اور سننے کی چاہ میں تھا اتنا صاف جواب پا کر انتہائی بد مزہ ہوا تھا۔۔۔

"بڑے افسوس کی بات ہے تم مجھے ایسا سمجھتی ہو۔۔۔" آنکھوں میں افسوس نظر آ رہا تھا جس پر نور لہدی نے ناک سے مکھی اڑائی تھی جانتی تھی یہ انسان بہت بڑی فلم ہے جسے وہ بہت معصوم سمجھتی تھی۔۔۔

"میں تمہیں اس سے زیادہ سمجھتی ہوں جس کی ایک جھلک وہ ٹینا صاحبہ ہیں۔۔۔ جاؤ تمہارے دیدار کو آئی ہوں گیں۔۔۔" اسفندیار خان بھی اس کی طرح اب رخ نیچے کی جانب موڑ چکا تھا جدھر ٹینا اس کی یونی فیلو شاید نہیں یقیناً اس کے بارے میں پوچھ رہی تھی جس پر نور لہدی نے تو منہ برا بنایا ہی بنایا تھا لیکن اسفندیار خان کام نہیں بنا تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اگر یہ آئی تو تم اسے میرا ہر گز نہیں بتاؤ گی۔ میں ادھر ہی موجود ہوں تم جاؤں اندر وہ بس پہنچنے ہی والی ہو گی اوپر۔۔۔۔ لفٹ سے چند منٹ ہی لگیں گے۔۔۔" بالکنی سے دیکھتے اس نے برا منہ بناتے نور لہدی کو کمرے کی جانب دھکیلا تھا اور نور لہدی مراد پر ضروری نہیں تھا کہ اس کی ہر بات مانتی۔ کمرے میں جاتے اس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی جس کی بدولت اگلے پانچ منٹوں میں اسفندیار خان اس ٹینا کے ساتھ بیٹھا تھا اور وہ ساتھ والے ہاٹل میں انڈیا سے آئی فیملی کی طرف چلی گئی تھی کیونکہ اب اسفندیار خان تو تین چار گھنٹوں سے پہلے فری نہیں ہونے والا تھا یہ اسے ان پچھلے تین دنوں میں پتا چل چکا تھا جس میں وہ ہر دفعہ اس ٹینا سے چھٹکارا پالیتا تھا اسی کی بدولت لیکن آج وہ ہی اسے پھنسا کر

چلی گئی تھی جس پر وہ تپ کے رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ شاپنگ کی ضد کر رہی تھی جسے اس کی مانتے ہی بنی تھی اور اس کی سراسر وجہ نور لہدی تھی۔

"نانا آپ دوپہر میں فری ہیں؟؟" میٹنگ سے فری ہوتے ہی اس نے نانا سے فراغت کے متعلق پوچھا تھا۔ قدم اپنے آفس سے نکلتے اب راہداری سے ہوتے پارکنگ ایریا کی جانب بڑھ رہے تھے جدھر اسے دیکھ کر ڈرائیونے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔ اپنی گاڑی کی بجائے بابا کی گاڑی استعمال کر رہی تھی آفس کے لیے ورنہ صبح وہ جبرائیل خان کے ساتھ ہی آ جا رہی تھی۔۔۔

"میری بیٹی کو کب سے ضرورت پڑ گئی میرے فری ہونے کے بارے میں پوچھنے کی" اپنے گھر میں کیاریوں سے فالتو گھاس پھونس کھینچ کر نکالتے وہ سپیکر پر فون ڈالے پاس ہی رکھتے اسے جواب دے رہے تھے

"جب سے آپ اسے پرایا کر چکے ہیں" گاڑی اب نانا کے گھر کے گیٹ کے سامنے آچکی تھی۔ بناہارن کا شور کیے وہ خاموشی سے اترتی اب گیٹ سے داخل ہوتی سیدھا ان کی جانب بڑھ آئی تھی جن پر بڑے گیٹ زے داخل ہوتے ہی نگاہ پڑ چکی تھی۔۔۔۔۔

فون ابھی تک کان سے لگا ہوا تھا۔ لیکن قدموں کی چاپ بالکل سنائی نہیں دے رہی تھی۔ جب وہ چلتی ہوئی ان کے پیچھے آن کی تھی۔ اسی وقت نانا کے کام کرتے ہاتھ رکے تھے۔ پھر اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑتے وہ اٹھتے اس کی جانب رخ کیے مسکرائے تھے۔۔۔

"آپ کیسے میرے موجودگی ہر دفعہ جان لیتے ہیں !!!" نانا کے سینے سے لگی وہ اپنا سر اٹھاتے ان سے سوال کر رہی تھی جب اس کی بات پر مسکرائے تھے۔۔۔

"مجھے میری بیٹی کی خوشبو محسوس ہو جاتی ہے" محبت سے اس کے سر پر بوسہ دیا تھا اور ساتھ لیے لان میں ایک سائیڈ پر درخت کے سائے میں پڑی کرسیوں کی جانب بڑھے تھے۔۔۔

"میری پرفیوم کی؟؟" اچنبھے سے انہیں دیکھا تھا جواب اپنے ہاتھ پائپ کے پانی سے دھو رہے تھے

"میں جانتا ہوں میری ماہی پرفیوم نہیں لگاتی ہے۔۔۔" مسکراتے ہاتھ دھو کر اب وہ اس کے پاس آ بیٹھے تھے۔۔۔ نانا کی چند نصیحتوں میں سے ایک پرفیوم نا لگانا بھی تھی۔۔۔

"تو پھر آپ کو کیسے پتا چل جاتا ہے میرا" نان کے بارش چہرے پر الجھی ہوئی نظر ڈالی تھی۔ نانا کو وہ خود بھی الجھی ہی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔

"جن سے محبت ہوتی ہے ناما ہی ان کے دکھ، تکلیف، غم خوشی، مسرت کا پتا چل جاتا ہے، اگر وہ میلوں دور بھی ہوں تو ان کی تکلیف محسوس ہو جاتی ہے اور خوشبو تو اتنا خوبصورت احساس ہے کہ وہ دور بھی ہوں تو پاس محسوس ہوتے ہیں لیکن جب پاس آجائیں تو خوشبو تیز ہو جاتی ہے۔۔۔" نانا اسے نظروں کے حصار میں رکھتے بول رہے تھے۔

"آج کل کے دور میں بھی نانا؟؟" نگاہ الجھی ہوئی تھی۔ ذہن کہیں اور تھا اور خود کہیں اور۔۔۔

"میری بیٹی ہم آج کے دور میں ہی سفر کر رہے ہیں" اب ٹیبل پر رکھا فروٹ نفاست سے کاٹ رہے تھے اور ساتھ ساتھ اسے الجھے دیکھا تھا

"نانا مجھے نہیں یہ خوشبو کی بات سمجھ میں آرہی ہے" جھنجھلاہٹ کا شکار ہوتے اس نے الجھن ظاہر کی تھی جس پر اس کے آگے سیب کی کاشیں کاٹ کر رکھتے انہوں نے دھیمی سی مسکراہٹ سے اس کے ہاتھ کو تھام کر سہلایا تھا پھر گویا ہوا تھا۔

"میری بیٹی جو ہمارے دل کے قریب ہوتے ہیں نا وہ دماغ میں بھی ہوتے ہیں ہر لمحہ، ہر سیکنڈ اور ہر منٹ۔ ان کی کوئی نا کوئی یاد ہمارے دل و دماغ میں بھٹکتی رہتی ہے اور جب وہ کسی تکلیف میں ہوتے ہیں تو خود بخود پتا چل جاتا ہے۔۔۔ یہ پتا چل جانا ہی خوشبو ہے جو ہمیں مطلع کر دیتی ہے کہ ہمارے پیارے کس حال میں۔۔۔۔۔ اب بتاؤ کیا چیز میری بیٹی کو پریشان کر رہی ہے۔۔۔" آہستگی سے چلتے چلتے اسے وہ اسی موضوع پر لے آئے تھے جسے ڈسکس کرنے وہ یہاں آئی تھی اور اس کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔۔۔ خوشبو کی اسے ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تھی لیکن نانا کی بات پر دل ایمان لے آیا تھا۔

"نانا میں اپنے مسئلوں کی وجہ سے کسی کو بہت زیادہ بول گئی ہوں جبکہ اس کی نوازشات بڑھتی جا رہی ہیں۔۔۔ میرے ہر دفعہ بہت کچھ غلط بولنے کے باوجود مجھے بہت اچھے طریقے سے احساس دلایا ہے۔۔۔ میرے لیے خود سٹینڈ لیا ہے۔۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں اور اس کی وجہ سے میں ان سے سوری بھی نہیں بول پا رہی ہوں۔۔۔" اپنے دونوں ہاتھوں کو مسلتے اس نے سر جھکاتے اعتراف کیا تھا۔ نانا سے شرمندہ ہو رہی تھی کیونکہ ان کی یہ تربیت تو نا تھی۔۔۔۔۔

"یہ معافی کے لیے خود کو تیار نا کر پانا یہ شیطان کے وسوسے ہیں میری بیٹی اور کچھ نہیں۔۔۔ ویسے بھی میری ماہی کب سے معافی مانگنے سے گھبرانے لگی ہے۔۔۔ ماہی تو بہادر ہے جو اپنی غلطی بھی ڈنکے کی

چوٹ پر مانتی ہے۔۔۔۔ " اس کا سر تھپتھپایا تھا۔۔۔ ان کی بات پر مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔۔
اسے ہر دفعہ پیش اپ کی ضرورت پڑتی تھی جو کبھی بابا اور نانا کے ساتھ ساتھ حمزہ اسے پیش اپ کرتا تھا۔۔۔
"میں کھانا بنانے جا رہا ہوں تو اپنے دوست کے لیے کیک بیک کر کے اسے سوری بول دو۔۔۔"

آسان سا فارمولا بتاتے وہ کرسی پیچھے کھینچتے اٹھے تھے جب ان کا بازو ماہی کے ہاتھ کی گرفت میں تھا۔۔۔
سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا

"پوچھیں گے نہیں وہ کون ہے۔۔۔" اپنی آنکھوں میں اب وہ خفگی لیے انہیں سوال پر اکسار ہی تھی جو
اس کے انداز سے بخوبی جان چکے تھے کہ وہ کس بارے میں بات کر رہی ہے۔۔۔ ان کے بازو پر زور دیتی وہ
خود بھی اٹھی تھی۔ چند لمحے وہ جو ڈپریسڈ تھی اب نارمل ہو چکی تھی۔ اس کی یہ خوبی تھی کہ وہ زیادہ دیر تک
ڈپریسڈ نہیں رہتی تھی۔۔۔

"آں۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ ظاہر ہے تمہارا کوئی دوست ہو گا" جان بوجھ کر انجان بن رہے تھے جس پر ماہی
نے سنکھیں دکھائی تھیں

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میرا دوست نہیں ہے نانا بلکہ " نانا کے بازو پر لگی مٹی ایک ہاتھ سے جھاڑتے اس نے ان کی آنکھوں
میں دیکھتے پوچھنے پر اکسایا تھا

"بلکہ۔۔۔۔۔" اس کے آخری لفظ کو پکڑتے انہوں نے بھی مسکراہٹ دباتے پوچھا تھا۔۔۔۔

"بلکہ وہ آپ کا دوست اور سٹوڈینٹ ہے جس سے آپ کے بڑے یار نے ہیں جس کے لیے دیار غیر میں
رات کو جاگ کر دعائیں کرتے رہے تھے کہ وہ کومہ سے واپس آجائے۔۔۔ جو ہمارے ہر مومنٹ پر رنگ
میں بھنگ ڈالنے کے لیے آیا کرتا تھا اور جس کے بارے میں آپ نے مجھے بتایا نہیں تھا۔۔۔۔۔ مجھے مکمل

بے خبر رکھا تھا۔۔۔۔۔ "تفتیشی انداز اپناتے اس نے نانا کو پس پردہ وارنگ دی تھی جس پر انہوں نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تھے

"ماہی۔۔۔۔۔" نانا کے الفاظ اس نے شروع میں ہی پکڑ لیے تھے۔۔۔۔۔

"ابھی نہیں نانا یہ ہم سکون سے بیٹھ کر بات کریں اور ابھی آپ ایسا کریں کہ اپنے اسی دوست یار کو کال کر کے لُچ پے انوائیٹ کریں جس سے میں سوری کروں گی اور آپ سے بعد میں نیٹوں گی۔۔۔ اس کے بعد کچن میں آئیے گا۔۔۔۔۔" نادیدہ گرد کندھے سے جھاڑتے انہیں حکم دیتی وہ خود لب دباتی اندر کی جانب کیاریوں کے پاس سے گزرتی چلی گئی پیچھے نانا کی مسکراہٹ بھی کھل کر ظاہر ہوئی تھی اور اب ان کی انگلیاں جبرائیل خان کے نمبر پر متحرک تھیں۔۔۔

"یار کبھی مجھے بھی یاد کر لیا کریں آپ کا نو سا ہی ہوتا ہوں۔۔۔۔۔" کب سے گیٹ کے سامنے کھڑا ان کے لگاؤ کے مظاہرے دیکھ رہا تھا اور اب ان کے پاس چل کر آتا جیلیسی سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔

"چلو نو سا جی کچن میں بہن کا ہاتھ بٹاؤ اور میری بھی مدد کرو۔۔۔۔۔" اس کے کندھے کے اطراف میں بازو گزارتے انہوں نے کہتے ساتھ لیا تھا جس پر بس وہ انہیں دیکھ کر رہ گیا تھا

"نانا یار کچھ تو لحاظ کریں میں آج ہی بیرون ملک جا رہا ہوں شام کی میری فلائٹ ہے اور آپ مجھ سے کچن کا کام کروا رہے ہیں" جانتا تھا اگر ماہی کچن میں ہے تو کچن اور اس کی خیر نہیں ہے

"باتیں نہیں بناؤ۔۔۔۔۔ کچن میں بہن کا ہاتھ بٹاؤ۔۔۔۔۔ میں کپڑے بدل کر آ رہا ہوں" اسے کچن کی جانب دھکیلتے وہ خود اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے جس پر حمزہ بھی منہ بسورتے کچن میں آیا تھا۔۔۔۔۔ "میری کوئی قدر ہی نہیں ہے"

"کہاں ہو اس وقت؟؟؟" جبرائیل خان کے چہرے پر سنجیدگی تھی اور وہ مورے کی کال سننے کے بعد فوراً ولی کو کال کر پوچھ رہا تھا۔۔۔ ابھی ہی لنچ کرنے کے بعد وہ بیٹھے تھے جب ہی مورے کی کال آئی تھی کہ ولی دو دن سے گھر نہیں آیا ہے اور ناکسی کو بتایا ہے جبکہ جال بھی اٹھا نہیں رہا ہے۔۔ فوراً وہ کال کرنے کے لیے سائیڈ پر ہوا تھا جبکہ حمزہ نانا کرن اور ماہ روش لاونج میں ہی محفل سجائے بیٹھے تھے۔۔۔

"آپ جانتے ہیں لالہ۔۔۔" اس کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ ابھی ابھی اٹھا تھا جبرائیل خان کی کال سے

"گھر کیوں نہیں جا رہے؟؟؟" ایک اور سوال

"یہ بھی آپ جانتے ہیں..." سیدھا ہو کر اب وہ بیٹھ گیا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور آفس کیوں نہیں جا رہے ہو؟؟؟" کرن اب جا رہی تھی۔ لاونج کی گلاس ونڈو کے پاس کھڑے اس نے دیکھا تھا اور حمزہ بھی اس کے ساتھ ہی جا رہا تھا شام میں اس کی فلائٹ تھی اسی لیے وہ حمزہ سے ملنے کی غرض سے آئی تھی اور لنچ ان کے ساتھ ہی کیا تھا۔ ماہ روش حمزہ اور کرن بہت اچھے دوست تھے۔ ان کی تکون بہت مضبوط تھی۔ نانا شاید ظہر ادا کرنے اور چلے گئے تھے اور ماہ روش نا جانے کدھر تھی۔

"یار لالہ جب سب کچھ پتا ہے تو پوچھ کیوں ریے ہیں" اس کی نیند اب اڑ چکی تھی

"بکو اس بند کرو اور بتاؤ گھر کیوں نہیں جا رہے جانتے ہونا مورے پریشان ہو رہی ہیں " اس کے لہجے میں اب زرا سختی آئی تھی۔ جب ہی اس کے سامنے دو ہاتھ آئے تھے جن میں ایک کیک تھا اور اس کے اوپر سوری لکھا ہوا تھا۔۔۔ اچنبھے سے ان ہاتھوں سے اوپر نگاہ اٹھائی تو ان ہاتھوں کے مالک پر جار کی تھی۔۔۔

"مجھے نہیں جانا گھر " منہ بسورتے اب وہ سپیکر پر فون ڈالے ڈریسنگ کے آگے آن کھڑا ہوا تھا

"میں تم سے آگے نبٹتا ہوں اور یہ ذہن نشین کر لینا اگر تم اپنی جگہ پر ناہوئے تو۔۔۔ " اس تو کے آگے جو دھمکی تھی وہ بخوبی جان گیا تھا اس لیے بالوں میں ہاتھ پھیرتے فون بند کر گیا تھا۔۔۔

ان ہاتھوں میں موجود کیک کو دیکھتے ابرو اٹھائے وجہ دریافت کرنی چاہی تھی۔۔۔

"آئی ایم سوری " کیک کے اوپر کندہ الفاظ اب اس کی زبان سے بھی ادا ہوئے تھے۔۔۔

"کس لیے۔۔۔" نا سمجھی سے دیکھا تھا اور اس کیک کی بائٹ لیتے کہا تھا

"ہر چیز کے لیے۔۔۔" نادم چہرے کے ساتھ گھنی مڑی ہوئی خمدار پلکیں اٹھائی تھیں جن کے پیچھے

آنکھوں میں واضح شرمندگی تھی۔۔۔ BEING THE STRING OF YOUR LIFE

"لیکن مجھے تو کچھ بھی برا نہیں لگا تو نوئیڈ آف سوری " کیک کا ایک ٹکڑا اس کے منہ میں ڈالا تھا اور ایک بازو اس کے پیچھے سے گزارتے نارمل کیا تھا۔۔۔ جس کے چہرے سے صاف لگ رہا تھا وہ کتنی شرمندہ ہوئی تھی

"مجھے وہ سب نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔۔ مجھے بولنے سے قبل سوچنا چاہیے تھا۔۔۔" وہ اپنی وضاحت دینا

چاہتی تھی لیکن جبرائیل خان نے ایسا کرنے سے قبل ہی منع کر دیا تھا۔۔۔

"ماہ روش مجھے برا نہیں لگا کیونکہ میں جانتا ہوں اس کے پیچھے وجہ کو تو بس اب آپ کو مزید شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ آپ ایسے شرمندہ معافی مانگتی زرا اچھی نہیں لگتی ہیں۔۔۔ بلکہ آپ لڑتی جھگڑتی، حکم دیتی اور اپنی منوائی اچھی لگتی ہیں تو ایسے ہی رہا کریں۔۔۔۔۔" اس کے اہتھ سے کیک پکڑ کر کھلی وندو میں رکھتے نرمی سے اپنے ساتھ لگاتے کہا تھا جس پر وہ مسکرائی تھی۔۔۔

"میں ایسی نہیں ہوں۔۔۔" پیچھے ہوتے اپنے چہرے کی سرخی چھپانے کی غرض سے کان کے پیچھے بال اڑے تھے۔۔۔

"مطلب اچھی نہیں ہیں" ہاتھ اب کیک کو پکڑنے ہی لگے تھے لیکن پکڑنے میں بے احتیاطی کی وجہ سے وہ نیچے ٹھڈ کے ساتھ جا گرا تھا

"مطلب میں جھگڑا نہیں ہوں۔۔۔۔۔ اووو" کیک کو گرتے دیکھ کر اس کی چیخ بلند ہوئی تھی جس پر اب شرمندہ ہونے کی باری جبرائیل خان کی تھی۔۔۔۔۔

"اللہ اللہ" بس وہ یہ ہی بول سکی تھی جس پر جبرائیل خان نے کندھے اچکائے تھے کہ میرا کوئی قصور نہیں ہے لیکن پھر بھی نیچے بیٹھتے اس کے اوپر سے چارپانچ چیخ کھائے تھے ماہ روش می خوشی کے لیے۔۔۔

"اللہ اللہ بہت مزے کا تھا۔۔۔" شرارت سے دیکھتے اس کی طرف چیخ بڑھایا تھا

"آپ کو دھیان سے پکڑنا چاہیے تھا۔۔۔ میں دو گھنٹے لگا کے آپ کے لیے بنایا تھا لیکن میں اب دوبارہ نہیں بنا رہی۔۔۔" اسے افسوس ہو رہا تھا جس کا آواز بلند اس نے اعلان بھی کیا تھا

"آئی ایم سوری بٹ یہ ادھار رہا آپ کا مجھ پر۔۔۔۔۔ ویسے تو مجھے بنانا نہیں آتا ہے لیکن" اس کے افسردہ تاثرات دیکھتے اس نے فوراً معذرت کی تھی۔۔۔

"اٹس اوکے۔۔۔۔" مزید سوری وہ اس سے نہیں بلوانا چاہتی تھی اسی لیے بات ختم کرنی چاہی تھی۔۔۔۔

"حمزہ کو جانے سے قبل میں نے اسے ہماری طرف سے ڈنپر انوائیٹ کیا ہے آپ کب تک فری ہوں گے

۔۔۔" گھر سے باہر بڑھتے ہوئے ملازمہ کو لاونج صاف کرنے کا کہہ کر اس کے ساتھ ہی باہر بڑھ رہی تھی جس پر وہ اسے اپنے جواب سے آگاہ کر رہا تھا۔۔۔۔

"کیا ہمارے بچے ہم سے اتنا تنگ ہیں کہ ہماری بات بھی سننا گوارا نہیں ہے سمجھنا تو دور کی بات ہے۔۔۔۔"

"دا جان عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد بستر میں بیٹھے تھے جب فرشتے بی جان اور ان کے لیے دودھ لے کر آئی تھی۔۔۔۔"

ان کے لہجے میں دکھ بول رہا تھا۔ سب بچے انہیں غلط سمجھ رہے تھے کوئی انہیں سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا۔ کیا سچ میں وہ اپنی اولاد کے دشمن تھے۔ کل سے انہوں نے کھانا بھی اپنے کمرے میں ہی آیا تھا البتہ بی جان کو انہوں نے سب کے ساتھ ہی کھانے کا حکم دیا تھا تا کہ کوئی تو ان پے سربراہ ہو۔ تاہم ان کی کل سے ناراضگی چل رہی تھی سب سے۔۔۔۔

"نہیں دا جان ہر گز نہیں۔۔۔ آپ تو ہمارے بڑے ہیں" دودھ کے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ان کے پاس بیڈ پر ٹانگیں نیچے لٹکاتے اس نے بھی جگہ بنائی تھی اور ان کے ہاتھوں کو تھام کر بوسہ دیا تھا ساتھ میں نفی میں سر ہلایا تھا۔ جبکہ بی جان آنکھیں موندے ٹیک لگائے تسبیح میں مشغول تھیں

"مجھے لگتا ہے کہ اب پرندے اڑنا سیکھ گئے ہیں انہیں یہ آشیانہ قید معلوم ہوتا ہے اور ہماری روک ٹوک پابندیاں۔ اسی لیے وہ یہاں کی قید سے آزادی چاہتے ہیں۔ شاید ہم نے ہی غلط کیا ہے انہیں کہہ کر۔۔۔"

ان کے بوڑھے چہرے پر دکھ ہلکورے لے رہا تھا اور آنکھوں کی نمی بہنے کو بے تاب تھی۔ فرشتے کو یہ منظر بہت تکلیف دے رہا تھا۔۔۔

"پلیز داجان ایسے مت کہیں۔۔۔۔۔ انہوں نے آپ سے متمیزی کی ہے لالہ انہیں سیٹ کر لیں گے لیکن آپ ایسے روئیں مت داجان۔۔۔" اپنے ہاتھوں سے باہر آئی نمی صاف کرتی وہ بھی رونے والی ہو گئی تھی داجان نے اسے محبت سے ساتھ لگایا تھا۔ ماہ روش کے علاوہ کبھی کسی پوتی سے ان کی محبت کے مظاہرے کسی نہیں دیکھے تھے تاہم محبت انہیں سب سے یکساں تھیں لیکن پھر بھی ماہ روش اور جبرائیل کا کوئی مقابلہ نہیں تھا کسی سے۔۔۔۔۔ لیکن اپنے بچوں کی سوچ نے انہیں تکلیف دی تھی۔ کبھی ان کے والدین اپنے باپ کے آگے اونچا نہیں بولے تھے لیکن ان کی اولاد ساری کسریں پوری کر رہی تھی۔۔۔۔۔ سب یہ ہی سمجھ رہے تھے کہ داجان اپنا تحکم جمانا چاہتے ہیں لیکن انہیں سمجھ کون رہا تھا۔ کوئی نہیں۔۔۔۔۔

"داجان انہیں ایسے غصے سے نہیں بولنا چاہیے تھا بلکہ انہیں اگر اپنی بات کرنی تھی تو وہ آرام سے بھی کر لیتے لیکن انہوں نے ایسے غصے سے بات کر کے بہت غلط کیا ہے۔ یقیناً اب لالہ بہت اچھی طرح ٹھکانی کریں گے۔ آپ اب یہ دودھ پی کر سو جائیں۔۔۔۔۔" ان کے بوڑھے ہاتھوں کو نرمی سے تھام کر دوبارہ بوسہ دے کر اٹھتے اس نے کہا تھا اور وہاں سے چل پڑی تھی جبکہ بی جان کے ہونٹوں کی حرکت ہنوز جاری تھی۔ اور ان دونوں کے بیچ میں ہونے والی گفتگو انہوں نے حرف بہ حرف سنی تھی۔۔۔۔۔

داجان کے لیے وہ سوچوں کا دروا کر گئی تھی کہ اگر وہ بھی نرمی اور پیار سے اپنا موقف سمجھاتے تو شاید بچے آسانی سے بات سمجھ جاتے۔۔۔۔۔ اور دوسری طرف بی جان بھی اسی نہج پر سوچ رہی تھیں۔۔۔۔۔

adab@safareadab.com

"اسے کال کریں جسٹیس اسے بلا لائیں۔۔۔ جائیں آپ سبھی تک کھڑے کیوں ہیں۔۔۔ سب چلے گئے ہیں مجھے چھوڑ کے جارہے ہیں۔۔۔ بابا ماما اور اب یہ بھی جارہا ہے۔۔۔ اسے بلائیں پلیز۔۔۔ اسے بلائیں میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ مجھے اکیلا نہیں چھوڑ کے جائے۔" بے ربط جملے ادا کرتے وہ اپنی انسکیورٹی ظاہر کر گئی تھی۔۔۔ آنسوؤں کے ساتھ بھرائی آواز میں اس کی شرٹ سختی سے جکڑے وہ یہ ہی بولے جارہی تھی اور جبرائیل خان کو اسے ایسے دیکھ کر کچھ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ چند لمحے قبل وہ بالکل ٹھیک تھی حمزہ کے ساتھ ہنسی مزاق کر رہی تھی لیکن اب وہ رو رہی تھی۔۔۔ وہ دوسروں کے سامنے نہیں روتی تھی لیکن ابھی وہ رو رہی تھی اور پبلک پلیس پر رو رہی تھی۔۔۔

"وہ انسکیور ہو رہی تھی"

"ماہ روش!!! آپ اکیلی نہیں ہیں۔۔۔ میں ہوں آپ کے ساتھ۔۔۔۔۔ نانا ہیں۔۔۔۔۔ داجان۔۔۔۔۔ حویلی کے تمام لوگ اور آپ کے دوست بھی تو ہیں نا۔۔۔۔۔ وہ صرف چند دنوں کے لیے جارہا ہے۔ چچا اور چچی کو ساتھ لے کر آجائے گا۔۔۔ آپ ریلیکس رہیں۔۔۔۔۔ ادھر دیکھیں۔۔۔ میں ہوں آپ کے ساتھ۔۔۔۔۔ آپ بالکل بھی اکیلی نہیں ہیں۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ اوپر کرتے آنسو صاف کیے تھے اور آہستہ سے اس کا چہرہ بھی صاف کیا تھا پھر اپنی چادر اتار کر اس کے کندھوں پر جمائی تھی شاید اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

"وہ نہیں آئے گا" اس کے لب حرکت میں آئے تھے اور وہ غیر محسوس سی حرکت تھی لیکن جبرائیل خان کی نظروں سے مخفی نہیں رہ سکی تھی اس کے باوجود اپنے دل کی غیر ہوتی حالت سے اس جملے کو اگنور کیا تھا۔ کیا یہ اگنور کرنے کے قابل تھا جو اس نے اپنی بھٹکی ذہنی رو میں ادا کیا تھا یا شاید کچھ علم ہونے پر

"آپ اسے کال کریں ایک دفعہ بات کروادیں' اسے لے کر چل ساتھ چل رہا تھا جب ماہ روش نے رک کر اپنی روئی روئی آنکھوں سے اسے دیکھتے التجا کی تھی جسے وہ بھی نظر انداز نہیں کر پایا تھا۔۔۔ ادھر ہی رک کر ایک ہاتھ سے حمزہ کا نمبر ملا رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اسے تھام رکھا تھا۔۔۔ ارد گرد سے گزرتے لوگوں کی بھیڑ میں وہ دونوں ان سب سے بے نیاز کھڑے تھے۔۔۔

"ماہ روش اس نے اپنا موبائل آف کر دیا ہے۔ اس کی اینٹری ہو گئی ہے۔۔۔ میں نے اسے ایس ایم ایس کر دیا ہے جیسے ہی وہ پیچھے گا فوراً کال کر دے گا۔۔۔ اب آپ بلکل کی ریلیکس ہو جائیں۔۔۔ ہم گھر جا رہے ہیں' موبائل اپنی پاکٹ میں ڈالتے وہ اسے ساتھ لیے اب پارکنگ میں جا رہا تھا جس پر بھیگی بھیگی آنکھوں سے اس نے سر ہلایا تھا۔۔۔ ڈاکٹر سے وہ لازمی آج ہی کی تاریخ میں ملنا چاہتا تھا اس لیے اب وہ وقت لے رہا تھا اس سے۔۔۔۔۔۔



BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہو گئی تمھاری واپسی۔۔۔؟؟" رات کے دس بجے وہ ہائل واپس لوٹا تھا جب نور لہدی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی استفسار کیا تھا۔

دراوازا کھولنے کے بعد وہ اب اپنے جوتے اتار رہا تھا شوریک کے پاس جدھر سے چہل پہن کے اسے دیکھا تھا جو کمرے میں مانند ہیرا کیے سامنے لیپ ٹاپ رکھے شاید کوئی مووی دیکھ رہی تھی ساتھ ساتھ پاپ کارن سے بھی انصاف جاری تھا

"بڑے افسوس کی بات ہے۔۔۔" اپنی گھڑی اتارتے سائیڈ ٹیبل پر رکھی تھی اور اس کے بولنے پر واپس لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹائے اسے دیکھا تھا جو شاید نہیں یقیناً اسے ہی سنارہا تھا

"کیا واپس آنا!!! کہہ سکتے ہو" کندھے اچکائے نظریں واپس مووی پر تھیں جدھر دلچسپ مرحلے میں داخل ہو گئی تھی

"میں تم سے بات کر رہا ہوں۔۔۔"!! ہاتھ مار کر لیپ ٹاپ بند کر کے اسے اپنے شکنجے میں لیا تھا اور لائٹس آن کرتے اسے ٹیبل پر بیٹھنے کے انداز میں رکھا تھا۔۔۔

"آہستہ رکھو تمہارا ہی ہے۔۔۔" اپنی نظر اندازی سے بری طرح کھلی تھی جس کا غصہ اس نے لیپ ٹاپ کو بیٹھتے نکالا تھا۔۔۔

"چپ ایک دم چپ اب ایک لفظ نکلے تمہاری زبان سے" لیپ ٹاپ لینے کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا تھا جس پر وہ سب سے پہلے ہاتھ اس کی دھیمی سی مسکراہٹ کو دیکھتے۔۔۔

"کس خوشی میں چپ رہوں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ بلکہ یہ تو بتاؤ ٹینا کے ساتھ ڈیٹ کیسی رہی۔" وہ جو اس کے غصے کو خاطر میں نہیں لارہی تھی کھسکتی اس کے پاس آتی مسکراہٹ کی نمائش کرتی آنکھوں میں شرارت لیے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"جس خوشی میں وہ تمہاری سوتن بننا چاہتی ہے۔۔۔ یہ تھی ڈیٹ۔۔۔ اب خوش ہو"!! طنزیہ انداز میں بولتے اس کا ہاتھ اپنے بازو سے جھٹکا تھا اور وہ ایک لمحے کو فریز ہوئی تھی لیکن اگلے ہی سیکنڈ بالکل ریلیکس ہوئی تھی۔۔۔

"ہاں میں خوش ہوں کیونکہ میں جانتی ہوں تم ایسا کم از کم میری زندگی میں نہیں کرو گے " سراب اس کے کندھے پر رکھتے دوسری طرف سے بازو کا ہالہ بنایا تھا۔۔۔

"اور یہ خوش فہمی کیونکر ہے "!! چہرے کی سختی زرا کم ہوئی تھی لیکن بل ہنوز قائم و دائم تھے

"کیونکہ تم صرف میرے ہو۔۔۔ سمپل " سراٹھاتے نرم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا جس کے بل اس کے فقرے پر فوراً غائب ہوئے تھے

"اسی لیے اس کے ساتھ ڈیٹ پر بھیجا تھا"!!

چہرے کی سختی اور ماتھے کے بل ختم ہو گئے تھے لیکن کچھ کچھ مصنوعی غصہ کرنا بنتا تھا

"وہ تو اس لیے بھیجا تھا تا کہ ایک آخری ملاقات کر سکو اپنی اس ناہونے والی محبوبہ سے اور اسے اچھی طرح بتا سکو کہ کون تمہاری زندگی میں ایم ہے اور کون نہیں۔۔۔ اور میرا سر کھانے کا اچھی طرح جواب بھی دے دو۔۔۔ اور یہ ان دو دنوں کا بدلہ بھی تھا جس میں لنچ اور ڈنر اس کے ساتھ ہی کیا تھا۔۔۔ " اس کے ہاتھ پر آڑی ترچھی لکیریں کھینچتی اس سے بول رہی تھی جس کا چہرہ اب بالکل نارمل ہو چکا تھا اور اس کی باتوں پر مسرت نے ڈیرہ جمایا تھا۔۔۔

"دے آیا ہوں جواب اپنی ناہونے والی محبوبہ کو اور میں نے اس کے ساتھ لنچ یا ڈنر نہیں کیا تھا بلکہ وہ آفیشل لنچ اور ڈنر تھا جو اس کے ابا کے ساتھ تھا جس میں کم از کم میں تو اسے آنے سے منع نہیں کر سکتا تھا " اس کے ہاتھ کو تھامتے اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلایا تھا اور اپنی طرف سے وضاحت دی تھی۔۔۔

"میں جانتی ہوں۔۔۔ وہ تو بس تمہیں چڑانے کے لیے کہا تھا۔ ڈنر کر کے ائے ہو؟؟ " اپنا سرا ایسے ہی رکھا تھا اور پر یقین لہجے میں کہتے اسے یقین دہانی کروائی تھی

"نہیں"!... غیر مرئی نقطے پر نگاہ جماتے اس نے بس اتنا ہی کہا تھا۔۔۔

"میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں چلیں پھر"!!! اپنا سراپو براٹھایا تھا

"ہاں اٹھو تیار ہو لو۔۔۔ میں زرا چینج کر لوں" اس کے ماتھے پر لمس بکھیرتے واشر و م کی جانب بڑھا تھا جس پر وہ اپنا سرخ ہوتا چہرہ لیے بس سر ہی ہلا سکی تھی۔۔۔۔

"آپ کو مجھے بتانا چاہیے تھا بابا" ایک بجے اس کی آنکھ کھلی تھی جب اسے بابا کی کال آرہی تھی۔ جبرائیل اسے آرام کی تاکید کرتا خود کہیں چلا گیا تھا۔ آج اتوار تھا تو آفس سے بھی چھٹی تھی اس لیے نانا کے اصرار پر وہ ادھر ہی رک گئے تھے۔ نانا بھی اس کی روئی روئی آنکھیں دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے لیکن جبرائیل خان کے تسلی دینے پر خاموش ہو گئے تھے۔۔۔

"آپ پریشان ہوتیں۔۔ اس لیے نہیں بتایا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ویڈیو کال چل رہی تھی جس پر بابا کے چہرے پر پریشانی آئی تھی۔۔

"پریشان تو میں اب بھی ہوئی ہوں بابا" ابھی تک وہ بستر میں ہی تھی۔

"تب آپ زیادہ پریشان ہوتیں ماہی۔۔۔" بابا کو جب کبھی اس پر زیادہ پیار آتا تب اسے ماہی کہتے تھے

"کیا آپ دونوں نے پریشان پریشان لگائی ہوئی ہے۔۔۔ ماہ روش آپ کے بابا اور آپ کی پریشان کی رٹ سے میں پریشان ہو چکی ہوں " اب سکرین پر بابا کے ساتھ ماما کا چہرہ بھی نمودار ہوا تھا جس پر وہ ان دونوں پر خفا ہو رہی تھیں۔۔۔ ماہ روش ان کے انداز پر مسکرائی تھی

"اب نہیں ہیں ہم پریشان کیوں کہ مقصد صرف آپ کو پریشان کرنا تھا۔۔۔ کیوں بابا " اب وہ فریش ہو چکی تھی۔ اس کی انرجی ڈوز اس کی اپنی فیملی تھی۔۔۔ بابا اس کی بات ہر مسکرائے تھے

"آپ کو کیا ہوا ہے ماہ روش۔۔۔ آنکھیں کیوں لال ہو رہی ہیں " بغور اس کے چہرے کو دیکھتے انہوں نے اسے پوچھا تھا جن کے چہرے پر سنجیدگی در آئی تھی۔۔۔ ماہ روش نے فوراً چہرہ ڈریسنگ کی جانب موڑا تھا اور اسے دیکھتے اپنی جلد بازی کا احساس ہوا تھا۔۔۔ سوتے سے اٹھتے ہی فوراً وہ کال پے آچکی تھی جبکہ اس کی آنکھوں کی سرخی سونے سے نہیں بلکہ رونے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔۔ صبح سات بجے سے ایک بجے تک وہ مسلسل سوتی آئی تھی لیکن رونے کا اثر زائل نہیں ہوا تھا۔ ماما کے غور کرنے پر بابا کے شک پر بھی مہر لگی تھی جو کب سے دیکھ رہے تھے لیکن انہوں نے استفسار نہیں کیا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ماما بھی جاگی ہوں اس لیے لال ہیں " اس نے جھوٹ نہیں بولا تھا

"ماہی یہ سونے سے لال نہیں ہیں "!! رونے کا لفظ انہوں نے بولنے سے اجتناب ہی کیا تھا

"آپ کو مس کر رہی تھی اس لیے۔۔۔ " بلاخر جھوٹ بولنے سے بہتر تھا وہ سچ کہہ دیتی۔

اس نے مکمل سچ نہیں بولا تھا لیکن یہ جھوٹ بھی نہیں تھا۔۔۔

"ہم انشاء اللہ بہت جلد واپس آجائیں میری جان آپ اداس نا ہوں۔۔۔ " ماما کا دل بھی گداز ہوا تھا

"ماما کر رہی تھی۔۔۔ اب نہیں کر رہی " تھی پر زور دیتے اس نے لہجے میں بشاشت پیدا کی تھی

مما اور بابا اس کی بات پر بس مسکرا ہی سکے تھے جانتے تھے اگر مزید کچھ ایسا ویسا کہا تو جو وہ ضبط کا دامن تھامے ہوئے ہیں وہ رو دیے گی۔۔۔ اگلے چند منٹوں میں بابا نے ایک دفعہ پھر اپنی روانگی کا پلان اسے بتایا تھا اور اس نے حمزہ کی فلائٹ کے بارے میں بتایا تھا۔۔۔ بابا لوگ ابھی مکہ سے مدینہ روانہ ہونے لگے تھے اور پھر جدہ سے ان کی امریکہ کی فلائٹ تھی وہاں ایک ہفتہ گزارنے کے بعد حمزہ کے ساتھ ہی واپسی تھی۔ کال بند ہونے کے بعد وہ انہیں اپنے دل کی بے چینی کا نہیں بتاپائی تھی۔۔۔ عجیب ہی بے سکونی کا سبب بن رہا تھا۔۔۔ کچھ سوچتے اٹھ کر اس نے ظہر ادا کرنے کا ارادہ کرتے اٹھی تھی اور واش روم میں جا بند ہوئی تھی۔۔۔۔۔



جبرائیل خان اسے ڈاکٹر کے پاس لایا تھا جب ماہ روش نے ہسپتال کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔
 "مجھے کہیں نہیں جانا ہے" اسپتال کے باہر بڑے بڑے حروف میں سائیکسٹ لکھا ہو نظر آرہا تھا
 "میں پاگل نہیں ہوں۔۔۔ مجھے کہیں بھی نہیں جانا ہے" جبرائیل کے بتانے پر کہ ہم تمہاری ڈاکٹر کے پاس جائیں گے تو وہ راضی ہو گئی تھی لیکن یہاں آکر دیکھتے وہ اندر جانے سے انکاری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔
 "میں جانتا ہوں آپ پاگل نہیں ہیں۔۔۔ ہم بس سیشن کروائیں گے۔۔۔ میں آپ کے ساتھ ہوں گا" اسے ریلیکس کرنے کے لیے جبرائیل خان نے اسے تھامنا چاہا تھا لیکن وہ اس سے دور ہو رہی تھی۔۔۔
 "آپ مجھے دھوکے سے یہاں لائے ہیں۔۔۔" وہ مسلسل انکاری تھی۔۔۔

"دیکھیں ماہ روش!!! یہ ضروری ہے۔۔۔ بس ایک دفعہ۔۔۔ پلیز میری مان نے۔۔۔ آئی پر اس کوئی بھی کچھ نہیں کہے گا۔۔۔" اسے تھامتے چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیتے بھرپور یقین دہانی کروائی تھی

"آپ جھوٹ تو نہیں بول رہے!!" اس کے ہاتھوں پر گرفت سخت کرتے اس نے تصدیق چاہی تھی

سرنال میں ہلاتے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"تمام سیشن کے وقت وہ سختی سے جبرائیل خان کا ہاتھ تھامے وہ سختی سے بیٹھی رہی تھی۔ ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ اسے لیے گھر واپس آگیا تھا اور اسے چھوڑنے کے بعد وہ واپس گیا تھا کیونکہ کچھ تھا جو اس کی موجودگی میں ڈاکٹر نہیں بتانا چاہتی تھیں۔۔۔"

"آپ کی بیوی جھوٹ بول رہی ہیں!!" ڈاکٹر کے الفاظ پر وہ ششدر رہ گیا تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

آپ کی بیوی جھوٹ بول رہی ہیں!!" ڈاکٹر کے الفاظ پر وہ ششدر رہ گیا تھا۔۔۔

یہ سننا اس کے لیے غیر متوقع تھا۔ جھٹکا لگا تھا یہ سن کے شاید سائیکسٹ کو بولنے میں غلطی لگی تھی اس کے خیال میں لیکن اس کا چہرہ بالکل سنجیدہ تھا کہی بھی بھول چوک کی گنجائش کی رمتق ظاہر نہیں ہو رہی تھی

"سوری ٹو سے میں سمجھا نہیں" اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے اس نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔ کچھ تھا جو غلط تھا۔ یہ بات بالکل ہی اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی یا سننے میں غلطی لگی تھی۔۔۔

"مسٹر جبرائیل!! آپ کی بیوی اپنے فوبیا کے بارے میں جھوٹ بول رہی ہیں یا شاید کچھ چھپا رہی ہیں۔۔۔ ابھی واضح نہیں ہے کہ وہ کیا چھپا رہی ہیں لیکن ان کا چھپانا یہ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ خوفزدہ ہیں کسی چیز سے۔۔ یقیناً یہ خوف سب پر حاوی ہے جس کا کہیں نا کہیں تعلق ان کے فوبیا سے ہی جڑتا ہے یا ہو سکتا ہے کہ جس کو ہم ان کے ڈر کی اصل وجہ سمجھ رہے ہیں وہ ہو ہی نا ہو۔۔۔۔۔" پروفیشنل انداز میں کہتے وہ حیران کر گئی تھیں۔۔۔۔۔ جس کے چہرے پر تاثرات دیکھ کر ڈاکٹر نے دوبار اسلسلہ کلام جوڑا تھا اور اپنے سامنے رکھی ماہ روش کی فائل کو دیکھتے کسی ایک نقطے پر سوچ کی نگاہ جمائی تھی۔۔۔۔۔ ساتھ ساتھ نظریں فائل اور جبرائیل خان کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں

"ابھی جس نتیجے پر میں پہنچی ہوں آپ کو انہیں ہر طرح کے خوف سے آزاد رکھنا ہے۔ کیونکہ وہ جب بھی کسی چیز کے بارے میں حد سے زیادہ سوچتی ہیں تو اسے سرپے سوار کر لیتی ہیں۔۔۔ یہ ان کے دماغ کی رفتار کو سست کر دیتا ہے اور ان کے خوف کو مزید بڑھانے کی وجہ بنتا ہے۔۔۔۔۔ جو شاید یقیناً بہت ڈینجرس ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان کا بلیوں سے خوف زدہ ہونا حقیقت بھی ہو۔۔۔۔۔"

یہ ہمارا پہلا سیشن تھا تو پہلے ہی سیشن میں کوئی بھی سائیکالوجسٹ مکمل آپ کو پیشینہ کے متعلق آگاہی نہیں دے سکتا ہے تو آپ کو انہیں دوبارہ ہمارے پاس لے کر آنا پڑے گا لیکن اس سے پہلے آپ انہیں ہر وقت خوش رکھیں کسی بھی وقت انہیں اکیلانا چھوڑیں بلکہ انہیں کسی ناکسی کام میں مشغول رکھیں۔۔۔۔۔ ٹینس ماحول سے انہیں زرا دور رکھیں۔ ان کے لیے زیادہ سوچنا موافق نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس سے وہ ذہنی دباؤ کا شکار ہوں گیں۔۔۔۔۔ جتنا ذہنی دباؤ کم ہو گا ہم کلیئر لی اصل وجہ جان سکیں گے۔ ویسے بھی وہ ابھی بہت چھوٹی ہیں۔۔۔۔۔ اتنا خوف زدہ ہونا ان کی میرڈلائف اور نارمل لائف کو بھی ڈسٹرب کر سکتا ہے۔۔۔۔۔"

کمرے کی دبیز خاموشی میں ڈاکٹر کی آواز گونج رہی تھی۔ گھڑی کی سوئیاں بھی اپنی رفتار جاری رکھے ہوئے

تھیں۔۔۔ کہیں نا کہیں جبرائیل خان کے دماغ میں ماہ روش کی انسکیورٹی گونج رہی تھی اس کا دل کیا تھا کہ انہیں بتائے کہ اسے لگتا ہے کہ شاید ماہ روش کا اصل ڈر اور خوف اپنے خونی رشتوں سے دور ہونے کی انسکیورٹی ہے۔ لیکن نا جانے کیا سوچے وہ خاموش ہوتے اسے کسی اور وقت پر ڈالتے ڈاکٹر کو مشورے پر عملدرآمد کروانے کی یقین دہانی کرواتے کمرے سے نکل چکا تھا۔۔۔

اسپتال کی راہداری سے گزرتے، پارکنگ تک پہنچتے، گاڑی چلاتے، گھر کی جانب روانہ ہوتے اس کے دماغ میں وہی باتیں گونج رہی تھیں۔۔۔ ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتے دوسرے ہاتھ سے وہ پیشانی مسل رہا تھا اور بازوؤں کے کف اس نے حسب عادت موڑ رکھے تھے۔

گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ گیراج سے اندر کی جانب بڑھنے لگا تھا جب دوبار مورے کی کال تھی حویلی سے۔۔۔۔۔ ادھر ہی گاڑی سے ٹیک لگائے وہ کھڑا ہو گیا تھا اور نظروں کو سامنے لان کے پھولوں پر جمایا تھا۔

"جی۔۔۔ مورے میں بس کل آرہا ہوں۔ آپ پریشان نہیں ہوں۔۔۔ جی جی ماہ روش بھی میرے ساتھ ہی آئیں گیں۔۔۔ آپ بس بی جان اور داجان کے کھانے کا خاص خیال رکھیں۔ انہیں زیادہ پریشان مت ہونے دیں۔۔۔ ہم کل پہلی فرصت میں ہی آتے ہیں۔۔۔ اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔ سلام ہو " مورے کی پریشانی دیدنی تھی۔ تین دن ہو گئے تھے ولی گھر نہیں آیا تھا اور داجان اور بی جان لاکھوں اصرار پر بھی ان کے ساتھ کھانا نہیں کھا رہے تھے بلکہ اپنے کمرے میں کھاتے تھے اور خود کو کمرے میں نظر بند کر لیا تھا۔۔۔ صرف مسجد میں جانے کے لیے نکلتے تھے وہ بھی اس وقت جب تایا جان ہو کر آجاتے جبکہ زوار خان اسی

دن سے ایک کیس کے سلسلے میں کہیں گئے ہوئے تھے اور داجان کی اس حرکت سے ناواقف تھے۔۔۔۔۔
جو وہ سب سے ناراض ہو کر بیٹھے تھے۔

مورے نے بلاآخر اس عجیب سی روٹین سے تنگ آکر جبرائیل خان کو بلانا ہی بہتر سمجھا تھا کیونکہ ان
ساروں کے کس بل صرف وہ ہی سیدھا کر سکتا تھا۔۔

جبرائیل خان نے انہیں اپنے آنے کی یقین دہانی پکی کرواتے گیراج سے قدموں کا رخ گھر کی جانب بڑھتی
چھوٹی سی راہداری کی سمت کیا تھا اور باقی سب سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے ماہ روش کے متعلق سوچا تھا۔۔۔
فحال ماہ روش زیادہ اہم تھی۔۔۔ یا وہ ہمیشہ سے اہم تھی۔۔۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لاونج سے کمرے کی جانب جانے کے بجائے آوازوں کا تعاقب کرتے کچن کی جانب آیا تھا جدھر وہ نانا کے
ساتھ کچن میں منہ بسورے کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے دیکھتے مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اب وہ بھی دبے قدموں
کچن کے دروازے کے بالکل درمیان میں آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"یار نانا آپ زیادتی کر رہے ہیں ایک وہ آپ کی ہٹلر بیٹی کم ہیں جو آپ بھی مجھے ان گھریلو کاموں میں لگا
رہے ہیں !! دروازے کی جانب پشت کیے وہ ہانڈی میں چچ ہلانے کے ساتھ ساتھ زبان بھی تو اتر سے ہلا
رہی تھی۔ نانا بھی کرسی پر بیٹھے اسے سن رہے تھے۔

"ماہی زبان کم اور چمچ زیادہ ہلاؤ کھیر جل جائے گی۔۔۔۔ اور کبھی کبھار کچن کا کام کرنے سے کچھ نہیں جاتا۔۔۔۔"

اور میری بیٹی کو یاد کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔ "اپنے سامنے رکھے سیب کو اچھی طرح چھیل کر اس کی قاشیں بنارہے تھے۔۔۔۔"

"یار نانا میرا بہت کچھ جاتا ہے۔۔ اتنے ٹائم میں ہم نے مووی دیکھ لینی تھی، شاپنگ کر لینی تھی، باہر سے کھانا کھا آنا تھا "پشت کیے اب بھی زبان کی رفتار تیز تھی۔ دونوں نفوس ابھی تک جبرائیل خان کی آمد سے بے خبر تھے۔۔۔۔"

"ماہی مووی ہم پھر کسی وقت دیکھ لیں گے جبکہ جبرائیل کو کھیر بہت پسند ہے۔ اس لیے تمہارے ہاتھ کی کھیر کھا کر اسے اچھا لگے گا "اشاروں کنایوں کی بجائے انہوں نے صاف اور سیدھے الفاظ میں کہا تھا جس پر جبرائیل خان کے چہرے پر ایک محبت بھری مسکراہٹ ان دونوں کے لیے ابھری تھی جبکہ ماہ روش کا فلک شگاف قہقہہ برآمد ہوا تھا۔۔۔۔ چمچے چولہے کے ساتھ رکھی پلیٹ پر رکھتے وہ بولتے مڑی تھی

"نانا میرے ہاتھ کی کھیر اگر وہ کھائیں گے تو میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ اگلی دفعہ کھانے سے قبل سودفعہ تو بہ کریں گے۔۔۔۔ اور ویسے بھی انہیں میرا کچن میں کام کرنا قطعاً پسند نہیں ہے۔۔ آپ ہی مجھے زبردستی یہاں لائے بیٹھے ہیں "پہلی بات حقیقت کہتے اگلے جملے کو اپنی مرضی کے مطابق ادا کرتے مانوس سی خوشبو محسوس کرتے وہ مڑی تھی۔ محسوس تو کافی دیر سے کرچکی تھی مخصوص خوشبو لیکن اپنا وہم گردانتے اس نے انکسور کیا تھا لیکن اب کھیر کی خوشبو سے زیادہ اس کے کلون کی مہک ہو گئی تھی۔۔۔۔ پہلے کھیر کی خوشبو کی وجہ سے وہ محسوس نہیں کر پائی تھی لیکن جب خوشبو کا تسلسل برقرار رہا تھا تو اسے محسوس کرتے وہ چولہے کی آنچ دھیمی کرتی مڑی تھی۔ پھر اپنے جملے پر وہ گڑبڑائی تھی۔ اب یہ دوسری

دفعہ تھا کہ اس سے پوچھے بغیر وہ بڑے دھڑلے سے کہہ رہی تھی کہ اس کا بچن سنبھالنا اسے کچھ خاص پسند نہیں ہے۔

"جبرائیل!! میں نے ٹھیک کہا ہے نا" اسے دیکھتے گڑبڑانے کے بعد وہ فوراً سے پہلے ہی خود کو تھکی دیتی نارمل ہوئی تھی۔۔۔ نانا نے اس کی نظروں کے تعاقب میں پیچھے مڑتے اسے دیکھا تھا جس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"بس اب ٹھیک ہو گیا میں مزید چولہے کے آگے نہیں کھڑی ہو سکتی بلکہ آپ خود ہوں یا آپ کے یہ داماد صاحب۔۔۔ جو سر اثبات میں ہلا کر مہر لگا چکے ہیں کہ میرا بچن میں جانا انہیں بالکل بھی پسند نہیں ہے"

جلدی سے اپرن اتارے اسے کرسی کی پشت پر رکھتی نانا کے ساتھ والی کرسی سنبھالی تھی مبادا وہ دونوں ہی اپنا ارادہ نابل لیں۔۔۔

اس کی پھرتیاں دیکھتے نانا نے مسکراہٹ دبائی تھی جبکہ جبرائیل خان نے دروازے سے ٹیک چھوڑتے اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بہت غلط بات ہے ماہی۔۔۔۔ ادھورا کام نہیں چھوڑتے ہیں اور جبرائیل کے منہ میں الفاظ دینا بند کروں۔۔۔ دیکھ رہا ہوں میں زبردستی بلوار ہی ہو اس سے " نانا آج فل ماما جان کی کاپی بنے ہوئے تھے

"یار نانا آپ۔۔۔۔ اس سے قبل کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی خلیل بھائی نے آکر حمزہ کی کال کی اطلاع دی تھی جس پر اس کے چہرے کے تاثرات یک لخت تبدیل ہوئے تھے۔۔۔

ڈر، خوف نے ایک لمحے کو ڈیرہ جمایا تھا لیکن جلد ہی وہ خود کو کمپوز کر گئی تھی

"میں حمزہ سے بات کرنے جا رہی ہوں آپ دونوں مرد حضرات اب خود ہی کچن سنبھالیے گا۔۔۔" نانا کی پلیٹ سے سیب کی دوکاشیں اٹھاتی وہ مسکراتی، نگاہیں بچاتی اٹھ گئی تھی۔۔۔ کہیں اس سے پہلے نانا سے دوبار نانا آواز دے دیں۔۔۔۔۔

"پریشان ہو؟؟؟" پلیٹ اس کے آگے کی تھی جو کسی سوچ میں گم تھا اور ہاتھ کرسی کی بیک پر مضبوطی سے جمار کھے تھے اور ان کی سرخی اس بات کا غماز تھی کہ بہت سختی سے ان کی گرفت کرسی پر ہے۔ نانا کے ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھنے سے وہ کسی گہری سوچ سے باہر نکلا تھا۔۔۔ اپنے ہاتھوں کو اس نے ڈھیلا کرتے وہی ڈائینگ ٹیبل کی کرسی سنبھالی تھی جن پر چند لمحے قبل ماہ روش براجمان تھی۔۔۔

"اب نہیں ہوں"!! ان کے باریش چہرے کو حصار میں لیتے عقیدت سے جواب دیا تھا اور ان کی پلیٹ سے سیب اٹھایا تھا۔

"ماہی ٹھیک ہے نا"!! ناجانے اپنے کس خدشے کی تصدیق چاہ رہے تھے۔ پچھلے کئیں دنوں سے انہیں وہ پہلے والی ماہی نہیں لگی تھی۔ کچھ تھا جو غلط تھا۔ جو ان کی نگاہوں سے پوشیدہ تھا جس سے جبرائیل ان کے سامنے پردہ اٹھا چکا تھا۔ گرینڈ ہاٹل میں دوبارہ فو بیٹاٹیک اور پھر کل جس حال میں انہوں نے اسے ایئر پورٹ سے واپسی پر دیکھا تھا یہ ان کا دل یا وہ ہی جانتے تھے کس طرح انہوں نے اسے برداشت کیا تھا۔۔۔ دل کئیں سو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا۔۔۔۔۔ لیکن پھر جبرائیل خان نے جس طرح اسے ایک ہی دن میں نارمل کیا تھا یہ بھی خوش آئند بات تھی کہ ان کی بیٹی صحیح ہاتھوں میں سوئی گئی تھی۔۔۔

"وہ ٹھیک ہو جائیں گیں" اس ہستی وہ کبھی بھی کسی بھی مقام پر جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ اس لیے تسلی دینے والا انداز اپنایا تھا لیکن کس حد تک اس میں یقین تھا یا نہیں وہ خود بھی بے خبر تھا۔۔۔

"اسے لازمی ٹھیک ہونا ہے جبرائیل۔۔۔ وہ میری بیٹی ہے۔۔۔ اور یہ ذمہ داری تمہیں سونپی گئی ہے " اس کے کندھے پر ہاتھ کا دباؤ ڈالتے تحکم جماتے اسے باور کروایا تھا۔ لیکن ان بوڑھے ہاتھوں میں پہلی دفعہ لرزش پیدا ہوئی تھی۔ جسے بروقت تھامتے جبرائیل خان نے اپنے روایتی انداز میں چوم کر آنکھوں سے لگاتے یقین دہانی کروائی تھی

"وہ لازمی ٹھیک ہوں گیس یہ جبرائیل خان کا اپنے استاد محترم سے وعدہ ہے " اس کے لہجے کی پختگی پہاڑوں کی چٹانوں کی مانند دکھائی دے رہی تھی جس پر بوڑھی آنکھوں کی روشنی میں اصفافہ ہوا تھا۔ ان کی جوت جو کچھ لمحے قبل بجھ گئی تھی وہ واپس لوٹ آئی تھی۔۔۔

معاکسی چیز کے جلنے کی سمیل پر دونوں نے چونک کر چولہے کہ جانب دیکھا تھا جدھر شاید نہیں یقیناً کھیر کے لگنے کی باس پھیل رہی تھی۔ نانا اور جبرائیل خان کے تیزی سے اٹھنے سے قبل ہی باہر سے ماہ روش باہر سے بھاگی آئی تھی اور پھیلی سمیل سو نگھتے بے ساختہ اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ان دونوں کو گھورا تھا۔

"کون سی رومیو جولیٹ کا یہاں ٹریلر چل رہا تھا جو آپ کو اس کی سمیل ہی نہیں آئی۔ میری چار گھنٹے کی محنت آپ لوگوں نے چار منٹ میں ہی ضائع کر دی ہے " برنر بند کرتے ساتھ ہی انہیں افسوس بھری نظروں سے دیکھتی پکن سے نکلی تھی جس پر نانا اور جبرائیل خان نے ایک دوسرے کو دیکھتے کندھے اچکائے تھے جبکہ اس کے سامنے وہ کچھ نہیں بولے تھے۔۔۔ یقیناً وہ ان دونوں پر کب سے لاؤنج میں موجود فون سٹینڈ سے ٹیک لگائے فون سنتے نظریں جمائے ہوئے تھی اسی لیے انہیں طنز سے نوازتی دوبارا چلی گئی تھی اور اب کی دفعہ اس نے لاؤنج کی بجائے اپنے کمرے کو ترجیح دی تھی۔۔۔

"تم خیریت سے پہنچ گئے تھے نا؟؟؟" ان دونوں مرد حضرات کو سنانے کے بعد وہ دوبارہ کارڈ لیس فون کے پاس آئی تھی جدھر حمزہ کال پر تھا۔ پھر اسے اپنے فون نمبر ہے کرنے کا کہہ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ کال اٹھاتے پہلا سوال ہی یہ کیا تھا۔ اس کی بے چینی اور بے تابی دیکھتے وہ لمحہ بھر کو مسکرایا تھا

"ماہی تم نے کتنی دفعہ یہ سوال پوچھنا ہے۔ میں خیریت سے ہی پہنچ گیا تھا۔ پریشان مت ہو۔ تمہارے سامنے ہوں۔ الحمد للہ بالکل خیریت سے۔۔۔" اس کے چوتھی یا پانچویں دفعہ پوچھنے پر حمزہ نے تعجب سے اس کے چہرے کو دیکھتے نرمی سے جواب دیا تھا۔ جو اسے پریشان لگا تھا۔ لیکن اس کا جواب سننے کے بعد چہرے کا چھپاؤ رقد رے کم ہوا تھا۔

"کیا کوئی پریشانی ہے؟؟؟" اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتے وہ پوچھ بیٹھا تھا

"ہاں بہت بڑی" اپنی آواز میں نادیدہ خوف پیدا کیا تھا اور وہ جو کرسی سے ٹیک لگائے آرام دہ حالت میں بیٹھا ہوا تھا ٹرپ کے سیدھا ہوا تھا

"کیا۔۔؟؟" حالت ایسی تھی کہ اگر وہ بتائے گج نہیں تو قیامت تک اسی حال میں گزار دے گا۔۔۔

"وہ۔۔؟؟" چہرے پے ڈر لاتے وہ ایکٹنگ کرتے زرا زرا اٹھہر کے بول رہی تھی۔۔۔

"وہ کیا ماہی آگے بولو؟؟" اس کی ہارٹ بیٹ وہ ویڈیو کال پر بخوبی دیکھ سکتی تھی اور سن بھی رہی تھی۔۔۔

"وہ یہ کہ !!! ڈرامائی انداز میں ایک دفعہ پھر وقفہ لیا تھا جس پر حمزہ اپنے بال نوچ کے رہ گیا تھا۔۔۔

"یار اللہ کا واسطہ ہے اپنی بات مکمل کرو کیوں سسپینس پھیلا رہی ہو"

"وہ یہ کہ مجھ سے جبرائیل کے لیے بنائی کھیر جل گئی ہے۔۔۔" مسکراہٹ دباتے اس نے اپنی بات مکمل کی تھی جس پر حمزہ کا دل کیا تھا اگر وہ اس کے پاس ہوتا تو بنا لحاظ کیے اسے آج سچ میں جڑ دیتا۔ اسے ہلا کے رکھ دیا تھا۔۔۔

"تم فلحال مجھ سے بات مت کرو" کھٹاک سے ویڈو کال آف کی تھی۔ جس پر ماہ روش کا تہقہہ بے ساختہ تھا۔ مطلب اسے حمزہ کو ڈرانے میں بہت مزہ آیا تھا۔ لیکن اس سے دوبار بات کرنے کا وہ ارادہ رکھتی تھی۔ موبائل فون ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے اپنے حلیے پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالی تھی پھر الماری سے کپڑے لیے واشروم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

کھانے کے بعد میٹھے کا دور چلا تو اس نے ناراض نظروں سے ان دونوں کو دیکھا تھا جو اپنی اپنی پلیٹ میں کھیر ڈال رہے تھے۔۔۔ ڈالنے کے بعد اب وہ آرام سے کھا رہے تھے۔ جلی ہوئی کھیر کیسے وہ آرام سے کھا رہے تھے۔ اس کی حیرانی بجا تھی۔

"آپ لوگ اتنے مزے سے کیوں کھا رہے ہیں۔ جلی ہوئی کھیر ہے یہ۔۔۔" نانا کی پلیٹ کو ایک سائیڈ پے کرتے کھانے سے منع کیا تھا اور جبرائیل خان نے ہاتھ روک کر اسے دیکھا تھا جس کی نظریں دونوں پر سفر کر رہی تھیں

"یہ میری ماہی نے پہلی دفعہ بنائی ہے۔ اور جلی نہیں ہے صرف زرا سی سمیل آرہی ہے بس۔ ٹیسٹ کر کے دیکھو مزے کی ہے۔۔ ٹھیک کہ رہا ہوں ناجبرائیل "!! محبت سے اس کے وہ ہی ہاتھ تھامتے انہوں نے حرف بہ حرف سچ کہا تھا۔ بات کے آخر میں جبرائیل سے بھی رائے طلب کی تھی۔۔

"نانا ٹھیک کہہ رہے ہیں ماہ روش یہ بہت مزے کی بنی ہے " کیک کے بعد سپیشل اس کے لیے کھیر بنانا جبرائیل کے لیے یہ بہت خوش گوار تھا۔ اسے کھیر کے ٹیسٹ سے زیادہ اس کے خیال کرنے کا ٹیسٹ زیادہ اہم لگا تھا۔ نانا کے کہنے پر ہی سہی وہ اس کے لیے کچن میں گئی تھی اور پھر چار گھنٹے دھیمی آنچ پر اس کے لیے کھیر بنائی تھی۔ کیا ہوا اگر آخر میں وہ نیچے سے لگ گئی تھی جس کی سمیل ساری کھیر سے آرہی تھی لیکن ٹیسٹ لاجواب تھا۔ اسے سچ میں بہت زیادہ اچھا لگا جس کا اس نے برملا اظہار کیا تھا

"آپ دونوں مرد حضرات مجھ سے جھوٹ بولنا بند کریں۔ میں جانتی ہوں زرا اچھی نہیں بنی ہے۔ آپ اسے کھانا بند کریں۔۔ " اب اس نے جبرائیل کے آگے سے بھی پلیٹ اٹھالی تھی۔ اس کا انداز حتمی تھا۔ نانا اور جبرائیل نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ماہی میری بیٹی ہم جھوٹ کیوں بولیں گے"

نانا نے اپنی پلیٹ پر احتجاج کیا تھا

"کیوں کہ آپ میری محبت میں کہہ رہے ہیں کہ کھیر اچھی بنی ہے جبکہ ایسا نہیں ہے " منہ بسورے اس نے وجہ بتائی تھی۔۔

"اور آپ کے خیال میں میں کیوں جھوٹ بول رہا ہوں؟؟ " کرسی کے ساتھ ٹیک لگائی تھی کیونکہ کھیر تو وہ اس کی پہنچ سے دور کر چکی تھی۔ اس لیے ابرو اٹھاتے اسے دیکھا تھا۔

"کیوں کہ آپ میرا دل رکھنے کے لیے کہہ رہے ہیں " برجستہ جواب تیار تھا۔ اس کے جواب پر ہونٹ پھیلے تھے۔۔۔

"ماہی میری بیٹی ہم دونوں میں سے کوئی بھی جھوٹ نہیں بول رہا ہے ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ بلکہ ایسا کرتے ہیں ہم خلیل سے پوچھ لیتے ہیں۔ خلیل آپ ٹیسٹ کر کے بتاؤ ماہی کو۔۔۔ ویسے تو شوگر کی وجہ سے آپ کو منع کیا گیا ہے میٹھا کھانے سے لیکن ماہی کے کھیر بنانے کی خوشی میں آج آپ بھی کھیر کھائیں گے " نانا نے خلیل بھائی کو بھی گھسیٹا تھا۔ ان کی پلیٹ میں کھیر ڈالی تھی جس پر انہوں نے کھیر کی چمچ منہ میں رکھتے ان تینوں کے تاثرات کو ملاحظہ کیا تھا۔ جبرائیل خان نے ابرو اچکاتے پوچھا تھا۔ ماہ روش ان کے ہر تاثر پہ نظر جمائے ہوئے تھی جبکہ نانا کے چہرے پر ہنوز مسکراہٹ ڈیرہ جمائے ہوئے تھی۔۔۔

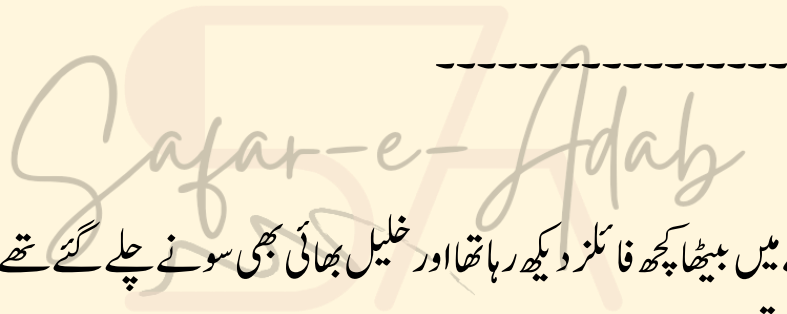
"میم زرا اسی سمیل آرہی ہے لیکن ٹیسٹ بہت کمال کا ہے۔۔۔ بالکل ویسا جیسا میم زارا کے ہاتھ میں ہے " خلیل بھائی نے حرف بہ حرف سچ کہا تھا۔۔۔

"آپ کو کسی نے بلیک میل تو نہیں کیا ہے " اپنی آنکھیں چھوٹی کرتے ایک نظر دائیں جانب بیٹھے جبرائیل خان پر ڈالتے دوسری نظر ان کے سامنے خلیل بھائی پر ڈالتے تفتیشی انداز اپنایا تھا۔ ایسے پوچھنے پر وہ مسکرائے تھے جبکہ جبرائیل خان نے کندھے اچکائے تھے۔

"میں نے حرف بہ حرف سچ کہا ہے " اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے کہا تھا۔۔۔

"ماہی تم خود کھا کے دیکھو " اپنی پلیٹ سے ایک چمچ اس کے منہ میں ڈالا تھا جس پر اس نے برے برے منہ بنائے تھے۔۔۔

"آئی ایم سوری میں تو نہیں کھا سکتی ہوں۔ اس کا ٹیسٹ بے شک اچھا ہے بٹ سمیل۔۔ آپ لوگ میری محبت میں کھانا جاری رکھیں " سنجیدگی سے کہتے اس نے آخر میں شرارتی انداز میں کہا تھا جس پر ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھلی تھی۔ کھانے کے معاملے میں وہ بہت چوڑی تھی۔ اسے ہمیشہ اچھا کھانا چاہیے ہوتا تھا۔ چاہے تھوڑا ہو لیکن کھانا اچھا پکا ہونا چاہیے۔۔ کھانے کے معاملے میں نوکیر و ماتر۔۔۔۔۔ اس لیے اب وہ ان تینوں کو دیکھ رہی تھی جو سکون سے کھا رہے تھے مطلب انہیں فرق نہیں پڑتا تھا اور فرق اس لیے نہیں پڑتا تھا کیونکہ اس نے چار گھنٹے محنت میں لگائے تھے۔ چار گھنٹے کو وہ ڈیڑھ میں بھی کر سکتی تھی لیکن نانا ٹھہرے اپنی بیٹی کی طرح دھیمی آنچ پر پکانے والے تو چار کا مطلب چار ہی تھا۔



"جبرائیل کمرے میں بیٹھا کچھ فائلز دیکھ رہا تھا اور خلیل بھائی بھی سونے چلے گئے تھے جبکہ ماہر روش نانا کے سر پہ سوار ہو گئی تھی۔ BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اب زرا مجھے بتائیں اپنے ان جگری یار کی کہانی۔ کب سے مجھے دھوکے میں رکھا ہوا ہے " نانا جو اسے کچھ دکھانے والے تھے۔ اب واپس اس کے پاس صوفے پر آ بیٹھے تھے۔

"تم نے کبھی پوچھا ہی نہیں ماہی تو دھوکے میں کیسے رکھا ہے " اس کے سامنے جار کیا تھا جس میں بادام اور اخروٹ کے ساتھ چند ایکا اور ڈرائی فروٹس کا مکسچر بنا ہوا تھا

"ہاں تو آپ خود بتا دیتے۔۔ تو اب مجھے شروع سے بتائیں کب سے انہیں جانتے ہیں اور کب سے اپنی عمر سے کم لوگوں سے دوستیاں شروع کر دی ہیں " ہنوز اپنی زبان پر قائم تھی۔۔۔

"اچھا!!! چند لمحے اسے دیکھا تھا جو جا رہا تھا اپنا خروٹ نکال رہی تھی۔ پھر اسے اپنے ساتھ لگاتے وہ بولے تھے۔۔۔۔

"پہلے پہل تمہارے باپ کے ساتھ ملنے آتا تھا اپنے بچپن میں۔ چھٹیوں میں ایک آدھ دفعہ اسے لازمی ساتھ لاتے تھے۔ اس کے بعد تمہارے والد کے امریکہ جانے کے بعد اپنے کالج کے زمانے میں بھی رابطہ جاری رکھا تھا۔ پھر جب میں بھی امریکہ چلا گیا تین سال کے لیے تو وہ بھی پیچھے پیچھے ہو لیا تھا اور تین سال کا عرصہ بھی میرے ساتھ ہی گزارا ہے۔ جو اس کے بقول اس کی زندگی کا بہترین دور ہے۔ اپنا بزنس اس نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ مل کر ادھر ہی سٹارٹ کر لیا تھا لیکن ہماری واپسی پر وہ بھی ادھر ہی واپس آ گیا تھا۔ میرے سمجھانے پر بھی کہ وہاں وہ اپنا سب کچھ اسٹیبلش کر کے پھر یہاں آئے کیوں کہ اس کے دوست اپنی کمپنی کو پاکستان منتقل کرنے پر راضی نہیں تھے لیکن اس معاملے میں اس نے میری بھی نہیں مانی اور میرے پیچھے ہی چلا آیا تھا۔ اس کا ماننا ہے کہ میرے بغیر وہ ہر جگہ پر زیرو ہے۔ وہاں چھوڑ کر آنے کے بعد یہاں آ کر اس نے نئے سرے سے سب کچھ سٹارٹ کیا تھا اور اگلے پانچ سالوں میں اس نے اپنی کمپنی کو بہت آگے تک پہنچایا تھا۔ خیر اس دوران آنا جانا لگا رہا تھا۔۔۔۔ پھر آپ لوگوں کی پاکستان واپسی پر اس نے تمہاری غیر موجودگی میں آنا شروع کر دیا تھا کیونکہ تم اس سے چڑتی تھی۔ یہ تھی ساری اس سے دوستی کا احوال۔۔۔ ویسے ایک بات بتاؤں ماہی میرا وہ دوست نہیں ہے بلکہ "!!! ساتی روداد

سنانے کے بعد آخر میں انہوں نے اس کا سراپنہ کندھے سے اٹھتا محسوس کرنے کے بعد کہا تھا جس پر اس نے ابرو اٹھاتے چھوٹی آنکھیں کیے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

"وہ میرا بیٹا ہے۔ اس سے محبت مجھے ایسے ہیں تم سے۔ اس کی تکلیف مجھے یہاں محسوس ہوتی ہے۔ بس وہ ہے ہی ایسا کہ اس سے محبت ہو جاتی ہے۔۔۔۔" نانا کی آنکھوں میں روشنی تھی جبرائیل خان کا ذکر کرتے وہ روشنی جو صرف ماہ روش کے متعلق ہوتی تھی لیکن آج اس نے کسی اور کے لیے دیکھی تھی۔ عجیب بات یہ تھی کہ اسے حسد نہیں ہوا تھا پتا نہیں کیوں۔۔۔ پہلے جب بھی نانا کسی کے لیے پوزیسو ہوتے تھے تو اسے برا لگتا تھا لیکن ایسا پہلی دفعہ تھا اسے بالکل بھی برا نہیں لگا تھا۔۔۔

"ویسے سچ میں بڑی ہی کوئی رومیو جو لیٹ کی محبت بھری کہانی ہے۔۔۔۔۔" سوچ کو اس نے زبان نہیں دی تھی۔۔

"اس دن آپ جبرائیل کے متعلق بات کر رہے تھے ناجب آپ امریکہ میں تھے!!" پچھلے دنوں کا حوالہ دیا تھا جس پر انہوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا لیکن ان کے چہرے پر پے تکلیف ایک لمحے کو آئی تھی جو اگلے ہی لمحے چلی گئی تھی۔۔۔۔

"مجھے لگا تھا تب مجھے اندر ہی اندر کوئی کاٹ رہا ہے۔ وہ سات دن میرے لیے بہت تکلیف دہ تھے ماہی۔۔۔ میں نے اسے زندگی میں کبھی ایسے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ بعض اوقات ہمیں اپنی زندگی میں وہ کچھ بھی دیکھنا پڑتا ہے ماہی جو ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا ہے۔۔۔ ڈاکٹر زما یوس ہو گئے تھے لیکن میں نہیں ہوا تھا۔۔۔ پتا ہے کیوں؟؟؟ کیونکہ میں جانتا تھا کہ اللہ میری ماہی کی دعا رد نہیں کرے گا اس لیے تم سے دعا کے لیے کہا تھا اور دیکھو اگلے ہی دن وہ ہمیں واپس مل گیا تھا۔ ماہی دعا میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ ہماری سوچ سے بھی زیادہ۔" ان کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ کہیں دور سے ہو کر آئے تھے۔۔

"لیکن نانا آپ نے مجھے بھی نہیں بتایا تھا اور حویلی میں بھی کسی کو نہیں بتایا تھا۔ اگر ان کی ایسی حالت تھی تو کسی کے تو علم میں آنا چاہیے تھا نا؟؟؟" نا سمجھی سے اس نے دیکھا تھا جس پر انہوں نے صوفے سے اٹھتے کھڑکی کی جانب قدم بڑھائے تھے

"تمہاری وجہ سے ماہی۔۔۔۔" کھڑکی کا پٹ وا کرتے اس کی جانب دیکھا تھا جس نے نانا کی تقلید میں قدم بڑھائے تھے

"میری وجہ سے۔۔۔۔" نا سمجھی سے انگلی اپنی طرف کی تھی۔۔۔۔

"جی میری بیٹی کیونکہ وہاں کے لوگوں کی سوچ ابھی بھی پرانی ہے۔۔۔۔ فرسودہ۔۔۔۔ وہ تمہارے انکار کو جواز بنا کر تم پر الزام لگاتے، تمہیں منحوس کہتے۔۔۔۔ اور بھی ایسے کنیں الفاظ ہیں جو میں چاہ کر بھی اپنی زبان سے ادا نہیں کر سکتا ہوں۔ ماہی مجھے ڈر لگتا ہے۔ تمہارے معاملے میرا دل بہت کمزور ہے۔ یہ برداشت نہیں کر پاتا ہے۔۔۔۔ اس لیے صرف اسی وجہ سے اسفندیار خان کو بتانے سے منع کیا تھا اور مجھے یقین تھا اللہ ایسی صورت حال کا سامنا ہی نہیں کروائے گا جس میں میری ماہی کو کچھ غلط سننا پڑے۔۔۔۔" اس کی پیشانی چومی تھی۔ اس نے بھی نانا کے گرد اپنے بازو باندھے تھے اور اب ان کی نظریں سامنے چاند کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔۔

"الحمد للہ !!! اس الحمد للہ میں اس نے سب چیزوں کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔۔

"نانا مجھے ان کی بات سن لینی چاہیے تھی۔ کتنی دفعہ انہوں نے بات کرنی چاہی تھی لیکن غصے کی وجہ سے۔۔۔۔" چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ کہا تھا۔ جب سے اسے جبرائیل خان کے ایکسیڈینٹ کے بارے میں علم ہوا تھا وہ شرمندہ تھی۔۔۔۔

"یہ ہی تو ماہی۔۔۔ ہم غصے میں یہ نہیں سوچتے ہیں کیا کر رہے ہیں یا کیا بول رہے ہیں۔۔۔ ہمیں سوچنا چاہیے۔ لازمی سوچنا چاہیے بالکل ویسے ہی جیسے ہم کہتے ہیں کہ فلاں نے ایسا کیا ہے ہمارے ساتھ لیکن اسے ہماری وضاحت سن لینی چاہیے تھی۔۔ ہم بھی تو کسی کی نہیں سرتے ہیں۔ مقابل کی بات نہیں سنتے ہیں تو اس سے مسئلے جنم لیتے ہیں۔۔۔ ہمیں لوگوں سے وجہ پوچھنی چاہیے۔۔۔ کہ ان کے رویے کی وجہ کیا ہے۔۔۔ لیکن ہمارا المیہ ہے کہ ہم وجہ نہیں پوچھتے ہیں ہم ڈائریکٹ فیصلہ سناتے ہیں اور تعلق کی ڈور کاٹتے ہیں۔۔۔۔۔"

میری بیٹی خود کو سمجھوان کمزوریوں پر غور کرو جو تم سے کچھ غلط کرواتی ہیں۔ کہیں ایسا نا ہو کہ ہم اپنی ان کمزوریوں سے اپنوں سے دور ہو جائیں۔۔۔۔ تمہیں اپنی ان کمزوریوں سے لڑنا ہے اور انہیں مضبوط کرنا ہے تاکہ تمہیں بعد میں شرمندہ نا ہونے پڑے۔

لیکن ہم ان سے بھی بہت کچھ سیکھتے ہیں جیسے میری بیٹی نے سیکھا ہے کہ اسے سن لینا چاہیے تھی۔۔۔۔ اب اگلی دفعہ وہ لازمی سنے گی۔۔۔۔ "نانا ہر دفعہ اسے ہلکا پھلکا کر دیتے تھے۔۔۔ اگر وہ غصہ بھی کرتے تھے تو اس میں پیار چھپا ہوا ہوتا تھا۔۔۔ BEING THE STRING OF YOUR KNOT"

"ٹھیک ہے بادشاہ سلامت۔۔۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ اب اجازت چاہتی ہوں " ایک ہاتھ کمر پر رکھے جھک کر تعظیم سے سر جھکاتے اس نے کہا تھا۔۔۔

"تم ٹھیک ہو نا ماہی؟؟" وہ کمرے سے نکلنے لگی تھی جب نانا کہ آواز نے اس کے قدموں کو جکڑا تھا۔ یہ سوال کس متعلق تھا وہ جانتی تھی۔ اگر وہ ناں میں سر ہلاتی تو وہ انہیں دکھ پہنچاتی لیکن اس نے سچ بولنا تھا۔ خود کو بھی اور انہیں بھی تکلیف سے بچانا تھا۔۔۔

"نانا میں ٹھیک نہیں ہوں لیکن میں ٹھیک ہونا چاہتی ہوں۔ میں خوفزدہ ہوں لیکن میں اس خوف پر قابو پا لوں گی۔ میں کمزور ہو رہی ہوں لیکن میں اس پر قابو پا چکی ہوں۔ میں اپنے رشتوں کے بارے میں ڈر رہی ہوں لیکن میں ان کے معاملے میں بہت مضبوط ہو چکی ہوں۔۔۔" ادھر ہی کھڑے کھڑے اس نے اپنے ہاتھوں کی لرزش پے قابو پایا تھا۔ ان کی جانب نمی لیے آنکھوں سے دیکھا تھا۔

"اور یہ کب فیصلہ کیا ہے تم نے؟؟" اپنی کمر کے پیچھے ہاتھ باندھتے انہوں نے ادھر کھڑے پوچھا تھا۔۔۔
 "ابھی ابھی" معصومیت سے اعتراف کیا تھا۔

"جانتی ہوں نامیری بیٹی ہار نہیں مانتی ہے" نانا نے بھی اس کی ہمت بندھاتی تھی۔۔

"جانتی ہوں نانا کی بیٹی کبھی بھی ہار نہیں مانے گی۔۔۔۔" اس نے بھی نانا کی طرح ہاتھ پیچھے باندھے یقین دہانی کروائی تھی۔۔۔

"میں رہوں یا نار ہوں ماہی کبھی بھی ہار نہیں مانے گی" سنجیدگی سے ان کی آواز نے صور پھونکا تھا۔۔۔

"کم آن نانا انڈین ڈراموں کے ہیرو بننے کی کوشش نہ کریں۔۔۔" خفگی سے انہیں دیکھتے دو قدم اس نے بڑھائے تھے

"ماہی میں سنجیدہ ہوں!!" نانا نے اپنے ہاتھ کمر سے ڈھیلے کیے پہلوؤں میں ڈھیلے کر دیئے تھے۔۔

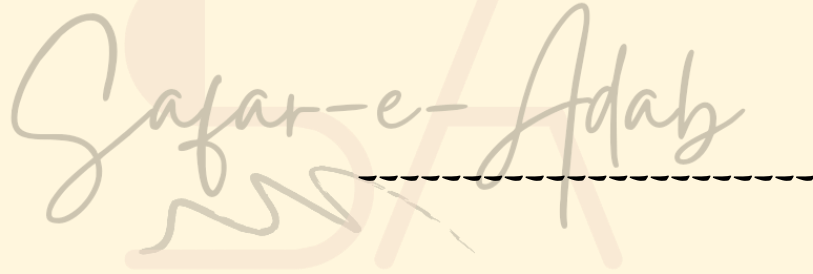
"نانا!! میں آپ سے بھی زیادہ سنجیدہ ہوں۔ ماہروش ابراہیم کو اس کے سپورٹنگ سسٹم کی ہر قدم پے صورت ہے اور آپ اللہ سے کہیں کہ یہ سپورٹنگ سسٹم ہمیشہ اس کے ساتھ رہے۔۔۔ سمپل۔ اور ویسے بھی آپ کو اتنی جلدی کیوں ہو رہی ہے نانو سے ملنے کی، چھوڑیں انہیں جنت میں عیش کرنے دیں اور ہم ادھر عیش کرتے ہیں۔ ابھی بڑا وقت پڑا ہے آپ کے جانے کا۔۔۔ ٹینشن نالیں" کندھے اچکاتے اپنی

بات مضبوط لہجے سے کرتے اس نے نانا کے ہاتھ تھامتے آخر میں عاجزی اور شرارت سے کہا تھا جس پر انہوں نے بس سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔

"ماہی !!! نانا نے کچھ کہنا چاہا تھا۔"

"یار پلیز نانا میں بہت تھک گئی ہوں۔ مجھے لگتا ہے نیند آرہی ہے۔ میں چلتی ہوں۔ شب بخیر" مصنوعی جمائیاں روکتے نانا کو بات کرنے کا موقع دیئے بغیر وہ کمرے سے نکل گئی تھی۔

غضب خدا کا پتا نہیں کیا سوچ رہے ہیں۔ اب اتنے بھی بوڑھے نہیں ہوئے ہیں جس مرنے مرنے کی باتیں سوچ رہے ہیں۔ کیا ہوا جو بال سفید ہو گئے ہیں۔ لیکن مجھے تو ینگ لگتے ہیں۔ ہاں اگر راضی ہو جائیں تو شادی بھی کر ہی سکتے ہیں۔



BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کافی !!! اپنا گ بائیں ہاتھ میں تھامے دائیں ہاتھ سے اس کی جانب بڑھایا تھا۔ وہ جو اپنے لیپ ٹاپ پر منہمک تھا اپنے سامنے مگ دیکھ کر اسے دیکھا تھا۔ پھر شکریہ ادا کرتے مگ تھام لیا تھا۔

"آپ کا کام مکمل نہیں ہوا؟؟؟" اسے اپنی سٹڈی ٹیبل پر قبضہ جمائے دیکھ کر اپنا لیپ ٹاپ اٹھائے بستر پر ہی جگہ بنائی تھی۔ ایک ہاتھ سے مگ تھامے دوسرے سے لیپ ٹاپ آن کر رہی تھی۔ جبرائیل خان نے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا تھا جو سوال کرنے کے بعد اب لیپ ٹاپ کھول چکی تھی۔

"ہو گیا ہے"!! لیپ ٹاپ کی سکرین بند کرتے اب رخ مکمل اس کی جانب تھا جو سنہرے بالوں کی آبشار چہرے کے اطراف میں بکھیرے بیٹھی تھی۔۔۔

"اچھا!! حویلی بات ہوئی آپ کی"!! ایک ساتھ تین تین کام سرانجام دے رہی تھی۔ جبرائیل سے ہلکی پھلکی بات، لیپ ٹاپ پر کام اور کافی۔ کچھ دیر قبل اس نے بھی ان سے بات کی تھی حال احوال دریافت کرنے کے۔ اس لیے پوچھ رہی تھی۔

"ہم۔" ایک گہری نظر اس کے بالوں کی لمبائی پر ڈالی تھی۔ جواب آدھی کمر سے بھی نیچے جارہے تھے۔
 "ایک تو ان بالوں نے مصیبت ڈالی ہوئی ہے۔ ان کے بھی کٹوانے کا وقت آگیا ہے" اس سے ہلکی پھلکی بات چیت کے دوران اچانک ہی خود سے مخاطب ہوتے اس نے کہا تھا جس پر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے جبرائیل خان نے حیرانی سے دیکھتے اچانک اسے ٹوکا تھا۔

"ایسے اچھے لگتے ہیں" ڈریسنگ روم کے دروازے سے ہی اس نے کہا تھا
 "کیا مطلب۔۔ کیا اچھے لگتے ہیں۔ میں سمجھی نہیں" نا سمجھی سے بھوری سنہری لٹ کانوں کے پیچھے اڑسی تھی۔

"مطلب یہ کہ لمبے بال اچھے لگتے ہیں آپ پے۔" اس کے کہنے پر ماہ روش کے چہرے پر سرخی چھائی تھی

"لیکن مجھ سے سنبھالے نہیں جاتے ہیں۔ باندھنے مشکل ہوتے ہیں۔ پہلے بابا باندھتے تھے۔ ادھر ہوں تو نانا۔ لیکن مجھے اب انہیں کہنا اچھا نہیں لگا" کندھے اچکاتے دھیمی سی مسکراہٹ سے کہا تھا۔

"میں باندھ دوں"!! ڈریسنگ روم کے دروازے سے بیڈ تک کا سفر طے کیا تھا۔

"کیا بال؟؟؟" سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ اس سوال کی اسے امید نہیں تھی۔

"ہمم" اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"شیور!!! اس دراز میں ربن ہے۔ ڈریسنگ ٹیبل کے ڈرا کی جانب اشارہ کرتے اپنا رخ اس سے موڑا تھا۔

ربن نکالتے اس کے بالوں کی اونچی ٹیل کی تھی۔ جس سے وہ نکلتے اس کی گردن پے بوسہ دے رہے تھے

-

"اگر باندھنے سے مسئلہ ہے تو مت کٹوائیے گا۔ میں یہ مسئلہ حل کر دیا کروں گا۔" اپنے قدموں کا رخ

اب وہ دوبارہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا چکا تھا۔

"آپ سیریس ہیں؟؟؟" اس کی حیرت بجا تھی

"آئی ایم ڈیم سیریس" دروازہ بند ہو چکا تھا

"اوکے۔۔۔۔۔ ایز یوش" اگر وہ باندھنے کی ذمہ داری اٹھا رہا تھا تو اسے کیا مسئلہ ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔ دوبارہ

اپنی توجہ لیپ ٹاپ کی جانب مرکوز کر چکی تھی جدھر اسے جبرائیل خان کی کمپنی کی جانب سے میل

موصول ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"صبح ہم حویلی جائیں گے۔ دودن کے لیے تیاری کر لیجئے گا" دائیں جانب جگہ سنبھالتے جبرائیل خان نے اپنی گھڑی اتار کر رکھتے اسے کہا تھا۔۔۔

"سب ٹھیک ہے نا!!" پریشانی سے اس نے پوچھا تھا۔ ابھی کچھ دیر قبل تائی جان نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔ اس لیے پریشانی بجا تھی۔۔

"سب ٹھیک ہے" مہرثبت کی تھی۔ پھر اپنی ٹانگیں اوپر کرتے اس کی جانب رخ کیا تھا۔

"میرے ساتھ لاہور چلیں گیس؟؟" اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے نرمی سے سہلاتے پوچھا تھا۔

"پہلے حویلی اور اب لاہور!! کیوں؟؟" لیپ ٹاپ وہ بند کر کے کچھ دیر پہلے ہی رکھ چکی تھی۔ اب موبائل یوز کر رہی تھی۔ جس پر کرن نے اپنی منگنی کا ڈریس اسے دکھایا تھا۔

"میرے دوست نے ہمیں انوائیٹ کیا ہے۔ جن کی بیگم سے آپ شادی پے ویسے کے دن ملی تھیں۔۔۔"

"اب اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی اپنی گرفت میں لیا تھا۔

"اچھا وہ جن سے آپ نے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا" ماہ روش کے ذہن میں کوندالپکا تھا

"استغفر اللہ۔۔۔ اپنے فقرے کی تصحیح کریں مادام" ماہ روش کے ایسا کہنے پر جبرائیل خان کے تاثرات عجیب ہوئے تھے۔ اچھے بھلے موڈ کو اس نے سیکنڈز میں بدلاتا تھا

"میرا مطلب تھا کہ جو کہہ رہی تھیں آپ کی محبت کی شادی ہے اور ان کی آپ نے تصدیق بھی کی تھی۔ مطلب جھوٹ بولا تھا" گڑبڑاتے وہ ناجانے کیا بول گئی تھی۔ اس کے گڑبڑانے پر وہ مسکرایا تھا

"مطلب میں جھوٹ بولتا ہوں؟؟" اس کے گڑبڑانے کا فائدہ اٹھاتے وہ مصنوعی سخت لہجے سے بولا تھا

"آں نہیں۔۔۔ مجھے نہیں پتا۔۔۔" وہ کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔

"کیا نہیں۔۔۔ اور کسے پتا ہے" اپنے ہاتھ سے اس کی ٹھوڑی اوپر کرتے اس نے کہا تھا

"آپ مجھے کنفیوز کر رہے ہیں" اس کے ایسے لفظوں کو پکڑنے پر ماہ روش نے اس کی آنکھوں میں بغور دیکھتے کہا تھا

"تو کیا آپ ہو رہی ہیں۔۔۔"!! انداز سوالیہ تھا

"بلکل بھی نہیں۔۔۔ کیونکہ اب آپ مجھے اپنی اس محبت کے بارے میں بتا رہے ہیں جس کے بارے سب جانتے ہیں لیکن میں نہیں۔۔۔۔۔" وہ فلحال اسے جس موضوع سے ہٹانا چاہتا تھا وہ وہیں دوبار لے آئی تھی۔۔۔۔۔ وہ خاتون جانتی تھی۔ حمزہ نے بھی گرینڈ ہاٹل سے جاتے وقت کہا تھا اس لیے وہ جاننا چاہتی تھی۔ شاید کسی حد تک جانتی بھی تھی لیکن اس کے منہ سے سننا چاہتی تھی

"اور میں آپ کو کیوں بتاؤں گا"!!! انداز سر اسر چڑانے والا تھا۔۔۔

"کیوں کہ۔۔۔" کچھ سوچتے وہ ابھی اتنا ہی کہہ پائی تھی۔۔۔

"کیوں کہ۔۔۔ آگے" ٹکڑا لگایا تھا

"کیوں کہ لاہور جانے کے لیے میری یہ ہی شرط ہے" بالآخر کچھ تو اس کے ذہن میں آیا تھا۔ جس پر جبرائیل خان نے گھورا تھا

"تو یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے"۔۔۔ ابرو اٹھاتے تصدیق کی تھی جس پر زور و شور سے سر ہاں میں ہلایا تھا

"ٹھیک ہے ہم لاہور ہی نہیں جائیں گے" اپنی طرف سے بات ختم کرتے اس نے پیچھے ٹیک لگائی تھی۔۔۔ وہ ماہ روش کے چہرے پر تجسس دیکھ چکا تھا۔ فوراً سے پہلے مقابل نے اس کے ہاتھوں کی گرفت سے اپنے ہاتھ نکالے تھے۔

"آپ اب مجھ سے بات ہی مت کریں" سارے سسپینس کا مزہ کر کر ا کرتے وہ کہانی کا رخ ہی بدل گیا تھا۔ مطلب اسے فرق نہیں پڑتا تھا۔

"ویسے میں بتا سکتا ہوں۔۔۔ لیکن میری بھی ایک شرط ہے" مسکراہٹ دباتے زر اسما اونچا بولتے کہا تھا اس سے جو اپنی طرف بستر کی چادر ٹھیک کرتے لیٹنے کی تیاریوں میں تھی۔۔۔

"سوری ٹو سے مسٹر سردار صاحب۔۔۔ مجھے شرطیں منوانی آتی ہیں مانی نہیں۔۔۔ اس لیے میں آپ کی کوئی بھی بات نہیں سن رہی ہوں کیونکہ مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ شب بخیر" اس کی جانب سے رخ کیے ہی اس نے جواب تڑاخ سے دیا تھا۔۔۔

"شرط کے بغیر بھی بات چل سکتی ہے اگر آپ ادھر رخ کر لیں تو" لالچ دیا تھا
BEING THE STRING OF YOUR KITE
"میں سوری ہوں۔۔۔" آواز فوراً آئی تھی

"اچھا میں بتاتا ہوں" سیز فائر کر چکا تھا لیکن وہ بھی اپنی ضد کی پکی تھی۔ اس لیے جان بوجھ کر تنگ کر رہی تھی۔ ایک دوسرے کو تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا۔

"میں سوچکی ہوں" غنودگی بھری آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔ جس پر ہنستے وہ بھی لیٹ گیا تھا۔۔۔

"شاید کوئی سوتے ہوئے بھی بولتا ہے۔۔۔" اب کی بار بھاری ہوتی سانسیں اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔۔۔۔۔

"کیا تم اتنے بڑے ہو گئے ہو کہ اپنے بڑوں کے سامنے تمہیں بولتے زرا بھی شرم نہیں آئی ہے۔ اس دھڑلے سے تم ان کے سامنے بول کر آئے ہو اور اوپر سے ایک ہفتے سے گھر نہیں گئے ہو۔ ماں باپ الگ سے پریشان ہو رہے ہیں لیکن اولاد کو پریشانی سے کیا لینا دینا۔۔۔ اور تو اور تمہارے اندر اتنی سی بھی شرمندگی مجھے نظر نہیں آرہی ہے کہ جس سے لگے تم نے جو دا جان سے بتمیزی کی ہے اس پر شرمندہ ہو۔۔۔۔" سخت سناتے جبرائیل خان نے ولی محمد خان کو شرمندہ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔۔

"لالہ وہ غلط بول رہے تھے۔۔۔" اپنی بات میں وزن پیدا کرنا چاہتا تھا لیکن اپنی جانب گھورتی نظروں نے اسے اچھا خاصا شرمندہ کیا تھا اور اس کی بات کا وزن ہلکا کیا تھا

"کیا غلط بول رہے تھے وہ۔۔۔۔۔ ہاں

اور تم ٹھیک تھے جو سب گھر والوں کے سامنے ان سے اونچی آواز میں بتمیزی کر کے آئے ہو۔۔۔۔" غصہ سے اس کا تنفس بگڑا تھا

"میں نے غلط بات نہیں کی لالہ" اپنی غلطی اب بھی وہ ماننے کا روادار نہیں تھا۔۔۔

"غلط بات نہیں کی ہے لیکن غلط انداز میں کرنے نے اسے غلط ثابت کر دیا ہے ولی " فارم ہاؤس کے کمرے میں اس وقت وہ دونوں بھائی آمنے سامنے تھے۔۔۔

"لالہ یہ بات کرنا اس وقت کا تقاضا تھا۔۔ اور انداز خود بخود ان کی ٹون سے ایسے ہو گیا تھا۔۔ جبکہ وہ غلط کہہ رہے تھے یہ آپ بھی جانتے ہیں۔۔ وہ ہر دفعہ ہمیں غلط ثابت کرنا چاہتے ہیں اپنے پرانے طور طریقوں سے " ولی محمد خان نے اپنی طرف سے ترپ کا صحیح پتا کھیلا تھا لیکن ناکام ٹھہرا تھا۔۔۔

"واہ ولی محمد خان۔۔۔ اگر آپ کو ان کے پرانے طور طریقوں سے بات کو دلیل سے کرنا پسند نہیں ہے تو کیا آپ نے اپنے آج کے دور کے تخیل، پیار، محبت، نرمی اور دلیل کے طریقے اپنائے تھے۔ انہیں سمجھانے کے لیے۔ کیا آپ نے نرمی اختیار کی تھی؟؟ بڑوں کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھا تھا؟؟ ان کی دل آزاری کے متعلق سوچا تھا؟؟

آپ کے منہ سے یہ باتیں اچھی نہیں لگ رہی ہیں ولی۔۔۔

اگر آپ محترم کو ان کی ٹون سے مسئلہ تھا یا جو بھی آپ کو ان کی روایات سے تھا آپ کو چاہیے تھا کہ آپ نرمی اختیار کرتے اپنی بات دلیل اور پیار سے سمجھاتے۔ انہیں اپنے آج کے دور کی روایت اور طور طریقے اپنا کر سمجھاتے۔ انہیں فرق اپنے عمل سے دکھاتے بجائے اس کے آپ سب گھر والوں کے سامنے ان سے اونچی آواز میں غصے سے بات کرتے۔۔۔ اس طرح آپ صحیح بھی ہوں گے تو خود کو غلط ثابت کر رہے ہوں گے۔۔۔

فرق اس سے نہیں پڑتا کہ کون ٹھیک تھا یا غلط فرق اس سے پڑتا ہے کہ کس نے صحیح طریقہ کار اپناتے صحیح بات منوائی تھی۔۔

ولی مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔ " دروازے کی طرف قدم بڑھاتے اس نے کہا تھا۔

"اور کیا تم نے وجہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ انہوں نے کیوں ایسا کہا ہے؟؟؟

اگر خود کو ان کی جگہ پر رکھ کے سوچو گے تو جان جاؤ گے۔ وہ کیوں ایسا چاہ رہے ہیں کہ ان کی اولادیں ان کا بزنس سنبھالیں۔

"آئی ایم سوری لالہ " وہ شرمندہ شرمندہ اس کے پاس آیا تھا۔۔

"سوری مجھ سے نہیں بلکہ داجان سے کرنا جن کا تم نے دل توڑا ہے۔۔۔ ہم حویلی جا رہے ہیں لیکن رات کے کھانے پر تم مجھے حویلی میں چاہیے ہو۔۔ یہ بات ذہن نشین کر لو " دھمکی آمیز پیغام دیتے بنا اس کے شرمندہ ہونے کا اثر لیے باہر کی جانب بڑھا تھا جدھر اس کا رخ اصطبل کی جانب تھا۔ جدھر ماہ روش نئے گھوڑے کے دیدار کے لیے گئی ہوئی تھی۔

"آج کی جزییشن بہت جلد اپنے بڑوں کے بارے میں رائے قائم کرتے انہیں غلط قرار دیتی ہے۔ ان کے خیالات اور نظریات کی سختی سے تردید کر دیتی ہے۔ بنا سوچے بنا پر کھے۔ صرف اس لیے کہ ان کے خیالات اور نظریات آج کے زمانے کے لیے ناقابل قبول ہیں۔ بنا سوچے کہ انہوں نے ان روایات کو اپنانے میں ایک عمر کا حصہ گزارا ہے۔ ان کے اندر برداشت اور صبر کی کمی نے ان کو ایسا کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے بڑوں کے خیالات کو ماننا بھی نہیں چاہتے ہیں جس کی بڑی وجہ ہمارے ہاں اکثر سب کا سخت لہجہ اختیار کرنا ہے۔۔۔ جس کی وجہ سے جو بچے سمجھنا بھی چاہتے ہیں وہ بھی نہیں سمجھتے ہیں۔ اور اپنے بڑوں کو خود سے کمتر اور عقل میں خود کو اعلیٰ وارفع سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔ اگر ہم اور ہمارے بڑوں سمیت چھوٹے بھی زبان کی تلخی پر قابو پالیں تو ہماری آدھی دنیا کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔"

"بی جان یہ پھول آپ کے لیے " پھولوں کا گلدستہ ان کی جانب بڑھایا تھا جو ابھی ابھی ظہر ادا کرنے کے بعد صوفے پر بیٹھیں تسبیح میں مشغول تھیں۔ ماہ روش اور جبرائیل خان کے ساتھ مورے اور چچی بھی ان کے کمرے میں آئیں تھیں۔۔۔

"آپ ٹھیک ہی کہتی ہیں ادی اسے رشتے نبھانے آتے ہیں " ایک سرگوشی تائی کے کان میں چچی نے کی تھی جو دروازے کے سامنے ہی کھڑی تھیں۔۔۔

"اس کی کیا ضرورت تھی بچے " ان کے چیرے پر پچھلی ناراضی کا شبہ تک نہ تھا
 "بی جان ہم اسلام آباد کے لوگوں کا ماننا ہے کہ دوسروں کو پھول دینا دوستی، پیار اور محبت سمجھا جاتا ہے۔
 ہماری روایت ہے جب ہم کسی کے ہاں جاتے ہیں تو پھول لے کر جاتے ہیں۔ " ان کے ہاتھوں کو چومتے
 آنکھوں سے لگایا تھا

"شکریہ بچے !!! اپنے ہاتھ میں ماہ روش کے ہاتھ کو لیتے محبت سے چوما تھا۔ ان کی ناراضی بالکل ختم ہو گئی تھی۔ جبرائیل خان سمیت وہ دونوں خواتین بھی اس محبت کے نظارے پر حیران ہو رہی تھیں۔۔۔

"بی جان ہم بھی موجود ہیں " آگے بڑھ کر اس نے بھی ہاتھ چومنے کا عمل دوہرایا تھا۔

"میں کبھی آپ سے لاعلم نہیں ہو سکتی میرے بچے " اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"شکریہ بی جان " بی جان کے دونوں ہاتھوں میں ان دونوں کے ہاتھ موجود تھے۔۔۔

"ابھی آپ لوگ ہاتھ منہ دھو کے کھانا کھالو۔ پھر ہمارے پاس بیٹھئے گا " وہ جانتی تھیں کہ ماں کے ہاتھ کے کھانے کا وہ شیدائی ہے اس لیے۔ انہیں فریش ہونے کا کہا تھا۔۔۔۔

"مورے میں فریش ہو کر آ رہا ہوں آپ کھانا لگا دیں " دروازے کے پاس کھڑی ماں سے مخاطب ہوتے اس نے کہا تھا۔

"آپ بھی فریش ہوں لیں ماہ روش " اسے وہیں بیٹھنے کے لیے پر تولتے دیکھ کر تائی نے نرمی سے کہا تھا جس پر وہ بھی سر ہلاتی کنزے سے نکلتی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

"ویسے چند دن پہلے مجھے کوئی پھول نا توڑنے پے لیکچر دے رہا تھا " کمرے میں داخل ہونے سے قبل جبرائیل خان کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔

"تصحیح کریں وہ لیکچر پارک سے پھول توڑنے پے تھا۔ کسی کو تحفہ میں دینے پر نہیں " الماری کھولتے پہلے اس کے لیے سفید کر تا شلوار نکال کر اس کے حوالے کی تھی پھر اپنے لیے بھی شلوار قمیص کا انتخاب کیا تھا۔ اس کی نظر سفید شلوار قمیص پر پڑی تھی جس پر ہلکا سا سفید ہی باریک سی نفیس کڑھائی کا کام ہوا تھا۔۔۔۔

"مطلب آپ کو پھول تحفے میں لینے سے مسئلہ نہیں ہے؟؟ " اس کے پیچھے آتے ہلکی آواز میں تصدیق چاہی تھی۔۔۔

"میرے خیال میں میں نے آپ کو پہلے بھی نہیں کہا ہے کہ مجھے پھول لینے سے مسئلہ ہے۔ جو مسئلہ تھا وہ بتادیا

اور ویسے بھی آپ ایک دفعہ ہی پھول دے کر ایسے پوچھ رہے ہیں جیسے پتا نہیں کتنی دفعہ دے چکے ہیں۔۔۔
پیچھے ہٹیں "ٹھاہ کر کے الماری کا پٹ بند کرتے اپنا رخ موڑا تھا۔ اسے سنانے کے بعد پیچھے دھکیلتی آگے
بڑھی تھی لیکن ہاتھ اس کی گرفت میں آچکا تھا۔

"آپ پھول نادینے کا شکوہ کر رہی ہیں۔۔۔ مطلب آپ خود کہہ رہی ہیں میں نے آپ کو دوبارہ پھول نہیں
دیئے ہیں " دائیاں ابرو اٹھائے شرارت سے پوچھا تھا۔۔۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا ہے۔۔۔ رہی بات اگر کہنا بھی ہو تو ڈنکے کی چوٹ پر کہوں گی۔ مجھے یہ گھما پھرا
کے بات کہنی نہیں آتی ہے۔ جتنا جلدی ہو سکے سمجھ جائیے " اس کی شرٹ کے بٹن کو بند کرتے اعتماد سے
اس کی آنکھوں میں دیکھتے نڈر انداز سے کہتی وہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔
"آپ آہستہ آہستہ مجھے مکمل اپنے ساتھ باندھ رہی ہیں " اس کے سحر میں مقید کھڑا وہ سرگوشی میں
بڑبڑایا تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

“Congratulations!! She is expecting”

ڈاکٹر کے الفاظ پر وہ ایک لمحے کو فریز ہوا تھا لیکن اگلے ہی لمحے خوشگوار حیرت نے اسے گھیرا تھا۔۔۔

"آپ کو ان کی ڈانٹ کا خیال رکھنا چاہیے اور یہ کچھ وٹامن سپلیمنٹس ہیں۔ یہ بھی باقاعدگی سے استعمال کروائیں انہیں" ڈاکٹر نے ہدایت نامہ اس کی جانب بڑھایا تھا جس کے چہرے پر خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔۔۔

سر ہلاتے ڈاکٹر کے ہاتھ سے پرچہ تھا مے مسکراتی نظروں اور ہونٹوں سے وہ کین سے باہر نکل کر بیچ کی جانب آیا تھا جدھر اپنی بیوی کو بٹھا کر گیا تھا۔۔۔

چند لمحے قبل یہاں آنے سے پہلے وہ اپنی بیوی کو اس بات پر ڈانٹ رہا تھا کہ اسے ووٹنگ الم غلم کھانے کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ آئندہ ان فاسٹ فوڈ سے دور ہی رہے گی۔ لیکن یہاں آکر یہ خوشخبری ملے گی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔۔۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے؟؟؟" اسے آتے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ دل خراب ہونے کی وجہ سے چیک اپ کے بعد وہ اسے ڈاکٹر کے کین سے باہر بٹھا کر گیا تھا

"Thanks a lot for blooming my life"
BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے پکڑ کر اٹھاتے اسے اپنے گلے سے لگاتے یہ فورہ ادا کیا تھا۔۔۔ اور اس کی بیوی کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔۔ چند لمحے قبل وہ اس پر غصہ ہو رہا تھا اور اب اس پیار کے مظاہرے پر وہ سٹپائی تھی۔۔۔

"We are going to be parents" سرگوشی کی تھی۔ جس پر اس کی ناک، کان، گال سرخ ہوئے تھے۔

راہداری سے گزرتے لوگوں کے لیے ان دونوں کا ایک دوسرے کے گلے لگنا کوئی معیوب بات نہیں تھی کیونکہ جس ماحول کے وہ عادی تھے وہاں یہ عام بات تھی۔ لیکن اس لڑکی کی شرم اسے وہاں کے ماحول میں انفٹ بنا رہی تھی۔۔۔۔

"الحمد للہ" اس کا رخ اپنے سامنے کرتے وہ شدت جزبات سے یہ ہی کہہ پایا تھا۔ اس کی خوشی دیکھتے وہ بھی خوش ہوئی تھی۔ اپنے شوہر کی تقلید میں اس کے ہونٹوں نے بھی سیم الفاظ دہرائے تھے۔۔۔ گاننی وارڈ کی راہداری میں کھڑے ان دونوں لڑکے لڑکی کی خوشی یہ ظاہر کر رہی تھی کہ یہ ان کا پہلا بچہ ہے

اب وہ اسے ڈانٹ کے حوالے سے پیاری بھری ڈانٹ سے نوازتے لیے جا رہا تھا۔۔۔۔

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ نے انکار کیوں کیا ہے؟؟؟ سب گھر والوں کے درمیان وہ بیٹھی تھی۔ ولی نے سب کے سامنے ہی داجان سے معافی مانگی تھی اور داجان خوش دلی سے اسے معاف بھی کر چکے تھے۔۔۔ ان کے خاندان کی ایک خوبی تھی کہ وہ سب ایک دوسرے سے زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتے تھے۔۔۔ جب جبرائیل خان جو ابھی ابھی باہر سے لوٹا تھا۔ اس کے ساتھ جگہ بناتے استفسار کیا تھا۔۔۔ پہلے تو اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا لیکن پھر اسے یاد آیا کہ وہ کس بارے میں بات کر رہا تھا۔۔۔

"آپ ابھی فوراً کمرے میں آئیے" بنا اس کا جواب سنے آہستہ سے اسے کہتے وہ اٹھ کر فوراً ہی اوپر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"مورے میری کافی بھجوا دیں" سیڑھیوں سے کھڑے اس نے آواز لگائی تھی۔۔۔

"جاؤ ماہ روش بچے جبرائیل کو کافی دے آئیں اور پوچھیں کسی اور چیز کی ضرورت تو نہیں ہے" تائی جان نے اسے جبرائیل کے پیچھے بھیجا تھا۔ وہ انہیں بات کرتا دیکھ چکی تھیں اس لیے اسے بھیجا تھا۔ وہ بھی سر ہلاتی کچن کی جانب چلی آئی تھی۔۔۔

"ویسے بڑی میچنگ چل رہی ہے آج کل۔۔۔ لگتا ہے میرے لالہ کی محبت نے رنگ دکھا ہی دیئے ہیں" اس کے پیچھے پیچھے زرینے گل نے بھی کچن کی دہلیز پر قدم رکھے تھے۔ اور اسے شرارت سے چھیڑا تھا۔۔۔ اشارہ ماہ روش اور جبرائیل کے ایک ہی رنگ کے کپڑوں کی جانب تھا۔۔۔ ماہ روش نے جواباً اسے گھورا تھا۔۔۔

"بتایا نہیں میرے لالہ کی محبت کا۔" اس کے پاس سلیب سے ٹیک لگاتے دوبارہ کہا تھا۔

"پتا نہیں کون سی آپ کے لالہ کی محبت ہے جس کے بارے میں سب جانتے ہیں لیکن میں ہی لاعلم ہوں" کندھے اچکاتے مگڑے میں رکھے تھے۔۔۔

"آپ لیں گیں کافی" ساتھ ہی اس سے بھی پوچھا تھا۔۔۔

"اونہوں!! تقی نہیں پینے دیتے اس وقت۔۔۔ ارے پگلی جب سب کو نظر آرہی ہے تو کیسے ممکن ہے تم بے خبر رہو۔۔۔" اسے گھورتے کہا تھا۔۔۔

"مجھے اس وقت تک یقین نہیں آئے گا جب تک آپ کے لالہ صاحب خود اقرار نہیں کرتے ہیں "

ٹرے ہاتھ میں پکڑے کچن سے جانے سے قبل آنکھیں چھوٹی کیے کندھے اچکائے تھے۔

"چلو یقیناً وہ دن بھی دور نہیں ہے " زر مینے گل نے کہتے فریزر کھولی تھی۔۔ جس پر وہ سر ہلاتے نکل گئی تھی۔۔۔

"رینگ سے ٹیک لگائے وہ کہیں دور آسمان پے نظریں جمائے کھڑا تھا جب ماہ روش ٹیرس پر آئی تھی۔۔۔

پاس ہی دو کرسیاں پڑی تھیں اور ایک میز جا پر لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔

"ادھر رکھیں اور آپ بھی ادھر بیٹھیں " اس کے ہاتھ سے ٹرے تھام کر میز پر ایک جانب رکھتے اسے

کرسی کی جانب اشارہ کیا تھا۔ جس پر وہ خاموشی سے ٹک گئی تھی۔

"مجھے اصل وجہ بتائیں آپ نے یہ ڈیل کرنے سے انکار کیوں کیا ہے؟؟ " ہاتھ سے لیپ ٹاپ کی سکرین

کی جانب اشارہ کیا تھا جس پر ابراہیم صاحب کی کمپنی سے آئی میل کھلی ہوئی تھی۔ جو جبرائیل خان کی میل

کے جواب میں تھی۔۔۔۔ جبرائیل خان چچا کی کمپنی کے حالات جاننے کے بعد خود ان کے ساتھ ڈیل کرنا

چاہتا تھا۔ جس کے لیے اس نے میل ریکوئسٹ بھیجی تھی جسے ماہ روش ریجیکٹ کر چکی تھی۔۔۔۔

"کیوں کہ اپنے پر ابلنز میں خود سولو کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ اور ویسے بھی ہمیں ڈیلر مل گئے ہیں۔ یہاں سے جانے کے بعد ان کے ساتھ میٹنگ ہے " فل اعتماد سے کہتے ٹانگ پر ٹانگ جمائی تھی۔ نظریں لیپ ٹاپ سی اس کی جانب کی تھیں جو اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔۔۔

"لسن ماہ روش!! میں جانتا ہوں کہ آپ کی کمپنی فلحال کس پوزیشن میں جارہی ہے۔ اور کوئی بھی کمپنی آپ کے ساتھ فلحال ڈیل نہیں کرے گی جب تک آپ کا بجٹ اتنا ہو کہ آپ ان کے ساتھ ڈیل کر کے منافع میں جاسکیں۔ تو جس ڈیل کی آپ بات کر رہی ہیں وہ غالباً انکار کر چکے ہیں۔۔۔ رہی بات ہمارے ساتھ ڈیل کی تو۔۔۔۔۔ آپ یہ ابھی یہاں بیٹھ کر اپروڈ کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ میں کوئی بھی آپ کی بات نہیں سننا چاہتا فلحال آپ اس فائل پر دستخط کریں۔۔۔ " اس کی کرسی کے ہتھے پر ہاتھ رکھتے جھک کر حتمی انداز میں کہتے وہ پیچھے ہٹتے فائل اس کے سامنے رکھنے کے بعد پین کھول کر اسے پکڑا لیا تھا۔۔۔

"آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے ہیں " خفگی بھرے انداز میں کہا تھا۔ پین تھام چکی تھی۔ دل سے رضامند بھی ہو گئی تھی لیکن اسے باور نہیں کروانا چاہتی تھی۔

"میں کر سکتا ہوں۔۔۔ سائن کریں۔۔۔ تمام شرائط آپ کے حق میں ہیں۔۔۔ اس پراجیکٹ کا سارا خرچہ میری کمپنی اٹھائے گی۔۔۔ آپ کا بس تعاون چاہیے " دو ٹوک بات کہتے اس نے ماہ روش کی تسلی کے لیے تھوڑی بہت ڈیٹیل بھی بتائی تھی جو اس فائل بھی درج تھی۔

خفگی بھرے تاثرات سے دیکھتے اس نے اس کی بتائی ہوئی جگہ پر سائن کیے تھے۔ اسے سائن کرتے دیکھ کر وہ نارمل ہوا تھا۔ ورنہ چہرے کے عضلات تنے ہوئے تھے۔ اسے امید نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی مان جائے گی۔ لیکن وہ مان گئی تھی۔

"آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔۔۔ آپ کو کیا فائدہ ملے گا یہ سب کر کے "!!! پین کا ڈھکن چڑھاتے اسے ٹیبل پر رکھتے سوالیہ ابرو اٹھائے تھے۔۔۔۔

"ہر کام فائدے یا نقصان کے لیے نہیں ہوتا ماہ روش!!! کچھ کام اس دل کے لیے بھی کیے جاتے ہیں " فائل بند کی تھی۔ لیپ ٹاپ کی سکرین تاریک کرتے بند کیا تھا۔

"دل کے لیے؟؟؟" انداز اب بھی سوالیہ تھا

"ہمم۔۔۔ کیونکہ میرے لیے سب سے اہم میری فیملی ہے۔ ان کی خوشی، غم کا خیال رکھنا میرا فرض ہے۔ ان کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کے لیے آؤٹ آف دے بھی جانا پڑے گا تو اس اوکے۔۔۔۔ " ٹھنڈی ہو چکی کافی کے مگ کو منہ سے لگاتے اس نے زرا تفصیلی جواب دیا تھا جسے سن کر وہ متحیر ہوئی تھی

"اس سب کا دل سے کیا تعلق ہے " وہ اب بھی نہیں سمجھی تھی یا کچھ اور جاننا چاہتی تھی۔۔۔

"اس کا جواب میں آپ کو تب دوں گا جب آپ لاہور جانے کے لیے حامی بھریں گیں " بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کو مگ ہونٹوں کے ساتھ لگاتے دبایا تھا۔

"یہ لاہور جانے والی بات کہاں سے درمیان میں آگئی؟؟ اور ویسے بھی آپ کل رات والی بات بھی بتانے والے تھے اپنی شرط واپس لے کر۔۔۔ " ماہ روش نے خالی کپ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔

"یہ بات تو کل سے ہی درمیان میں ہے۔۔۔۔ اور وہ اس شرط کی مدت کل ختم ہو گئی تھی آج یہ شرط ہے۔۔۔ " وہ بھی ٹھنڈی کافی کا آخری لمبا گھونٹ بھرتے کپ میز پر رکھ چکا تھا۔۔۔

"میں نے کہا تھا کہ مجھے شرطیں منوانا آتی ہیں۔۔۔ ماننی نہیں۔۔۔ تو آپ چاہیں نا بتائیں لیکن سوری میں کوئی شرط نہیں مان رہی ہوں " کندھے سے پھسلتے دوپٹے کو دوبارہ کندھے پر جماتے وہ بے نیازی سے کہتے اٹھی تھی۔ اور جانے کے لیے قدم بڑھائے تھے۔ سرعت سے آگے بڑھتے جبرائیل خان نے اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔۔

"آپ کے لیے جبرائیل خان اپنی ایک کیا سوشلٹی واپس لے سکتا ہے۔۔۔ " اس کی کلائی کو زور اسانچا کیا تو اس میں اسے وہ نکاح والا بریسلٹ نظر آیا تھا۔ جو اس کی کلائی پر خوب بچ رہا تھا۔۔۔

"تو پھر مجھے اپنی اس محبت کے بارے میں بتائیں جس کے بارے میں سارے جہان کو علم ہے " اس نے بھی اترتے اپنے ہاتھ کو اس کی گرفت سے آزاد کرواتے سینے پر دونوں ہاتھ باندھے تھے۔۔۔

"اتنا جان لیجئے کہ اس دل کی خوشی آپ کی خوشیوں سے منسلک ہے " آنکھوں میں جگنوؤں کی چمک لیے اس نے کہا تھا۔۔۔

"میری خوشیاں آپ کے دل سے کب سے منسلک ہونے لگیں " آنکھیں چھوٹی کیے سوال کیا تھا۔

"جب سے آپ کا نام میرے نام سے جڑا ہے " وہ بھی اس کے ساتھ ریلنگ کے پاس آن کھڑا ہوا تھا

"مطلب چھ سات ماہ سے۔۔۔ جب ہمارا نکاح ہوا تھا۔۔۔ رائٹ۔۔۔ کم عرصہ نہیں ہے " اسے تسخیر کرنا آسان نہیں تھا۔ بائیاں ابرو اٹھاتے کہا تھا۔۔۔

"میں نے کہا ہے جب سے آپ کا نام میرے نام کے ساتھ جڑا ہے۔ نکاح کا تو ذکر ہی نہیں کیا " جگنوؤں کی چمک ہنوز برقرار تھی۔۔۔

"مطلب "نا سمجھی سے نظروں کا رخ اس کی جانب کیا تھا۔۔۔

"چودہ سال۔۔۔۔۔ چودہ سال قبل آپ کا اور میرا رشتہ طے پایا تھا۔۔۔ تب سے آپ کا نام میرے نام سے منسلک ہے۔۔۔ " اب فریز ہونے کی باری اس کی تھی۔

امریکہ جانے کے بعد جب پہلی دفعہ

ابراہیم لوٹے تھے تو گھر کے بڑوں کے درمیان زبانی کلامی رشتہ طے پایا تھا۔ جبرائیل خان کو ہر بڑھتی عمر کی منزل کے ساتھ اس رشتے کی یاد دہانی کروائی جاتی رہی تھی۔۔

"آپ سیریس ہیں۔۔ مذاق تو نہیں کر رہے " اسے جیسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔

"کیا آپ کو میرے چہرے پر مذاق کی رمت بھی نظر آرہی ہے۔۔۔ " اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا جو اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد اپنا رخ آسمان کی جانب موڑ چکی تھی۔۔۔

رخ موڑے جب جبرائیل خان کی جانب دیکھا تو اس کی آنکھوں سمیت چہرے پر کہیں بھی مزاق کی رمت نہیں تھی۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لیکن آپ کے رویے سے تو کبھی بھی ایسا ظاہر نہیں ہوا۔۔۔ جب بھی ہم لوگ یہاں آئے ہیں ہمیشہ غصہ ہی کیا ہے۔۔۔ " منہ بسورتے اس نے پیچھے کی جانب ریلنگ سے ٹیک لگائی تھی۔۔۔۔۔

"استغفر اللہ!! اب کیا میں آپ سے محرم رشتے کے بغیر ایسی باتیں کرتا اچھا لگتا تھا۔ ویسے بھی نکاح سے قبل ایسی بات کر کے اپنی شامت تھوڑی بلوانی تھی۔۔۔۔ " اس نے شرارت سے کہتے ٹیک لگائی تھی

ترجیح دی تھی۔ ماہ روش تائی جان کے ساتھ ہی بیٹھی تھی جب انہوں نے اس سے سرگوشی میں پوچھا تھا۔
ان کا انداز ایسا تھا جیسے ایک سہیلی دوسری سے پوچھ رہی ہو۔۔۔

"ویسے تو مجھے سڑے کریلے لگتے تھے، غصے والے، خوفناک تاثرات والے۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔" اس نے
بھی سرگوشی میں لب دباتے اپنے پرانے خیالات ظاہر کیے تھے۔۔۔

"تو اب کیسا لگتا ہے" بنا برا منائے انہوں نے ابھی کے بارے میں دریافت کیا تھا

"اب۔۔۔۔"

"ہمم۔۔۔ اب" ایک نظر ان کپڑوں پر ڈالی تھی جنہیں سامنے رکھے چچی اور پریسہ بی جان سے صلاح
مشورے کر رہی تھی۔ پھر اس کی جانب دیکھا تھا جس کی نظریں بھی ان کپڑوں پر تھیں۔ پھر پریسہ کو لیمن
کلر کا سوٹ سلیکٹ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔۔۔ اور واپس ان کی جانب دیکھا تھا جو ابھی بھی اس کے جواب کی
منتظر تھیں۔۔۔

"اب سڑے کریلے بھی نہیں لگتے ہیں، غصہ تو بالکل بھی نہیں کرتے، اور تاثرات بھی انسانوں والے ہی
ہوتے ہیں" سوچ سوچ کر بولتی وہ انہیں مسکرا نے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔۔۔

"میرا بیٹا ہے ہی ایسا کہ اس سے سب کو محبت ہو جاتی ہے۔۔۔" اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالتے کہا تھا۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا کہ مجھے ان سے محبت ہے" اس نے چھوٹی آنکھیں کیے انہیں دیکھتے پوچھا تھا پھر
اپنے سامنا آیا مگ کافی کا اٹھاتے فرشتے کا شکر ادا کیا تھا۔

"آپ کی آنکھیں سب کچھ کہہ رہی ہیں بلکہ آپ کے عادات و اطوار بھی گواہی دے رہے ہیں۔"
جہان دیدہ خاتون تھیں بخوبی جان چکی تھیں۔ بیڈ کی پچھلی طرف ٹیک لگائے تائی کے ساتھ وہ بیٹھی تھی، پائنٹی

[illegible]

"محبت کے بارے میں تو میں کچھ بھی فلحال کہنے سے قاصر ہوں۔ لیکن ایک بات کا اعتراف لازمی کروں گی کہ آپ کی تربیت کا ان پر بہت گہرا اثر ہے۔ میں نے ان کو عورت کی عزت کرنے والا پایا ہے، اپنوں کا خود سے بڑھ کر خیال رکھنے والا، رشتوں کو ان کی جگہ پر رکھ کر ٹریٹ کرنے والا اور باہر کی عورت کو بھی گھر کی عورت کی طرح عزت دینے والا۔ سب سے بڑا پلس پوائنٹ کہ میں نے انہیں کبھی بھی عورت سے غصے سے بات کرتے نہیں پایا ہے۔۔۔ مجھے اس سب کی ذمہ دار آپ لگتی ہیں۔۔۔" اپنے کافی کے مگ کے کناروں پر انگلیاں پھیرتے وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی۔ اس کے بولنے کے دوران آواز سرگوشی سے جب بڑھی تو چچی کے ساتھ ان کی بیٹیاں بھی خاموش ہو گئیں تھیں جسے وہ محسوس نہیں کر پائی تھی۔۔۔

"ماہ روش بچے!!! ہمارے ہاں جدھر جووائنٹ فیملی سسٹم ہوتا ہے نا وہاں صرف ماں تربیت نہیں کرتی ہے بلکہ پورا خاندان اس تربیت میں بلواسطہ یا بلواسطہ شریک ہوتا ہے۔۔۔ جبرائیل سمیت دیگر تمام بچوں کی تربیت کی ذمہ دار صرف ہم مائیں نہیں ہیں بلکہ ہمارا پورا خاندان ہے اور سب سے بڑھ کر بی بی جان جنہوں نے ہمارے بچوں کی پرورش میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ انہیں بچپن سے ہی یہ سکھایا گیا ہے کہ عورت پیر کی جوتی نہیں ہے بلکہ وہ قابلِ عزت ہے جس عمر کی بھی ہو اور وہ گھر کی ہو یا باہر کی۔ ہمیشہ عزت کی حق دار ہے۔۔۔ یہ بات انہیں گھٹی میں بتائی جاتی ہے۔۔۔" نرمی سے سارا کریڈٹ خود لینے کی بجائے انہوں نے سو فیصد سچ بات کہی تھی جو ماہ روش کے لیے یقیناً نہیں تھی۔ کیونکہ اس کی خود کی تربیت میں بھی دو گھرانوں کا ہاتھ تھا۔۔۔

"بچہ ہم سے ناراض تو نہیں ہیں؟؟" جانے قبل بی جان اور داجان سے ملنے کے لیے وہ ان کے کمرے میں گئی تھی جب داجان نے اس سے پوچھا تھا۔ صبح سویرے ناشتے کے بعد وہ فریش ہو کر کہیں جانے لگے تھے۔

بی جان بھی اپنے بیڈ پر براجمان تھیں۔

"نہیں داجان میں اب کسی سے بھی ناراض نہیں ہوں۔ انفیٹ اگر تھی بھی تو اب نہیں ہوں" نرمی سے کہتے اس نے کھڑے کھڑے بی جان کے ہاتھ چومے پھر داجان کی جانب آئی تھی جو اپنی شال کندھوں پر رکھ رہے تھے۔

"بچے ہم نے جو بھی کیا جیسے بھی فیصلے کیے ہیں آپ کی بھلائی اور بہتری کے لیے ہی کیے ہیں، یہ شاید ابھی آپ نا سمجھیں لیکن وقت کے ساتھ آپ کو سمجھ آ جائے گی کیونکہ والدین اولاد کا کبھی بھی برا نہیں چاہتے ہیں۔ یہ بات تو آپ نے سنی ہوگی کہ اصل سے سود پیارا ہوتا ہے تو پھر ہم کیسے آپ کے لیے کچھ غلط سوچ سکتے ہیں۔ پھر بھی اگر آپ کو کبھی برا لگا ہو تو ہم معافی مانگتے ہیں۔" داجان اس کے سامنے کھڑے تھے اور اسے حقیقت بتا رہے تھے۔ کچھ باتیں حقیقت ہوتی ہیں لیکن وہ وقت کے ساتھ ہی کھلتی ہیں۔

"استغفر اللہ داجان! مجھے گنہگار مت کریں۔ میں جانتی ہوں آپ ہمارے لیے غلط نہیں سوچتے ہیں بس ہم نادانی میں سمجھ ہی نہیں پاتے ہیں۔ مجھے اب آپ سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔" ہاتھوں کو چومتے آنکھوں سے لگاتے کہا تھا۔۔۔

داجان سے ملنے کے بعد یہاں سے ڈائریکٹ اسلام آباد جانا تھا۔ وہاں ایک میٹینگ کے بعد لاہور کے لیے نکلنا تھا۔۔۔۔

لاہور کی فضا اسلام آباد کی نسبت گرمی لیے ہوئے تھی۔ یہاں سورج پوری آب و تاب سے چمکتا تھا۔ یہاں کی زمین میں اپنائیت کا احساس تھا۔ یوں لگتا تھا کہ زمانوں کی شناسائی ہو یہاں کی زمین سے۔۔۔ ماہ روش مکمل یہاں کی فضا میں قید رہی تھی۔

وہ لوگ بائے آئر آئے تھے لیکن واپسی پر وہ بائے روڈ جانا چاہتے تھے ماہ روش کی خواہش پر۔ ایئر پورٹ سے انہیں جبرائیل خان کا دوست شاہ زیب ہی رسیو کرنے آیا تھا جس کی عمر لگ بھگ جبرائیل خان جتنی ہی تھی یا اس سے دو چار سال بڑا ہو گا۔ ان کے گھر پہنچنے پر اسی نفیس سی خاتون سے ملاقات ہوئی تھی جو فحال مختصر ہی رہی تھی ان کی تھکاوٹ کے خیال سے۔ ہیلو ہائے کے بعد انہیں فریش ہونے دیا گیا تھا تاکہ اس کے بعد چائے پر تفصیلی ملاقات ہو سکے۔۔

"یہ کیسا رہے گا؟؟؟؟" ایک بے بی پنک کلر کے ایک سال کے بچے کے سوٹ کو پکڑ کر اپنی بیوی کی رائے لی تھی۔ جو اپنا سر پکڑ کر رہ گئی تھی۔۔

"یا اللہ۔۔۔۔۔ یہ بہت بڑا ہے جب بے بی ایک سال کا ہو گا تب پورا آئے گا" زرا تحمل کا مظاہرہ کرتے اس نے سہولت سے منع کرنا چاہا تھا ورنہ اسے پاگل کرنے میں شوہر نے کل سے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔

 "تو کوئی بات نہیں۔ ہم یہ بھی لے لیتے ہیں بے بی تب پہن لے گا" شوہر جیسے رضا مند تھا۔
 "خدا اربس کر دو۔ یہ دسواں سوٹ ہے جو اتنا بڑا خرید رہے ہو تم، یہ چار جو توں کے جوڑے، کھلونے اور یہ ساری چیزیں چھوٹے بے بی نہیں یوز کرتے ہیں۔ بس اب کوئی بھی مزید چیز ہم نہیں لے رہے ہیں۔
 مورے خود ہمیں چھوٹے بے بی کے سائز کے کپڑے لادیں گیں۔ پاگل بنا کے رکھ دیا ہے۔" اسے جو کپڑے جوتے کھلونے اچھے لگ رہے تھے وہ لیتا جا رہا تھا یہ دیکھے بغیر کہ وہ کتنی رمر کے بچوں کے استعمال میں آتا ہے۔ اس کی بیوی کی برداشت ختم ہو گئی تھی۔

"یار دیکھو تو سہی اتنے پیارے ہیں۔ اگر ہم یہاں سے بھی لے جائیں گے تو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ ویسے بھی ہم بے بی کے پیرنٹس ہیں تو اس کی شاپنگ کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہم مورے کو کیوں تکلیف دیں گے۔۔
 "وہ سوٹ بھی اپنے ہاتھ میں لیتے اس کے شوہر نے اپنی طرف سے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے کہا تھا

"ٹھیک ہے جوجی میں آتا ہے کرو۔ کیونکہ تمہاری سمجھ میں یہ بات تو آنے والی نہیں ہے کہ ابھی بے بی کے آنے میں بھی بہت وقت ہے اور ان کپڑوں کے پہننے میں اور بھی زیادہ وقت ہے تو اس لیے میں وہاں بیٹھ رہی ہوں کیونکہ میں تھک گئی ہوں تم سے بحث کر کر کے۔ جب تم فارغ ہو گئے تو آ جانا۔ اس لیے کہ اب مزید مجھ میں ہمت نہیں ہے تمہارے ساتھ سرکھپانے کی۔۔۔" تند نظروں سے گھور کر کہتے وہ شاپ کے باہر بنے بیچ کی جانب اشارہ کرتے وہاں چلی گئی تھی اور پیچھے وہ سرپے ہاتھ مار کر رہ گیا تھا۔ کب سے اسے جان بوجھ کے تنگ کیے جا رہا تھا۔

پھر خود ہی ان کپڑوں کی جگہ چھوٹے سائیز کے منتخب کرتے وہ آدھے گھنٹے بعد اس کی جانب بڑھا تھا جو اپنے موبائل پر گم تھی۔ ہاٹل لوٹنے پر اس نے کپڑے دیکھنے سے انکار کر دیا تھا اور یہ ہی کہا تھا کہ وہ مورے لوگوں کے ساتھ دیکھے گی۔۔۔

پرسوں ان کی فلائٹ تھی اور کل کا سارا دن بھی انہوں نے گھر والوں کے لیے کچھ خریدنے میں لگانا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

دو دن کے ٹور کو چار دن پر کیا گیا تھا بصد اصرار شاہ زیب اور ان کی وائف کے۔ ان چار دنوں میں انہوں نے خوب گھوم پھر کر انجوائے کیا تھا۔ شاپنگ کی، کھانا کھایا، ہسٹوریکل پلیسز دیکھیں اور تمام پکنک پوائنٹ گھومے تھے جنہیں دیکھنے کے لیے ان کے دو بچے ارم اور ار حائش پیش تھے۔ آج رات کو انہوں نے واپسی کے لیے نکلنا تھا۔ اس لیے لپچ باہر تھا۔

لنچ کے بعد دونوں گھرانوں کے درمیان تحائف کا تبادلہ ہوا تھا۔ بچوں کو ان کی مرضی سے شاپنگ کروائی تھی ماہ روش اور جبرائیل خان نے، پھر ان کا واپسی کا سفر شروع ہوا تھا۔

"بابا۔۔بابا۔۔بابا" ابھی انہوں نے آدھا گھنٹہ ہی طے کیا تھا جب ماہ روش جو سفر کے شروع میں ہی سو گئی تھی۔ وہ بڑبڑاتے اٹھی تھی۔ اس کی عادت تھی کہ لمبے سفر میں اسے نیند بہت آتی تھی۔۔۔ ابھی بھی ایسا ہی ہوا تھا لیکن وہ جلد ہی اٹھ گئی تھی۔ پسینے کی بوندیں ماتھے پر چمک رہی تھیں۔ آنکھوں میں ڈر، خوف جمع تھا۔ رخ موڑے جبرائیل خان کی جانب دیکھا تھا جو گود میں لیپ ٹاپ رکھے اپنا کام کر رہا تھا اور ڈرائیور گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے ایسے دیکھنے پر جبرائیل خان اشارہ تا پوچھا تھا

"کیا ہوا ہے"!!

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ناں میں سرہلاتی وہ رخ موڑ گئی تھی اور گاری کا شیشہ نیچے کیا تھا جبکہ اے سی گاڑی میں چل رہا تھا۔ اسے لگا تھا کہ وہ اس سے بے خبر اپنے کام میں ہی مگن ہے۔۔۔

"کیا کوئی برا خواب دیکھا ہے؟؟" وہ اس سے بے خبر نہیں تھا بلکہ وہ کب سے اس کی نیند میں بے چینی دیکھ رہا تھا۔ اس کے گود میں رکھے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیا تھا اور نرمی سے استفسار کیا تھا۔۔۔ وہ جو اس سے رخ موڑ کر کھڑکی کی جانب دیکھ رہی تھی باہر کے بھاگتے دوڑتے مناظر کو۔ اس کے پوچھنے پر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ اس سے سچ میں بے خبر نہیں تھا۔

"یہ پانی پیئیں!!" پانی کی بوتل کھول کر اسے پکڑائی تھی جسے پکڑ کر اس نے ایک گھونٹ لے کر واپس کر دیا تھا۔

"کیا دیکھا خواب میں؟؟؟" اسے پتا تھا کہ کسی برے خواب سے وہ جاگی ہے ورنہ سفر کے دوران اس کی نیند گہری ہوتی تھی۔

"مجھے بابا سے بات کرنی ہے۔۔"!! خواب بتانے کا اس میں حوصلہ نہیں تھا۔ کچھ دنوں سے اسے مسلسل برے خواب آرہے تھے۔ لیکن آج کا خواب سب سے برا تھا۔۔

"ٹھیک ہے!!" یہ لیس کال جا رہی ہے "اس کا ہاتھ ہنوز گرفت میں رکھے دوسرے ہاتھ سے کال ملائی تھی حمزہ کے نمبر پر جو ابھی کچھ دیر قبل بابا اور ماما کو انٹرپورٹ سے ریسیو کر کے لایا تھا۔

اپنے اپارٹمنٹ میں موجود ان دونوں کے لیے وہ کچھ ہلکا پھلکا بنانے لگا تھا جب جبرائیل خان کی کال دیکھ کر اس نے ریسیو کی تھی اور موبائل سامنے رکھتے خود فریزر سے کچھ نکالنے گیا تھا۔

"حمزہ کیسے ہو؟؟ بابا ماما کیسے ہیں؟؟ کدھر ہیں وہ؟؟" ایک ہی سانس میں سوال کرتے اس نے بے چینی سے جواب کا انتظار کیا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہوں میں ماما اور بابا ابھی ٹھیک ہیں۔ تم کیسی ہو اور جبرائیل لالا کیسے ہیں۔ کیسا رہا آپ لوگوں کا لاہور کا ٹور؟؟" فریج سے انڈے نکال کر وہ لایا تھا۔

"ٹھیک ہیں وہ اور اچھا رہا ٹور بھی۔۔۔ میری بابا سے بات کروادو۔ میں بہت مس کر رہی ہوں۔ پلیز" اس کی شکل رونے والی ہو رہی تھی۔

"اوکے میں لے کر جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ ویٹ آمنٹ!

کچھ دیر میں وہ فون پکڑے اپنے کمرے کی طرف گیا تھا جدھر بابا فریش ہو کر کچن میں ہی آنے لگے تھے جبکہ ماما و اشروم میں تھیں۔۔۔

"بابا ماہی ہے۔۔ اس سے بات کر لیں " فون ان کی جانب پکڑاتے وہ خود چاہر نکل گیا تھا۔ پتا نہیں کیا ہوتا جا رہا ہے اسے دن بہ دن۔ پریشانی سے اس کے ماتھے پر لکیریں گہری ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔

"بابا میں آپ کو بہت مس کر رہی ہوں۔۔ " وہ جو حمزہ کو دیکھ کر خود پر قابو رکھے ہوئے تھی بابا کو دیکھتے آنسو خود بخود نکل آئے تھے۔۔ ساتھ بیٹھے جبرائیل خان کے لیے کام کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ اپنی موجودگی میں کم از کم وہ اسے رونے نہیں دے سکتا تھا۔ اگر اس کی موجودگی میں بھی وہ روئے گی تو لعنت ہے اس پر۔ یہ جبرائیل خان کا خیال تھا۔

"ریلیکس ماہ روش وہ ہفتے کی شام واپس آرہے ہیں۔ آپ کو روتے دیکھ کر پریشان ہوں گے " اپنا بازو اس کے پیچے کرتے ندی سے ساتھ لگاتے اس نے کہا تھا۔۔۔

"میری جان بابا بھی آپ کو بہت مس کر رہے ہیں۔ آپ پریشان مت ہوں۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ ہم پہلے آجائیں۔۔۔ " وہ جانتے تھے کہ وہ اداس ہو رہی ہے ان کے لیے۔۔۔

"پکانا!! آپ حمزہ سے پہلے آجائیں گے نا؟؟؟"

حمزہ اور ان کی فلائٹ ہفتے کے روز کی تھی لیکن اب وہ ماہ روش کے لیے دو دن پہلے کروانے لگے تھے۔۔۔

"آئی پراس ہم حمزہ سے پہلے آجائیں گے۔ بٹ آپ روئیں نہیں، آپ کے آنسو بابا کو تکلیف دے رہے ہیں " ان کے دل کو کچھ ہو رہا تھا۔ اپنی بیٹی کی آنکھوں میں آنسو دیکھنا کسی بھی باپ کے بس کی بات نہیں ہوتی ہے۔

"بابا!! میں رو نہیں رہی ہوں بس یہ پانی ایسے ہی نکل رہا ہے۔ میں بہت مس کر رہی ہوں۔ میرا دل بہت ڈر رہا ہے۔ آپ کو ماما اور بابا کو ملنے کو چاہ رہا ہے۔ اتنے دن ہو گئے ہیں۔ میں آپ سے ملی نہیں ہوں۔۔۔"

اپنی بے بسی بتائی تھی اور ایک ہاتھ سے نکتے آنسو صاف کیے تھے۔ جبرائیل خان نے تاسف سے دیکھا تھا

"چچا آپ پریشان نہیں ہوں!! اور ماہ روش آپ کا اگر دل کر رہا ہے تو ہم کل ہی امریکہ چلتے ہیں واپس ہم ان کے ساتھ ہی آجائیں گے۔۔۔۔" اپنی اہم میٹنگ کو پس پشت ڈال کر وہ اس کے لیے فوراً پلان بناتا جانے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ سے فون اپنے ہاتھ میں کرتے اس نے ان دونوں کو اپنا تازہ ترین پلان بتایا تھا

"لیکن آپ کی کل اہم میٹنگ ہے!!" وہ متربزب تھی۔۔۔۔

"میٹنگ آپ سے ایم تھوڑی ہے" اسے دیکھتے اس نے چچا جان کو بھی تسلی دی تھی

"نہیں جبرائیل آپ رہنے دیں۔ میں کل ہی ہماری ٹکٹس کروا رہا ہوں اور پرسوں کی فلائٹ سے ہم واپس آرہے ہیں۔۔۔ آپ کو آنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اور ماہ روش اب آپ بالکل نہیں روئیں گیں۔۔۔ آپ مجھے پریشان کر رہی ہیں۔۔۔ بابا کو آپ روتی نظر نہیں آنی چاہیے ہیں۔۔۔ ٹھیک ہے!!" بابا جان نے اپنا حتمی فیصلہ سناتے اسے کہا تھا جس پر وہ سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔

"ٹھیک ہے بابا!! حمزہ کا خیال رکھیے گا" کال بند کرنے سے قبل اس نے ناجانے کس خدشے کے تحت کہا تھا جس پر وہ مسکراتے سر ہلا گئے تھے۔۔۔۔۔۔

ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہوئے لڑتے تھے اور پیچھے ایک دوسرے کے متعلق ہدایات دے رہے تھے۔۔۔۔۔

"ویسے میں تمہیں بڑی سینسیبل سمجھتا تھا" افسوس سے کہا تھا اور بیڈ کی پائنٹی پر بیٹھنے سے قبل اس کا چہرہ ملاحظہ کیا تھا جو سرخ ہوا تھا۔۔۔ ان کی کچھ دیر میں واپسی کی فلاٹ تھی۔ بس وہ نکلنے سے قبل فریش ہونے لگی تھی۔۔۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟؟" گھورتی نظروں سے پوچھا تھا اور الماری کا پٹ ایسے زور سے بند کیا تھا جیسے اس کے منہ پے کیا ہو، ہاتھ میں کپڑے تھام رکھے تھے واشروم جانے کے لیے بدلنے کی نیت سے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ ہی کہ سمجھنے اور ہونے میں بڑا فرق ہوتا ہے" جواب بے نیازی سے آیا تھا۔ اس کے چہرے کا رخ نیچے جوتوں کی جانب تھا جن کے لیسز باندھتے اس نے کمال بے نیازی سے جو ادیا تھا۔۔۔ یہ اب سراسر بے عزتی تھی۔۔۔

"لیکن میں نے تمہیں جیسے سمجھا تھا تم بالکل ویسے ہو" چڑتے کہہ کر جھپاک سے واشروم میں بند ہو گئی تھی۔ پیچھے وہ یہ سمجھنے کی کوشش میں تھا کہ یہ کمپلیٹ تھا یا۔۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ واشروم سے نکلی تو اسے اسی پوزیشن میں بیٹھا تھا۔ اب جوتوں کے لیسز باندھ کر سیدھا ہو چکا تھا۔۔

"زراروشنی ڈالیں گیں اپنی اس بات پر۔۔" ادھر ہی بیٹھے طنزیہ انداز میں کہا تھا۔ جبکہ شنیشے کے سامنے کھڑی وہ بال کنگھی کر رہی تھی۔ ایک نظر اسے دیکھا تھا اور ابرو اٹھاتے انداز ایسا تھا کہ مجھ سے بات کر رہے ہو۔ وہ اندر ہی اندر تلملارہا تھا۔۔۔

اسے ایسے خفگی سے خود کو دیکھتے پا کر نور لہدی کے دل میں ٹھنڈ پڑی تھی۔۔ اب آیانا اونٹ پہاڑ کے نیچے ---

"میں آپ محترمہ سے مخاطب ہوں !!! اٹھ کر وہ بیگز کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔ انہیں سیدھا کرتے اس نے اپنی بات دہرائی تھی۔۔

"کیا فرمایا آپ محترم نے !!! کھلے گھنگھریا لے بال پیچھے جھٹکتے اس نے دوپٹہ سر پہ دوپٹہ ٹکایا تھا۔ صد شکر اس نے کتنے دن سے بالوں پر کوئی کمینٹ نہیں تھا کیا۔
BEING THE STRING OF YOUR KITE
"یہ ہی کہ کیسا مجھے آپ سمجھتی تھیں" اس کے دل و دماغ میں کھلبلی مچی ہوئی تھی کہ کیا سوچا تھا اس نے میرے بارے میں۔

"میں جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی۔۔!!"

بیڈ سے پرس اٹھاتے اسے کہنی پر لٹکایا تھا اور آنکھوں کو گالز سے چھپایا تھا جو شرارت سے مسکرا رہی تھیں اس کی حالت دیکھ کر۔۔۔۔

"بہت شکریہ لیکن میں آپ کو جتنا سمجھدار، بات سمجھنے والی اور عقلمند سمجھتا تھا آپ بالکل بھی ویسی نہیں ہیں بالکل بچوں جیسا بیہوش کرتی ہیں" بیگز پر گرفت جماتے انہیں دروازے تک گھسیٹتے اس نے ایک ہربہ آزما یا تھا اگلوانے کا۔۔۔

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔ بس صحبت کا اثر ہے محترم۔۔۔ چلیں اب کہ آپ کا دل یہیں اٹک گیا ہے" تپ تو اسے بہت چڑھی تھی لیکن نہیں ابھی اسے اور تپانا بنتا تھا۔ اس لیے خود پے قابو پاتی وہ اسے چڑاتی باہر نکل گئی تھی۔

پیچھے وہ اپنے کھودے گڑھے میں خود ہی جا گرا تھا۔۔۔ بیگز تھامے اس نے بھی تقلید کی تھی۔۔۔۔۔

زر مینے گل کی شادی کے بعد سے جبرائیل خان کی اور اسفندیار خان کی والدہ کا اپنے میکے سے رشتہ بنا ہونے کے برابر رہ گیا تھا۔ جبرائیل کی شادی پر بھی بلایا گیا تھا لیکن وہ شرمندگی کے مارے نہیں آسکے تھے۔ لیکن آج ان کا آنا حیران کن تھا۔ کیوں کہ اپنے کیے پر پشیمان ہونے کے ساتھ ساتھ وہ فرشتے کا رشتہ لینے کے تمنائی تھے۔

"ہم جانتے ہیں ہمارے بیٹے نے بہت غلط کیا تھا۔ کہیں نا کہیں ہم بھی قصور وار ہیں کیونکہ ہمیں اس کی مرضی کے خلاف رشتہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ جو بھی ہوا برا ہو ہماری طرف سے لیکن اللہ نے زر مینے گل کے لیے بہت اچھا کر دیا۔۔۔ ہم شرمندہ ہیں اپنے کیے پر۔ ہم آپ سے معافی کے طلبگار ہیں بی جان اور ہم

"ٹھیک ہے مس عینا آپ اسی شیڈول کے مطابق چلیں باقی ہم کل ڈسکس کر لیں گے " لاہور سے آنے کے بعد طبیعت کی سستی کی وجہ سے وہ اگلے دن آفس نہیں گئی تھی اور بابا کی سیکرٹری کو گھر ہی بلوا کر چند ایک اہم معلومات ڈسکس کی تھیں۔۔۔۔ پھر اگلے دن جانے کا وہ ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

ابھی وہ عینا کو فری کر کے کچن کی طرف آئی تھی رات کے بارے میں ہدایات دینے جب ہی جبرائیل خان آفس سے لوٹا تھا۔ وہ سیدھا لاونج میں ہی آیا تھا۔ ماہ روش اسے دیکھتے پانی لیے اس کے پاس آئی تھی۔

آنکھیں موندے وہ صوفے پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ جب اس کی آواز پر آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔ کچے پیلے رنگ کا سوٹ پہنے ہمرنگ دوپٹے کو اس نے سر پہ ٹکایا ہوا تھا۔ پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھائے کھڑی تھی۔ بعض دفعہ وہ اسے حیران کرتی تھی۔ اس نے کبھی بھی ماہ روش کو روایتی بیویوں والے خانے میں رکھا ہی نہیں تھا لیکن وہ سارے گن پورے کر رہی تھی۔۔۔۔

پانی پی کر گلاس واپس ٹرے میں رکھ دیا تھا جسے وہ ٹیبل پر ہی رکھ کر اس کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔۔

"طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟؟؟" اس کے چہرے پر تھکن کے آثار دیکھ کر ماہ روش نے استفسار کیا تھا۔۔۔۔ اس کے سوال پر مبہم سا مسکرایا تھا

"ٹھیک ہوں " آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا تھا۔ جس پر یہ رنگ بہت کھلا کھلا لگ رہا تھا۔ بھورے شہد رنگ بالوں کی لٹیں دونوں اطراف سے نکلی ہوئی تھیں۔ شہد رنگ آنکھیں چھوٹی کیے وہ پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"لگ تو نہیں رہے ہیں؟؟" تھکاوٹ سے اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں جس پر چوٹ کرتے اس نے کہا
تھا۔۔۔۔۔

"بس سر میں ہلکا سا درد ہے جس کی وجہ سے تھکاوٹ ہو رہی ہے۔ باقی ٹھیک ہوں۔ آپ پریشان مت
ہوں۔۔ آپ ٹھیک ہیں اب !!!" اپنی طرف سے اسے تسلی دینے کے بعد زرا توقف کے بعد اس نے نرم
مومی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے پوچھا تھا۔

"جہاں تک میں جانتی ہوں آپ کو ہلکے سے درد سے فرق نہیں پڑتا ہے۔ غالباً امکان یہی ہے کہ آپ نے
اپنی میڈیسن لینے میں کوتاہی کی ہے۔ جس کا نتیجہ سامنے ہے۔ ابھی آپ میرے ساتھ چلیں اور اپنی
میڈیسن لیں اور اس کے بعد ہم ڈاکٹر سے چیک اپ کے لیے جا رہے ہیں " اپنی بات مکمل کرتی وہ اس کا
ہاتھ تھامے اٹھانے کی کوشش میں تھی جب جبرائیل خان نے اس کے ہاتھ پے دباؤ ڈالا تھا۔
"میں نے یہ بھی پوچھا تھا آپ ٹھیک ہیں؟؟" وہ ابھی تک صوفے پر بیٹھا تھا جبکہ ماہ روش کھڑی تھی اس
کے سامنے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹھیک ہوں میں اور آپ بات گھمانے کی کوشش مت کریں۔۔۔

آپ جا کر فریش ہو جائیں میں چائے لارہی ہوں۔ پھر ہم ڈاکٹر کے پاس جا رہے ہیں " اسے خاطر میں نہ لاتے
وہ کچن کی جانب بڑھتی بولی تھی۔ اور سیڑھیاں پھلانگتے وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اس کا سردرد تو اسے اپنے
پسندیدہ لباس میں دیکھ کر ہی ٹھیک ہو گیا تھا۔ وہ آج تک اسے بتا نہیں پایا تھا کہ مشرقی لباس میں وہ اسے
خوبصورت لگتی تھی۔۔۔۔۔۔

"فلائٹ لیٹ ہو گئی ہے!!" موسم کی خرابی کی وجہ سے فلائٹ دو گھنٹے لیٹ ہو گئی تھی۔

"تو اس میں میرا قصور ہے؟؟؟" تیوری چڑھائے آگے سے جواب موصول ہوا تھا۔۔۔

"میں تمہیں بتا رہا ہوں" ضبط کا دامن تھا مے اس نے ساتھ بیٹھی خاتون کا لحاظ کرتے کہا تھا۔۔۔

"نہیں!!! تم مجھے زمرہ دار ٹھہرا رہے ہو!!" اسے متلی ہو رہی تھی۔ طبیعت میں چڑچڑاپن بھی پیدا ہو رہا تھا

۔ ایک گھنٹہ ویٹنگ روم میں بیٹھنے کے بعد پھر انتظار۔۔ کوفت ہی کوفت۔۔ اس کے بتانے پر اٹے جواب دیے جارہی تھی۔۔۔

"طبیعت ٹھیک ہے؟؟ کیا ہوا ہے؟؟" اس کے فیس ایکسپریشن سے اندازہ لگاتے وہ بیچ کے پاس نیچے بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ دیکھا تھا جو زرد ہو رہا تھا۔

"میرا دل خراب ہو رہا ہے" بمشکل وہ بول پائی تھی۔ ایئر پورٹ کے ویٹنگ ایریا میں رش کی وجہ سے طبیعت خراب ہو رہی تھی۔

"او کے!! اٹھو ہم باہر چلتے ہیں کچھ دیر۔ تازہ ہوا میں بہتر محسوس کرو گی" ایک بازو اس کے ساتھ لگاتے وہ باہر کھلے ایریا کی جانب آیا تھا۔ جبکہ ساتھ بیٹج پر بیٹھی آنٹی ابھی تک ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ لڑکی چند لمحے قبل اپنی شوہر سے لڑ رہی تھی اور اس کا شوہر تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتے اسے ساتھ لیے جا رہا تھا۔ عجیب لڑکی تھی چند لمحے پہلے اس سے غصہ ہو رہی تھی اور اب اسے ناراضگی دکھا رہی تھی۔ کب سے بیٹھی وہ آنٹی ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھیں۔۔۔

چہل قدمی جاری تھی۔۔۔

"میں سائیکائٹرسٹ کے پاس جاؤں گی" اپنے ساتھ چلتے جبرائیل سے مخاطب ہوئی تھی۔ ابھی ڈاکٹر کے پاس سے جبرائیل کے چیک اپ کے بعد وہ لوٹے تھے۔ ابھی تھوڑی دیر میں انہیں کرن کی منگنی میں بھی پہنچنا تھا۔ ماہرِوش جو کل تک اسے مسلسل انکار کر رہی تھی کہ وہ سیشن کے لیے نہیں جائے گی۔ آج خود ہی راضی ہو گئی تھی۔ کل جبرائیل نے گھر آتے ہی اسے سائیکائٹرسٹ کے پاس لے کر جانے کے لیے کہا تھا جبکہ اسے فوراً منع کرتی وہ کمرے میں چلی گئی تھی سونے کے لیے اور آج صبح بھی اس نے دوبارہ کر لیا تھا جس پر ماہرِوش نے خاطر خواہ جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔ اور ابھی وہ کہہ رہی تھی کہ وہ راضی ہے جانے کے لیے یہ خوشی کے ساتھ ساتھ حیرانی کی بات تھی۔۔۔۔۔

آج سارا دن گھر اس نے اسی سوچ بچار میں وقت گزارا تھا کہ وہ چیزوں، لوگوں اور رویوں کے بارے میں ضرورت سے زیادہ سوچتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسکیورٹی فیل کرتی ہے۔ یہ جبرائیل کا کہنا تھا۔ اور یہ سچ ہی تھا جب اس نے اپنا تجزیہ کیا تھا تو اس کی بات حرف بہ حرف سچ تھی۔ جس کی وجہ سے اچھے برے خیالات کی بھرمار اس کے دماغ میں کلبلاتی رہتی تھی۔ جس کا نتیجہ برے خوابوں کی صورت میں نکلتا تھا۔

وہ اپنی اس انسکیورٹی پر قابو پانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

یہ تمام باتیں ماہ روش کی سائیکاسٹرسٹ کی تھی۔ جنہوں نے تفصیلی اس کیس کو دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا تھا۔۔۔

"میں اپائنٹمنٹ لے لیتا ہوں آپ وقت پر تیار رہیے گا۔ میں آفس سے ہی پک کر لوں گا آپ کو تو ادھر سے ہی چلیں گے۔۔۔" جبرائیل کو اچھا لگا تھا اگر وہ خود اپنے اس خوف پر قابو پانا چاہتی تھی۔۔۔

"پھر ہم واپسی پر بابالوگوں کو پک کر لیں گے ایئرپورٹ سے"!! ماہ روش نے بھی چاند بے ملگجے اندھیرے میں گھاس پر ٹھلٹے پلان میں اپنا حصہ ڈالا تھا۔۔۔

"لیکن چچا جان نے مجھے ایگزیکٹ ٹائمنگ نہیں بتائی ہے۔ ان کا کہنا ہے وہ سرپر انز دینا چاہتے ہیں لہذا وہ خود آئیں گے۔۔۔" رٹارٹایا جملہ اس کے حضور پیش کر دیا تھا جو اسے موصول ہوا تھا۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔" باربارنگ کرتی لٹ کوکان کے پیچھے اڑتے اس نے جوش سے کہا تھا۔

"آپ ریڈی ہو جائیں پھر ہم کچھ دیر تک نکلتے ہیں۔ خرم کی کالز آرہی ہیں۔۔۔" موبائل کو پاکٹ میں ڈالتے اس نے کہا تھا جس پر ماہ روش کو یاد آیا کہ وہ اپنا فون تو کمرے میں ہی چھوڑ آئی تھی۔ یقیناً کرن نے کنیں کالز کی ہوں گی۔ اوپر سیڑھیوں کی جانب بڑھتے اس نے سوچا تھا۔ اور یہ سچ ہی تھا۔ کرن نے بہتر کالز آئی ہوئی تھیں۔۔۔ ماتھے پر ہاتھ مارتی عہ تیار ہونے کی نیت سے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تھی جبکہ کرن کو جا کر ہی جواب دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔ کچھ سپانسی کھانا ہے" بیچاری شکل کے ساتھ اس نے اپنے ساتھ بیٹھے اسفندیار خان سے کہا تھا۔ جو سر ہلائے اب جہاز کے مخصوص کچن کے عملے سے کچھ کھانے کو منگو اور ہاتھا۔ اس کے موبائل سے چھیڑ چھاڑ کرتی وہ غور نہیں کر پائی تھی کہ کیا منگوایا ہے۔

بزنس کلاس کبین میں باقی مسافر سوچکے تھے جبکہ وہ دونوں جاگ رہے تھے۔ نور لہدی کو نیند آ نہیں رہی تھی جبکہ اسفندیار خان اس کے لیے نیند کی قربانی دے رہا تھا۔ کہ کب اس کو بھوک لگ جائے یا طبیعت نا خراب ہو جائے۔۔۔ اسی لیے وہ لیپ ٹاپ ٹانگوں پر رکھے اپنا کام بھی ساتھ ساتھ کر رہا تھا۔۔۔ جبکہ وہ سٹنگ پوزیشن میں بیٹھی اسفندیار خان کے موبائل سے ہی چھیڑ خانی کر رہی تھی۔ اور ساتھ ہی بھوک کا اعلان کیا تھا۔ سر ہلاتے وہ منگو اچکا تھا۔ اب اس کے سامنے ٹیبل سیٹ کرتے فروٹ سیلڈ کا باول رکھا تھا

"مجھے نہیں یہ کھانا۔ میں نے سپانسی کہا تھا" منہ بسورتے اس کے آگے فون پٹھا تھا۔

"اسے سکون سے ختم کرو۔۔۔ سپانسی سے پھر وہی حال ہونا ہے جو چند گھنٹے قبل تھا" بنا اس کے منہ بسور نے کانوٹس لیے وہ حکم صادر کرتا اپنی توجہ کام پر مرکوز کر گیا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نور لہدی!! اسے ختم کرو" نظریں لیپ ٹاپ پر تھیں جبکہ دھیان کے تانے بانے اسی کی طرف تھے۔

"مجھ پر حکم مت چلاؤ۔۔۔" ناراضگی سے کہتی فورک سے منہ میں سیب ماکٹڑا رکھا تھا۔ ٹیسٹ اچھا لگا تھا۔ ورنہ تو منہ کا ذائقہ ہی خراب ہو چکا تھا۔۔۔

افسوس سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"اسے جلدی ختم ہونا چاہیے۔۔۔" ایک ڈفعہ پھر اسے کہا تھا۔۔۔

ایک خونخوار نظر ڈال کر باؤل ہاتھ میں پکڑے اس سے رخ مکمل موڑ کر دوسری طرف کر چکی تھی

چند لمحے سر کے تھے۔ باؤل ختم ہونے کو تھا جب اسے لگا کہ اسفندیار اسے ہی مسلسل دیکھ رہا ہے۔ رخ موڑا تو شک کی تصدیق ہو گئی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں؟؟" ہاتھ کی مٹھی پر ٹھوڑی ٹکائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"اب میرے کھانے پر بھی نظریں جمار رکھی ہیں!! لو کھا لو تم ہی" اس کے منہ کی جانب بڑھایا تھا جسے وہ لے چکا تھا۔۔۔ ویسے بھی وہ کھانے سے فرار چاہ رہی تھی۔۔۔

"اسے تم نے ہی ختم کرنا ہے کرو!!" دیکھ رہا تھا کہ اسے دینے کے پیچھے اس کا مقصد۔ اس لیے دوبارہ تنبیہ کی تھی۔۔۔

"تم نابطل ویسے ہو جیسا میں نے سوچا تھا" تپ کے کہتی وہ پھر کھانا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

"مثلاً کیسا؟؟؟" تجسس نے سراٹھایا تھا۔

"میں بتانا ضروری نہیں سمجھتی ہوں!!" ایک یا تھ سے گھنگریالی لٹ کو پیچھے جھٹکتے بے نیازی سے کہا تھا۔۔۔ وہ اسے چڑانے میں کامیاب رہی تھی۔۔۔

"ایزیووش" کندھے اچکائے تھے۔ نظروں کا زاویہ وہی تھا۔۔۔

"تمہیں سچ میں جاننے میں دلچسپی نہیں ہے" بس ایک چمچ فروٹ سیلڈ کا باقی تھا

"ایسا ہی ہے۔۔" نظروں کو ہنوز کچھ بھی کہنے سے باز رکھا تھا

"ٹھیک ہے اگر تمہیں جاننے میں دلچسپی نہیں ہے تو نہیں بتاتی ورنہ بتانے لگی تھی " باؤل کو وہ واپس ٹیبل پر رکھ چکی تھی۔

"اگر تم بتانا چاہو تو بتا سکتی ہو ورنہ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔۔" لہجہ حتی الامکان نارمل رکھا تھا۔۔
جس پر نور لہدی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم مجھے باتوں میں لگا کر اگلو الگو گے تو تمہاری بھول ہے۔ کیونکہ ایسے تو بتانے والی میں بھی نہیں ہوں۔ اب بیٹھ کر سوچو کہ تم مجھے کیسے لگتے تھے۔۔۔ بانی داوے فروٹ سیلڈ سے میری انرجی واپس آگئی ہے۔۔۔" ہنسی ضبط کرتی وہ سرخ ہوتی ناک سے کہہ رہی تھی۔ اور اسفندیار خان اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جسے وہ موڑ کر لیپ ٹاپ کی جانب کر چکی تھی۔ شاید کوئی مووی دیکھنے کا ارادہ تھا لیکن اس طرح ہنستی وہ بھلی لگ رہی تھی۔۔۔

جو بھی تھا بہر حال باتوں باتوں میں وہ اسے پورا سیلڈ ختم کروانے میں کامیاب رہا تھا۔
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ویسے حمزہ تمہیں بھی شادی کر لینی چاہیے !!! ٹھیک کہہ رہی ہوں نامما !!!" ساتھ ہی ان سے بھی تصدیق چاہی تھی۔۔۔۔

کرن کے کہنے پر ویڈیو کال پے حمزہ سے بات ہو رہی تھی۔ کرن کی منگنی کی رسم ادا ہونے کے بعد وہ اس کے ساتھ ہی سیٹج پر بیٹھی تھی۔ ایئر پورٹ کے لیے نکلنے سے قبل ہی ماہ روش کی کال آگئی تھی۔ بابا پتا نہیں کہاں تھے۔ البتہ حمزہ ماما کی گود میں سر رکھے چھوٹے سے لیونگ روم میں موجود صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔

"ویسے میرا بھی یہ ہی خیال ہے آنٹی۔ اب آپ کو اسے نکیل ڈال ہی دینی چاہیے۔" کرن بھی ماہ روش کی ہم خیال تھی۔ جبرائیل سیٹج سے دور کہیں کاروباری دوستوں کے ساتھ موجود تھا۔

"یار تم لوگ میرے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو۔ ایک نے شادی کروالی ہے اور نے دوسری منگنی۔ تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔۔ لہذا آپ لوگ مجھ سے براہ مہربانی دور ہی رہیں۔"

چڑ کر کہتے وہ اٹھنے لگا تھا لیکن ممانے ہاتھ پر دباؤ ڈالتے روک لیا تھا۔۔۔۔

"ویسے میں بھی آپ لوگوں کی ہم خیال ہوں۔" ممانے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے کہا تھا۔ ان کے چہرے پر کہیں بھی مزاق کی رمتق نہیں تھی۔۔۔۔

"یار ماما آپ تو نا کریں۔۔ ابھی کیا جلدی ہے۔" وہ غالباً فلحال تیار نہیں تھا۔۔۔

"اسے چھوڑیں بلکہ یہ بتائیں لڑکی والوں سے بات کر لی آپ نے؟؟؟" کرن اور ماہ روش دونوں ہی لڑکی سے بے خبر تھیں۔ اس لیے کرن نے ڈائریکٹ پوچھا تھا۔ ماہ روش پہلے سے ہی جانتی تھی کیونکہ کل ہی ماما نے سرسری سی بات بی جان اور تائی جان کے کان میں ڈالی تھی جبکہ باقاعدہ بات وہ امریکہ سے پاکستان جا کر کرنے کی خواہاں تھیں۔۔۔۔

"سمجھو کر ہی لی ہے۔۔۔" مسکراہٹ دباتے حمزہ کے چہرے پر نگاہ ڈالی تھی جو منہ بسور رہا تھا۔۔۔۔

"ویری انٹر سٹنگ آنٹی۔ بس آپ جلدی سے آکر رسم کریں تاکہ میں بھی دیکھوں یہ بندر کیسے اس کے آگے بھیگی بلی بنتا ہے " کرن کی زبان متواتر چل رہی تھی البتہ ماہ روش خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی تھی۔۔۔

"کوئی مجھے بتائے گا کہ کیا ہو رہا ہے "!! جھنجھلاتے وہ کہہ اٹھا تھا۔۔۔

"تم چند منٹ چپ نہیں رہے سکتے ویسے تو بڑے معصوم بنتے ہو اور اب دیکھو اپنی شادی کی بات پر زبان کی رفتار چیتے کی رفتار سے بھی زیادہ ہے۔۔۔ " تاک کے نشانہ لگایا تھا کرن نے جس پر اس نے گھورا تھا۔

"نہیں رہ سکتا کیونکہ یہاں میری شادی کی بات ہو رہی کوئی تمھاری تھوڑی ہو رہی ہے جس نے اچھے خاصے خرم بیچارے کو زن مرید بنا دیا ہے۔۔۔ " حمزہ نے بھی تاک کے نشانہ باندھا تھا جو عین دل پے لگا تھا۔۔۔ اور کرن کے سر پے لگی اور تلوؤں پر بجھی تھی

"ہاں تو وہ بھی تمھارا ہی دوست ہے زن مریدی کے ریکارڈ تو توڑے گا۔۔۔ " اس کے پاس ہر سوال کا جواب تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"چپ کرو آپ لوگ کتنا فضول بولتے ہو۔۔۔ " حمزہ کے بولنے سے قبل ہی ممانے ہلکا سا ڈانٹا تھا۔۔۔

"یار ممانہ زیادتی ہے۔ آپ نے لڑکی کے والدین سے بھی بات کر لی ہے اور مجھے بتایا بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔ وہ منمنایا تھا۔۔۔

"حمزہ "!!! ان کی آواز میں تنبیہ تھی۔۔۔

"کرن بیٹے تنگ کر رہا ہے یہ آپ کو۔۔۔ اس کی رضامندی سے ہی ہم نے بی جان سے بات کی ہے " ممانے نے کرن کو وضاحت دی تھی جس پر اس کا منہ کھلا رہ گیا تھا مطلب وہ کب سے اسے الوبنا رہا تھا۔۔۔

"تم نابک سچ میں ہی امر کی بندر ہو۔۔ مجھے کب سے بیوقوف بنانے جارہے ہو " صدمے سے برا حال تھا۔۔ یہ تو اسے یقین آ گیا تھا کہ وہ معصوم نہیں تھا جو اس کی بہن کہتی تھی۔۔۔۔

"بنے بنائے کو کیا بیوقوف بنانا۔۔۔ " آگ لگاتی مسکراہٹ اچھالی تھی۔ ماہ روش انہیں لڑائی کرتا چھوڑ کر جبرائیل کی جانب بڑھی تھی جو ہاتھ میں گلاس پکڑے پول کے کنارے کھڑا تھا۔۔۔۔

پچھلی رات کی طرف چلتے ہیں۔۔۔۔

مما کے حمزہ سے بات کرنے کے بعد حمزہ نے اس سے فوراً رابطہ کیا تھا۔۔۔

"مما اور بابا چاہتے ہیں میں شادی کر لوں " سڑک کنارے ہاتھ میں کافی کا کپ پکڑے وہ اکیلا چل رہا تھا۔۔ اسے تنہائی اڑیکٹ کرتی تھی۔ بلکہ وہ خود کی کمپنی پسند کرتا تھا جبکہ ماہ روش اس کے الٹ تھی۔۔۔۔ "تو کرلو" جبرائیل کے آفس جانے کے بعد وہ صبح ہی صبح اس سے کال پر رائے طلب کر رہا تھا جبکہ

امریکہ میں رات کے سائے لہا رہے تھے۔۔۔ BEING THE STRING OF YOUR LIFE

"لڑکی کا نہیں پوچھو گی؟؟" ہڈی پہن رکھی تھی۔ چلنا ہنوز برقرار رکھا تھا۔۔۔ ہاتھ دونوں جیبوں میں تھے۔ کانوں میں ایئر بڈ لگا رکھے تھے۔ دکھنے میں وہ پرکشش لگتا تھا۔ شکل سے معصوم۔ ذہانت سے مالا مال۔

"جانتی ہوں" اپنے سامنے رکھے فریش جوس کے گلاس کو نزاکت سے تھامتے کہا تھا۔ دوسری جانب وہ حیران نہیں ہوا تھا۔ اسے کسی ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔

"تو پھر گزارا کر لو گی؟؟؟" وہ اس سے تصدیق چاہ رہا تھا۔۔۔۔

"یہ تم خود سے پوچھو تم گزارا کر لو گے۔ زندگی تم نے گزارنی ہے۔ ویسے تمہیں پسند ہے وہ؟؟؟" آدھا گلاس جو سامنے کیے کرسی سے ٹیک لگائے تنقیدی جائزہ لیا تھا۔۔۔۔

"اچھی لگتی ہے وہ۔۔۔۔ اور گزارا کر ہی لوں گا" اشارہ اس کا اپنے کیریئر کے لیے جنون کی حد تک لگاؤ ہونے کی جانب تھا۔ راستے میں وہ اب بیچ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

"تو باٹھیک ہے ماما بابا کو ہاں بول دو۔۔۔ ویسے بھی تم پاکستان آؤ تو تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے ہمارے پاس" جو گلاس ختم کرتی وہ ملازمہ کے حوالے کر کے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

"سرپرائز کے بارے میں نہیں پوچھوں گا۔ اور نیم رضامندی میں ظاہر کر چکا ہوں بس تم سے رائے لینی باوی تھی۔۔۔" ہڈی اب وہ سر سے گرا چکا تھا۔ ڈسپوزیبل گلاس بھی بن کے حوالے کر چکا تھا۔ ذہانت سے بھرپور آنکھیں اب صاف نظر آرہی تھیں۔ چہرے کی معصومیت بھی برقرار تھی۔۔۔۔

"گڈ" موبائل سپیکر پر ڈالے وہ الماری سے اپنے لیے آرام دہ لباس منتخب کر رہی تھی۔۔۔

"ماہی" !!! تاریخ گواہ تھی کہ جب جب حمزہ ابراہیم نے ماہ روش ابراہیم کو اس نام اے پکارا تھا۔ ہمیشہ اپنی بات منوانے کے لیے ہی پکارا تھا۔۔۔۔

"بولو" بلاخر ایک نفیس سا شلوار قمیص وہ منتخب کر چکی تھی۔۔۔۔

"تمہیں سیشن لے لینے چاہئیں" !!! وہ اب سنجیدہ ہو چکا تھا۔۔۔۔

"اچھا!! اتنا ہی کہتے وہ فون اٹھا کر دوبار اکان سے لگا چکی تھی۔ کپڑے بازو پر رکھے تھے۔ ارادہ اختتامیہ کلمات ادا کرنے کا تھا۔

"پلیز ماہی۔۔۔ تم ہمیں پریشان کرتی ہو ایسے۔ ہم تمہیں ایسے نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ بابا کل سے ضرورت سے زیادہ پریشان ہیں۔ موسمی صورتحال کی وجہ سے فلائٹ ناملنے کی وجہ سے وہ اور پریشان ہو رہے ہیں۔۔۔" رات بڑھنے کے ساتھ ساتھ ماحول میں خنکی بھی بڑھتی جا رہی تھی اور منچلوں کا رش بھی۔

"تو۔۔۔" دل کی رفتار سست ہوئی تھی۔۔

"تو یہ کہ ماہی پلیز ہم اپنی پرانی ماہی چاہتے ہیں۔ جو اونچی گردن کیے چلتی ہے۔ جو ڈرتی نہیں ہے بلکہ ڈراتی ہے۔ جسے لوگوں کو کنٹرول کرنا آتا ہے۔ جو اپنی فیملی کی پاور ہے۔ جو فیملی کے لیے اپنی ضد، انا کو چھوڑ دیتی ہے۔ جسے اپنی منوانے کا ہنر آتا ہے۔ جو اپنی فیملی کا دل ہے۔ (زرر اتوقف کے بعد دوبار ابولنا شروع کیا تھا)

اور اب یہ دل سست ہو رہا ہے۔ جس کی تکلیف پورے جسم کو ہو رہی ہے۔ ماہی اس دل کی دوا ڈھونڈو۔۔۔ اپنے کسی بھی خوف کو خود پر حاوی مت ہونے دو۔۔۔ تم ہمارا دل ہو۔۔۔" ایک دفعہ پھر چلنا سٹارٹ کر دیا تھا۔ انزائیٹ ریلیز کرنے کا بہترین حل تھا چہل قدمی۔

"اور تم دماغ ہو۔۔۔ ہے نا!!" دھیمی سی مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔

"ہممم" وہ خود نہیں کہتا تھا بلکہ ان کی پوری فیملی کا خیال تھا جو بالکل حقیقت پر مبنی تھا۔۔۔۔

"کرو گی نا کوشش!!" آس امید سے لبریز لہجہ تھا۔

دو دنوں بڑی خواتین سے۔۔

ہفتے کا ٹور تھا کراچی کا جس کا فائدہ اٹھاتے نور لہدی نے اپنے بار

—

"بھابھی کیا آپ پورے مہینے کے لیے جارہی ہیں اور کیا ان میں لالہ کے بھی کپڑے ہیں" مسکراہٹ دباتے اس نے گاڑی کی ڈگی میں سامان رکھتے پوچھا تھا جو دو بڑے بڑے سوٹ کیس پر مشتمل تھا۔۔۔

"تمہارے لالہ کے کیوں لے کر جاؤں گی!! اور ان میں کچھ گفتس ہیں جو بی جان بابالوگوں کے لیے بھجوا رہی ہیں" شرمندہ سی وہ جواب دیتی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولے بیٹھ گئی تھی۔ کیونکہ بی جان کی ہدایت تھی کہ تھکاوٹ کی وجہ سے وہ لمبے سفر سے اکتا کر لیٹ بھی سکتی ہے۔۔۔۔

"ارے بھابھی آپ شرمندہ کیوں ہو رہی ہیں۔ باخدا میں نے ایک جنرل بات پوچھی تھی۔ اگر آپ کو برا لگا ہے تو آئی ایم ریٹلی ویری سوری بھابھی۔" اب اسے اپنے بے تکی سوال پر شرمسنگی ہوئی تھی جو ہو لیس یونیفارم کی کیپ اتارتے سامنے ڈیش بورڈ پر رکھ چکا تھا اور گاڑی سٹارٹ کرتے گیٹ زے باہر نکالی تھی۔۔۔۔

"اونہوں ولی تم میرے چھوٹے بھائی ہو۔ مجھے کچھ بھی برا نہیں لگا ہے۔۔۔" نرمی سے کہتے اس نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا تھا جس پر وہ سر ہلا گیا تھا۔۔۔۔

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پہنچ گئی ہیں آپ"!!! اسفندیار خان کا میسج آیا تھا۔ ابھی کچھ دیر قبل ہی وہ پہنچی تھی اور بصد اصرار چائے کے لیے ولی کو روکا تھا جو جانا چاہتا تھا لیکن نور لہدی نے چائے کے بغیر جانے ہی نہیں دیا تھا۔ اب گھر نہیں تھے جبکہ حیات کی آج چھٹی تھی۔ کیونکہ جس کالج میں وہ جاب کرتی تھی وہاں اب کالج کے بوائز کا ٹرپ مری گیا تھا۔ جبکہ گرلز کا دو دن قبل ہی لوٹا تھا۔ حیات بھی گئی تھی ان بچوں کے ساتھ۔ اب کی وجہ سے جانا تو نہیں چاہتی تھی لیکن ابانے زبردستی بھیج دیا تھا۔۔۔۔

اپنی کالج لائف میں وہ کبھی بھی کسی کالج ٹرپ پر نہیں گئی تھی کیونکہ وہ خود پر اور اپنی بہن پر مزید الزامات برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔ لہذا ہر ٹرپ پر وہ کوئی ناکوئی بہانہ بنا لیتی تھی حالانکہ اسے گھومنے پھرنے کا بہت شوق تھا جسے وہ اپنے اندر دبا چکی تھی۔۔۔۔۔

ٹرپ پر اس کے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا تھا۔ مال روڈ سے ہاٹل کی جانب واپسی پر رات کے وقت وہ راستہ بھول گئی تھی۔ بچیاں اسے چکمہ دیتی بنا انفارم کیے خود ہاٹل واپس چلی گئیں تھیں۔۔۔ جبکہ مال روڈ پر ڈی پی آفس کے پاس وہ لوگوں سے انجان کھڑی رونے کے قریب تھی جب کسی کے پکارنے پر اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اپنے سامنے پکارنے والے کو دیکھا تھا۔ جو شاید نہیں یقیناً اس سے ہی مخاطب تھا۔۔۔ جھلملاتے ستاروں کی وجہ سے پہچان میں مشکل ہو رہی تھی۔ جس کی وجہ سے ہونق بنی بیوقوفوں کی طرح کھڑی تھی۔۔۔ بلاخر آنکھیں صاف کرتے جب سامنے دیکھا تو یادداشت کے دریچوں نے دروا کر دیے تھے۔ یہ اسفی لالہ کے چھوٹے بھائی تھے جو پولیس میں تھے۔ یہ اسے آج پتا چلا تھا اس کے یونیفارم کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

"میں آپ سے مخاطب ہوں مس کیا ہوا ہے؟؟ یہاں ایسے اکیلی کیوں کھڑی ہیں!!" ایک دفعہ پھر اپنے الفاظ دہرائے تھے۔ جسے سمجھتے اس نے زبان کو زحمت دی تھی۔۔۔

"وہ مم مم میں کالج ٹرپ پر آئی ہوں تو مجھے ہاٹل بھول گیا ہے کون سا ہے " منمناتے اس نے دونوں آنکھوں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے کہا تھا۔ جس پر اس نے سر ہلاتے ہاٹل کا نام پوچھا تھا۔۔۔

"آپ کو ہاٹل کا نام پتا ہے؟؟؟"

بیوقوفوں کی طرح ناں میں شرمندگی سے سر ہلایا تھا۔۔۔

"رستہ تو پتا ہو گا رائٹ!!! اس کے ساتھ دو پولیس اہلکار بھی کھڑے تھے۔

ایک دفعہ پھر ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"کوئی تو نشانی یاد ہو گی۔۔۔۔" ایک دفعہ پھر جانے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔ اسے نہیں پتا تھا کہ نور بھابھی کی یہ بہن اتنی بیوقوف ہو گی۔۔۔۔

"اچھا آپ میرے ساتھ چلیں" اس کے کہنے پر وہ چل بھی پڑی تھی۔۔۔

مطلب وہ سچ میں بیوقوف تھی مطلب کہ کسی کے ساتھ بھی وہ جانے کو تیار تھی۔۔۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ نور بھابھی کی جیسی سینسیبل خاتون کی بہن اتنی بیوقوف ہو گی جو ایک انجان لڑکے کے ساتھ چل پڑے گی۔۔" اپنے ساتھ عبایا میں ملبوس لڑکی کو اپنے خیالات سے آواز بلند روشناس کروایا تھا

۔۔۔۔۔

"ہیلو!!! میری بات سنیں!! میں کوئی بیوقوف نہیں ہوں بلکہ اس لیے آپ کے ساتھ آئی ہوں کہ آپ آپنی کے دیور، پولیس والے ہونے کے ساتھ ساتھ اسفی بھائی کے بھائی ہیں۔ اور جس خاندان سے وہ تعلق رکھتے ہیں میں نے انہیں عورت کی ہمیشہ بہت عزت کرنے والا پایا ہے۔۔ ورنہ کسی کے ساتھ جانا مجھے بالکل بھی گوارا نہیں ہے۔۔۔ اور آپ کی مہربانی جو آپ نے مجھ سے پوچھا میری پریشانی کے متعلق۔ میں اپنا ہاٹل خود ڈھونڈ کر پہنچ جاؤں گی۔۔ آپ کو بلا وجہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے آپ جا سکتے ہیں۔۔۔" بلیک عبایا کے ساتھ بلیک ہی حجاب لپیٹے وہ اس کے سامنے سینے پر ہاتھ باندھے بولتے ہوئے اس کی بولتی بند کروا چکی تھی۔۔۔۔

"آپ جو بھی کہیں لیکن کسی پر اعتبار بالکل نہیں کرنا چاہیے۔۔۔ چاہے وہ آپ کا سگا کزن ہی کیوں نا ہو جبکہ مجھ سے تو آپ کا دور کا بھی رشتہ نہیں ہے۔ اس لیے میں اسے بیوقوفی ہی گردانوں گا " مال روڈ پر کھڑے اس پولیس والے بے پاس جواب تیار تھا۔ جو سامنے کھڑی لڑکی مسکرانے کی وجہ دے گیا تھا۔۔۔

"آپ مجھے جو بھی سمجھ رہے ہیں میری بلا سے۔۔۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ پانچ سال کا عرصہ ہم بہنوں نے معزور باپ کے سہارے کے ساتھ مردوں کے بیچ گزارا ہے۔ آتے جاتے گزرتے لوگوں کے چہرے پڑھنے آگئے ہیں اور اتنی پرکھ تو ہے کہ سامنے والے کی نظروں میں آپ کے لیے عزت موجود ہے یا حوس۔۔ " ایک دفعہ پھر وہ لڑکی اسے لا جواب کر گئی تھی۔۔۔ پہلی بار وہ کسی لڑکی سے امپریس ہوا تھا۔۔۔

اس دفعہ ولی محمد خان نے کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا بلکہ اپنے فون سے اسفی لالہ کو کال ملاتے ان سے کالج کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں پھر وہاں کے پرنسپل کا نمبر لیتے وہ کال بند کر گیا تھا۔ اس دوران حیات نے جانے کی کوشش کی تھی جسے وہ کال کرتا ہی ابرو اٹھاتے منع کر چکا تھا۔۔۔

"آپ تو ناقابل اعتبار ہیں تو اب کیوں روک رہے ہیں " چھتے لہجے میں طنز کیا تھا۔۔۔

"بقول آپ کے میری آنکھوں میں آپ کو شرافت نظر آئی ہے تو اب آپ کو مءرے ساتھ ہی ہاٹل پہنچنا ہو گا کیونکہ اکیلے تو میں آپ جانے دینے سے رہا " کندھے اچکاتے وہ پرنسپل سے ہاٹل کا نام بھی پوچھ چکا تھا جو صرف دو منٹ کی دوری پر تھا مال روڈ سے ہی۔

"حیات !!! لڑکا چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، اپنا ہو یا غیر کبھی بھی اس پر رات کے اندھیرے یا صبح کے تڑکے میں بنا پرکھے اعتبار مت کریئے گا کیونکہ یہ دنیا قدم قدم پر بھیڑیوں سے بھری ہوئی ہے " پرنسپل سے مل کر

انہیں آگاہ کرنے کے بعد اس نے حیات سے یہ الفاظ دہرائے تھے جو یقیناً رد کیے جانے کے قابل نہیں تھے۔ غور و فکر کے متقاضی تھے۔۔۔

فلیٹ سے حمزہ بابالوگوں کو ایئر پورٹ چھوڑ کر آیا تھا۔ دوسری جانب ماہ روش کا سیشن جاری تھا۔ صبح کے 1 بجے کی فلائٹ تھی۔ ڈرائیور پک کرنے آچکا تھا۔

ماہ روش کی آنکھ برے خواب سے کھلی تھی۔ دل کی رفتار معمول سے زیادہ تھی۔ جس سے تکلیف کا احساس ہوا تھا۔ سانس لینے میں دشواری ہوئی تھی۔ فوراً سے پیشتر اٹھ کر کھڑکی کھولی تھی۔ اس کے اٹھنے کے ساتھ ہی جبرائیل خان کی بھی آنکھ کھلی تھی۔

ڈرائیور ایئر پورٹ سے پک کر چکا تھا۔ گھر کے راستے پر گامزن گاڑی کی ٹکراچانک سامنے سے آتے ٹرالے سے ہوئی تھی۔ رات کی تاریکی میں سڑک کے بیچ میں تین زندگیاں سسک رہی تھیں۔ ابراہیم صاحب کی آنکھوں کے سامنے بیٹی کا چہرہ آیا تھا۔۔۔ جبکہ زارا آفندی کو زندگی نے اگلی سانس کی بھی مہلت نہیں دی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا ہے ماہ روش؟؟؟ اس کے پیچھے آتے پریشانی سے پوچھا تھا۔۔۔

دل بہت گھبرا رہا ہے؟؟؟ "پریشانی سے کہہ کر گہری سانس لی تھی۔۔۔

اسپتال کی ٹھنڈی سنسان ویران راہداری میں موت کی باس پھیلی ہوئی تھی۔ زندگی کے ختم ہونے کی باس۔ جودل کی رفتار کو بیک وقت تیز اور سست کرنے کی طاقت رکھتی تھی۔ راہداری سے گزرتے ہوئے اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔ دل میں وسوسے جاگے تھے۔ چند قدم چلتا جب وہ آگے آیا تھا تو فون کرنے والے نووارد کو پایا تھا۔ جس کی سفید شرٹ خون سے بھری پڑی تھی۔ اسے ایسے دیکھتے جبرائیل کی سانس اٹکی تھی۔ قدم آگے بڑھنے سے انکاری تھے۔ لیکن ہمت کر بڑھنا تھا کیونکہ اس کے علاوہ چارہ نہیں تھا۔

"ایکسیوزمی!! آپ محمد جبرائیل خان!! ابراہیم خان کے بھتیجے؟؟" نووارد نے جب سنسان راہداری میں کسی کے چلنے کی آواز سنی تو اسے یقین تھا اس وقت سوائے آئی سی یو میں موجود انسان کے رشتے داروں کے کوئی اور نہیں آئے گا۔۔۔

"اس نے محض سر ہلایا تھا" پورا راستہ وہ ڈرائیور کو کال کرتا آیا تھا جس نے نہیں اٹھائی تھیں۔ پھر دل میں یہ ہی دعائیں جاری رکھی تھیں کہ کسی نے غلطی سے انہیں کال کر دی ہو۔ لیکن ہر دعا قبول تھوڑی ہوتی ہے۔

"یہ آپ کے چچا جان کا موبائل، والٹ اور گھڑی۔ ابھی وہ آئی سی یو میں ہیں۔ میں گزر رہا تھا جب ایکسیڈینٹ والی جگہ پر ان کی گرے پایا تھا۔ جس ٹرالے سے ان کا ایکسیڈینٹ ہوا ہے اس کا ڈرائیور وہاں سے شاید بھاگ گیا تھا۔ انہیں میری مدد کی ضرورت تھی اس لیے گزرتے لوگوں کی مدد سے ان تین افراد کو یہاں لے آیا ہوں۔ پہلا نمبر ہی آپ کا ملا تھا فون بک سے اس لیے آپ کو کال کی تھی۔۔۔" ہاتھ میں موجود تینوں چیزیں اس کی جانب بڑھائی تھیں۔ انہیں پکڑتے جبرائیل خان کا دل خون کے آنسو روپا تھا۔

اسی وقت ICU کا دروازہ کھلا تھا اور ڈاکٹر باہر نکلے تھے۔ ایک ان کی جانب آیا تھا۔

"آپ نے پیشینٹ کے ورثا کو انفارم کر دیا؟؟؟"

ڈاکٹر نے اس آدمی سے پوچھا تھا جو ان تینوں کو اپنی گاڑی میں اسپتال لایا تھا۔

"میں ہوں ان کے ورثاء میں سے۔۔۔" جبرائیل کی آواز کسی کھائی سے آتی معلوم ہوئی تھی۔ کبھی کبھی زندگی کے کسی مقام پر ہماری تمام مضبوطی دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔

"آپ مریض سے مل لیں ان کے پاس وقت کم ہے۔" ڈاکٹر کہہ کر جانے لگا تھا جب اس نے دوبارہ آواز لگائی تھی۔

"ڈاکٹر اور جو خاتون تھیں ان کے ساتھ کیا وہ ٹھیک ہیں؟؟؟" خدشوں میں گھر سوال کیا تھا۔۔۔

"وہ اور دوسرے مرد یہاں آنے سے قبل ہی وفات پا چکے تھے۔۔۔۔۔" ڈاکٹر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا اور وہاں سے چلے گئے تھے۔ پیچھے وہ طوفانوں کی زد میں گھرا رہ گیا تھا۔ اس طاقتور مضبوط مرد کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔ چند لمحے قبل ڈاکٹر نے ابراہیم خان سے ملاقات کا کہا تھا وہ بھول گیا تھا۔ بے ساختہ بیچ کا کونہ تھا متے نیچے بیٹھتا چلا گیا تھا۔

"حوصلہ رکھیں اور اپنے دوسرے مریض سے مل لیں انہیں آپ کی ضرورت ہے۔۔۔" وہ آدمی ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔

قدم قدم چلتا وہ آئی سی یو کی جانب بڑھا تھا۔ دروازہ کھولتے نظر سیدھی بیڈ پر موجود پیٹیوں میں جکڑے وجود پر پڑی تھی۔ جن کے چہرے پر آکسیجن ماسک لگا ہوا تھا۔ شاید بہت برا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز سے لیٹے وجود کی پلکوں میں جنبش ہوئی تھی۔ جبرائیل کا دل سو ٹکڑوں میں ٹوٹا تھا۔

"چاچو"!!! بیڈ کے پاس ہی بیٹھتے اس نے آواز لگائی تھی۔ آواز میں نمی گھلی ہوئی تھی۔ اس کی آواز پر پلکوں نے آنکھوں کو کھلنے کی اجازت دی تھی۔

"جبرائیل ماہ روش۔۔۔۔ ماہ روش کو بلاؤ۔ میرے پاس۔۔۔۔ وقت۔۔۔ بہت۔۔۔ کم ہے۔۔۔" ٹوٹے بکھرے فقرے میں اپنا مطالبہ پیش کیا تھا۔ اس کی آنکھوں کی سطح گیلی ہو رہی تھی۔

"چاچو ایسے مت کہیں۔۔۔۔ آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔۔ پلیز" تکلیف سے کہتے اس نے ان کا ہاتھ تھامنا چاہا تھا جو پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا۔

"جبرائیل ماہ روش کو بلاؤ۔۔۔۔ وقت۔۔۔ کم ہے" ایک دفعہ پھر مطالبہ کیا تھا۔۔۔۔ سانس اکھرنے شروع ہو گئی تھی۔ اس نے دوبارہ ماسک ان کے چہرے پر لگایا تھا۔

"میں لاتا ہوں انہیں۔۔۔۔ چاچو میں لاتا ہوں۔ کچھ نہیں ہو گا آپ کو۔۔۔۔ ہمت رکھیں۔" ڈاکٹر کو بلانے کے بعد ہی وہ باہر کی جانب بھاگا تھا اور کال پر حویلی میں بھی اطلاع دی تھی۔ جو ان پر قیامت بن کر ٹوٹی تھی۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایمر جنسی میں ولی کو اسپتال میں ٹھہرا کر پھر وہ ماہ روش کو لینے آیا تھا۔۔۔۔

عجلت میں تیز ڈرائیو کرتے وہ گھر پہنچا تھا۔ راستے میں کنیں دفع ایکسیڈینٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔ آنکھوں کی نمی بہنے کو تیار تھی۔ اتنے مضبوط مرد کی برداشت سے سب کچھ باہر ہو رہا تھا۔ گاڑی گیٹ سے باہر ہی

کھڑی کرتے بھاگتے اندر آیا تھا۔ ماہ روش اسے لاونج میں ہی مل گئی تھی۔ وہ دوبار اسوئی نہیں تھی۔ کیا وہ سو سکتی تھی۔

"ماہ روش اٹھیں ہمیں جانا ہے۔۔۔" اسے کہتے وہ اوپر کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ کچھ کارڈز، چیک اور ضروری اماؤنٹ درکار تھی۔

"کہاں جانا ہے۔۔۔" اس کے پیچھے پیچھے ہی وہ بھی کمرے کی جانب آئی تھی۔

"پلیز!! ابھی کچھ مت پوچھیں جا کر دیکھ لیجئے گا۔" اس کی شال نکالتے کندھوں پر رکھتے التجا کی تھی۔

"آپ مجھے ڈرارہے ہیں۔۔۔" شال مضبوطی سے تھامتے اپنا ڈر ظاہر کیا تھا۔

"ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے آپ کو بالکل بھی نہیں ڈرنا چاہیے۔" اس سے زیادہ خود کو تسلی دیتے اسے گلے لگایا تھا۔ چند لمحے ایسے ہی سر کے تھے۔ ماہ روش کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔

"ہمیں چلنا ہے۔" اس کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیتے وہ گاڑی تک لایا تھا۔ ان کے نکلنے کے فوراً بعد چوکیدار نے دروازہ لاک کیا تھا۔

"پتا نہیں بابا کال کیوں نہیں اٹھا رہے۔"

بتایا بھی نہیں ہے کہ پہنچ گئے ہیں یا نہیں۔ اوپر سے ماہی کا نمبر بھی نہیں لگ رہا ہے۔

بالآخر تھک کر جبرائیل کے نمبر پر میسج چھوڑتے وہ سیمینار اٹینڈ کرنے نکل گیا تھا۔ دو دن مزید اسے لگنے تھے۔ اپنے کچھ آفیشل کام کی وجہ سے اسے رکنایڈ تھا ورنہ وہ بابالوگوں کے ساتھ ہی چلا جاتا۔ وہ تو راضی بھی تھا لیکن بابا نے اسے بصد اصرار روک دیا تھا۔

گاڑی اسپتال کے آگے آکر رکی تھی۔ اسپتال کو دیکھتے خوف حاوی ہوا تھا۔ پریشانی سے رگیں تن گئی تھیں۔ سانس اور دل کی رفتار بھی بڑھ گئی تھی۔

"کون۔۔ کون ہے یہاں۔۔؟؟" چند لمحے لگے تھے دماغ کو پراسیسنگ کرنے میں۔

جبرائیل خان اپنی جانب سے اتر کی اس کی طرف آیا تھا جو ابھی تک پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسپتال کو دیکھ رہی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے بتائیں کون ہے یہاں۔۔؟؟" غیر معمولی احساس نے آن گھیرا تھا۔ ڈرتے ڈرتے پھر پوچھا تھا۔

"آپ اندر جا کر دیکھ لیں۔ پلیز۔۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے " اس کا ہاتھ تھام کر باہر نکالا تھا۔

"خدا کی قسم میں اس وقت تک نہیں جاؤں گی جب تک آپ مجھے بتائیں گے نہیں کون ہے یہاں۔ بتائیں مجھے۔۔ میرا دل پھٹ رہا ہے " چیخ کر کہتی وہ گاڑی کے دروازے کے پاس ہی کھڑی تھی۔

"ابراہیم چاچو " مزید اس سے وہ کچھ بھی نہیں چھپا سکتا تھا۔ آہستہ سے کہا تھا۔

"ابراہیم چاچو۔۔۔" اس کے الفاظ کو دہرایا تھا۔ چند سیکنڈز بعد جب پراسیٹنگ ہوئی تو اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے۔

"ایسے کیسے میرے بابا یہاں آسکتے ہیں وہ تو امریکہ ہیں۔ انہیں کل آنا تھا۔ یہاں وہ نہیں ہیں۔ آپ چلیں یہاں سے۔۔۔ ہمیں نہیں یہاں رکنا۔" اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے ہی اس نے چیختے جبرائیل سے کہا تھا۔

جبرائیل کا فون بجا تھا۔ ڈرتے ڈرتے اٹھایا تھا۔ دوسری جانب ولی محمد خان تھا جو اسے جلدی پہنچنے کا کہہ رہا تھا۔ چاچو کی سانس اکھڑ رہی تھی۔ وہ جلد از جلد ماہ روش سے ملنا چاہتے تھے۔

"چلیں ماہ روش ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ ہمارا اندر جانا بہت ضروری ہے۔" زبردستی اسے ساتھ لیے اندر بڑھا تھا۔

پارکنگ ایریا سے گزرتے راہداری میں پہنچے تھے۔ جدھر ولی محمد خان آئی سی یو کے سامنے سرہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔ ان کے آتے سراو پر اٹھایا تھا۔

"آپ جلدی مل لیں۔۔۔" اس کی آنکھیں بھی ضبط سے لال ہو چکی تھی۔ پولیس یونیفارم میں ہی وہ موجود تھا۔ اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر وہ سیدھا ادھر آیا تھا۔ کپڑے بدلنے کا بھی وقت نہیں ملا تھا۔

جبرائیل نے دروازہ کھولتے اندر داخل ہونے کا کہا تھا۔

اندر داخل ہونے سے قبل ہی آنکھوں کی سطح گیلی ہونا شروع ہو چکی تھی۔ دروازہ کھلتے ہی نظر سامنے پٹیوں میں جکڑے وجود پر پڑی تھی۔ جس کے چہرے پر آکسیجن ماسک لگا تھا۔ ایک نرس پاس موجود تھی۔ کسی کی موجودگی محسوس کرتے انہوں نے آنکھیں کھولی تھیں۔ دل سے قریب وجود کی خوشبو محسوس کرتے

سر کو اس جانب گھمایا تھا۔ تمام سر میں اٹھتی تکلیف دہ لہروں کو نظر انداز کرتے۔ ان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔ جبکہ ماہ روش نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی چیخوں کو گلا گھونٹا تھا۔

"با۔۔۔با۔۔۔" لفظ ٹوٹ کر ادا ہوئے تھے۔

بابا اسے اشارے سے اپنے پاس بلا رہے تھے۔ نرس انہیں چھوڑ کر باہر نکل گئی تھی۔ اس وقت اسپتال کے کمرے میں صرف دو نفوس موجود تھے۔ دونوں ہی اپنی جگہ پر تکلیف کی انتہاؤں پر تھے۔ دونوں ہی خاموشی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔ گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔

ایک دفعہ پھر بابا نے اسے پاس بلایا تھا۔ وہ چلتی پاس آئی تھی۔ ہاتھ اپنے نازک ہاتھوں میں تھام کر چوما تھا۔ پھر آنکھوں سے لگایا تھا۔ بابا اپنا مسک ہٹا چکے تھے۔

"با۔۔۔با۔۔۔ یہ سب۔۔۔ کیا۔۔۔ ہوا۔۔۔ ہے۔۔۔ مجھ سے آپ۔۔۔ کو۔۔۔ اس۔۔۔ حال میں دیکھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ جا۔۔۔ رہا ہے۔۔۔" اندر ہی اندر ڈھیر ساری چیخوں کو دباتے نمی گھلی آواز میں کہہ رہی تھی۔ آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر متواتر ٹھوڑی سے ٹپک رہے تھے۔

"میری بیٹی پریشان نہیں ہو۔۔۔ جبرائیل کو بلاؤ۔۔۔ مجھے تم دونوں سے بات کرنی ہے۔ میرے پاس وقت کم ہے۔" بابا نے تکلیف سے بمشکل بات مکمل کی تھی۔ "سانس پھر اکھڑنا شروع ہو گئی تھی۔ بحجرائیل دروازے کے باہر کھڑا ضبط کی انتہاؤں پر تھا۔

—

اس کے دروازہ کھولنے پر جبرائیل اندر داخل ہوا تھا۔۔ ابراہیم صاحب نے دوبارہ ماسک چہرے پر نہیں رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے سانس مسلسل ساتھ چھوڑتی جا رہی تھی۔۔

"جبرائیل۔۔۔ میری بیٹی۔۔۔ کا بہت خیال۔۔۔ رکھنا۔ یہ ضدی ہے، اپنے۔۔۔ اصولوں۔۔۔ کی۔۔۔ پکی
۔۔۔ ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ بتمیز۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہے۔۔۔ رشتوں کو۔۔۔ سمجھ جائے۔۔۔ گی۔۔۔ لیکن۔۔۔
کبھی۔۔۔ اسے اکیلا۔۔۔ مت۔۔۔ چھوڑنا۔۔۔ وقت کے ساتھ۔۔۔ سنبھل جائے گی۔۔۔ میری۔۔۔ بیٹی
۔۔۔ مجھے بہت۔۔۔ پیاری۔۔۔ ہے۔۔۔ اسے۔۔۔ تکلیف۔۔۔ ہوگی تو۔۔۔ مجھے ہو۔۔۔ گی۔۔۔ رکھو۔۔۔
گے۔۔۔ نا۔۔۔ " آس امید لیے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔ جوان کی حالت دیکھ چکا تھا کہ اس وقت
وہ کس کنڈیش میں تھے۔ سینے میں تکلیف لمہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ بعض دفعہ اللہ کے امتحان بہت
کڑے ہوتے ہیں۔ ہمیں وہ کچھ بھی زندگی میں دیکھنا پڑتا ہے جو تصور کے پردوں سے بھی نہیں گزرا ہوتا
۔۔۔ ہے۔۔۔

"کچھ نہیں ہو گا آپ کو چاچو۔۔۔ ہمت رکھیں۔۔۔ ابھی آپ کا آپریشن ہونے لگا ہے۔۔۔ انشا اللہ آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔" ان کے ہاتھ پر اس نے نرمی سی گرفت رکھی تھی جو پیٹوں میں جکڑا ہوا تھا۔ بنا اپنی تکلیف کا خیال کیے وہ دونوں ہاتھوں میں دونوں کے ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔۔۔

"ماہ روش!! آپ۔۔۔ نے۔۔۔ زیادہ۔۔۔ تنگ نہیں۔۔۔ کرنا۔۔۔ ہے۔۔۔ اسے (جبرائیل)۔۔۔ اپنے بھائی کا بھی۔۔۔ خیال۔۔۔ رکھنا۔۔۔ ڈرنا نہیں۔۔۔ ہے ماہی بابا۔۔۔۔۔ ہمیشہ آپ کے۔۔۔ ساتھ ہے۔۔۔ میری۔۔۔ جان۔۔۔" اتنا کہتے ہی ان کو سخت کھانسی شروع ہو گئی تھی۔ سانس لینے میں مشکل پیش آرہی تھی۔۔۔

"بابا۔۔۔ ماما کدھر ہیں۔۔۔" اسے فوراً ہی خیال آیا تھا۔ باگا نے حمزہ کا نام لیا تھا۔ ماما کا نہیں۔۔۔

"بابا۔۔۔ ماما کدھر ہیں۔۔۔" جبرائیل اسے زبردستی باہر لے آیا تھا جبکہ اندر ڈاکٹر کی ٹیم بھاگتی داخل ہوئی تھی۔ ابراہیم کا پورا جسم پیٹوں میں جکڑا ہوا تھا۔ نچلا حصہ بری طرح متاثر ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے خون کا بہت زیادہ اخراج ہوا تھا۔ اور سر پر بھی بہت گہری چوٹیں آئی تھیں۔ قدرت کا کرشمہ کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا جو ابھی تک سانس لے رہے تھے۔۔۔ ڈاکٹر کا عملہ انہیں بچانے کی کوشش میں تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ماما کہاں ہیں؟؟؟ بتائیں مجھے۔۔۔"!! جبرائیل کے بازوؤں میں مچلتی وہ ایک ہی فقرہ دہرائے جارہی تھی۔۔۔

"ماہ روش۔۔۔ ریلیکس کریں۔۔۔" اسے سنبھالنے کی کوشش میں وہ ہلکان ہو رہا تھا۔

"نہیں ہونا ہے مجھے ریلیکس۔۔۔ پلیز مجھے بتائیں۔۔۔ ماما کہاں ہیں۔۔۔ اور انہوں نے تو کل آنا تھا نا۔۔۔ پھر یہ سب کیا ہے۔۔۔" پہلی چیخ کر کہتی وہ آخر میں آہستگی سے کہتی اس سے عاجزانہ لہجے میں کہہ رہی تھی

"ولی لالہ آپ بتائیں ماما کہاں ہیں۔۔۔ وہ بھی بابا کے ساتھ تھیں۔۔۔" جبرائیل کو خاموش پا کر وہ ولی کے سامنے آئی تھی۔ اس سے پوچھا تھا۔ جس کا دل پھٹ رہا تھا۔ جواب اس کے پاس بھی موجود تھا لیکن دینا آسان نہیں تھا۔۔۔

جبکہ اس کے دماغ کی نسیں پھٹنے کے قریب ہو رہی تھیں۔۔۔ درد بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ درد کی لہریں پچھلے حصے کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔

اسی وقت وہاں وہ ہی آدمی آیا تھا جو ابراہیم صاحب کو اسپتال لے کر آیا تھا۔ جو ماہ روش سے مخاطب تھا۔
"آپ مجھ سے پوچھیں جس کے بارے میں میں بھی پوچھنا ہے۔ کیونکہ ان کو یہاں میں لے کر آیا ہوں۔۔۔" وہ آدمی ولی کے پاس آن کھڑا ہوا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ان کے ساتھ ایک اور آدمی جو کہ شاید ڈرائیور تھا وہ اسی وقت جاں بحق ہو گیا تھا اور جو خاتون تھیں وہ بھی۔۔۔۔" جو ولی اور جبرائیل خان سے بتایا نہیں جا رہا تھا وہ اس آدمی نے آسانی سے بتا دیا تھا۔۔۔
وہ صورتحال کو سمجھنے کی کوشش میں تھی بالآخر جب اس کے دماغ تک رسائی حاصل کی تھی ان جملوں نے اس نے بے ساختہ جبرائیل کی جانب دیکھا تھا۔

"یہ جھوٹ بول رہے تھے۔۔۔" اس جاتے آدمی کی جانب اشارہ کیا تھا۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ ولی کا سر ہنوز جھکا ہوا تھا جبکہ ماہ روش ان دونوں کے درمیان کھڑی تھی۔

"پلیز کہہ دیں۔۔۔ یہ سب جھوٹ ہے۔۔۔ کسی کو بھی کچھ نہیں ہوا ہے۔۔۔" تکلیف تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔۔ کیا اس سے بڑھ کر بھینکنوی تکلیف ہو سکتی تھی۔۔۔

"کہیں نا وہ جھوٹ کہہ کر گئے ہیں۔۔۔۔۔ ولی لالہ آپ ہی کہہ دیں۔۔۔" جبرائیل کو جھنجھوڑتے اس نے علی کو کہا تھا۔ جس پر جبرائیل خان نے ہونٹوں کو زحمت دی تھی۔

"جھوٹ نہیں کہا ہے اس نے۔۔۔" آواز کسی گہری کھائی سے آتی معلوم ہوئی تھی۔۔۔

ہاتھوں کی گرفت جبرائیل کے بازوؤں پر ڈھیلی ہوئی تھی۔ آنکھیں خشک ہو گئی تھیں۔ بازوؤں پہلوؤں میں آگرے تھے۔ ادھر ہی گرنے کے انداز میں نیچے ٹھنڈے فرش پر بیٹھ گئی تھی۔ دیوار سے ٹیک لگائے وہ گھٹنوں میں سر دے چکی تھی۔ کانوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے کہ اب مزید سننے کی صلاحیت اس میں نہیں تھے۔۔۔۔۔

اس وقت وہ تینو ہی کسی کو تسلی دینے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔۔۔۔۔
حویلی سے سب لوگ نکل چکے تھے۔ لمبے سفر کی وجہ سے ابھی تک کوئی بھی نہیں پہنچا تھا۔
اس نے ولی کے ذریعے نانا کو بھی اطلاع بھیج دی تھی۔ جو گھر سے نکل پڑے تھے۔

اسی وقت آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا تھا۔ ڈاکٹر باہر نکلے تھے۔ ایک ان کی جانب بڑھا تھا۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے الفاظ ادا کیے تھے۔

"آئی ایم سوری۔ ہی از نومور" کیا یہ صرف الفاظ تھے یا صور پھونکا گیا تھا۔

ماہ روش کی گرفت اپنے کانوں پر بڑھ گئی تھی۔ عہ مزید کچھ بھی نہیں سننا چاہتی تھی۔

"حمزہ جتنا جلدی ممکن ہو سکے آج ہی پاکستان کی فلائٹ لے کر پہنچو۔۔۔ چاچو کا ایکسپریس ہوا ہے
 --- زیادہ پریشانی والی بات نہیں ہے۔ بس تم جلدی پہنچو۔۔۔۔" وہ سیمینار اٹینڈ کر کے نکلا ہی تھا۔
 جب اس کے نمبر پر جبرائیل خان کی جانب سے ایس ایم ایس آیا تھا۔۔۔۔

میسج پڑھ کے دل کی رفتار سست ہوئی تھی۔ پھر دوباراً میسج ہڑھاتا تو کچھ ریلیکس ہوا تھا کیونکہ اگر جبرائیل نے
 کہا تھا کہ زیادہ پریشانی والی بات نہیں ہے تو یقیناً نہیں ہوگی۔۔۔ اس لیے وہ بابا کے نمبر پر کہیں میسجز چھوڑتا
 اپنے فلیٹ کی جانب بڑھتا تھا

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE-----

گھر کے لان کے بیچ دو میتیں پڑی تھیں۔ خاندان کے تمام افراد موجود تھے۔ کچھ اور افراد وقفے
 وقفے سے آرہے تھے۔ سب کی آنکھیں نم تھیں۔ ایک ہی خاندان کے دو افراد کی موت نے توڑ کے رکھ
 دیا تھا۔ خواتین پاس بیٹھی رو رہی تھیں۔ غم ہلکا کرنے کا طریقہ تھا۔ لیکن وہ جس کا سب سے قریبی رشتہ تھا
 وہ بالکل ساکن، جامد ایک ہی نقطے پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔ ارد گرد کیا ہو رہا تھا۔ اس سے بے نیاز غیر
 مرنی نقطے پر نگاہ جمائے بیٹھی تھی۔ چچی تائی سمیت خواتین نے اسے رلانے کی کوشش کی تھی لیکن آنسو تو

خشک ہو گئے تھے یا شاید وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔ ارد گرد رونے کا شور تھا لیکن اس پر اثر انداز نہیں ہو رہا تھا۔

غسل دیا جا چکا تھا۔ داجان تو انہیں اپنے آبائی قبرستان میں دفنانا چاہتے تھے لیکن میت کی تکلیف کے خیال سے انہوں نے اپنی خواہش دل میں ہی دبا لی تھی۔

کچھ ہی دیر میں نماز جنازہ کے لیے دونوں میتوں کو لے جایا جانا تھا۔ جب ہی کھلے گیٹ سے بیگ تھامے ٹیکسی سے نکلتے حمزہ فریز ہو ا تھا۔ بیگ پر ہاتھ کی گرفت کمزور ہوئی تھی۔ ماہ روش کی بہ نسبت اس کے دماغ کی پراسیسنگ تیز تھی۔ دماغ میں جبرائیل کا میسج گونجا تھا۔

دماغ نے فوراً پوچھا تھا۔ بابا تو ٹھیک تھے۔ قدم آگے بڑھنے سے انکاری تھے۔ اسی وقت اس کے پاس ولی محمد خان آیا تھا۔ بیگ تھام کر چوکیدار کے حوالے کیا تھا۔

"یہ کون۔۔۔" فقرہ مکمل نہیں ہو پایا تھا۔

الفاظ تو مقابل کے پاس بھی نہیں تھے۔ اس نے بے ساختہ گلے لگایا تھا۔ لیکن حمزہ نے اپنے بازو نیچے ہی رکھے تھے۔ انہیں ولی کے گرد باندھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ نظریں ہنوز اندر بڑھتے باہر نکلتے افراد پر تھیں۔ اس نے جھٹکے سے ولی کو پیچھے کیا تھا اور بھاگنے کے انداز میں آگے بڑھا تھا۔ لان کے پاس پہنچتے نظروں نے کسی کو ڈھونڈھا تھا جو گھٹنوں میں سر دیے دونوں میتوں کے سرہانے بیٹھی تھی۔ کسی نے اس کے گرد چادر پھیلا دی تھی۔

صاف کریں انہیں۔۔۔ بابا۔۔۔ ممالیز۔۔۔ ایسا مت کریں۔۔۔۔۔ " اس اونچے لمبے جوان مرد کے آنسو سب کو خون کے آنسو رلا رہے تھے۔۔۔۔۔

ماہ روش نے اس کی آواز پر سر اٹھایا تھا۔ سرخ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ وہ اٹھی تھی۔ اسے پکڑ کے کھڑا کیا تھا۔ جو بھگی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ایک تھپڑ رسید کیا تھا اس کے گال پر۔۔۔۔۔

"تمہارے پاس گئے تھے۔۔۔ نا۔۔۔ تمہاری ذمہ داری تھی نا انہیں۔۔۔ صحیح سلامت واپس بھیجنے کی۔۔۔ ایک اور تھپڑ۔۔۔ دائیں بائیں تھپڑوں کی بارش کر رہی تھی۔۔۔ کسی نے پکڑنا چاہا تھا لیکن وہ دونوں ہی غم کی انتہا پر تھے۔۔۔ وہ خاموشی سے مار کھا رہا تھا۔ اسے فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔

تم ہو زمرہ دار۔۔۔ تم ہو۔۔۔ ان کی اس حالت کے۔۔۔ تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ " حمزہ نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑنا چاہا تھا۔ لیکن وہ اسے دھکیل رہی تھی۔۔۔ آنسو اب اس کی آنکھوں سے بہنے کو بے تاب تھے۔۔۔ زبردستی اسے سینے سے لگاتے رونے کا موقع دیا تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE
اسی وقت جنازے کے لیے مرد حضرات آگئے تھے۔ صرف حمزہ کا انتظار ہو رہا تھا۔ بس میت کو زیادہ انتظار نہیں کروانا چاہتے تھا۔

وہ حمزہ کے سینے سے لگی کھڑی تھی۔ ایک ہی فقرہ بولے جا رہی تھی۔۔۔

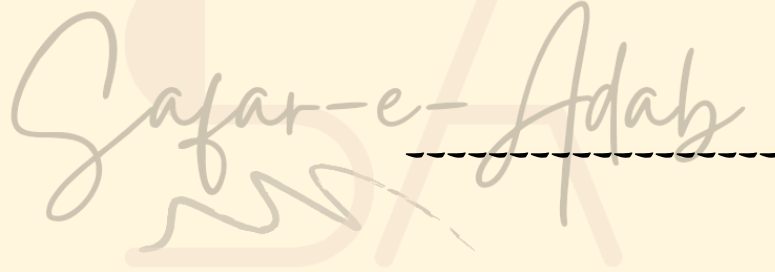
"تمہارے پاس تھے۔۔۔ تمہیں معاف نہیں کروں گی۔۔۔ چادر پھسل کر گر گئی تھی۔۔۔

ان دونوں بہن بھائی کو دیکھ کر ہر آنکھ اشک بار تھی۔۔۔ صدمہ بہت بڑا تھا۔ دکھ شدید تھا۔ تکلیف اس سے بڑھ کر تھی۔ نا ختم ہونے والی۔۔۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ اسی طرح محسوس ہونے والی۔۔۔۔۔

مرد حضرات میتیں اٹھا چکے تھے۔ حمزہ کو بلایا جا رہا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کو کندھا دے۔ پاس کھڑی پریسہ کے حوالے کیا تھا۔ جو اس کے چھوڑتے ہی دھڑام سے گری تھی۔ تب تک وہ ماں کو کندھا دینے کے لیے آگے بڑھ چکا تھا۔

پچھے وہ ابھی تک اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔

اس کے خواب ٹھیک تھے۔۔۔ جو خواب حمزہ کے حوالے سے دیکھا تھا وہ بابا اور ماما کے بارے میں پورا ہو گیا تھا۔۔۔ اس نے حمزہ کو خواب میں مرا ہوا دیکھا تھا اس لیے جانے سے منع کر رہی تھی۔ لیکن ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔۔۔۔۔ بھری دنیا میں وہ بہن بھائی اکیلے تھے۔ ان کے لیے اب وہ محبتیں نہیں تھیں جو ہمیشہ سے ان کی تھیں۔ جنہیں وہ اپنا حق سمجھ کر قبول کرتے تھے۔۔۔



BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آج دوسرا دن بھی گزر گیا تھا۔ سو گوارا ماحول برقرار تھا۔ آنکھ کی نمی ابھی تک برقرار تھی۔ جو بس پھسلنے کو تیار تھی۔ داجان اور بی جان جوان اموات کو برداشت نہیں کر پارہے تھے۔ جو ان بیٹے اور بہو کی موت نے ان کی کمر توڑ دی تھی۔ یہ ان کی سب سے چھوٹی اور محبوب اولاد تھی۔ لیکن وہ ان سے پہلے ہی چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

"ابراہیم یہ تمہارا وقت تو نہیں تھا جانے کا" داجان ایک ہی بات بہانے بہانے سے دہرائے جا رہے تھے۔ کھانے پینے کا ہوش تو کسی کو بھی نہیں تھا۔

زوار خان اور زاویر خان بھی دل کے درد کو برداشت کیے معاملات سنبھالنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ لیکن اپنے لاڈلے بھائی کی موت ہر لمحہ دل کے درد کو بڑھا رہی تھی۔ دل کا درد ایسا تھا کہ جیسے پرانا زخم رس رہا ہو۔۔۔۔۔

حمزہ خود کو بمشکل سنبھالے ہوئے تھا جسے تمام بینگ جزیشن تسلیاں دینے میں پیش پیش تھے۔۔۔۔۔ ان سب میں ایک صرف وہ تھی جو دودن سے مسلسل بے ہوش تھی۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد بتا دیا تھا کہ صدمے کی وجہ سے طویل بے ہوشی ہے۔ کچھ دیر تک ہوش ہو آجائے گا۔۔۔۔۔

"ماہ روش۔۔۔ آپ کی تکلیف بابا کو پریشان کرتی ہے میری جان۔۔۔۔۔" یہ بابا کی آواز تھی۔

"بابا" زیر لب کہتی وہ نیند سے جاگی تھی۔

سو جی آنکھوں ملتی وہ اٹھی تو اپنے سامنے تائی جان اور پریشہ کو موجود پایا تھا۔ سر کے پچھلے حصے میں تکلیف برقرار تھی۔ بے ساختہ سر تھاما تھا۔ تین دن سے وہ بھوکی تھی۔ جس کی وجہ سے سر کا درد شدت اختیار کر تا جا رہا تھا۔ ابھی کچھ دیر قبل حمزہ اسے دیکھ کر گیا تھا۔

"ماہ روش بچے اب کیسی طبعیت ہے" پیار سے اس کے نزدیک ہوتے پوچھا تھا۔

"اس نے بس اثبات میں سر ہلایا تھا۔ بولنے کی سکت نہیں تھی۔

جاؤ پر یہ بہن کے لیے کچھ کھانے کو لاؤ اور ساتھ میں حمزہ سے دوائی بھی لیتی آنا۔ شاید سر میں درد ہے

پر یہ حکم کی تعمیل کرتی فوراً اٹھی تھی اور کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔ پیچھے وہ دونوں اس کے کمرے میں موجود تھیں۔

سر کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔ اس نے بے ساختہ سر تھاما تھا۔

"ماہ روش!! ادھر میرے پاس لیٹ جاؤ۔ میں سرد بادی ہوں۔۔" تائی جان نے نرمی سے اس کا سر اپنی گود میں رکھا تھا اور آہستہ سے دبانا شروع کیا تھا۔ وہ کچھ بھی نہیں بول پارہی تھی۔۔۔ سب کچھ سمجھ سے باہر لگ رہا تھا۔۔۔

چند لمحے سر کے تھے۔ اس کے سر کو سکون مل رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ماما اس کا سر دبا رہی ہوں۔ دل میں درد کی ٹھیس اٹھی تھی۔ آنسو بے قابو ہونے لگے تھے لیکن اب وہ کسی کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

"تائی کھانا!!" پر یہ کے ساتھ فرشتے بھی تھی۔

"بچے کھانا کھالو۔۔۔" تائی جان نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے کہا تھا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے" زکام زدہ آواز آئی تھی۔

"بچے آپ تین دن سے بھوکے ہو۔۔۔ آپ کے بھائی نے بھی نہیں کھایا۔" تائی جان نے حمزہ کا حوالہ دیا تھا۔

"حمزہ کدھر ہے؟؟؟" تڑپ کے سیدھی ہوئی تھی۔ سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"وہ نیچے ہے۔۔ آپ کھانا کھاؤ پہلے۔۔" نرمی سے کہا تھا۔۔

"اسے میری ضرورت ہے۔۔ میں اس کے ساتھ کھاؤں گی۔۔۔" وہ فوراً بیڈ سے نیچے اتری تھی۔ چپل پہنے بغیر باہر کی جانب لپکی تھی۔

"بچے پہلے آپ کھالو پھر اسے دیکھ لینا۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔" تائی جان نے اس کو روکنا چاہا تھا۔

"تائی جان وہ بھی بھوکا ہو گا۔۔ میرے بغیر کھانا نہیں کھایا ہے تو میرے حلق سے کیسے نیچے اتر سکتا ہے۔ مجھے جانے دیں۔۔۔" عاجزی سے کہتی وہ نکل گئی تھی۔

"کیا جبرائیل نے دوبار اکال کی ہے !!!" پیچھے تائی جان نے آہستگی سے پریسہ سے پوچھا تھا۔ جس پر اس نے نامیں سر ہلایا تھا۔

"یا اللہ صبر دے اور رحم فرما۔۔۔ میرے مالک بچوں کو مزید کسی دکھ سے مت گزارنا" دکھی دل سے وہ فریاد کر رہی تھیں۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"حمزہ !!!" دروازہ کھولتے اس نے آواز دی تھی۔ پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ پردے بھی کھڑکیوں کے آگے موجود تھے۔ اس نے آگے بڑھ کے لائٹ جلائی تھی جب ہی اس کی نظر حمزہ پر پڑی تھی جو بیڈ کی دائیں جانب کسی چیز کو سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔ وہ آگے بڑھ آئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی فرش پر بیٹھی تھی

-

"اُنی ایم سوری میں نے تمہیں مارا " اس کی آنکھوں کا زاویہ نہیں بدلاتھا۔ ابھی بھی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہا تھا۔ باریک بینی سے۔ ماہ روش نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا جس سے وہ ہوش میں لوٹا تھا۔ اس کی جانب بھیگی نظریں اٹھائی تھیں۔۔۔

"ماہی تم مجھے اور بھی مار سکتی ہو۔۔۔ " اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھاما تھا۔۔

"اب نہیں ماروں گی۔۔۔ اگر تنگ کیا یا مارا تو ممتا تو نہیں ہے ناجن سے شکایت لگاؤ گے " آواز آہستہ آہستہ مکمل بھیگ رہی تھی۔

حمزہ نے بے ساختہ اس کی جانب نظروں کا زاویہ موڑا تھا۔ جس کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔ جنہیں بہنے کے لیے سہارے کی ضرورت تھی۔ وہ بڑا تھا۔ اسے ہی سہارا بننا تھا۔ اس نے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ جس پر وہ سختی سے اس کا بازو تھامت پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ بند دروازے اور ساؤنڈ پروف کمرے کی وجہ سے آوازیں باہر نہیں جاسکتی تھیں۔۔۔ وہ دونوں اس وقت ماما بابا کے کمرے میں موجود تھے۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کوئی اپنی اولاد کیسے چھوڑ کے جاسکتا ہے۔"

"انہیں ہم سے محبت پی نہیں تھی۔"

"حمزہ ماں باپ بیٹیوں کو کیسے اکیلے چھوڑ سکتے ہیں۔۔۔ وہ تو کہتے تھے کہ انہیں ہم سے محبت ہے۔۔۔ پھر کیوں ہمیشہ کے لیے ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔۔۔ ہم نے تو تمہارے لیے سر پر انز پلان کیا ہوا تھا نا۔۔۔ بابا نے وہ پورا ہی نہیں کیا۔۔۔ اور ماما کیسے جاسکتی ہیں حمزہ۔۔۔ تمہارا خیال کون رکھے گا۔۔۔۔۔ ماں باپ کو اولاد کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے۔۔۔۔۔ " وہ بلک بلک کر روتی جا رہی تھی۔

— — —

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پتا چلا کچھ؟؟" تائی جان نے اسے آتے ہی پوچھا تھا۔ سرہاں میں ہلاتے وہ ادھر ہی کچن میں بیٹھ گیا تھا۔

"بی جان کیسی ہیں اور ماہ روش؟؟" پانی منہ کو لگاتے کہا تھا۔

"کیسے ہو سکتے ہیں بچے۔ غم بڑا ہے تو سنبھلنے میں بھی وقت لگے گا۔ اتنی آسانی سے تو بھلایا نہیں جاسکتا ہے۔۔۔" یخنی میں چمچ ہلاتے دکھی لہجے میں وہ کہہ رہی تھیں۔ آج ہی چچی جان حویلی واپس چلی گئی تھیں

ارتضیٰ کے ساتھ کیونکہ کسی ناکسی کی موجودگی لازمی تھی وہاں۔ ولی اس ڈرائیور کو ڈھونڈنے میں پیش پیش تھا جس کی وجہ سے اتنا خطرناک ایکسیڈینٹ ہوا تھا کہ ابراہیم صاحب اور زارا آفندی خالق حقیقی سے جاملی تھیں۔ داجان اور بی جان کا غم ابھی تازہ تھا جس کو بھولنے میں وقت لگنا تھا۔

"مورے لالہ کی کوئی کال آئی؟؟" اس نے چائے کا کپ اٹھاتے پوچھا تھا جس پر انہوں نے نامیں سر ہلایا تھا۔

"میں ابھی وہاں جاتا ہوں تو لالہ کو گھر بھیجتا ہوں ماہ روش کو ان کی ضرورت ہے۔" چائے کی چسکی سے

سر کا درد بھگاتے اس نے اگلا لائحہ عمل بتایا تھا۔ جس پر وہ سر ہلا گئی تھیں۔۔۔

"کوئی پراگریس ہو رہی ہیں یا نہیں"!! ولی اس کے پاس اسپتال پہنچا تھا جدھر وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنی عزیز جان ہستی کی زندگی کے لیے دعا کے ساتھ ساتھ دوا کا کام بھی کر رہا تھا۔

پرائیویٹ اسپتال کے کمرے میں وہ بیڈ کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ چہرے سے صاف تھکاوٹ ظاہر تھی۔ ستا چہرہ، بکھرے بال، اور غیر معمولی سنجیدگی اس کے پریشان ہونے کی غماز تھی۔ ولی نے اپنا سوال دہرایا نہیں تھا کیونکہ مقابل کی حالت بتا رہی تھی کہ بیڈ پر موجود انسان کی تکلیف میں کوئی کمی نہیں آئی ہے

"لالہ ماہ روش کو آپ کی ضرورت ہے۔ ایک چکر گھر لگا آئیں تب تک میں ادھر ہی ہوں" ولی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے تسلی دی تھی۔ جس پر اس نے عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔

"ولی یہاں میری زیادہ ضرورت ہے"!! نظریں بیڈ پر موجود نحیف اور باریش چہرے والے پر تھیں جن سے تعلق بہت گہرا تھا۔ خون سے بھی گہرا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"لالہ آپ تھوڑی دیر ریست بھی کر لیجئے گا، داجان اور بی جان بھی کئیں دفعہ آپ کا پوچھ چکے ہیں جبکہ ماہ روش ابھی ہوش میں آئی ہیں۔ ان کے پاس آپ کا ہونا زیادہ اہم ہے بہ نسبت ہمارے۔۔۔۔۔" ولی اصرار کر رہا تھا کہ وہ کم از کم گھر چکر لگالے تاکہ کچھ آرام بھی کر لے کیونکہ تین دن سے وہ یہاں تھا۔ ایک پل کے لیے بھی نہیں تھا ہٹا یہاں سے۔

"ولی ضد مت کرو۔۔۔" جبرائیل نے قدرے سخت لہجے میں اب کی دفع کہا تھا۔

"لالہ ضد آپ مت کریں کیونکہ یہاں ان کو بھی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی ان کو۔ یہ آپ کی مجبوری سمجھ جائیں گے جب ہوش میں آئے وہ نہیں سمجھیں گی۔۔۔ ان کی تکلیف کوئی کم نہیں کر سکتا ہے لیکن بانٹ سکتے ہیں۔ وہ منہ سے نہیں کہیں گیں لیکن ان کی نظریں آپ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ وہ تین دن سے روئی نہیں ہیں اور اب حمزہ کے سامنے وہ روئیں گی بھی نہیں کیونکہ وہ اسے مزید تکلیف نہیں دینا چاہیں گیں جبکہ صرف ایک اپ ہیں جن کے سامنے وہ روئیں گیں۔۔۔ جائیں لالہ وہ آپ کا انتظار کر رہی ہوں گیں۔ یہاں کے حوالے سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اسفی لالہ بھابھی کو ان کے والد کے گھر چھوڑ کر ادھر ہی آرہے ہیں۔ آپ ہم پر ان کے حوالے سے اعتبار کر سکتے ہیں۔" ولی نے اچھی خاصی تقریر جھاڑ دی تھی۔

Safar-e-Adab

حمزہ کو زبردستی کھانا کھلانے کے بعد وہ اسے اس کے کمرے میں لے گئی تھی تاکہ وہ کچھ دیر سکون سے سو جائے۔ اسے زبردستی نیند کی دوائی بھی دے دی تھی تاکہ دماغ کچھ دیر ہر فکر سے آزاد ہو جائے۔ تائی جان کے کہنے پر وہ بی جان کے پاس بھی کچھ دیر بیٹھی تھی جن کے آنسو ہی نہیں رک رہے تھے۔ تکلیف یقیناً بہت بڑی تھی۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ جب سے وہ ہوش میں آئی تھی دو دن بعد بالکل نارملی بیہوش کر رہی تھی۔ ہاں روئی وہ بالکل بھی نہیں تھی۔ داجان اور بی جان نے بھی کوشش کی تھی لیکن بے کار ٹھہری تھی۔ پھر تائی جان کے ہی کہنے پر اسے اس کے کمرے میں بھیج دیا تھا کیونکہ کچھ مہمان آ جا رہے تھے۔ تائی جان ہی مہمانوں کو بھگتا رہی تھیں دو دن سے۔ اسے صرف اس وقت بلاتی تھیں جب بہت قریبی آتا جس سے ملنا لازمی ہوتا۔

کمرے میں بیٹھے وہ بہت پیچھے چلی گئی تھی جب وہ چھوٹے چھوٹے تھے جب اس کی دوپونیاں ہوتی تھیں۔ بابا نے نیا نیا بزنس امریکہ سیٹل کیا تھا اور ان کا بھی یہاں سے جانا لازمی تھا۔ زیادہ دور نہیں وہ جا پائی تھی کیونکہ اسے کسی نے آواز دی تھی۔

"ماہ روش !!! بیڈ سے ٹانگیں نیچے لٹکائے گود میں الہم رکھے وہ نا جانے کہاں پہنچی ہوئی تھی جب اسے جبرائیل نے آواز دی تھی۔

اس نے گردن موڑ کر دیکھا تھا۔ آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی تیر رہی تھی۔ نظریں دوبار اس الہم پر مرکوز کر دی تھیں۔ نمی اب آنکھوں سے باہر گر رہی تھی۔ ٹپ۔۔۔ ٹپ۔۔۔

وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا تھا۔ ساتھ بیٹھتے اسے اپنے کندھے سے لگایا تھا۔ لفظوں کی ضرورت دونوں کو ہی نہیں پڑی تھی۔ اس کے کندھے سے لگتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی جو آنسو تین دن سے اندر جمع تھے وہ سارے بہا دیئے تھے۔۔۔۔۔

"بابا، ماما ہمیں چھوڑ کے چلے گئے۔ مجھے، حمزہ کو اکیلا چھوڑ کر۔۔۔۔۔" روتے روتے بچی بندھی تھی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ اکیلے نہیں ہیں۔۔۔ میں ہوں آپ کے ساتھ۔۔۔۔۔ ہم سب ہیں۔۔۔" نرمی سے وہ بول رہا تھا

۔۔۔۔۔

اس کے ہر سوال کا جواب وہ دے رہا تھا۔ کتنی ہی دیر وہ اس کے ساتھ ایسے ہی بیٹھا رہا تھا۔ جب وہ پرسکون ہو گئی تو وہ سو گئی تھی۔ اس کے اوپر اچھی طرح کمبل اوڑھ کر وہ کپڑے تبدیل کرنے کے بعد دوبار اسپتال کی جانب روانہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

وقت کی ایک خوبی ہے کہ وہ اچھا ہو یا برا رکتا نہیں ہے گزر جاتا ہے۔ چھ ہفتے گزر گئے تھے لیکن ابھی بھی لگتا تھا کہ کل کا وقت ہو۔ ایسا لگتا تھا کہ بابا اور ماما آکر کہیں گے ہم تو مزاق کر رہے تھے۔ لو ہم آگئے۔ تم لوگ تو سچ میں ڈر گئے۔ اس وقت نے سب پر اثرات ڈالے تھے۔ سب سے زیادہ اثر ماہ روش کی ذات نے لیا تھا۔ اب وہ ضد نہیں کرتی تھی۔ داجان اور بی جان کو بھی روزانہ لازمی وقت دیتی تھی۔ سب سے محبت اور پیار سے پیش آرہی تھی۔ اور اس سب میں جبرائیل کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ اس کی محبت، پیار، خلوص نے ماہ روش کو سنبھال لیا تھا۔ حمزہ بھی پہلے سے سنجیدہ ہو گیا تھا۔ فلحال وہ اسلام آباد میں ہی جاب کر رہا تھا۔ ہر ہفتے کیمپ کے لیے حویلی لازمی جاتا تھا۔ سب ایک دفعہ پھر اپنی اپنی روٹین میں بڑی ہو گئے تھے۔ صرف خلا تھا تو ان دونوں کی زندگیوں میں جو کوئی چاہ کر بھی ختم نہیں کر سکتا تھا۔

"نانا کیسے ہیں؟؟؟" آفس کے لیے نکلنے سے پہلے اس نے جبرائیل کے آگے اس کی نئی گھڑی رکھی تھی۔ ساتھ ہی خود کے بالوں کی چٹیا کرتے ایک سائیڈ پے ڈالتے اس سے پوچھا تھا۔ جو اس وقت ٹائی باندھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہیں۔۔ مزید بہتر ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ !!!!! یقین سے کہتے نئی گھڑی اٹھائی تھی جسے دیکھتے آنکھوں میں ستائش ابھری تھی۔۔۔"

"ٹھہریں میں پہناتی ہوں"!! اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سے اٹھانے سے قبل ہی وہ بولی تھی۔ جس پر وہ رک گیا تھا۔

"یہ تو نئی ہے؟؟" سوالیہ نظروں سے پوچھا تھا۔

"ہمم۔۔ مجھے اچھی لگی تھی اس لیے آپ کے لیے لے لی۔۔" سٹرپ بند کرتے اس کا ہاتھ سیدھا کرتے اس نے کہا تھا۔

"شکریہ مادام۔۔ اس نوازش کے لیے۔۔" بریف کیس اٹھاتے اس نے کہا تھا۔ وہ بھی سوٹ کے ساتھ کا ہمرنگ دوپٹہ کندھے پر رکھتے اس کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکلی تھی۔

"میں سوچ رہی تھی کہ ہم نانا کو گھر ہی شفٹ کروالیں ساتھ میں ایک نرس بھی رکھ لیں گے تاکہ ہمارے سامنے رہنے سے ہمیں سکون رہے۔۔۔" سیڑھیاں اترتے اس نے اپنی سوچ اس پر ظاہر کی تھی۔۔۔

"میرا خیال ہے کہ ابھی ہمیں انہیں اسپتال ہی رکھنا چاہیے۔۔" گرے کلر کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ اس کے ساتھ ساتھ سیڑھیاں اترتے اپنا موقف بتا رہا تھا جس سے وہ رضامندی نہیں تھی۔۔

"جبرائیل!!! ان کا ہمارے ساتھ ہونا ضروری ہے جس سے وہ بھی سکون محسوس کریں گے اور ہم بھی۔ آپ کی روٹین بھی نارمل ہو جائے گی۔ راتوں کو اٹھ کر آپ کو اسپتال نہیں جانا پڑے گا۔ جس کی وجہ سے آپ کی صحت متاثر ہو رہی ہے۔۔۔۔"

میں نے ڈاکٹر سے بات کر لی ہے۔ آپ بھی ایک دفعہ فائنل کر لیجئے گا "آخری سیڑھی پر اترنے سے قبل ہی اس نے جبرائیل کا بازو تھامتے کہا تھا۔

"میرے لیے وہ ان تمام آسائشوں سے بڑھ کر ہیں ماہِ روش۔۔ اس لیے مجھے ان عارضی تکلیفوں سے فرق نہیں پڑتا ہے " اس کا ہاتھ نرمی سے ہٹایا تھا۔ اس واقعے نے صرف ان دونوں بہن بھائی کو ہی نہیں جبرائیل کو بھی بدلہ تھا۔ اس پر بہت گہرا اثر ڈالا تھا جس کی وجہ سے وہ بہت سنجیدہ ہو گیا تھا۔ محبت اور پیار کا انداز وہی تھا لیکن کچھ تھا جو ماہِ روش کو بے چین کرتا تھا۔ وہ اس کے پچھلے رویے کی عادی ہو گئی تھی۔ اب یہ تبدیلی اسے تکلیف دیتی تھی۔

"ان کے لیے بھی ہم سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ اس لیے آپ مجھے جاتے ہوئے اسپتال چھوڑ جائیے گا۔ مجھے نانا سے ملنا ہے آپ واپسی پر مل لیجئے گا اور انہیں لازمی ساتھ لے کر آئیے گا۔۔۔" وہ سیڑھیوں سے اتر کر کچن کی جانب بڑھ گئی تھی جدھر مورے (تائی جان) ناشتہ بنا رہی تھیں۔

پچھے جبرائیل کو سوچتا چھوڑ کر۔۔۔

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

نانا ویسے ہی پرسکون لیٹے ہوئے تھے جیسے وہ اپنی مرضی سے یہاں ہوں۔ ارد گرد دوائیوں کا رش تھا۔ اس پرائیویٹ کمرے میں ہر طرح کی سہولت موجود تھی جو اس مریض کے ورثاء کی امارت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

بیڈ پر نانا کا وجود ہوش و حواس سے بیگانہ تھا۔ جو پورے چھ ماہ سے کومہ میں تھے۔ بابا جان اور ماما کے ایکسیڈینٹ کا سن کر وہ لاہور سے واپس آرہے تھے جس کے نتیجے میں خود کا ایکسیڈینٹ کروا بیٹھے تھے۔ یوں تو کوئی بڑی چوٹ نہیں آئی تھی غرض سر پہ ہی چوٹ لگی تھی جو کومہ میں جانے کا باعث بنی تھی۔ پورے

دو ہفتے ماہ روش اور حمزہ کو جبرائیل نے پتا نہیں لگنے دیا تھا لیکن پھر اسفندیار اور تایا جان کی باتوں سے وہ جان گئی تھی تو بتانا پڑا تھا ورنہ یہ ہی ان سے کہا جا رہا تھا کہ وہ امریکہ چلے گئے ہیں جن سے فلحال رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔

خیر جب سے معلوم ہوا تھا وہ روزانہ نانا کے پاس اسپتال آتی تھی۔ پہلے بھی جبرائیل کو اس نے نانا کو گھر شفٹ کروانے کا کہا تھا لیکن وہ نہیں مانا تھا۔ نانا کے پیچھے وہ اپنی ذات کو بھی اگنور کر رہا تھا۔ لیکن ماہ روش اس دفعہ منوا کے ہی چھوڑنا چاہتی تھی اور اسے یقین تھا کہ آج وہ واپسی پے نانا کو گھر شفٹ کروالے گا

"نانا!!! آپ سن رہے ہیں۔۔ میں جانتی ہوں۔۔ میں نے ہماری کمپنی کا آج پہلا پراجیکٹ کمپلیٹ کر لیا ہے۔ یہ پراجیکٹ ہمارے لیے بہت اہم تھا۔ جو بلاخر اپنے اختتام کو پہنچا ہے۔ یہ بزنس کی دنیا میں میری پہلی کامیابی ہے جو سب سے پہلے آپ سے شکر کر رہی ہوں۔۔ ویسے اگر بابا ہوتے تو بہت خوش ہوتے اور آپ کی بیٹی بھی یقیناً۔۔ پھر آپ انہیں بتاتے کہ ماہی کو صرف گھومنا پھرنا ہی نہیں آتا بزنس بھی سنبھالنا آتا ہے۔۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

۔۔

حمزہ بہت سنجیدہ ہو گیا ہے۔۔۔ مجھ سے اب لڑتا بھی نہیں ہے۔۔۔ بس اپنی زندگی میں مصروف ہو گیا ہے۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ ہمیں اس کی شادی کروادینی چاہیے۔۔۔ آپ کیا کہتے ہیں۔۔۔ جتنی اس نے عیش کرنی تھی کرلی۔ ضروری ہے کہ اب اپنا گھر سنبھالے۔۔۔

بی جان مجھ سے اب بہت محبت کرتی ہیں نانا۔۔۔ کرتی تو شاید پہلے بھی تھیں لیکن تب شاید میں سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

آپ نے نانا کا بیڈروم سیٹ کر دیا تھا؟؟؟ "گھر پہنچنے سے قبل اسے جبرائیل نے کال پر پوچھا تھا۔
 "جی میں نے صبح ہی کروا دیا تھا۔ بس آپ جلدی سے پہنچ جائیں " اسے جواب دینے کے بعد وہ دوبارہ اپکن
 میں مشغول ہو گئی تھی۔ جدھر آج وہ مورے کے ساتھ مل کے دوبارہ اکھیر بنا رہی تھی۔

"مجھے امید ہے آج آپ کے بیٹے کو پسند آجائے گی۔۔۔" آخری مراحل میں کھیر میں چمچہ ہلاتے وہ
 مورے سے کہہ رہی تھی جو اس کے پاس ہی بیٹھی تھیں۔۔۔

ہفتے میں دو دن وہ یہاں رہتی تھیں اور باقی حویلی میں کیوں کہ وہاں بھی ان کی ضرورت تھی۔۔۔
 "میرے بیٹے کو تو پہلے بھی پسند آ جاتی ہے۔" مورے نے پالک کاٹتے کہا تھا۔

"کہہ تو آپ بالکل ٹھیک رہی ہیں۔ انہیں شاید دل توڑنے نہیں آتے ہیں۔ ہر چیز خوش ہو کر کھا لیتے ہیں
 چاہے وہ جلے ہوئے پر اٹھے ہوں یا سمیل والی کھیر۔۔۔" چولہا وہ بند کر کے ان کے پاس آ کر بیٹھ گئی تھی

"اسے رشتوں کو محبت سے نبھانا آتا ہے " تائی جان کی آواز میں دم تھا۔۔۔

"میں آپ کی بات سے سو فیصد اتفاق کرتی ہوں۔۔۔ لیکن آپ نے اپنے سب سے قابل اور ہونہار بیٹے کے لیے مجھ جیسی لڑکی کیسے منتخب کر لی۔۔۔ حیرت ہوتی ہے مجھے ویسے "شرارت سے کہتی وہ سبزی بنانے میں ان کا ساتھ دے رہی تھی۔۔۔ تائی جان نے اس کے چہرے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"مجھ جیسی سے کیا مراد ہے بچے۔۔۔ زرارو روشنی ڈال دیں۔۔۔ "اب وہ اٹھ کر فریزر سے گوشت نکال رہی تھیں۔۔۔ پاک گوشت کے لیے۔۔۔

"ضدی، مغرور، بتمیز، بے مروت، نک چڑھی، زبان دراز، ماڈرن۔ حکم جمانے والی۔۔۔ "سوچ سوچ کر وہ بول رہی تھی لیکن شاید کچھ الفاظ اس کے ذہن میں نہیں آئے تھے۔۔۔ اس لیے کندھے اچکاتی انہیں پر اکتفاء کر گئی تھی۔۔۔

"یہ تو لوگ کہتے ہیں۔۔۔ میں نے آپ کا پوچھا ہے آپ خود کیسی ہیں۔۔۔ اس پر روشنی ڈالیں جو آپ ہیں۔۔۔ لوگوں کی رائے نہیں بتانی ہے۔۔۔ "تائی جان نے گوشت خود ہی دھوتے کہا تھا۔

"میں۔۔۔ "اپنی طرف انگلی سے اشارہ کیا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہممم۔۔۔ آپ "

"میں ایک احساس کرنے والی، ذمہ دار اور زبان کا پاس رکھنے والی ہوں جس کے لیے اپنی زبان کا پاس رکھنا اور اپنے اصول سب سے اہم ہیں۔۔۔ ضدی بھی ہوں۔۔۔ "اب کی بار بنار کے سیدھی بات کہی تھی۔

"کیا آپ کو اپنا ایسا ہونے پر شرمندگی ہے؟؟" تائی جان اب گوشت دھو چکی تھیں۔ اسے چولہے کے پاس ٹوکری میں ڈال کر نیچے ایک پلیٹ رکھ دی تھی تاکہ پانی نیچے ناگرے اور پالک اٹھا کر اسے دھونے کی تیاریوں میں تھیں جسے وہ پہلے ہی کاٹ چکی تھیں۔۔

"نہیں بلکل بھی نہیں۔۔۔ مجھے اپنا ایسے ہونے پر زرا برابر بھی شرمندگی نہیں ہے۔۔۔ انفیکٹ کچھ لوگوں کو میرا اپنی بات پر ڈٹے رہنا برا لگتا ہے۔ ان کے نزدیک اپنی بات منوانا بتمیزی کے زمرے میں آتا ہے۔۔۔ لیکن میں جیسی ہوں خود کو پسند کرتی ہوں اور خود کی عزت بھی کرتی ہوں۔۔۔ میرے نزدیک خود کی عزت کرنا بہت اہم ہے۔۔۔" اس نے وہیں ڈاننگ چئیر پر بیٹھے بیٹھے تفصیلی جواب دیا تھا۔۔۔ جس پر تائی جان مسکرائی تھیں۔

"ویسے تو جبرائیل نے خود ہی آپ کو اپنے لیے دادا کی مرضی سے منتخب کر لیا تھا کئی برس قبل ہی لیکن جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد آپ کی ان ہی خوبیوں کی وجہ سے میں نے بھی آپ کو جبرائیل کے لیے منتخب کیا تھا۔" تائی جان کی بات حقیقت پر مبنی تھی۔

"مطلب آپ وہ پہلی ساس ہیں جنہوں نے زبان دراز بہو پسند کی تھی۔۔۔۔۔" ہنستے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔۔۔

"کہہ سکتی ہیں آپ۔۔۔" تائی جان نے فری ہینڈ دیا تھا۔۔۔

"امیزنگ۔۔۔۔۔" اسے ایک جگہ پر جانا تھا لیکن تھوڑا وقت تھا ابھی اس لیے وہ گپ شپ کر رہی تھی۔۔۔۔

"کہاں سے آرہے ہو۔۔۔؟؟" رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا اور وہ سیڑھیوں پر تھانیدارنی بنی اس سے سوال جواب کر رہی تھی۔۔

"شریف لوگ اس وقت اپنی نوکری سے ہی لوٹے ہیں غالباً۔۔" جواباً مسخرے پن سے دانتوں کی نمائش کے ساتھ جواب ملا تھا

"ٹھیک کہا شریف لوگ!! کیوں کہ کچھ روز سے تم میں شریفوں والی خصوصیات ناپید ہیں اس لیے بتاؤ کہاں سے آرہے ہو۔۔" طنزیہ کہتی وہ ابھی تک سیڑھیوں پر کھڑی تھی۔ جب تک وہ بتا نہیں دیتا کہ وہ کہاں تھا وہ بھی ہلنے والی نہیں تھی۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یار بتایا تو ہے۔۔۔" جھنجھلاتے اس نے جھوٹ کا سہارا لینا چاہا تھا۔

"جھوٹ مت بولو حمزہ ابراہیم اسپتال میں فون کر کے پہلے ہی پوچھ چکی ہوں تم وہاں سے چھ بجے کے نکل چکے ہو جبکہ تمہارے ڈیوٹی آورز 8 بجے ختم ہوتے ہیں۔ تو سیدھی طرح بتاؤ چھ بجے سے ابھی تک کہاں تھے۔۔۔" دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ مکمل تفتیشی موڈ میں تھی۔۔۔

"یار ماہی میری پیاری بہن۔۔۔ میں۔۔۔"

"یہ میرے ساتھ تھا" اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا پیچھے سے کسی نے کہا تھا۔۔۔

"آپ کے ساتھ؟؟" آواز کے تعاقب میں دیکھا تو لاونج کے دروازے کے سامنے جبرائیل اپنا کوٹ تھامے کھڑا تھا۔ چلتا ہوا ان کے پاس آیا تھا۔

"ہم میرے ساتھ ہی تھا۔ ہم ڈنر کے لیے گئے تھے۔" ماہ روش کو جواب دیتے حمزہ کو آنکھ کے اشارے سے کھسنے کا کہا تھا جو ماہ روش کی نگاہ سے مخفی نہیں رہے پایا تھا۔ اس لیے کھسکتے حمزہ کا بازو پکڑ چکی تھی۔۔۔

"اچھا تو یہ آپ کے ساتھ تھا۔۔ جبکہ آپ نے آج آفیشل ڈنر کے لیے نہیں جانا تھا جس پے نانا کو گھر چھوڑنے کے بعد فوراً چلے گئے تھے۔" وہ یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھی۔

"ماہ روش جانے دیں اسے۔۔ میرے ساتھ ہی تھا ہم ایک ہی ڈنر پر گئے تھے۔۔" اس کی مسکین شکل دیکھ کر جبرائیل نے ماہ روش کے ہاتھ سے حمزہ کا ہاتھ چھڑاتے اسے جانے دیا تھا اور خود اس کا ہاتھ تھامے ساتھ لیے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

"آپ اسے جانے دے رہے ہیں لیکن مجھے کچھ دنوں سے اس کی حرکتیں مشکوک لگ رہی ہیں۔۔۔"

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے خفا نگاہ ڈالی تھی اس پر۔

"ماہ روش وہ کوئی بچہ تھوڑی ہے کہ غلط کام کرے گا۔ اور آپ کے خیال میں کیا غلط کام کرتا ہو گا کوئی نشہ، چرس یا اسمگلنگ وغیرہ۔۔۔" اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے آنکھوں میں دیکھتے پوچھا تھا۔ جس پر ہر لفظ کے ساتھ استغفر اللہ کی بڑبڑاہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔

"اب میں نے ایسا تھوڑی کہا ہے۔۔ بس وہ دیر سے آرہا ہے تو اس لیے۔۔" نظریں نیچی کیے اس نے وضاحت دی تھی۔۔۔

"بچہ نہیں وہ کہ غلط کام کرے گا اگر دیر سے آرہا ہے تو یقیناً کوئی نا کوئی وجہ ہوگی پیار سے پوچھیں گی تو بتا دے گا۔ اور خود کو تھکائیں مت آپ سے بہت محبت کرتا ہے کچھ غلط کر کے آپ کو دکھ نہیں پہنچائے گا " نرمی سے گال تھپتھپاتے وہ اس کے پاس سے ہٹتے الماری کی طرف گیا تھا۔

"کھانا کھالیا آپ نے؟؟" اپنے کپڑے نکالتے جبرائیل نے اس سے پوچھا تھا جو ابھی تک اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔

"ہم مورے کے ساتھ ہی کھالیا تھا۔ " بیڈ پر بیٹھے اس نے اپنے ناخنوں پر نظر جماتے کہا تھا۔

"میٹھے میں کیا بنایا تھا؟؟" مورے اسے بتا تو چکی تھیں لیکن وہ اس کے منہ سے خود سننا چاہتا تھا۔

"کھیر بنائی تھی آپ کے لیے لیکن آپ ڈنر کے لیے چلے گئے تھے اس لیے پھر زیادہ اہتمام نہیں کیا " اپنا ہاتھ الٹ پلٹ کر دیکھتی وہ کہہ رہی تھی۔

"ایسا کریں کھیر لے آئیں۔۔ یا پھر کچن میں ہی چلتے ہیں " کپڑے وہ لے چکا تھا اب اسے کہہ رہا تھا کہ تھوڑی دیر انتظار کرے وہ چیئنج کر لے پھر ساتھ ہی نیچے چلتے ہیں۔

"لیکن آپ تو کھانا کھا کر آئے ہیں۔۔ " سراٹھاتے اس سے پوچھا تھا۔ اب دھیان کے تانے بانے مکمل اسی کی جانب تھے۔

"کھانا کھالیا تھا میٹھا نہیں۔۔ مورے بتا چکی تھیں آپ نے سپیشل میرے لیے کھیر بنائی ہے اس لیے وہاں میٹھے کی طرف دیکھنا میرے لیے گناہ تھا۔ " کہتے ساتھ ہی وہ کپڑے بدلنے کے لیے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

جانے سے پہلے موبائل پر کسی کو ٹیکسٹ کرنا نہیں بھولا تھا۔

"کیا اس میٹھے میں بھی شریک ہو سکتا ہوں؟؟" ایک معصوم سا چہرہ کچن کے دروازے پر ابھرا تھا۔
 "کر توت تو تمہارے بلکل بھی ایسے نہیں ہیں البتہ آ جاؤ۔۔۔" جبرائیل کے لیے کھیر نکالتی وہ اسے بھی
 کچن میں آنے کی دعوت دے چکی تھی۔۔۔

"مجھے پتا تھا ماہی مجھے انکار کر ہی نہیں سکتی ہے۔۔۔" ٹی شرٹ پہنے وہ فوراً سے پہلے جبرائیل کے ساتھ والی
 کرسی پر براجمان ہوا تھا۔

"زیادہ مکھن مت لگاؤ۔۔۔ میں صرف جبرائیل کے کہنے پر چپ ہوں۔۔۔" اس کے آگے پیالی رکھتے اس
 نے ایک گھوری سے بھی نوازا تھا۔

"آئی پراس ماہی میں کچھ بھی غلط نہیں کر رہا ہوں۔۔۔" اس کے ہاتھ کو پکڑتے حمزہ نے یقین دلانے والی
 نظروں سے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے کھاؤ اب۔۔۔" وہ بھی ساتھ ہی بیٹھی تھی۔۔۔

"کھیر سچ میں بہت مزے کی تھی۔۔۔ تھینکس لالہ دعوت کے لیے۔۔۔" ماہی کو کہنے کے ساتھ ہی آنکھ دبا
 کر جبرائیل کا شکریہ ادا کرتے وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کھیر میں آپ نے اپنی محبت بھی شامل کی ہے اس دفعہ۔۔۔ اور مجھے چینی سے زیادہ محبت کی مٹھاس محسوس ہوئی ہے جس کا ذائقہ لاجواب ہے شاید ہی میں نے ایسی کھیر کبھی کھائی ہو۔۔۔" جبرائیل کا انداز ہمیشہ سے مختلف ہوتا تھا اس دفعہ بھی اس کے انداز نے دل جیتا تھا۔۔۔

"بے فکر رہیں ایسی مٹھاس کہیں اور ملے گی بھی نہیں کیونکہ اللہ نے یہ ذائقہ صرف میرے ہاتھ میں ہی رکھا ہے خصوصاً آپ کے لیے۔۔۔" دونوں ابھی تک وہیں بیٹھے ایک دوسرے کو دیکھتے بہت کچھ کہہ رہے تھے۔

الفاظ سے ہی دل جیت رہے تھے ایک دوسرے کے۔۔۔۔۔

ایک پرائیویٹ NGO کا کوئی فنکشن جاری تھا جو ریکارڈ بھی کیا جا رہا تھا اور یہ ریکارڈنگ ایک خاص بندے کو بھی بھیجی جانی تھی جس سے اس کا بہت گہرا رشتہ تھا۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اس NGO میں سپیشل چلڈرن کے لیے بہت زیادہ کام کیا جاتا ہے جس کے سربراہان ہر سال ایک بڑا سیمینار پلان کرتے ہیں اور پھر چند ایک لوگوں کو بھی مدعو کرتے ہیں۔ آج یہاں وہ نانا کی جگہ پر آئی تھی۔۔۔

اسے کہنا بھی نانا کے انداز میں تھا تا کہ نانا کی کمی پوری کی جاسکے۔۔۔۔۔

"آج ہمیں ماہ روش بتائیں گیں کہ اللہ کے ساتھ ہمارا تعلق کیسے مختلف ہوتا ہے انسانوں کی بہ نسبت۔۔۔۔۔ اور امید کرتی ہوں کہ ان کا جواب ہمیں ویسے ہی مطمئن کرے گا جیسے ان کے نانا کرتے ہیں تاکہ ہمیں ان

نے غلط ڈیفینیشن بنا رکھی ہے اللہ سے تعلق کی۔۔۔ ہمیں اس سے نکلنا ہے اور دیکھنا ہے کہ اللہ کا ہم سے گناہ ثواب سے بھی بڑھ کر رشتہ اور تعلق ہے اور وہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔ ہمیں شروع سے ہی یہ سمجھایا جاتا ہے کہ اگر نیکی کرو گے تو اللہ راضی ہو گا اور گناہ کرو گے تو ناراض ہو جائے گا اور سزا دے گا

ہمیں اس گناہ ثواب کے چکر سے نکل کر سمجھنا ہے۔۔ تب ہی ہم اللہ کے تعلق کو سمجھ پائیں گے۔۔۔ یقین کریں یہ بہت خوبصورت رشتہ ہوتا ہے۔۔۔ ہم اپنے مزہبی پن کو ایک سائیڈ پر رکھ کر سوچیں تو ہم پر واضح ہو گا کہ اللہ سے تعلق کیا ہوتا ہے۔۔ اسے کس طرح سمجھنا ہے۔۔۔ ہم نے اپنے تنگ ذہنوں کی وجہ سے اس تعلق کو صرف گناہ ثواب تک ہی محدود کر دیا ہے۔۔۔ ہم اسے تنگ و تاریک زہن کی راہداریوں کو کھلا اور کشادہ کرنا ہے۔۔۔ پھر ہم جا کر اس حقیقت سے نظریں ملا پائیں گے کہ اللہ کے تعلق کو اتنا چھوٹا سمجھنا ہماری کم عقلی کے سوا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔

آپ خود سوچیں کہ اس پوری کائنات کے مالک کے تعلق کو صرف گناہ ثواب تک رکھنا کیا بے وقوفی نہیں ہے؟؟؟

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہمیں اس گناہ ثواب سے نکل کر اس کو پہچاننا ہے ورنہ ہم اس تعلق اور رشتے کو نہیں سمجھ سکتے ہیں۔۔۔۔۔ میں آپ سے ایک چیز شیئر کرتی ہوں۔۔۔

آج سے چھ ماہ قبل ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں میرے والد اور والدہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے، ان کی وفات کی خبر سنتے میرے نانا لاہور سے اسلام آباد آتے حادثے کا شکار ہو گئے اور کومہ میں چلے گئے، میرا بڑا بھائی جو کہ ایک کارڈیالوجسٹ ہے وہ پہلے سے بہت زیادہ بڑی ہو گیا خود کو اپنے کام میں اس حد

اگر آپ ایسا سوچتے ہیں تو بہت غلط سوچتے ہیں کیونکہ نانا کہتے ہیں۔۔۔

اللہ سے مایوس کبھی بھی نہیں ہونا چاہیے۔

میرا ایک سوال ہے؟؟؟ سامعین میں بیٹھی ایک لڑکی نے اونچی آواز میں کہا تھا۔ پورے ہال میں اتنی خاموشی تھی کہ اس کی آواز ماہرِ شو تک بخوبی پہنچ چکی تھی۔

"شیور بولیں آپ !! اس نے اجازت دی تھی۔

"کیا تناسب کچھ برداشت کرنے کے بعد بھی آپ کہہ رہی ہیں کہ مایوس نہیں ہوتے ہیں؟؟" آئی ایم سوری آپ کو درمیان میں ٹوکا ہے لیکن بات کے اختتام تک مجھے بات بھول جاتی۔۔۔ "اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے اس لڑکی کا انداز معزرت خواہ تھا۔۔۔

"آپ نے اپنی الجھن ظاہر کی ہے بہت شکریہ اور اب مجھے ایسے فیل ہو رہا کہ میں کوئی سلیبریٹی ہوں جس سے آپ سوال کر رہے ہیں۔۔۔" ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ وہ دوبارہ کہنا شروع ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"بقول آپ کے تناسب کچھ ہونے کے بعد بھی مایوس نہیں ہونا ہے!! تو کیا اصل یقین کی ڈور ادھر ہی تھامے نہیں رکھنی چاہیے۔۔۔

اس نے نظروں کا زاویہ اسی لڑکی پر رکھا تھا جو ابھی لے کر نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔

دیکھیں چھوٹی موٹی تکلیفوں پر تو صبر ہر کوئی کر لیتا ہے، برداشت جیسے تیسے کر لیتا ہے لیکن جو بڑی تکلیف پر صبر کا دامن تھامے رکھتے ہیں وہ ہی فاتح ٹھہرتے ہیں۔ نانا کہتے ہیں "جتنا بڑا صبر اتنا بڑا اجر۔۔۔۔۔"

اور یہ صبر اللہ ہر بندے کو نہیں نوازتا ہے۔۔۔ آپ جتنا زیادہ یقین کی ڈور تھامے رکھیں گے اتنا زیادہ آزمائے جائیں گے۔۔۔۔۔

اور یہ آزمائش آپ کے تعلق کو واضح کرتی ہے۔۔۔ یہ بتاتی ہے کہ آپ کا تعلق کتنا گہرا اور مضبوط ہے۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایک اور بات۔۔۔۔۔

بڑے اجر اور تعلق کے لیے ہمیشہ ہائی لیول کا صبر کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔ تو کیا میرا مایوس ہونا بنتا تھا۔۔۔ شاید میں ہو بھی جاتی لیکن میرے مایوس نا ہونے کے پیچھے میرے نانا کی دعائیں ہیں جو مجھے ہارنے نہیں دیتی ہیں۔

میں کوئی اعلیٰ وارفع قسم کی نہیں ہوں بلکہ بالکل آپ جیسی ہوں اور صبر مجھے عطا کیا گیا ہے کسی کی دعاؤں کی نسبت۔۔۔ یہ شاید مجھے نہیں کسی اور کو عطا کیا گیا ہے ورنہ میری تو انسکیورٹیز ہی بہت رہی ہیں ماضی میں

---- آپ کو اس لیے بتا رہی ہوں کہ جو آپ لوگ مجھ سے متاثر ہو رہے ہیں بالکل مت ہوں۔۔۔ میں
بھی آپ کے ہی قبیلے سے ہوں۔۔۔

اب میری انسکیورٹی پر روشنی ڈالتے ہیں۔۔۔
میرا سب سے بڑا خوف انسکیورٹی تھی۔۔۔

رشتوں سے، اپنے قریبی اور پیارے رشتوں سے، وجہ یہ نہیں کہ مجھے ان کا پیار نہیں ملا۔ مجھے پیار ملا اپنے
رشتوں کا سب سے زیادہ ملا شاید ہی کسی کے حصے میں وہ محبت اور توجہ آئی ہو جو مجھے ملی۔ میں اپنے خاندان
کا سب سے امیر اور سب سے لاڈلا بچہ رہی ہوں۔۔۔ اس کے باوجود مجھے انسکیورٹی رہی ان کے چھن
جانے کی۔ دور ہو جانے کا خوف ہمیشہ مجھ پر حاوی رہا۔۔۔ وجہ کیا تھی۔۔۔ میرے خواب۔۔۔ مجھے
برے خواب آتے تھے۔۔۔ بہت برے۔۔۔ جن میں۔۔۔ میں اکیلی ہوتی تھی اور میرے پاس کوئی
بھی نہیں ہوتا تھا۔۔۔ بابا بھی نہیں۔۔۔ نانا تو بالکل بھی نہیں۔۔۔ اور حمزہ۔۔۔ نیور۔۔۔
میرے خوابوں نے میری انسکیورٹی بڑھادی جس سے۔۔۔ میرا بلیوں سے خوف بھی مزید بڑھ گیا۔۔۔
میں جو پہلے اتنی خوفزدہ نہیں ہوتی تھی۔۔۔ مزید ہونے لگی۔۔۔ مجھے لگتا تھا کہ میرے رشتے مجھ سے
چھن جائیں گے۔۔۔ بابا۔۔۔ ماما۔۔۔ حمزہ۔۔۔ نانا۔۔۔

میرے لیے یہ ہی سب سے اہم رشتے تھے۔۔۔ کیونکہ شروع سے ہی میری زندگی کا محور یہ رہے تھے
۔۔۔ دھدھیاں سے بہت کم میرا لگاؤ رہا تھا۔۔۔

خیر میری انسکیورٹی سچ ثابت ہوئی اور میرا خوف بھی۔۔۔۔۔ میرے رشتے مجھ سے دور چلے گئے۔۔۔۔۔ ماما۔۔۔۔۔ بابا۔۔۔۔۔ نانا۔۔۔۔۔ حمزہ بھی۔۔۔۔۔ بابا لوگوں کے ایکسیڈینٹ نے انہیں ہم سے دور کر دیا۔۔۔۔۔ شاید ان رشتوں کو بھی مجھ سے۔۔۔۔۔

ماما۔۔۔۔۔ بابا۔۔۔۔۔ وہاں چلے گئے جدھر سے واپسی ہی ناممکن ہے۔۔۔۔۔ حمزہ نے خود کو بہت مصروف کر لیا۔۔۔۔۔ اتنا کہ میرے لیے بھی اس کے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔ نانا۔۔۔۔۔ میرے پیارے نانا اور دوست وہ بھی زندگی اور موت کے درمیان لٹک رہے ہیں۔۔۔۔۔

ان رشتوں کے دور ہو جانے سے مجھے اللہ نے نئے رشتے دیئے بلکہ نئے نہیں تھے پہلے ہی موجود تھے شاید میں دیکھنا نہیں چاہتی تھی یا ان کو مانتی نہیں تھی۔۔۔۔۔ میرے داجان، تائی، جان اور کزنز۔ جن کی شفقت میں بابا کا پیار نظر آتا ہے۔۔۔۔۔ تائی کی محبت میں ماما۔۔۔۔۔ یہ سب میں نے ان کچھ مہینوں کے عرصے میں دیکھا ہے اور سمجھا ہے۔۔۔۔۔ مجھ پر بہت سی اپنی غلطیاں واضح ہوئی ہیں۔۔۔۔۔ اور میں نے ان غلطیوں سے سیکھا ہے۔۔۔۔۔ نانا کہتے ہیں نا اپنی کمزوریوں پر قابو پانا ہے۔۔۔۔۔ تو میں نے ان کمزوریوں پر قابو پایا ہے۔۔۔۔۔ انہیں سدھارا ہے۔۔۔۔۔ وقت لگا ہے لیکن میں سمجھ گئی ہوں۔۔۔۔۔ سیکھنے میں ہمیشہ وقت لگتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن تب تک دیر نہیں ہونی چاہیے۔۔۔۔۔ ایک بات کہ

۔ جبکہ حمزہ کی کمی صرف حمزہ ہی پوری کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ اسے سیٹ کرنا مجھے ہی ہے۔۔۔۔۔ شاید وہ میرے انتظار میں ہے۔۔۔۔۔ اسے میں کر لوں گی۔۔۔۔۔ ایک انسان اور بھی ہے جسے میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے چاہوں بھی تو کم عرصے میں نہیں بتا سکتی ہوں۔۔۔۔۔ لیکن اس کے لیے دل سے ہمیشہ کچھ اچھا ہی نکلتا ہے۔۔۔۔۔ یقیناً میں نے بہت زیادہ تنگ کیا ہے انہیں بھی لیکن۔۔۔۔۔ وہ ایسا نہیں سوچتے ہیں۔۔۔۔۔

یہ سب میں کیوں بتا رہی ہوں۔۔۔۔۔ اس لیے کہ میں بہت انا والی ہوں۔۔ میرے کچھ اصول ہیں جن پر۔۔۔۔۔ نوکیر و مائز۔۔۔ اگر میں اپنی ٹھیک بات دو ٹوک کرتی ہوں تو مجھے اپنی غلط بات بھی دو ٹوک انداز سے ماننی چاہیے۔۔۔۔۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں کوئی اعلیٰ وارفع نہیں ہوں۔۔۔ آپ کے ہی قبیلے سے ہوں۔۔۔

میں بہت کچھ اپنی جگہ پر لے آئی ہوں لیکن ابھی بھی یہ سفر جاری ہے۔ اور پتا نہیں مزید کتنا وقت لگے مجھے اپنی غلطیوں کو ٹھیک کرنے میں کیونکہ ہماری زندگی کوئی ڈرامہ یا ناول نہیں ہے جس میں ہم آخر میں ہیرو ہوتے ہیں اور جلدی جلدی سب سیٹ ہو جاتا ہے اور پیپی اینڈنگ ہوتی ہے۔۔۔۔۔ یہ زندگی اس سب سے بڑھ کر تلخ ہوتی ہے جسے چلانے کے لیے ہمیں بعض دفعہ بہت کم صبر کرنا پڑتا ہے اور بعض دفعہ صبر ایوب حصے میں آتا ہے۔۔۔۔۔

اس لیے میں نے اپنا سفر شروع کر لیا ہے۔۔۔ کچھ لوگ ہوں گے جنہوں نے ابھی شروع کرنا ہے اور چند ایک اختتام پر بھی ہوں گے۔۔۔ تو ان سب کے لیے بیسٹ آف لک۔۔۔

آپ سب نے مجھے نانا کی جگہ پر انوائٹ کیا تھا تو مجھے انہی کے سائل میں کچھ کہنا تھا۔۔۔ آخر میں ایک التجا کروں گی کہ ان کو اپنی دعاؤں میں لازمی یاد رکھیں۔۔۔

سیمینار سے واپسی پر اس کے دماغ میں چند پرانی باتیں گونج رہی تھیں۔۔۔۔۔

"ماہ روش!!! آپ کو اپنی انسکیورٹی پر قابو پانا ہے۔۔۔" یہ اس کی سائیکسٹرسٹ کی آواز تھی۔

"آپ نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے کہ کو اب کوئی خوف نہیں ہے۔۔۔ آپ کو ابھی بھی خوف ہے اور یہ خوف بلیوں کا نہیں ہے بلکہ آپ کی انسکیورٹیز ہیں۔۔۔ اگر آپ نے انسکیورٹیز پر قابو نہیں پایا تو یہ آپ کو بہت نقصان پہنچا سکتی ہیں۔۔۔"

آپ کو اپنے رشتوں کو سپیس دینا ہے تاکہ اس سے آپ کی انسکیورٹیز ختم ہو جائیں۔۔۔
یہ میں آپ کے شوہر کو بھی بتا چکی ہوں۔۔۔ امید ہے آپ اپنے اس خوف پر قابو پالیں گیں۔ " یہ آواز چھ مہینے قبل بابا لوگوں کی وفات سے قبل اس کی سائیکسٹرسٹ کی تھی۔۔۔ اس کا کہا سچ ثابت ہوا تھا۔۔۔ لیکن اس نے اب اپنے خوف پر قابو پالیا تھا۔ بہت کچھ کھونے کے بعد۔۔۔۔۔"

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نانا میں نے بہت انجوائے کیا آج کا سیمینار۔"

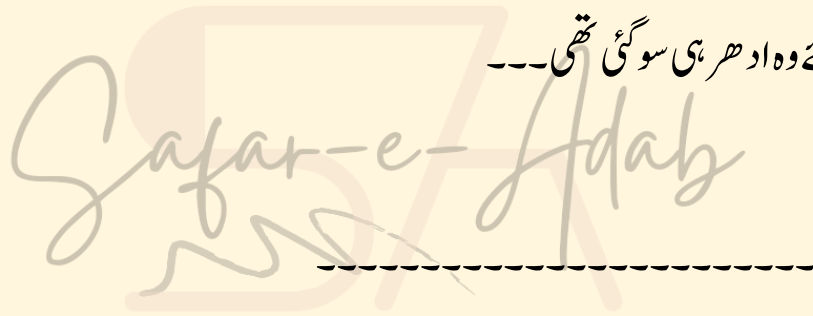
نانا کے پاس بیٹھی وہ انہیں آج کی روداد سنار ہی تھی۔۔۔

"نانا پلیز ٹھیک ہو جائیں۔۔۔ میں تھکنے لگی ہوں۔۔۔ میں آپ کی جگہ ہر ہمیشہ آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔ کوئی بھی آپ کا رول نہیں نبھا سکتا۔۔۔ نانا آپ کو نہیں لگتا میرا خوف اب ختم ہو چکا ہے۔۔۔ میں ان تمام انسکیورٹیز سے نکل آئی ہوں۔۔۔۔۔ ٹھیک ہو چکی ہوں نانا۔۔۔۔۔"

میں اب آپ کو بہت مس کرتی ہوں۔۔۔ مجھے آپ سے بہت کچھ شیئر کرنا ہے۔۔۔۔۔ نانا پلیز!! آپ کو نہیں لگتا کہ جو کچھ میں نے حمزہ نے برداشت کیا ہے ہمارے بس سے باہر تھا۔۔۔ ماما بابا کے جانے کے بعد

آپ کو تو ہمارے ساتھ ہونا چاہیے تھا نا۔۔۔!! آپ بھی ہمیں چھوڑ گئے۔۔۔ ہم سے دور ہو گئے۔۔۔ اب دیکھیں ہم نے چھ ماہ کا عرصہ گزار دیا ہے۔۔۔ لیکن وہ درد آج بھی اسی جگہ پر ہے اور اس سے بڑھ کر آپ کا درد ہے نا۔۔۔ آپ کو اس حال میں دیکھنا کتنا تکلیف دہ ہے کیا آپ نہیں جانتے ہیں!! نا نا اب آپ زیادتی کر رہے ہیں۔۔۔ پلیز نا نا آپ کی ماہی تھکنے لگ گئی ہے۔۔۔ اب اس کی برداشت سے بڑھ چکا ہے سب کچھ۔۔۔ میں آپ کو ایسے نہیں دیکھ سکتی مزید۔۔۔ "آنسو ٹپک ٹپک کر ٹھوڑی سے گر رہے تھے۔ آواز بھرائی ہوئی تھی۔ نظریں نانا کے ہاتھ پر تھیں جو تھام رکھا تھا۔۔۔ اور آنسوؤں کے قطرے اس ہاتھ کو بھی بھگور رہے تھے۔۔۔ روتے روتے اسے احساس نہیں ہوا تھا کہ نانا کے ہاتھ نے حرکت کی تھی

اور روتے ہوئے وہ ادھر ہی سو گئی تھی۔۔۔



BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی لالہ!! میں اسپتال میں ہی ہوں۔۔۔ آپ ادھر ہی آجائیں۔" جبرائیل کسی سے فون پر حمزہ سے اس کے فری ہونے کا پوچھ رہا تھا۔

"اور وہ ڈاکٹر؟؟؟" ایک اور سوال دہرایا تھا

"وہ بھی ادھر ہی ہیں۔"

"ٹھیک ہے تم ادھر ہی رہنا میں کچھ دیر تک پہنچ جاؤں گا " ادھر سے اس نے بھی اسے کہا تھا اور فون بند کر کے ٹیبل پر رکھ دیا تھا جدھر ماہ روش کی نگاہ بلا اختیار ہی نام پر پہنچی تھی۔ کال اینڈ ہو چکی تھی لیکن ایک سیکنڈ کے لیے نام " حمزہ ابراہیم " جگمگایا تھا پھر سکرین تاریک ہو چکی تھی۔

"آپ کہیں جا رہے ہیں " ویسے تھا تو وہ گھریلو حلیے میں ہی لیکن فون کال کی وجہ سے وہ پوچھ بیٹھی تھی۔ جو واڈروب سیٹ کر رہی تھی۔ کیونکہ آج اتوار تھا تو وہ گھر ہی رہتا تھا۔

"آپ کہتی ہیں تو نہیں جاتے ہیں!!" خود پر پر فیوم چھڑکنے کے بعد گاڑی کی چابی اٹھاتے اسے دیکھتی دلکشی سے کہا تھا۔ ایسے کہنے سے پرانے جبرائیل کی جھلک نظر آئی تھی جو سنجیدہ نہیں تھا۔

"سیریل"!! ابرو اچکاتے پوچھا تھا۔ واڈروب وہ بند کر چکی تھی۔ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی تھی جو ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

"ہم آزمائش شرط ہے " فل تیار کھڑا تھا پھر بھی اسے کہہ رہا تھا۔ امیزنگ۔۔۔

"آپ کو لگ رہا ہے کہ میں آپ کو روک لوں گی " اس کے بالکل پاس آن رکی تھی۔ دوپٹہ کندھے پہ تھا۔ لمبی کمر تک چٹیا سے چند ایک لٹیں نکلی ہوئی تھیں جو چہرے کے اطراف میں بکھری ہوئی تھیں۔ ان چھ ماہ میں اس نے دوبارہ بال نہیں کٹوائے تھے کیونکہ جبرائیل کو لمبے بال پسند تھے۔ اس وقت فل گھریلو حلیے میں تھی۔ کہیں سے بھی پرانی ماہ روش کی پرچھائی نظر نہیں آرہی تھی۔

"بلکل مجھے یہ ہی لگتا ہے کہ آپ روک لیں گیں۔۔ میں اسی انتظار میں ہوں آپ روکیں اور میں یہ چابی ادھر ہی رکھ دوں " اس کی لٹ کان کے پیچھے اڑی تھی۔ اشارہ ہاتھ میں تھامی چابی کی طرف تھا۔

"آپ کو غلط لگتا ہے۔ میں آپ بالکل بھی نہیں روک رہی۔ بلکہ آپ جائیں۔ یقیناً آپ نے کسی سے مکٹمنٹ کی ہے تو میں نہیں چاہتی آپ اپنے وقت پے ناپہنچ پائیں۔۔۔۔" ایک سائیڈ پے ہوتی وہ اسے رستہ دے گئی تھی جس پر اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھا تھا۔۔۔۔

"مطلب آپ سچ میں جانے دے رہی ہیں"

"ہاں میں جانے دے رہی ہوں۔۔ جائیں تو سہی زرا۔ دیکھیے گا پھر میں آپ دونوں کے ساتھ کیا کرتی ہوں جو کچھڑی بنارہے ہیں اس میں بھنگ میں ڈالوں گی۔۔۔" جواب بھی آنکھوں میں ہی ملتا تھا

"ٹھیک ہے میں چلتا ہوں پھر آپ تو شاید روکنا ہی نہیں چاہ رہی ہیں۔۔" ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ کچھ گنگنا بھی رہا تھا۔

"ویسے شاہی سواری جا کہاں رہی ہے۔۔" انجان بننے اس نے پوچھا تھا اور نہ جان تو وہ گئی تھی۔ میں دیکھ لیتی ہوں آپ دونوں کو جو کچھڑی پکار رہے ہیں۔۔۔ اندر ہی اندر وہ تلملاتے کہہ رہی تھی۔۔۔

"ایک دوست سے ملنے۔۔" دروازے کے پاس پہنچ کر اس نے جواب دیا تھا۔ اتنا بڑا جھوٹ۔۔ اس کا منہ کھلا رہ گیا تھا۔۔۔

"دوست سے ملنے۔۔" دروازے کے پاس وہ کھڑا تھا۔ اس نے تصدیق چاہی تھی جس پر مقابل نے سر ہلایا تھا۔۔۔

"اوکے جائیں۔۔ امید کرتی ہوں بہت اچھی ملاقات رہے دوست سے۔۔۔" چباتے ہوئے اس نے جانے کی اجازت دی تھی۔۔۔ وہ بھی مسکراہٹ دباتے نکل گیا تھا۔ جانے سے قبل وہ اس کی طرف آیا تھا محبت سے گلے لگا کر کچھ کہا تھا پھر گیا تھا۔ جس پر وہ دانت ہی پیس کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

"ایسے ہی منہ بسورتی اچھی لگتی ہیں"

یہ تو میں آپ دونوں کو بتاتی ہوں جو پتا نہیں کون سی گیم کھیل رہے ہو میرے ساتھ۔ بس اپنی ملاقات میں رنگ میں بھنگ ڈلوانے کے لیے تیار ہو جائیں۔۔۔۔۔

دوسری جانب سیڑھیوں سے اترتے وہ حمزہ ابراہیم کو کہہ رہا تھا۔۔۔

"چھاپہ پڑنے والا ہے تو بچے تیار رہو۔۔۔"

"نانا!! یہ آپ کا نواسہ جو کچھ کر رہا ہے نا میں آج چیک کرنے جا رہی ہوں اور ساتھ میں آپ کے دوست کی بھی طبیعت سیٹ کرتی ہوں۔ مجھے شک تو ان پے پہلے ہی تھا کہ کوئی نا کوئی مشکوک حرکتیں کر رہے ہیں تو اب میں اس کا پتا لگو اے ہی رہوں گی۔۔

اس لیے کہہ رہی تھی کہ آپ بھی ٹھیک ہو جائیں تاکہ ہم جلدی جلدی اس کی شادی کر دیں۔۔۔ آپ ہیں کہ آرام ہی ختم نہیں کر رہے۔۔

یار بس کر دیں نانا!! تھکتے نہیں ہیں اتنا خاموش رہ کے۔۔۔

جا رہی ہوں میں۔۔ آپ کے دوست اور نواسے کی مخبری کرنے۔۔ آخر پتا تو چلے کر کیا رہے ہیں۔۔۔۔۔"

روز کے معمول کے مطابق وہ نانا سے اپنا سب کچھ شیئر کر کے جا رہی تھی۔ آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا جبرائیل کو گئے اس لیے وہ اب جانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

وہ جانے سے پہلے بالکل تیار ہو کر نانا کے کمرے میں آئی تھی تاکہ جلدی میں ادھر سے ہی چلی جائے

"او کے اللہ حافظ نانا۔۔۔" نئی روٹین کے مطابق وہ نانا کے کان کے پاس جھک کر کچھ بولی تھی پھر نرس کو خیال رکھنے کا کہہ کر کرن کو کال ملائی گھر سے نکلتی چلی گئی تھی۔ اس کا ارادہ کرن کے ساتھ اس کی گاڑی پر جانے کا تھا۔

"نور لہدی !!! وہ کب سے چیخ رہا تھا لیکن وہ سننے کو تیار ہی نہیں تھی۔ بالآخر تنگ آ کر کچن میں ہی آگیا تھا

--

"جی !!! مورے کے ساتھ بیٹھی وہ کچھ کھا رہی تھی۔۔۔ اسے کچن کے دروازے میں کھڑے دیکھ کر لمبا سا جی کیا تھا۔

"کب سے آوازیں دیئے جا رہا ہوں کوئی ایک تو سن لیتی۔۔۔" ناراضی سے وہ کہہ رہا تھا

"کیا کام تھا۔۔۔ میں مورے کے ساتھ بڑی تھی۔ اس لیے سن نہیں پائی۔۔۔ اب بتائیں کیا کام ہے

۔۔۔۔ " بڑی سی چادر پھیلا کر لے رکھی تھی۔ مورے کسی کام سے کچن کے پچھلے دروازے سے لان میں گئی تھیں۔ اس وقت وہ ملازمین کے ساتھ تھی کچن میں۔

"کمرے میں آؤ !!! حکم دیئے ادھر ہی کھڑا رہا تھا۔ کہ وہ اس کے ساتھ ہی کمرے تک چلے۔

"اسفندیار کوئی ضروری کام ہے؟؟؟" وہ بھی ہلنے کو تیار نہیں تھی جبکہ اب ملازمائیں وقفے وقفے سے ان دونوں پر نظر ڈال لیتی تھیں۔ ساتھ ساتھ اپنا کام بھی جاری رکھا تھا۔

"ہاں بہت زیادہ ضروری کام ہے۔۔۔" آگے بڑھ کر فریج سے فروٹ نکال کر ملازمہ کے حوالے کیا تھا اور اسے دھو کر کمرے میں پہنچانے کی ہدایت دیتا نور لہدی کا ہاتھ تھام کر ساتھ ہی لے گیا تھا۔

"تم مجھے سکون سے کہیں کیوں نہیں بیٹھنے دیتے ہو۔۔۔" اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامے رکھتے ہی سیڑھیاں چڑھتے وہ پھولے منہ سے بڑبڑا رہی تھی۔

"اگر تم سکون سے کمرے میں رہو گی تو ممکن ہے کہ مجھے بھی سکون محسوس ہو ورنہ مورے نے پھر یہی کہنا ہے کہ میں تمہارا دھیان نہیں رکھ رہا۔ اور مورے کو پمپ کون کر رہا ہے تو جانتی ہی ہو گی۔۔۔" احتیاط اور نرمی سے اسے ساتھ لیے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔ ہاتھ پکڑ کر صوفے پر بیٹھنے میں مدد بھی کی تھی۔

"تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔۔۔" "تیوری چڑھا کر پوچھا تھا۔۔۔ سیڑھیاں چڑھنے سے سانس پھولا ہوا تھا

"کیا میں نے تمہارا نام لیا ہے؟؟" بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کے دراز سے دوائی نکال کر اس کے پاس آتے اس نے پوچھا تھا۔۔۔

"تم مجھے ہی کہہ رہے ہو۔ جانتی ہوں میں!!"

دوائی کی طرف اس نے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا جو اسفندیار خان اس کی جانب بڑھائے کھڑا تھا۔ وہ پکڑے تو پانی کا گلاس بھی اس کی جانب لائے۔۔۔

"کیا میں تمہیں کہہ سکتا ہوں۔۔" اس کی ہتھیلی پر زبردستی دوائی رکھی تھی اور سامنے ٹیبل سے جگ میں پانی ڈال کر اس کی جانب بڑھایا تھا۔

"کہہ سکتے کیا مطلب دن میں سو دفعہ تم کسی نا کسی بہانے سے مجھ سے بتمیزی کرتے ہو اور ابھی بھی پوچھ رہے ہو کہ میں کہہ سکتا ہوں۔۔" دوائی نگلنے کے بعد وہ اس کی نکل اتارتے اسے بتا رہی تھی جواب اس کے ساتھ ہی صوفے پر لیپ ٹاپ تھام کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی نکل اتارنے پر اسفندیار خان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ پر یگنینسی کی وجہ سے اس کے موڈ سونگز بدلتے رہتے تھے۔ وہ ہمہ وقت محاذ آرائی پر تیار رہتی تھی۔ اس کا ساتواں مہینہ چل رہا تھا لیکن موڈ سونگز ایسے تھے جیسے ابھی شروع کی پر یگنینسی ہو۔ اسفندیار خان نے اس کے منہ بسورنے پر اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"ہاں تو تم بلا وجہ غصہ تو نا کیا کرونا" ایک ہاتھ اس کے پیچھے سے گزار کر اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے لیپ ٹاپ پر کام بھی ہو رہا تھا۔

"تم خود مجھے غصہ دلاتے ہو۔۔" اپنے ہاتھ کو اس کے لیپ ٹاپ پر چلتے ہاتھ کی پشت پر مارتے اس نے کہا تھا۔ اس تشدد پر وہ بلبلا یا تھا۔

"اگر میں غصہ دلاتا ہوں تو یہ تشدد کون کر رہا ہے۔۔۔" ہاتھ روک کر اس کی حرکت کی جانب اشارہ کیا تھا۔ اسے ایک اہم میل کرنی تھی۔۔۔۔

"ہاں تو اس کی وجہ بھی تم ہی ہو۔۔ مجھے یہاں بلوا کر خود کام میں بزی ہو گئے ہو۔۔ اب کچھ نا کچھ تو میں کروں گی نا۔۔ جبکہ مورے کے ساتھ میں اچھا خاصا کچن کا کام کر رہی تھی۔۔" اب وہ اس کے ہاتھ پر چٹکیاں کاٹ رہی تھی۔ چیک کرنا مقصود تھا کہ آیا ہاتھ اصلی ہیں یا نکلی۔۔۔

"مطلب تم مجھے کام نہیں کرنے دو گی۔۔" اب ہاتھ روک کر اسے دیکھا تھا جو اپنی کاروائیاں بڑھاتی جا رہی تھی۔

"ویسے میں تمہیں کافی عقلمند سمجھتی تھی لیکن افسوس۔۔۔ اتنی دیر سے جھک مار رہی ہوں کیا۔۔" افسوس سے کہتے آخر میں اس کا جلالی موڈ آن ہو رہا تھا۔۔

"بہت شکریہ اور مہربانی۔۔ جو کچھ بھی آپ کو اب لگتا ہوں۔۔۔ یہ سب آپ کی صحبت کا اثر ہے۔۔۔" اس کی میل اختتامی مراحل میں تھی۔۔ تیزی سے انگلیاں ٹیک دفعہ پھر متحرک تھیں۔۔۔

"اسفندیار خان ایک بات زہن نشین کر لو اب اگر تم نے میرے بارے میں کچھ بھی غلط کہا تو مجھ سے کسی بھی شرافت کی امید مت رکھنا۔۔۔" اس کی برداشت جواب دے رہی تھی اور وہ اپنا کام ہی کیے جا رہا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے اب میں کوئی سچ نہیں بولوں گا" بس میل مکمل ہو گئی تھی اور وہ اسے جبرائیل کو سینڈ بھی کر چکا تھا۔ مسکراہٹ دباتے اس نے نور لہدی سے کہا تھا جس کا چہرہ اب سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم نا۔۔۔۔" وہ غصے میں کچھ بھی غلط نہیں بولنا چاہتی تھی۔۔۔

"آئی ایم سوری۔۔" لیپ ٹاپ صوفے کے اطراف میں بڑے چھوٹے ٹیبل پر رکھتے اس کی جانب رخ کرتے اس نے کہا تھا جس پر وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر اپنا رخ دوسری جانب کر چکی تھی۔

"مجھ سے بات مت کرو۔۔۔" چہرہ ہنوز دوسری جانب تھا۔۔۔

"میں نے جو بھی نور لہدی صاحبہ سے بتمیزی کی ہے اس کے لیے معافی کا خواستگار ہوں۔۔۔" اپنا بازو لمبا کرتے اس کا رخ اپنی جانب موڑا تھا۔۔۔ بڑی مشکل سے شکل مسکین بنائی تھی۔۔۔

"مجھے معاف کر دیں محترمہ۔۔۔" اب دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ پہلا ہاتھ اس کی گرفت میں آں ریڈی تھا۔۔۔ مزید مسکین شکل بناتے کہا تھا۔۔۔

"جاؤ کر دیا معاف۔۔۔ لیکن آئندہ مجھ سے بتمیزی مت کرنا۔۔۔ اب وہ مووی لگائی جو کل میں نے تمہارے لیپ ٹاپ میں ڈاؤنلوڈ کی تھی۔۔۔" کمال فیاضی سے وہ اسے معاف کرنے کے ساتھ ہی دوبار اس کے کندھے پر رکھ چکی تھی۔۔۔

"جی بہتر۔۔۔ اور کوئی حکم " مووی وہ چلا کر لیپ ٹاپ دوبار اٹانگوں پر رکھ چکا تھا۔

"ابھی یہ ہی مان لو تو بہت ہے۔۔۔" ناک سے مکھی اڑائی تھی۔۔۔

"ویسے تم نے مجھے ابھی تک نہیں بتایا کہ میں تمہیں کیسا لگا تھا۔۔۔" بھولی بسری بات یاد آئی تھی۔۔۔

"خاموش رہو۔۔۔ تنگ مت کرو۔۔۔ یہ پھر کبھی بتاؤں گی۔۔۔" اس ہدایت دیتی وہ مکمل مووی میں مگن ہو چکی تھی۔۔۔ اور وہ اپنا سامنہ لے کر رہ گیا تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

آپ کو یقین ہے کہ ماہی آئے گی؟؟؟ حمزہ نے ایک بار پھر یقین دہانی چاہی تھی

"آئے گی نہیں آئیں گی ہیں۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔" اس کے سامنے ٹیبل کی دوسری جانب موجود کرسی پر

براجمان جبرائیل نے اسے دروازے کی جانب جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

"مذاق مت کریں۔۔۔ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے " حمزہ نے سیدھے ہوتے اپنی کرسی سے ٹیک لگائی تھی

۔۔۔

"میری شکل پر کیا پاگل لکھا ہوا ہے یا مسخرہ۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔ وہ باہر موجود ہیں۔۔۔" جبرائیل نے اسے گھورتے کہا تھا۔۔

"آپ سیریس ہیں !!! وہ ابھی بھی یقین نہیں کر رہا تھا۔۔

"نہیں !!!" اسے کہنے کے بعد جبرائیل خود ہی اٹھا تھا اور دروازہ کھولا تھا اسے موجود پایا تھا۔۔ جس کے چہرے پر ذرا سا بھی پکڑے جانے کا ڈر نہیں تھا۔۔

"اندر آجائیں۔۔" دروازہ پورا کھول کر اسے اندر آنے کے لیے کہا تھا۔ ایک خونخوار نگاہ اس پر اور دوسری ٹیبل کی پچھلی جانب موجود اپنے بھائی پر ڈالتے وہ جبرائیل کی چھوڑی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

"کیا میں یہاں موجودگی کی وجہ جان سکتی ہوں۔۔۔" !! ایک نظر گھما کر دونوں پر ڈالتے اس نے ابرو اٹھاتے ہوئے سوالیہ انداز اپنایا تھا۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR LIFE

"میرا خیال ہے کہ آپ جان چکی ہیں " اپنا فون گھماتے جبرائیل نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے کہا تھا۔۔۔

"اگر میں کہوں کہ آپ کی معلومات غلط ہیں تو۔۔۔" !! اسی کے انداز میں سوالیہ نظروں سے اسے کہا تھا

۔۔۔

"تو میں یقین نہیں کروں گا کیونکہ پہلی بات آپ کی ڈکٹیٹر (کرن) ساتھ نہیں ہیں۔۔ دوسری بات کہ آپ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے گھر سے نکلی ہوئی ہیں۔۔۔ تیسری بات کہ آپ ایک گھنٹہ قبل ہی اسپتال پہنچ چکی ہیں

اور جو تھی بات یہ کہ آپ پچھلے پانچ منٹ سے اس کمرے کے دروازے پر کھڑی ہیں جبکہ ان پچھلے پچپن منٹ میں آپ میری یہاں موجودگی کی وجہ اچھی طرح جان کر ہی یہاں آئی ہیں۔۔۔ " جبرائیل کے پاس ساتی معلومات تھیں۔

"میں آپ کی معلومات سے ذرہ برابر بھی امپریس نہیں ہوئی ہوں۔۔۔ " ناک سے مکھی اڑاتے اس نے اپنا رخ حمزہ کی جانب کیا تھا تو ہونق بنا ان دونوں کی کاروائی دیکھ رہا تھا۔

"میں نے تو آپ کو امپریس کرنے کے لیے ہی کیا تھا۔۔۔ لیکن خیر کوئی بات نہیں۔ اگر آپ امپریس نہیں ہوئی ہیں۔۔۔ اگلی دفعہ سہی " اپنا موبائل ٹیبل سے اٹھاتے وہ کہنے کے ساتھ دروازے کی جانب بڑھا تھا

"میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں آجائیے گا " جبرائیل کی آواز نظر انداز کرتے اس نے حمزہ کو پکارا تھا

۔۔۔۔ جو صورتحال سمجھنے کی کوشش میں تھا

"اٹھو حمزہ اگر فری ہو تو میرے ساتھ زرارہ سٹورنٹ چلو۔۔۔۔۔"

"ماہی ہم ادھر ہی بات کر سکتے ہیں۔۔۔ میرے پاس ایک گھنٹہ ہے اس کے بعد ایک آپریشن کے لیے جانا ہے مجھے۔۔۔۔ " حمزہ نے جانے سے صاف انکار نہیں کیا تھا اس لیے درمیانی راہ نکالی تھی۔۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تو بتاؤ کب سے مجھے چیٹ کر رہے ہو۔۔۔۔ "!!! اپنا فون پٹخنے کے انداز میں ٹیبل پر رکھا تھا اور دونوں کہنیوں کو ٹیبل پر رکھتے آگے جھک کر اس نے چبا چبا کر لفظ ادا کیے تھے۔۔۔۔۔

"میں نے تمہیں چیٹ نہیں کیا ہے ماہی "!!! حمزہ کی آواز کسی کھائی سے آتی معلوم ہوئی تھی۔۔۔

"تو پھر میری سائیکاسٹر سٹ سے ملاقاتوں کا کیا مقصد تھا ہاں۔۔۔ تمہارے نزدیک میرے علم میں لائے بغیر اس سے ملنا دھوکا نہیں ہے کیا۔۔۔" اپنی آواز کو حتی الامکان آہستہ رکھنے کی کوشش کرتی وہ کہہ رہی تھی۔۔۔

"اگر تمہارے نزدیک یہ دھوکا ہے تو ٹھیک ہے ماہی مجھے دھوکے باز کہلانے میں بھی کوئی عار نہیں کیونکہ میں نے جو بھی کیا تمہاری بھلائی کے لیے ہی کیا ہے۔۔۔۔"

ہاں میں تمہاری ڈاکٹر سے ملا ہوں کیونکہ اس کے کہنے کے مطابق تمہارے ساتھ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ صرف انسکیورٹیز ہیں جو ختم ہونی چاہئیں ورنہ مزید وقت بڑھنے کے ساتھ یہ انسکیورٹیز تمہارا سب سے بڑا خوف بن سکتی ہیں۔۔۔ اس لیے ڈاکٹر کے مطابق تمہیں کچھ عرصہ کے لیے اکیلا چھوڑ دیا جائے اور دور سے تمہاری نقل و حمل پر نظر رکھی جائے بغیر کوئی جزباتی مدد کیے اور ڈاکٹر کو بتایا جائے تاکہ پتا چل سکے کہ تم کس حد تک امپروو کر رہی ہو۔۔۔۔ یہ تمہارے اس سیشن کے بعد کی ڈاکٹر سے ملاقات کا احوال ہے جس میں تم نے ان سے جھوٹ بولا تھا۔۔۔۔

اس لیے میں نے اور جبرائیل لالہ نے ڈاکٹر کی بات مان لی اور کچھ عرصہ تم سے دور ہو گئے تاکہ تم اپنے اس خوف پر قابو پا لو۔۔۔۔

یہ سب کچھ کرنے کے پیچھے ایک ہی وجہ ہے ماہی کہ میں نانا بابا اور ماما کو کھو چکا ہوں تمہیں نہیں کھونا چاہتا تھا۔۔۔ اس لیے اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں نے غلط کیا ہے تو مجھے فرق نہیں پڑتا ہے۔۔۔۔۔"

مجھے ایک آپریشن میں جانا ہے تو چلتا ہوں " اور ال گلے میں ڈالے وہ اپنا سفید کوٹ اٹھا کر وہاں سے چل دیا تھا۔۔۔ ماہ روش بھی خاموشی سے اس کے تعاقب میں نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔ اس کا رخ پارکنگ کی جانب تھا جدھر جبرائیل اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

"حمزہ کو بابا کا سر پرانہ دینے کا وقت آ گیا ہے۔۔۔ اسے کال کر کے آپ بلائیں۔۔۔ ہم بھی ادھر ہی جانے لگے ہیں۔۔۔۔" اس کا ہی فون تھام کر اس کے آگے رکھتے حکم جاری کیا تھا۔۔۔ کھانا اختتام پذیر ہو چکا تھا۔۔۔ حمزہ کے پاس سے آنے کے بعد وہ لوگ ریسٹورنٹ آئے تھے۔۔۔ لنچ کا وقت تھا۔ اب کھانا ترک کرتے ہی وہ جبرائیل سے کہہ رہی تھی۔۔۔ شاید نہیں یقیناً وہ کافی حد تک بدل گئی تھی۔ لیکن ایک چیز ابھی بھی وہی تھی۔ دو ٹوک بات کرنا۔ یہ اس کی عادت وہیں کی وہیں تھی۔۔۔ یہ ہی تو اسے سب سے الگ بناتی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"شیور۔۔۔ کوئی اور حکم۔۔۔۔" موبائل تھام کر اس کی ہدایت پر عمل کیا تھا۔۔۔ ٹھوڑی کے نیچے بند مٹھی رکھتے وہ اگلے حکم کا منتظر تھا۔۔۔

"ایسے مت ظاہر کریں جیسے آپ میرے بہت فرما رہے ہیں۔۔۔" نیکین سے منہ صاف کرتے وہ اٹھی تھی جس کی تقلید جبرائیل خان نے بھی کی تھی۔۔۔

'سو تو میں ہوں لیکن آپ ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں۔۔' "ساتھ ساتھ قدم سے قدم ملا کر وہ چل رہا تھا اور شرارت سے اسے دیکھ بھی رہا تھا۔۔"

"آپ کی فرمانبرداری کی زندہ جاوید مثال ابھی اسپتال سے دیکھ کر تو آرہی ہوں۔ میرے علم میں لائے بغیر جو میری ڈاکٹر سے ملتے رہے ہیں۔۔۔ اس لیے یہ جو آپ کی فرمانبرداری ہے نا مجھے اس پے اتنا سا بھی یقین نہیں ہے۔۔۔" اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان زر اسفاصلہ رکھ کر اسے دکھایا تھا جس پر جبرائیل کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ اسے دکھانے کے بعد وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ چکی تھی۔

"آپ جس بات پر ناراض نہیں ہیں اس پر غصہ کیوں کر رہی ہیں" وہ بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔۔۔ اسے دیکھتے انکیشن میں چابی گھمائی تھی۔۔ گاڑی سٹارٹ ہو چکی تھی۔۔

"آپ کو یہ غلط فہمی کیوں ہے کہ میں ناراض نہیں ہوں۔" گڑبڑاتے اس نے خود کو فل کانفیڈینٹ ظاہر کرتے اسے کنفیوز کرنا چاہا تھا۔۔۔ جس کی بات میں صداقت تھی۔۔

"کیا جبرائیل کے دل کو ماہ روش کے معاملے میں غلط فہمی ہو سکتی ہے۔۔۔" جواب کی بجائے انداز سوالیہ تھا۔۔۔ جس پر میکائیلی انداز میں سردائیں بائیں گھمایا تھا۔۔ ایک خوبصورت مسکراہٹ نے جبرائیل کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔ جو ناراضگی تھی جو اصل میں تھی ہی نہیں وہ دم توڑ چکی تھی۔ ان کا رشتہ وضاحتوں سے بھی آگے کا تھا۔ بنا کہے ایک دوسرے کے متعلق جاننے کا۔۔۔ عرف ایک فقرے پر مان جانے کا۔۔۔

گاڑی اپنی منزل پر رک چکی تھی۔۔ سامنے ہی ایک نئی تعمیر شدہ عمارت تھی۔ جس کے باہر بڑے بڑے جلی حروف میں دل کا اسپتال کندہ تھا۔۔ اس عمارت کو دیکھتے آنکھوں میں نمی سی گھلی تھی۔۔ گاڑی سے

نکلنے کے بعد جبرائیل نے اس کا ہاتھ تھام کر ہلکے سے دبایا تھا۔ یہ اسے نارمل کرنے کا طریقہ تھا۔ وہ جانتا تھا اس وقت اس کے دل کی حالت کیا ہو رہی ہوگی۔۔۔

"ہم چلتے ہیں۔ حمزہ پہنچنے والا ہے۔۔۔" ابھی تک پارکنگ میں ہی کھڑے تھے۔ جبرائیل نے اسے چلنے کا کہا تھا۔ وہ بھی ہاتھ کو سختی سے تھامے ساتھ ہولی تھی۔ باا کے بغیر کچھ بھی آسان نہیں تھا۔ اس اسپتال کو دیکھنے کا خواب بابا کے ساتھ دیکھا تھا اور تعبیر بھی ان کے ساتھ ہی منسلک کی تھی۔۔۔ لیکن ہر خواہش اور خواب تھوڑی پورے ہوا کرتے ہیں۔۔۔ ہر خواب اور خواہش کی قیمت چکانی پڑتی ہے۔۔۔

سرخ ربن کاٹا گیا تھا۔ اسپتال کا افتتاح چند لوگوں کی موجودگی میں کیا گیا تھا۔ جن میں کرن اور ولی محمد خان بھی شامل تھے۔ حمزہ کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں۔ اس نے ایک دفعہ بابا سے باایسے ہی زکر کیا تھا کہ کاش اس کا بھی اپنا ذاتی اسپتال ہو۔۔۔ اسے نہیں پتا تھا بابا اس کی خواہش پوری کر دیں گے۔۔۔ یہ سب سے بڑا تحفہ تھا بابا کی جانب سے۔۔۔

"یہ ہے ہمارے سرجن صاحب کا آفس۔۔۔ کیسا لگا " ان پانچ لوگوں کا قافلہ اب اسپتال کو اندر سے دیکھ رہا تھا۔ حمزہ کے آفس کے سامنے پہنچنے پر ماہ روش نے خود دروازہ کھولتے اسے اندر داخل ہونے کا کہا تھا اور اس سے رائے بھی لی تھی کہ اسے کیسا لگا ہے۔۔۔

سادگی اور نفاست سے آراستہ وہ آفس اسے اچھا لگا تھا۔۔۔

"کیسا لگا امریکہ بندر۔۔۔" کرن نے پورا فقرہ بلند کہتے امریکی بندر آہستہ کہا تھا جسے وہ سن چکا تھا۔۔۔

"بہت اچھا۔۔" پورے دل سے تعریف کی تھی۔

"اوو و شکریہ کیونکہ اس میں میری محنت شامل تھی۔۔۔ اور تمھاری بہن کی گھوریاں بھی۔۔ پورے ہفتے سے تمھاری بہن نے کان کھائے ہوئے تھے کہ حمزہ کو یہ نہیں پسند حمزہ کو وہ نہیں پسند۔۔۔۔۔ پورا کمرہ نفاست اور سادگی سے سجا ہونا چاہیے۔۔ اور پتا چلے کہ یہ ایک معصوم بندے کا آفس ہے۔۔۔ جو کہ سراسر جھوٹ ہے۔۔ معصوم۔۔ استغفر اللہ۔۔۔" کرن نے مصنوعی کالر کھڑا کرتے کہا تھا۔ انہیں نارمل کرنے کے لیے وہ کچھ ناکچھ ایسا بول رہی تھی کہ وہ دونوں اداس ناہوں۔۔۔ سالوں کا ساتھ تھا ان کا جانتی تھی کہ اس وقت وہ دونوں بہن بھائی ہی کیا فیل کر رہے ہوں گے اپنے والدین کے بغیر۔۔۔۔۔

ولی کو جبرائیل نے بلوایا تھا۔ وہ دونوں باہر تھے۔ شاید جبرائیل کو کچھ کام تھا۔

حمزہ اپنے اس نئے آفس کے درمیان کھڑا تھا اور کرن کچھ ناکچھ بول رہی تھی۔۔ جبکہ ماہ روش کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی۔

کرن کو کال آئی تھی جسے سننے کے لیے وہ باہر نکلی تھی کیونکہ اندر سنگل نہیں آرہے تھے۔۔۔۔۔

"ماہی!!! اس کی بھی آواز بھیگی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔"

"بابا نے کہا تھا ہم حمزہ کو سر پر اندر دیں گے۔ ہمارا پلان تھا کہ ہم ان کی واپسی پر ایک پارٹی ارنج کریں گے اور حمزہ ابراہیم کا سب سے بڑا خواب سیلیبریٹ کریں گے۔۔۔" رخ کھڑکی کی جانب ہی تھا لیکن آواز کا دھیمپاں اور گیلا پن صاف محسوس ہو رہا تھا۔۔

تھینک یو ماہی!! زکرتو باں ما سے کیا تھا شروع بھی بے شک انہوں نے کروایا تھا لیکن پورا تو ماہ روش نے کیا ہے نا۔۔۔ اس لیے شکریہ ماہ روش۔۔۔ ماہی۔۔۔ میرا سایہ بننے کے لیے۔۔۔ مجھے سپورٹ کرنے کے لیے

--- میرے خواب پورے کرنے کے لیے۔۔۔ اور میری زندگی کے ہر مقام پر میرے لیے سٹینڈ لینے کے لیے۔۔۔ کیا ہوا اگر بابا اور ماما نہیں ہیں۔۔۔ میرے پاس ماہ روش تو ہے نا۔۔۔ جو میرے لیے سب کچھ ہے۔۔۔ آئی ایم سوری جو میں نے تمہارے علم میں لائے بغیر تماری ڈاکٹر سے ملتا رہا ہوں۔۔۔"

چلتا ہوا وہ بھی کھڑکی کے پاس آکر رکا تھا اور اس کا رخ اپنے جانب موڑتے بہتے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔ اس کا سر سینے سے لگاتے ماتھا چوما تھا۔۔۔

"تھینک یو حمزہ ابراہیم!!" بھیگی آواز میں وہ بھی اسے کہہ رہی تھی۔۔۔

"ناراض نہیں ہونا!!" وہ تصدیق بھی چاہتا تھا۔ تاکہ دل کی تسلی ہو۔۔۔

"میں تم سے پہلے بھی ناراض نہیں تھی" اس سے الگ ہوتے اپنی آنکھیں صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

"شکر ہے ورنہ تم نے مجھے ہارٹ اٹیک دینے میں کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔۔" وہ بھی اپنی آنکھیں صاف کر رہا تھا جب کرن دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

"یہ کون سی آبشار بہہ رہی ہے۔۔۔ ابھی چند منٹ قبل تو میں تم دونوں کو ٹھیک چھوڑ کے گئی تھی لیکن اب یہ سیلاب یاندی کے بہنے کے مناظر۔۔۔۔۔ بھئی سیلاب لاؤ یاندیاں بہاؤ ہم بغیر ٹریٹ کے نہیں ٹلنے والے ہیں۔۔۔ ایمو شنل ہو رہے ہیں کہ پارٹی نا دینی پڑے" کرن نے ان دونوں کو اچھا خاصا رنج کرنا چاہا تھا اور حمزہ ہو بھی گیا تھا۔۔۔

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹریٹ میں دے رہی ہوں۔۔۔" اس کے سر پہ چت لگاتی ماہ روش کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔

"تھینک یو کرن!!" حمزہ نے اس کا بھی شکریہ ادا کیا تھا جواب کر سی پر بیٹھ چکی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے امریکی بندر۔۔۔" اب ماہ روش اسے نہیں کہتی تھی تو کیا ہوا کرن تو کہہ سکتی ہے نا

تم کب تک واپس آؤ گی "!!! ڈنرا نہوں نے ساتھ ہی کیا تھا۔ ریسٹورنٹ کے کھلے ایریا میں وہ لوگ اب واپسی کے لیے تیار تھے۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تو بال اڑانے کا سبب بن رہی تھی۔۔۔ وہ دونوں ساتھ کھڑی تھیں جبکہ مرد حضرات بھی آپس میں گفت و شنید کر رہے تھے۔ اس ڈنر میں خرم شہزاد بھی شامل تھا۔

"اب ولی بھائی کے نکاح کے بعد ہی اور ہو سکتا ہے حمزہ کا بھی ساتھ ہی ہو جائے۔" اپنی طرف آتے حمزہ کو دیکھتے اس نے زرا بلند آواز سے کہا تھا۔

"آپ لوگوں کی باتیں ختم نہیں ہو رہی ہیں اور میرا زکریا کیوں ہو رہا ہے۔۔۔" پاس آتے ہی اس نے بھی زبان کو زحمت دی تھی۔

"تم اتنے اہم نہیں ہو کے ہر دفعہ تمہارا زکریا لازمی کریں۔۔۔ اور ہماری باتوں سے تمہیں کیا مسئلہ ہے۔۔۔" کرن نے دودھ و جواب دیا تھا۔

"یہ دیکھو مجھے معاف رکھو!! اور یہ غصہ جا کر خرم شہزاد کو دکھاؤ جو بیچارہ تم سے ڈر کے ادھر ہی کھڑا ہے۔۔۔" ہاتھ جوڑے تھے۔

"تم اپنی زبان بند رکھو۔۔۔ اور ماہی کو شش کرنا جلدی آنے کی کیونکہ ایک اور انویسٹر ہے جو تم سے ملنا چاہتا ہے۔۔۔ ہم مل چکیں ہیں لیکن اس کا اصرار ہے کہ وہ تم سے بھی ملنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔" اپنا پراجیکٹ بھی وہ آفیشلی سٹارٹ کر چکے تھے۔ چار ماہ ہو چکے تھے۔ اب کرن کسی نئے انویسٹر کا بتا رہی تھی جو یقیناً فائدہ مند ہونا تھا ان کے لیے۔۔۔۔۔

"ڈونٹ وری کرن ہم ہو سکتا ہے جلد ہی آجائیں ورنہ ہم آن لائن ہی میٹنگ آرینج کر لیں گے۔۔۔" ماہ روش نے اسے تسلی دی تھی اور پھر وہ لوگ گاڑیوں کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔

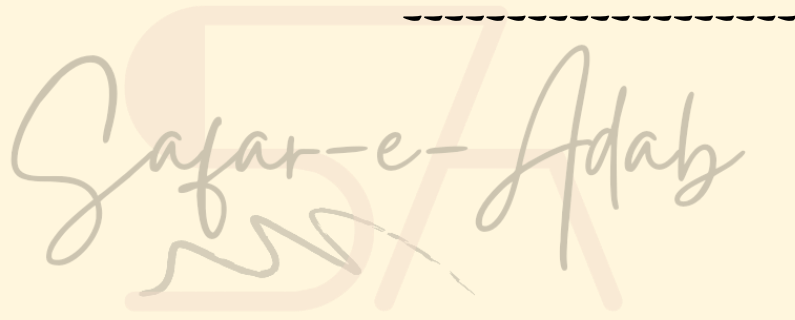
قبرستان کی تاریک خاموشی میں ایک قبر کے نزدیک کوئی سر جھکائے بیٹھا تھا۔ قبرستان کے دروازے پر ایک گاڑی کھڑی تھی۔ جس کی ہیڈ لائٹس جل رہی تھیں۔ دو قبروں کے درمیان بیٹھا وہ وجود قبر کی مٹی تھا مے کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ دور سے سنائی نہیں دے رہا تھا۔ اگر نزدیک جا کر سنیں تو آواز پہچانی جا رہی تھی۔

"آپ نے بہت جلدی کی ہے بابا۔ میرا خواب پورا کرنے کی جلدی میں آپ نے یہ نہیں سوچا کہ اس خواب کی تعبیر تو میں آپ دونوں کے ساتھ بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ اس خوشی پر صرف ماہی ساتھ تھی آپ نہیں تھے۔ نانا بھی نہیں تھے۔۔۔ لیکن وقت کے ساتھ ہم مزید سمجھ جائیں گے۔۔۔ سمجھدار ہس جائیں گے لیکن آپ کی کمی ہمیشہ رہے گی۔۔۔۔۔"

ایک اور زندگی کے موڑ کی طرف جانے لگا ہوں۔ ماہی میرا رشتہ باقاعدہ مانگنے جا رہی ہے لیکن آپ نہیں ہیں۔۔۔ لیکن آپ کی کمی ہمیشہ ساتھ رہے گی۔۔۔

بابا ہم آپ کو اور ماما کو بہت مس کرتے ہیں۔

کتنی ہی دیر وہ قبرستان میں اکیلا بیٹھا گفتگو کرتا رہا تھا۔ پھر جب اندھیرا مزید بڑھنے لگا اور شہر کی بتیاں گل ہونے لگی تھیں تو وہ تھکے قدموں اور بھیگے چہرے کے ساتھ سست روی سے چلتا اپنی باہر کھڑی گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔



BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم نے دوائی لی !!! سب ینگ جنریشن ڈرائنگ روم میں موجود تھی۔ جبرائیل سمیت حمزہ اور ماہرہ روش حویلی پہنچ چکے تھے۔ نور لہدی بھی ادھر ہی موجود تھی۔ اسفندیار خان باہر سے لوٹا تھا اسے سب کے درمیان بیٹھے دیکھ کر اس نے با آواز بلند اس سے پوچھا تھا۔ نور لہدی جو اس کے آنے سے ہی پہلو بدل کر رہ گئی تھی بلند آواز میں پوچھنے پر گڑبڑائی تھی۔۔۔ صرف ینگ جنریشن ہی موجود تھی۔ بڑی خواتین اپنے اپنے کمرے میں سونے جا چکیں تھیں۔۔۔

"آں لے لیتی ہوں۔۔۔" ایسے بولنے پر فرشتے کے ساتھ ماہرہ روش بھی مسکرائی تھی۔۔۔

"اٹھو!! میرے ساتھ کمرے میں چلو اور دوائی لو۔۔۔" اسفندیار خان فوراً ہی اٹھا تھا۔
 "اسفند میں لے لوں گی۔۔۔ سب دیکھ رہے ہیں۔" اسفندیار کی اوٹ میں دیکھتے اس نے منمناتے ہوئے
 کہا تھا۔

"نور بھابھی ہم آپ لوگوں کو نادیکھ رہے ہیں اور ناسن رہے ہیں۔۔۔" ماہ روش نے مسکراتے کہا تھا۔۔۔
 "اب تم اٹھ رہی ہو یا نہیں!!" اسفندیار ٹلنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔

"اٹھ رہی ہوں اور مجھے تمہارے ساتھ نہیں جانا ہے۔ فرشتے میرے ساتھ آنا" وہ اٹھ کر ساتھ فرشتے کو
 بھی لے گئی تھی۔۔۔ پیچھے اسفندیار خان نے بھی اس کے پیچھے ہی جانے میں عافیت جانی تھی کیونکہ اسے
 یقین تھا کہ نور لہدی دوائی کے معاملے میں ڈنڈی لازمی مارے گی۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد چچی ڈرائیو روم میں آئی تھیں اور ان سب کو کمرے میں جانے کا کہا تھا۔ رات کافی
 ہو گئی تھی۔ اس لیے ان کی مانتے سب اپنے اپنے کمروں میں کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پریسہ ایک کپ کافی میرے لیے بھی۔۔۔" ناشتہ سب لوگ کر چکے تھے۔ آج رات ولی اور حیات کے
 نکاح کا فنکشن تھا۔ حیات اور اس کے ابا کو پک کرنے ولی جا چکا تھا۔ جبرائیل اور اسفندیار خان بابا لوگوں
 کے ساتھ نکاح کے انتظامات دیکھ رہے تھے۔ کافی کی طلب اسے کچن میں لے آئی تھی جدھر پریسہ پہلے ہی
 اپنے لیے بنارہی تھی۔

"بلیک کافی یا کریم!! اپنے لیے کریم کافی بناتے اس نے پیچھے کی طرف مڑتے اس سے پوچھا تھا جو کرسی سنبھال چکی تھی۔

"کریم"

"اوکے"

"ویسے پریسہ ایک بات تو بتاؤ۔۔۔" ٹیبل بجاتے اس نے رخ پریسہ کی جانب کیا تھا۔

"کیا۔۔۔۔" کافی بن چکی تھی۔ دونوں مگ ٹیبل پر رکھے تھے اور خود کی بھی جگہ بنائی تھی۔۔۔

"تمہیں میرا بھائی کیسا لگتا ہے۔۔۔" اپنی آنکھیں چھوٹی کیے ان کا فوکس پریسہ کا چہرہ رکھا تھا۔۔۔

"معصوم تو بالکل بھی نہیں لگتا ہے۔۔۔" بڑوں میں ان کے رشتے کی بات ہو چکی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ ولی کے نکاح کے ساتھ ہی ان کی بھی رسم کی جائے۔۔۔

"ہاں معصوم صرف وہ مجھے لگتا ہے ورنہ ہے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔ ویسے تمہیں کیوں معصوم نہیں لگتا ہے؟" اپنی آنکھیں چھوٹی کیے وہی انداز برقرار رکھا تھا۔۔۔

"اچھا ہے!!! لیکن میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب میں شادی کے بعد بہتر طور پر دے سکتی ہوں۔۔۔" مطلب وہ راضی تھی اس رشتے کے لیے۔۔۔

"مجھے میرا جواب مل چکا ہے۔۔۔" کافی وہ پی چکی تھی۔ اپنا جواب حاصل کرنے کے بعد چند ادھر ادھر کی باتوں کے بعد بی جان کے کمرے کی جانب بڑھی تھیں تاکہ آج کے فنکشن کے بارے میں ڈسکس کیا جاسکے۔۔۔

"تم مجھ سے بات مت کرو!! اسفندیار اس کی رائے لینا چاہتا تھا لیکن رات والی بات پر ابھی تک وہ منہ پھلائے بیٹھی تھی۔۔۔ ولی کے نکاح کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ چھوٹی سی گھریلو سطح پر تقریب اپنے ہاٹل میں ہی تھی۔ سب تقریباً پہنچ چکے تھے بس دونوں بہوئیں اور بڑے بیٹے پیچھے تھے۔ نور لہدی تو تیار تھی لیکن اسفندیار بڑی تھا اس لیے اسے زرا دیر ہو گئی تھی۔

"یار بات نہیں کر رہا ہوں بس یہ بتاؤ کون سا پہنوں۔۔۔ یہ کالا یا سفید!! دو کرتے اس کے سامنے کیے تھے

--"

"مجھ سے مت پوچھو جو دل کرتا ہے وہ پہنوں۔۔۔ جیسے میری بات مانتے ہو۔۔۔" خفگی اس دفعہ شاید زیادہ عرصہ کے لیے تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"او کے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ میں خود ہی ڈیسا نیڈ کر چکا ہوں" اس کے کالے رنگ کے کپڑوں کو تنقیدی نگاہ سے دیکھتے اس نے بھی کالا کرتا ہی منتخب کیا تھا۔۔۔

"ادھر نکاح تیار ہے اور ان صاحب کی تیاریاں ہی ختم نہیں ہو رہی ہیں" وہ اٹھ کر کھڑکی میں آگئی تھی جہاں پر اس کی نظر نیچے گئی تھی۔ سفید رنگ میں ملبوس ماہ روش اور جبرائیل گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔۔۔ دونوں ہی بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔

"آپ لوگوں کی تیاری دیکھ کر مجھے تو نکاح کے دلہاد لہن آپ دونوں لگ رہے ہیں۔ نکاح کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیئے ہیں جس میں سب سے بڑا ہاتھ آپ کی انڈر سٹینڈنگ کالگ رہا ہے۔ ہم تو کہیں پیچھے رہ گئے ہیں " نکاح کے بعد فوٹو شوٹ کے دوران ولی کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔ اس نے سفید رنگ کی میکسی میں ملبوس ماہ روش اور سفید ہی کرتا شلوار میں جبرائیل کو کہا تھا۔۔ جس پر ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔ نظروں کے تصادم کے بعد ایک دھیمی سی مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔

"اس میں کوئی شک !!! درمیان میں نکاح کے دلدادہ لہن اور اطراف میں وہ دونوں کھڑے تھے۔ جبرائیل نے ولی محمد کے کندھے سے نادیدہ گرد جھاڑتے پوچھا۔ موڈ آج خوشگوار لگ رہا تھا

"یار لالہ شک تو ان مہمانوں کو ہو رہا ہے۔۔ " مسکین سی شکل بنائے سامنے مہمانوں کو دیکھتے کہا تھا جو کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔ اپنی اپنی پلیٹیں تھامتے چلتے پھرتے کھانا کھایا جا رہا تھا اور اڑتی اڑتی نظر سٹیج پر بھی ڈال دی جاتی تھی۔۔ موسم بھی خوشگوار تھا۔۔ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔۔ ہلکی ہلکی ہوا بھی گنگنا رہی تھی جو مہمان نوازی کا حق ادا کر رہی تھی۔۔ پہاڑی علاقوں کی ہوائیں یوں بھی خوشگوار ہوتی ہیں۔ اپنے لوگوں کی طرح مہمان نواز۔۔

"لیں جی رہی سہی کسر تو اسفی لالہ اور نور بھابھی نے بھی نکال دی ہے۔۔۔ " اپنی طرف آتے ان دونوں کی میچنگ پر بھی چوٹ کی تھی۔ جو ایک ہی رنگ کے کالے سوٹ میں بہت بھلے لگ رہے تھے۔۔ اس کا اپنا دلہاد کھنے کا دکھ ہی نہیں جا رہا تھا۔۔ اپنے سواہر کوئی پیارا لگ رہا تھا اسے۔۔۔

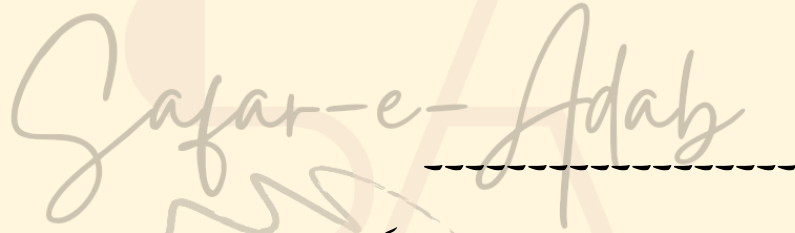
"یار لالہ آپ لوگوں کو ناہمارے نکاح پر ہم سے چند میٹر کی دوری پر رہنا چاہیے تھا۔۔۔" فوٹو بنواتے وہ صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا تھا اور منہ بسورتے ان دونوں کو دیکھتے اپنا دکھڑا سنا یا تھا۔۔۔ ماہ روش نے نور لہدی کو تھام کر حیات کے ساتھ بیٹھنے میں مدد دی تھی۔ چل کر آنے سے اس کی سانس پھول چکی تھی۔۔۔ فوٹو گرافر زرا دور چلا گیا تھا۔ صرف اپنے ہی لوگ اب جگمگا لگائے بیٹھے تھے۔۔۔ ولی کی دہائیاں عروج پر تھیں۔۔۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا میں سمجھا نہیں !!! سوال اسفی لالہ کی جانب سے آیا تھا جبکہ جبرائیل بات کا پس منظر بخوبی جانتا تھا۔۔۔ دو چھوٹے صوفے بھی بڑے صوفے کے اطراف میں موجود تھے۔ جس پر جبرائیل اور اسفندیار نے جگہ سنبھال لی تھی۔

"مطلب کو چھوڑیں اسفی لالہ !! آپ دونوں کپلز کی موجودگی میں ہم تو پس منظر میں چلے گئے ہیں۔ آپ کی تیاریاں تو الامان ہیں۔۔۔" آف وائٹ کرتے کے ساتھ ہم رنگ ویسٹ کوٹ کے ساتھ وہ بھی جاذب نظر لگ رہا تھا اور حیات بھی اس کے ساتھ بہت پیاری گڑیاسی لگ رہی تھی۔۔۔

"ولی فضول کی ہانکنا بند کرو۔ تمھاری یہ چرب زبانی حیات کو پریشان کر رہی ہے" اسفی لالہ تنگ آ گئے تھے۔۔۔ ان کے کہنے کا اثر ہوا تھا وہ خاموش ہو کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد داجان، تایا تائی جان اور چھوٹے چچا سمیت چاچی لوگ بھی ادھر آئے تھے ان کو سلامی کے ساتھ ساتھ دعاؤں سے بھی نوازا تھا۔۔۔ نور لہدی کے ساتھ کھڑے اس کے ابا بہت خوش ہو رہے تھے۔۔۔ ان کی دونوں بیٹیاں اپنے گھر کی ہو گئی تھیں۔۔۔

حمزہ اور پریسہ کی صرف منگنی کی رسم کی گئی تھی۔ حمزہ کا کہنا تھا کہ وہ نانا کی موجودگی میں اپنی شادی چاہتا ہے۔ نانا کی صحت میں بہتری آرہی ہے امید ہے کہ وہ جلد ہی مکمل صحت یاب ہو کر ہنارے درمیان ہوں گے۔۔۔ داجان نے اس کے فیصلے کی عزت کی تھی۔ ان کے مطابق وہ بھی ولی کی رخصتی کے ساتھ ہی فرشتے اور پریسہ کے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے جو کہ چھ ماہ بعد طے پائی تھی۔۔۔ ولی اپنے ایک پراجیکٹ کے سلسلے میں اپنے علاقے سے دور جا رہا تھا اس لیے وہ جانے سے قبل اپنا رشتہ مضبوط کرنا چاہتا تھا۔۔۔ یوں سب مان چکے تھے۔۔۔



"اسفندیار اٹھو!! مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔" رات کے کسی پہر اس کا درد شدت اختیار کر گیا تھا۔۔۔ کروٹ بدلتے اس نے درد سے بے حال ہوتے اسے اٹھایا تھا۔ اسے اٹھا کر بٹھانے کے بعد فوراً کمرے سے باہر بھاگتا تھا کہ مورے کو اطلاع دے سکے۔ انہیں اٹھانے کے بعد وہ جلد ہی گاڑی نکالتے اسے لیے اسپتال پہنچا تھا۔ ابھی اس کا ساتواں ماہ تھا۔ اسے ٹینشن ہو رہی تھی۔ اسپتال کی راہداری میں وہ ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا۔۔۔ مورے بھی ساتھ ہی تھیں جبکہ گھر میں ابھی تک سب لا علم تھے۔۔۔

"ان کی حالت دیکھتے ہمیں فوراً آپریشن کرنا پڑنا ہے آپ ان پر سائن کر دیں۔۔۔" ایک نرس کے ساتھ ڈاکٹر باہر آئی تھیں آپریشن تھیٹر سے اور چند پیپر ز ان کی جانب بڑھائے تھے۔ اللہ کا نام لیتے اس نے سائن

کر دیئے تھے۔ اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا۔ انتظار کے سوا چارہ نہیں تھا۔ بلاخر تین گھنٹے کے صبر آزما وقت کے بعد ڈاکٹر نے خوشی کی نوید سنائی تھی۔۔۔

"مبارک ہو بیٹا ہوا ہے۔۔۔" ابھی بچے کے دن پورے نہیں ہیں اس لیے ہم انہیں انکیوبیٹر میں لگا رہے ہیں۔

"اور میری وائف کیسی ہیں؟؟" بے تابی سے اس نے پوچھا تھا۔ جس حالت میں وہ اسے یہاں لایا تھا۔ دل ڈر رہا تھا۔ خوف فطری تھا۔ بیٹے کی اسے خوشی ہوئی تھی لیکن بیوی کی بھی خیریت لازمی تھی۔

"وہ بھی بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ بس ان کی کنڈیشن کی وجہ سے ہمیں آپریشن کرنا پڑا تھا۔" ڈاکٹر کے الفاظ پر ایک شکر کی گہری سانس لی تھی۔ مورے بھی بہت خوش ہو رہی تھی۔ حویلی سے بی جان کے ساتھ ماہ روش بھی یہاں آچکی تھی۔ جبکہ باقی لوگ گھر میں شدت سے کسی بھی خبر کے منتظر تھے۔ مبارکباد کا سلسلہ جاری تھا۔ جبرائیل نے آگے بڑھ کے اسے گلے سے لگاتے مبارکباد دی تھی۔ خوشی سے اس کا چہرہ دمک رہا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسی وقت اس کا فون بجا تھا۔

ایک سائیڈ پر ہوتے کال اٹینڈ کی تھی۔ دوسری جانب سے کوئی خوشی کی خبر سنائی گئی تھی۔ خبر کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں نے ماہ روش تک کا فاصلہ طے کیا تھا جو بی جان کو بیچ پر بیٹھنے میں مدد دے رہی تھی۔ راہداری میں روشنی پھلی رہی تھی۔ صبح کے پانچ کا وقت ہو گیا تھا۔ اس نے پکارا تھا۔ لیکن دھیمی آواز ہونے سے وہ سن نہیں پائی تھی۔۔۔ ایک دفعہ پھر پکارا تھا جس سے تمام لوگ متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

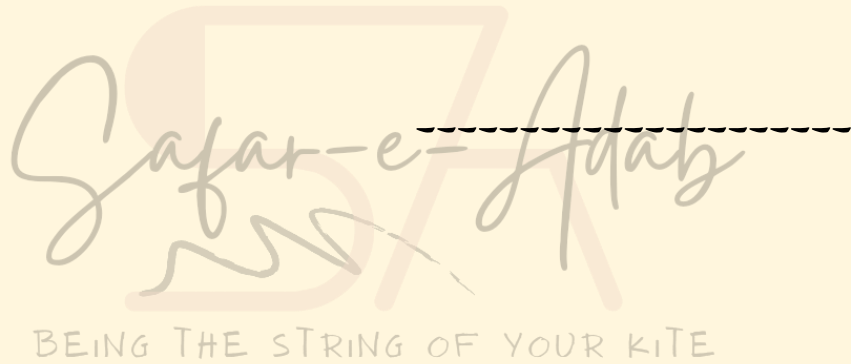
"ماہ روش!! آواز اتنی اونچی اور صاف تھی کہ وہ بخوبی سن پائی تھی۔۔۔"

سوالیہ نظروں سے اڑے دیکھا تھا۔۔۔ سب ہی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"نانا کو ہوش آگیا ہے " اسپتال کی راہداری کی خاموشی میں آواز کے سگنلز نے اس کے کانوں تک کا سفر طے کیا تھا۔ دماغ کی پراسیسنگ ہونے میں پندرہ سیکنڈ کا وقفہ آیا تھا۔ جیسے ہی دماغ کی پراسیسنگ ہوئی تھی وہ خوشی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

کیا نانا؟؟؟ جوش میں الفاظ دہرائے تھے۔ اس کے پاس چلتی ہوئی آئی تھی۔ مقابل نے سر ہلا کر تصدیق کی تھی۔۔۔

خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی پوری راہداری میں۔۔۔



جاری ہے

کہانی کا نام

" شرط "

تحریر

" از ذونیرہ سیف "

آخری قسط :

"یار نانا آپ نے بہت انتظار کروایا ہے۔ اگر میں آپ کے بغیر شادی کروالیتا تو دیکھتے رہتے۔ یہ سمجھیں میں نے شادی نہ کروا کے آپ کی سات نسلوں پر احسان کیا ہے۔ شکر ادا کریں میرا۔ ورنہ آپ کا خواب ہی رہ جاتا اکلوتے نواسے کی شادی کا۔ دیکھ لیں بہت بڑی قربانی دی ہے میں نے آپ کے لیے۔۔" نانا کو ہوش میں آئے ایک مہینہ ہو گیا تھا۔ شروع شروع میں کمزوری کی وجہ سے وہ بیٹھ بھی نہیں سکتے تھے۔ اب ایک مہینے بعد وہ خود سے بیٹھ بھی سکتے تھے اور سہارے سے چل بھی لیتے تھے۔ آج حمزہ انہیں شام کے وقت واک کروا رہا تھا۔ ماہ روش اور جبرائیل لان بیٹھے تھے البتہ آج نانا کی واک کی ذمہ داری اس نے از خود اٹھائی تھی ورنہ یہ کام جبرائیل اور ماہ روش سرانجام دیتے تھے۔ صبح کے وقت ماہ روش بخوشی یہ کام سرانجام دیتی البتہ شام کے وقت جبرائیل جبکہ حمزہ ابراہیم اس وقت اپنے اسپتال میں ہوتا ہے۔ آج وہ زرا جلدی آ گیا تھا۔ اس لیے نانا کو سہارا دیئے لان میں چلتے پھرتے وہ اپنا احسان جتا رہا تھا۔

"بہت شکریہ آپ کا۔۔" اس کی اتنی لمبی تقریر کے جواب میں نانا نے بس اتنا ہی کہا تھا۔

"بس اتنا سا شکریہ۔۔۔ یار نانا آپ کو چاہیے تھا ایک لمبا چوڑا شکریہ ادا کرتے تاکہ میرا دل خوش ہو جاتا۔۔۔ آپ کے شکریہ سے میرا تو دماغ بھی خوش نہیں ہوا دل تو دور کی بات ہے" اس کا چہرہ نانا کے شکریہ پے اداس ہوا تھا۔ یہ اداسی سراسر مصنوعی تھی۔ اکتوبر کے اوائل دن تھے۔ گرمی کا زور برقرار تھا۔ آج اچھی بھلی بارش ہوئی تھی جس سے گرمی کا زور کسی حد تک ٹوٹا تھا۔ لان کی گھاس ابھی تک نم تھی۔ پھولوں پر بارش کے قطرے ابھی تک شبِ نیم کی مانند برقرار تھے۔ سریلی سی ہوا بھی چل رہی تھی۔ موسم کی مناسبت سے ماہ روش نے پکوڑے بنوائے تھے۔ جس سے وہ دونوں بیٹھے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ لطف تو وہ حمزہ کی باتوں کا بھی لے رہے تھے جو وہ نانا سے کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے برخوردار اب میں تحریری شکریہ لکھواتا ہوں اور اسے بزرگ ڈاک تم تک پہنچاتا ہوں تاکہ تمہاری تسلی ہو۔۔ ساتھ میں کہتے ہو تو کوئی گفٹ اور کارڈ وغیرہ بھی بھجوادوں گا تاکہ تمہارے دل گردے دماغ خوش تو ہوں۔۔۔" اس کی اتری صورت دیکھتے نانا نے اسے حل پیش کیا تھا۔۔۔

"آئیڈیا آپ کا برا نہیں ہے۔ پھر بتائیں کب اس پر عمل کر رہے ہیں۔" مشرق سے مغرب دس چکر مکمل ہو گئے تھے۔ اب وہ بھی کرسیوں کی جانب آگئے تھے۔ جبرائیل نے اگے بڑھ کر انہیں بیٹھنے میں مدد دی تھی۔ چار کرسیاں آمنے سامنے تھیں۔ نانا کے دائیں جانب حمزہ اور بائیں جانب ماہ روش تھی جبکہ جبرائیل سامنے والی کرسی پر براجمان تھا۔۔

"کہتے ہو تو ابھی ہی پوسٹ آفس کا چکر لگا آتا ہوں اگر بند ناہوا ہو تو۔۔" اگر حمزہ مزاق مزاق میں سیریس تھا تو نانا بھی ڈیم سیریس تھے۔ ان دونوں کے انداز پر ماہ روش مسکرائی تھی۔ لیکن اس مسکراہٹ نے آنکھوں کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ جو نانا کی نظروں سے مخفی نہیں رہا تھا۔

"نہیں اب اتنی جلدی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کو ایک ڈیڑھ دن تو دے ہی سکتا ہوں۔۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

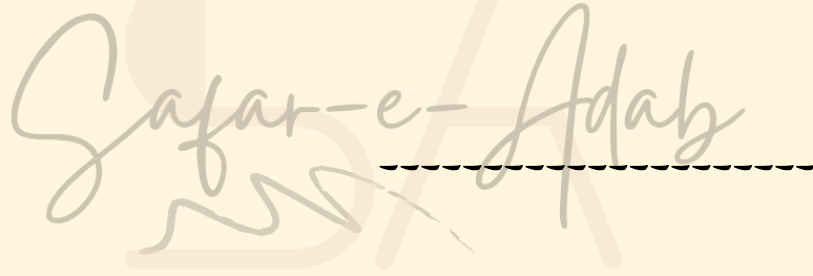
پکوڑوں سے انصاف جاری تھا۔ اسلام آباد کا موسم بہت دلفریب ہو گیا تھا۔

"جبرائیل!! اسفی لالہ کا بیٹا گھر آگیا ہے؟؟"

آج بے بی نے اسپتال سے گھر آنا تھا۔ تائی جان اسے کال پر بتا چکیں تھی۔ صبح کے وقت اس کی بات ہوئی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے اس نے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن سگنل کی وجہ سے بات نہیں ہو پائی تھی۔ اس لیے وہ جبرائیل سے ڈائریکٹ پوچھ رہی تھی کہ شاید اس کا اسفندیار خان سے رابطہ ہوا ہو۔۔۔

"ہم!! دوپہر میں ہی آگیا تھا۔ سب بہت خوش ہو رہے تھے۔ اسی خوشی میں زرینے گل بھی پہنچ گئی ہیں۔" پکوڑے کھانے میں حمزہ کا ساتھ وہ مکمل دے رہا تھا۔ کھانے کے درمیان رک کر اپنی بات مکمل کی تھی۔

"یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔ کیا تقی بھائی بھی آئے ہیں؟؟" وہ اور نانا پکوڑے کھانا ترک کر چکے تھے۔ ماہ روش کی نظریں جبرائیل پر تھیں جبکہ نانا کی نظریں اس پر۔ ایک کے بعد ایک بات وہ بات سے نکال رہی تھی۔ خود کو کھوجنے کا وہ نانا کو موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ لیکن نانا پورے ایک مہینے سے اسے آبرو کر رہے تھے۔ اس میں بہت سی تبدیلیاں آئی تھیں۔ یہ ان کی پرانی ماہی تو نہیں تھی۔ یہ تو کوئی اور ہی ماہ روش لگ رہی تھی۔ وہ بچنا چاہتی تھی۔ خود کو موضوع گفتگو نہیں بنانا چاہتی تھی۔ نانا کی صحت ابھی بھی ایسی نہیں تھی کہ وہ سٹریس لیتے۔ انہوں نے پورے ایک مہینے سے نانا کو فری ٹینشن ماحول دیا ہوا تھا۔



BEING THE STRING OF YOUR KITE

چونکہ حویلی کی نئی جزیں کا پہلا بچہ تھا اس لیے پوری حویلی میں جشن کا سماں تھا۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں بکھری دکھائی دے رہی تھیں۔ ہر کوئی نئے ولی عہد کو ہاتھوں ہاتھ لے رہا تھا۔ بڑے افراد تو خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے۔ پورے خاندان کے ساتھ ملازمین میں بھی مٹھائیاں تقسیم کی گئی تھیں۔ ان کے گھروں میں پورے ایک ایک مہینے کا راشن بھی ڈالا گیا تھا۔ خوب صدقہ خیرات کیا گیا تھا۔

-

بڑے سے ڈرامینگ روم میں سب نئے ولی عہد کے گرد میدان سجائے بیٹھے تھے۔

"ویسے میں ابھی تک اس کشمکش میں ہوں مصحف کی شکل کس پے گئی ہے۔۔" یہ خیال ولی محمد خان کا تھا۔ وہ بھی ارتضیٰ خان کے گھر آنے کی خوشی میں بھاگا بھاگا چلا آیا تھا۔ مصحف خان نام داجان کا تجویز کردہ تھا جس پر دونوں والدین نے مہر لگادی تھی۔

"ظاہر ہے اپنے باپ پے گیا ہے" ولی کے کہنے پر سب اب مصحف خان کو بغور دیکھ رہے تھے۔ اور ڈرائنگ روم کے دروازے سے اندر داخل ہوتے اسفندیار نے اس کے سوال کا جواب فوراً دیا تھا۔

"اسفی لالہ یہ خوش فہمی کیونکر ہے آپ کو۔۔" ولی کے ساتھ وہ تپائی پر بیٹھا تھا۔ سب اب ان کی مکالمہ بازی ملاحظہ فرما رہے تھے۔ نور لہدی بھی غور سے اسے دیکھ رہی تھی جو اپنی دادی کی گود میں تھا۔ اپنے اوپر جھکے سر کو دیکھ رہا تھا کبھی سردائیں سے بائیں گھمایتا۔ پر شوق نظروں کو کبھی ایک ہی چیز پر جمالیتا۔ فالوقت اس کی نگاہوں کا منظر بی جان تھیں۔

"بھئی ظاہری بات ہے بیٹا میرا ہے تو جائے گا بھی تو مجھ پر ہی نا۔۔۔" اپنا ہاتھ پیچھے کی طرف سے گھما کر ولی کے کندھے پر رکھا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE
"آپ کو یہ غلط اطلاع کس نے دی ہے کہ بیٹا آپ کا ہے تو شکل بھی آپ جیسی ہوگی۔۔" اس نے اسفی کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹا دیا تھا۔۔

"اچھا تو تم ہی بتا دو کس پر گیا ہے۔ اس کی آنکھوں اور بالوں کا رنگ دیکھو مجھے تو یہ ہو بہو اپنے جیسا لگتا ہے۔۔" اپنی نظروں کا فوکس مصحف کو رکھا تھا جواب رونے کی تیاریوں میں تھا۔ اس نے ٹھیک سوچا تھا۔ وہ اب گلا پھاڑ کر رو رہا تھا۔

"یہ جبرائیل لالہ پے گیا ہے۔ اس کی آنکھوں اور بالوں کا رنگ آپ کے جیسا ہے لیکن ہونٹوں کا کٹاؤ اور ناک بالکل لالہ جیسی ہے۔"

بچے کے رونے پر بی بی جان نے اسے نور لہدی کے حوالے فیڈنگ کے لیے کیا تھا۔ جسے اٹھا کر وہ ڈرائنگ روم سے باہر نکل کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی جو کے نچلی منزل پر ان کی عارضی رہائش گاہ تھی۔ سیزیرین کی وجہ سے اسے سیڑھیاں اترنے چڑھنے میں تکلیف کا سامنا ہوتا تھا۔ اس لیے بی بی جان کی ہدایت تھی کہ وہ نیچے ہی شفٹ ہو جائیں جب تک مصحف چند ماہ کا نہیں ہو جاتا۔ ل

"اچھا تو ناک اور ہونٹوں کے کٹاؤ سے وہ جبرائیل پر چلا گیا ہے جبکہ تمہارے نزدیک آنکھوں اور بالوں کے رنگ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔" اسفندیار اس کی مان لیتا قیامت نا آ جاتی۔ اس لیے مخالفت ضروری سمجھی تھی۔ سب باتیں چھوڑیں اب غور سے دیکھ رہے تھے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ یوں تو پریسہ اور داجان کو بھی وہ دیکھنے میں لالہ جیسا ہی لگا تھا لیکن سب کہہ رہے تھے وہ اسنی لالہ کی کاپی ہے تو خاموش ہو گئے تھے لیکن ان کی رائے ابھی تک برقرار تھی۔ جس ہر یقین کا ٹھپہ ولی نے آتے ہی لگا دیا تھا۔

"ہے نا بہت اہمیت ہے بالوں اور آنکھوں کے رنگ کی بھی تبھی تو وہ بالکل لالہ کی کاپی ہے۔ میرے پاس وقت بہت کم ہے لیکن میں آپ کو بتاتا چلتا ہوں کہ اگر غور کریں تو آپ اور لالہ کے بالوں کا رنگ سیم ہے۔ آنکھیں کا رنگ بھی ستر فیصد ایک جیسا لگتا اور جو تیس فیصد فرق ہے نا آپ کے اور لالہ کی آنکھوں کے رنگ میں وہ لالہ کو یہاں سبقت دلا رہا ہے۔ اس لیے اگر آپ مجھ پر غصہ کی عینک اتار کر دیکھیں تو خود بھی جان لیں گے کہ وہ لالہ کالیٹیسٹ version ہے نا کہ آپ کا۔ اس لیے اب اس خوش فہمی کا قتل ہی سمجھیے کہ مصحف آپ پر گیا ہے۔" ابھی تک وہ یونیفارم پہنے بیٹھا تھا۔ کھڑے ہوتے اس نے ساری کتھاسنائی

تھی اور ہمدردی سے بیٹھے اسفی لالہ کے کندھے پر ہاتھ بھی رکھا تھا۔ سب لوگ اس کی ذہانت کے معترف ہوئے تھے۔ اتنا باریک بینی سے کسی نے بھی جائزہ نہیں لیا تھا۔

"ویسے ولی آج میں تمہیں مان گیا ہوں کہ تم نے سچ میں پولیس والے ہونے کا حق ادا کیا ہے۔ جیسے بال کی تو نے کھال اتاری ہے نایہ صرف پولیس والا ہی کر سکتا ہے۔" اٹھ کر کھڑے ہوتے اسفی لالہ نے اسے گلے لگا کر بھینچا تھا۔

"امید ہے تیری آج کی تقریر داجان کو اپنا نظریہ بدلنے پر مجبور کر دے گی" ایک سرگوشی کرتے اسفی لالہ پیچھے ہٹے تھے۔ ولی کی نظروں نے داجان کا تعاقب کیا تھا۔ جو متاثر ہونے والے تاثرات سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ اسفی نے ٹھیک کہا تھا۔

"مورے مجھے کپڑے نکال دیں آکر۔۔۔" ڈرائنگ روم سے نکلتے اس نے تائی جان کو آواز لگائی تھی جو سر ہلاتے اس کے پیچھے ہی آئی تھیں۔۔۔

"مجھے لگتا تھا کہ ہماری آج کی جزییشن اپنے بزرگوں کی نافرمانی کر کے جھک ہی مارتی ہے لیکن ولی نے مجھے حیران کیا ہے۔ ڈی آئی جی صاحب مجھے ملے تھے۔ ان کے بقول ہمارا بچہ جتنی ایمانداری سے اپنا فرض ادا کر رہا ہے پولیس کے محکمے میں اس عرصے میں واضح تبدیلیاں آئی ہیں جو بہت اہم ہیں اس محکمے کی ترقی کے لیے۔" داجان کے الفاظ نے تایا جان اور چچا جان کو خوشی دی تھی۔ یہ آج پہلی دفعہ تھا کہ وہ اپنی کسی بات کے مخالف میں کسی کی تعریف کر رہے تھے۔ اسفی لالہ کا کہا بھی سچ ثابت ہوا تھا۔ ولی محمد خان جو اپنا فون بھول گیا تھا۔ لینے آیا تھا تو دروازے میں ہی رک گیا تھا۔ پھر واپس لیے بغیر ہی لوٹ گیا تھا۔ جانتا تھا داجان کو اس کے سامنے ماننے میں ابھی وقت درکار ہے۔ ان کی رائے کا احترام کرتے وہ واپس لوٹ گیا تھا انہیں خود کے سامنے شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"کیا یہ سچ میں مجھ جیسا نہیں ہے!!" ولی کا کہا تھا کہ اب وہ غور سے سوئے مصحف کو دیکھ رہا تھا۔ نور لہدی اس کی بات پر مسکرائی تھی۔ اس نے شاہور لیا تھا۔ اپنے بال کنگھی کر رہی تھی۔ اسفندیار خان بیڈ پر سوئے ہوئے مصحف کے نقوش کو ہی بغور دیکھ رہا تھا۔

"تمہارے جیسا ہی ہے۔ صرف جب پہلی نظر میں لگتا ہے ورنہ غور کرنے پر لالہ جیسا لگتا ہے" بال کھلے چھوڑ کر اپنا دوپٹہ کندھے پر رکھتے وہ اس کے پاس آئی تھی۔ بیڈ کے دراز پر جھک کے اپنی جیولری نکال رہی تھی۔

"یہ تو اٹھ گیا ہے۔" اسفندیار کی آواز پر وہ سیدھی ہوئی تو دیکھا جاگ کر وہ رونے کی تیاریوں میں تھا۔ آنکھیں پٹیٹا کر وہ باپ کو دیکھ رہا۔ پھر یک دم بسور تا منہ ٹھیک کرتے وہ بھی باپ کو غور سے دیکھ رہا تھا اور باپ اسے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے لگتا ہے یہ مجھے پہچان رہا ہے" اسفندیار خان نے اس کا چھوٹا سا ہاتھ تھامنا چاہا تھا۔ نور لہدی پاس ہی کھڑی دونوں کے تاثرات ملاحظہ کر رہی تھی۔ یک دم ہی وہ گلا پھاڑ کر روناشروع ہو گیا تھا۔ اسفندیار ہکا بکا رہ گیا تھا۔ نور لہدی بے ساختہ ہستی چلی گئی تھی۔

"مجھے لگتا ہے کہ اس نے تمہیں نہیں پہچانا ہے۔" ہنستے ہوئے اس کے سامنے سے روتے ہوئے مصحف کو اٹھایا اور کندھے سے لگایا تھا۔ اسفندیار خان کے تاثرات بڑے مزے کے تھے۔ نور لہدی ابھی تک ہنس رہی تھی۔

"تم نے اسے کہا ہے نا مجھے نا پہچاننے کو۔" اس کی صدمے سے چور آواز تھی۔ نور لہدی کی ہنسی جلتی پر تیل کا کام کر رہی تھی۔ وہ اتنی محبت سے اسے اٹھانا چاہتا تھا۔ بلکہ پیار سے اس کے ہاتھ بھی پکڑے تھے لیکن وہ تو پہچان سے ہی انکاری تھا۔ اسے سارا قصور نور لہدی کا ہی لگا تھا۔ جو ابھی تک ہنس رہی تھی۔

"اسفندیار تم پاگل ہو۔ اتنے سے بچے کو میں تمہارے خلاف کیوں کروں گی۔ بچہ ہے ابھی وہ نئے چہرے آہستہ آہستہ پہنچانے گا۔" اسفندیار نے اس کے لیے ایک طرف ہوتے جگہ بنائی تو وہ ادھر اسے لیتے براجمان ہوئی تھی۔

"تو یہ میرے پاس آتے ہی رونے کیوں لگ جاتا ہے" ایک دفعہ پھر نور لہدی کی گود میں موجود مصحف کا ہاتھ پکڑا تھا۔ اس دفعہ بے بی رویا نہیں تھا بلکہ اشتیاق سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اس لیے کہ تمہارا چہرہ نیا ہے اس کے لیے۔ تم دو دن سے شہر سے باہر تھے جبکہ باقی گھر والے اسے دو دن سے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے ہیں۔ صرف یہ وجہ ہے ورنہ وہ اپنے بابا کو کیسے نہیں پہچانے گا۔ ابھی دیکھو ہو رہا ہے نارمل۔۔۔" اس کی وضاحت سے وہ قدرے مطمئن ہوا تھا۔ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی آہستہ آہستہ وہ اسے پہچان رہا تھا۔

"ٹھیک ہے اب لاؤ اسے مجھے دو۔۔۔" وہ پھر اسے لینے کو بے تاب تھا۔

"تم ہی رکھو اسے اور زرا سمجھاؤ کہ میں اس کا باپ ہوں۔" نور لہدی کے دینے کی دیر تھی وہ پھر گلا پھاڑ کر رونا شروع ہو گیا تھا۔ اس نے فوراً نور لہدی کو واپس پکڑ لیا تھا۔

"اسفندیار پریشان کیوں ہوتے ہو۔۔۔ کل تک نارمل ہو جائے گا۔۔۔ بچہ ہے ابھی۔۔۔" اب کی بار وہ سمجھ کر سر ہلا گیا تھا۔

"ویسے میں ولی لالہ کی بات سے اتفاق نہیں کرتی مجھے یہ تمہارے جیسا ہی لگتا ہے " اپنی گود میں موجود مصحف سے کھیلنے اسفندیار کو اس نے کہا تھا۔ جو چہرے پر مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ نور لہدی کی نظروں میں الوہی چمک نظر آرہی تھی۔

"ہاں میں پیارا اور خوبصورت ہوں اسی لیے۔۔۔۔۔" شرارت سے وہ ارتضیٰ کے ہاتھ میں اس کے بال پکڑ رہا تھا۔۔۔ کمرے کی فضا میں اے سی کی ٹھنڈک برقرار تھی۔ کچھ دیر کے لیے نور لہدی نے ارتضیٰ کا خیال کرتے اے سی بند کر دیا تھا۔

"غالباً اس میں کوئی شک نہیں۔۔۔" اس کی نظریں ان دونوں پر سفر کر رہی تھیں۔ یہ منظر اسے بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہ کبھی بیٹے کا ہاتھ چوم رہا تھا اور کبھی پاؤں۔ اسے مزہ آرہا تھا اپنے بیٹے سے کھیلنے ہوئے۔ تین دن پہلے ارتضیٰ اسپتال سے گھر آیا تھا لیکن وہ خود موجود نہیں تھا۔ ایک میٹینگ کے سلسلے میں شہر سے باہر تھا۔ کوشش کے باوجود بھی نہیں آسکا تھا۔

"کیوں ہارٹ اٹیک کروانا چاہتی ہو یار۔۔۔ یہ تم کہہ رہی ہو کہ میں پیارا اور خوبصورت ہوں۔" وہ بے یقین سا اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں یہ میں ہی کہہ رہی ہوں کیونکہ میں نے جیسا تمہیں دیکھ کر سوچا تھا تم بالکل ویسے ہی نکلے ہو۔ تمہیں یونیورسٹی میں دیکھ کے ایک خیال آیا تھا کہ جس لڑکی کی شادی تم سے ہوگی وہ یقیناً بہت خوش قسمت ہوگی۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ عہ خوش قسمت میں خود ہوں گی جسے اللہ تعالیٰ نے عزت اور محبت دینے والا مرد عطا کیا ہے۔۔۔ میں مردوں سے ڈر گئی تھی اس لیے تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اسفندیار خان مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ تم خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ خوب سیرت بھی ہو اور اللہ نے تمہارا

"یہ دل اس لیے خوبصورت ہے کیونکہ اس میں تم ہو۔۔۔" محبت کا انداز ادھر بھی برقرار تھا۔ اس نے بازو کے گھیرے میں لیا تھا ان دونوں کو۔۔۔۔۔

زندگی ایک دم ہی بہت خوبصورت لگنے لگی تھی۔۔۔۔۔

"بہت اچھا ہے ماشاء اللہ۔۔۔۔۔۔ اداس نا ہو نور اپنے والد کی طرف چکر لگائیں گیس تو آپ سے بھی مل لیں گیس۔ یہ بتائیں جبرائیل کا بخار اتر آئے!! کام بھی تو بہت کرتا ہے میرا بیٹا " اتنی دور بیٹھی ماں اپنے بچے کے لیے پریشان ہو رہی تھیں۔

"جی تائی جان بخار ٹھیک ہے۔ ابھی آرام ہی کر رہے ہیں۔ میں نے آج انہیں آفس بھی نہیں جانے دیا۔ پریشان مت ہوں " دودھ گرم کر کے اب گلاسوں میں انڈیلنے کے بعد انہیں ٹرے میں رکھا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے بچے آپ بھی آرام کرو لو۔ اور میں نے کتنی دفعہ آپ سے کہا ہے کہ کچھ کام نوکروں سے بھی کروالیا کرو۔ سارا دن ان کے کام خود کرتی ہو۔۔ آپ بھی تھک جاتی ہوگی۔ آفس سنبھالنا پھر گھر اور کچن بھی۔" اپنی غیر موجودگی میں جب بھی وہ اسے کال کرتی تھیں ماہ روش خود ہی ان کے چھوٹے چھوٹے کام کر رہی ہوتی تھی۔ انہیں خوشی بھی ہوتی لیکن اس کی تھکاوٹ کے خیال سے وہ ہر دفعہ اسے کہتی تھیں۔ لیکن مجال ہے ماہ روش صاحبہ مان جائیں۔۔۔

"تائی جان آپ بھی تو گھر کے مردوں کے چھوٹے چھوٹے کام اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں۔ مجھے بھی ان کے کام خود کرنا خوشی دیتا ہے۔ ویسے بھی اتنا زیادہ کام بھی نہیں ہوتا۔ اگر زیادہ ہو تو رانی کی مدد لے لیتی ہوں۔ آپ خواہ مخواہ ہی پریشان ہو رہی ہیں۔ ویسے ہو سکتا ہے میں آپ کے سامنے کام اس لیے کرتی ہوں تاکہ آپ کو امپریس کر سکوں۔۔۔۔" گلاس ٹرے میں رکھے تھے۔ اپنے لیے کافی بنانے کی باری تھی۔ کافی کا سامان نکال کر ٹیبل پر رکھا تھا۔

"اگر آپ امپریس بھی کرنا چاہتی ہیں وہ تو میں آج سے کئیں سال پہلے ہی ہو گئی تھی۔ ویسے بھی میں جانتی ہوں میری بیٹی بہت اچھی ہے بالکل اپنی ماں پر گئی ہے محبت کرنے والی، خیال کرنے والی، پر خلوص۔۔۔

لیکن آپ کو اس محبت اور خلوص میں خود کی ذات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے میرے بچے۔۔۔ خیال رکھا کرو اپنا۔۔۔ مجھے لگتا ہے آپ کے تایا بلارہے ہیں۔۔۔" موبائل کی سکرین تاریک ہو گئی تھی۔ ماما کے زکر پے ایک ہوک دل سے اٹھی تھی۔ جس نے اسے کئی لمحوں کے لیے فریز کیا تھا۔ خود کو اس فیز میں ڈھالنے کے لیے اس نے بہت محنت کی تھی۔ ماما بابا اور نانا بھی نہیں تھے۔ وہ خود تھی اور اس کی غلطیاں تھیں۔

جب مما کہتی تھیں تب وہ عام لڑکیوں کی طرح ٹال دیتی تھی لیکن اب کی بار اس نے خود اپنی خوشی سے ان زمرہ داریوں کو اپنے سر لیا تھا۔ اس حال میں ڈھالنے کے لیے وقت لگا تھا لیکن اس حال نے اسے بہت خوشی بھی دی تھی۔

دودھ ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ جلدی سے اپنی کافی بنائی تھی وہ بھی مگ ٹرے میں رکھتے منٹوں میں پھیلا وہ سمیٹے کچن سے نکل گئی تھی۔

حمزہ کے کمرے میں دودھ کا گلاس رکھنے بے ساتھ اسے پینے کی تاکید بھی کی تھی جو ایک کیس سٹڈی کر رہا تھا۔ پھر نانا کے کمرے کا دروازہ کھولتے ان کے سونے مایقین کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ سونے سے پہلے وہ ہر چیز کا تنقیدی جائزہ لازمی لیتی تھی۔ ابھی بھی سیڑھیاں پھلانگتے وہ ہر طرف نگاہ دوڑا رہی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کمرے میں داخل ہوئی تو جبرائیل ٹانگوں پر لیپ ٹاپ رکھے اپنا کام کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر بند کر دیا تھا۔ غالباً اسی کے انتظار میں تھا۔

"آپ کی طبیعت اب کیسی ہے"!! اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے منہ اس کی جانب کرتے حال بھی دریافت کیا تھا۔

"طبیعت تو میری ٹھیک ہے مورے اور آپ خواہ مخواہ ہی پریشان ہو رہی ہیں۔ بس سر میں زرا سادہ تھا اب بالکل ٹھیک ہوں۔ اور آپ میرے لیے کافی نہیں لائی ہیں۔" اسے اپنا ہی مگ پکڑے دیکھ کر جبرائیل نے استفسار کیا تھا۔ ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر مگ اس کے ہاتھ سے لیا تھا جو دو چار گھونٹ پی چکی تھی عین اسی جگہ اپنے ہونٹ رکھے کپ کے کنارے جدھر سے ماہ روش پی رہی تھی۔ اس کا دل اس وقت کافی کا منتظر تھا۔

"نہیں!! کیونکہ کافی پی کر آپ نے پھر کام کرنا شروع کر دینا تھا۔ جبکہ آپ کی طبیعت خراب ہے اس لیے آپ آج بغیر کافی اور کام کے سوئیں گے۔۔۔" اپنا کپ اس سے وہ ہاتھ بڑھا کر دوبارہ واپس لے چکی تھی۔ آدھا کپ رہ گیا تھا۔ اس نے صرف دو ہی گھونٹ بھرے تھے لیکن جبرائیل نے بھی دو گھونٹ میں آدھا کپ کر دیا تھا۔۔۔

"دو گھونٹ میں آپ نے کپ خالی کر دیا ہے" اپنا مگ اسے دکھایا تھا۔ جسے وہ پھر تھام چکا تھا۔
 "اگر آپ آج ظالم بیوی کا روپ دھار رہی ہیں کافی ناپلو کے۔۔۔ تو کیا ہوا۔۔۔ ہم ایک مگ ہی شیئر کر لیں گے۔۔۔" مسکراہٹ کی نمائش کرتے وہ اس بے ہاتھ سے پھر مگ لے چکا تھا جن میں آخری گھونٹ رہ گئے تھے۔ وہ مگ خالی کر چکا تھا۔۔۔

"آپ مجھے ظالم کہہ رہے ہیں۔۔۔" کافی کا صدمہ کم تھا اوپر سے وہ اسے ایسے کہہ رہا تھا۔
 "کافی بھی تو نہیں پلو رہی ہیں۔۔۔" معصومیت سے کہتے اس کا جوڑا کھول دیا تھا جس سے بال کمر تک بکھر گئے تھے۔

"ایک تو آپ نے مجھے ظالم کہا ہے اور دوسرا آپ نے میری کافی پی لی ہے اب آپ کی یہ ہی سزا ہے کہ آپ کام کو ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔۔۔" اس کی جانب سے لیپ ٹاپ وہ اپنی جانب سائیڈ ٹیبل پر رکھ چکی تھی۔ جبرائیل اس کی حرکت پر مسکرائے بنا نہیں رہے پایا تھا۔۔۔

"دیکھیں اب مزید ظالم بن رہی ہیں میرا لیپ ٹاپ بھی آپ نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔۔" اس کے ہاتھ کو پکڑ کے سہلا رہا تھا۔

"جو بھی کہیں۔۔۔ اب لیپ ٹاپ نہیں ملے گا اور نا آپ کام کریں گے۔۔۔" ناک سے مکھی اڑائی تھی۔ اپنے بالوں کو آگے کی طرف کرتے وہ بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھ گئی تھی۔ بالوں کی لمبائی آگے کرنے سے وہ پیٹ تک گر رہے تھے۔ بیڈ روم کی مصنوعی روشنی میں شہد رنگ بال اور آنکھیں روشن دکھائی دے رہی تھیں۔۔۔ رخ تر چھا اس کی جانب کیا تھا جو آنکھوں میں چمک لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کافی پلوادیں نہیں کرتا کام۔۔۔" ہاتھ اب بھی اس کی گرفت میں تھا۔۔۔

"میری آدھی سے زیادہ کافی آپ نے پی ہے۔ میں نے آپ سے بھی کم پی ہے۔ اس لیے آج کافی نہیں ملے گی۔۔۔" اس کا انداز حتمی تھا۔ دو ٹوک۔۔۔ جس سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنا منع تھا۔

"آپ ایسے کرتی پتا ہے کیسی لگتی ہیں!!" اس کے کان کے پیچھے لٹ اڑتے وہ ہو چھ رہا تھا۔ آنکھوں کی چمک ہر لمحے کے ساتھ بڑھ رہی تھی۔

"ظالم، جابر، حاکم، کافی نادینے والی، لڑاکا بیوی۔۔۔" یہ الفاظ ماہ روش نے ادا کیے تھے جس پر جبرائیل کا قہقہہ کمرے کی فضا میں گونجا تھا۔۔۔

"او نہوں!! آپ دھونس جماتی اچھی لگتی ہیں۔ حکم دیتی خوبصورت اور اپنی منوا کے پیاری جبکہ کافی نادے کر ظالم نہیں لگی ہیں۔۔۔۔۔" ہنستے ہوئے اس نے اپنی بات مکمل کی تھی۔

"تو کافی نادے کر کیسی لگی ہوں۔۔ اس پر لگے ہاتھ روشنی ڈال دیں۔۔" اب ماہ روش نے اس کا ہاتھ تھاما تھا جس میں وہ گھڑی پہنتا تھا۔ ڈائل کا نشان بنا ہوا تھا۔ مسلسل پہننے سے چو کور ڈائل کی چھاپ تھی اس کی مضبوط کلائی پر۔۔۔۔۔

"نادے کر حاکم لگی ہیں۔۔۔۔۔ ظالم حاکم نہیں بلکہ محبوب حاکم۔۔۔۔۔" اپنی کلائی کو اس کے ہاتھ میں دیکھتے وہ خوبصورتی سے کہہ رہا تھا۔

"بہت مہربانی آپ کی اس نوازش پر۔" جبرائیل کا ہاتھ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

"مجھے آپ کو کچھ دکھانا تھا۔۔ ایک منٹ" اس کے ہاتھ کو چھوڑتے ماہ روش نے سائیڈ ٹیبل سے ایک لفافہ نکالا تھا۔ شاید کسی اسپتال کا تھا۔ اندر کیا تھا۔ اس کے چہرے پر تجسس آیا تھا۔ حوالہ اس کی جانب کیا تھا جس نے نا سمجھی سے ابرو اچکا یا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کھول کر دیکھ لیں اسے۔۔" یہ کہتے ماہ روش بے چہرے پر ہلکی ہلکی سرخی چھائی تھی۔ لفافہ تھام چکا تھا۔ کھول کر اندر سے ایک صفحہ باہر نکالا تھا۔ جیسے ہی اس نے صفحہ نکالا تھا۔ ماہ روش کے چہرے کی سرخی میں اصافہ ہوا تھا۔ ہاتھوں کو اس نے بے اختیار مسلاتھا۔

جیسے جیسے جبرائیل کی نظریں صفحے پر آگے بڑھ رہی تھیں ماہ روش کے چہرے کی سرخی بھی بڑھ رہی تھی۔ وہ پورا صفحہ پڑھ چکا تھا۔

"کیا یہ سچ ہے " !! پڑھنے کے بعد وہ اس سے تصدیق چاہ رہا تھا۔ جس نے سرخ چہرے سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔

"شکر الحمد للہ " !!! بے ساختہ اس کے منہ سے الفاظ ادا ہوئے تھے۔

"آپ نے مجھے ایسی خبر سنائی ہے ماہرِ روش جس کی خوشی میرے بیان سے باہر ہے۔۔۔" خوشی سے الفاظ بمشکل ادا ہو رہے تھے۔ اب ماہرِ روش کے ہاتھ جبرائیل کے ہاتھوں میں تھے۔ وہ محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ آگے بڑھ کر اس کا ماتا چوماتا تھا۔ محبت سے ساتھ لگایا تھا۔

"تھینک یو سو مچ " اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے اس کے بالوں پے ہونٹ رکھتے اس نے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔

"کون کون جانتا ہے۔۔۔" اس کی طرف رخ کیا تھا

"صرف آپ اور میں۔۔۔" اس کے کرتے کے بٹنوں کے ساتھ کھیلنے مقابل نے جواب دیا تھا۔

"ہم مل کے یہ گڈ نیوز دیں گے۔۔۔" اس کے جواب پر ماہرِ روش نے سر ہلایا تھا۔ جبکہ جبرائیل کے آنکھوں کی چمک پہلے سے کٹیں گنا بڑھ گئی تھی۔ ہلکی سی نمی اس چمک میں اضافے کا باعث بن رہی تھی۔

۔۔۔ دل اللہ کے حضور سجدہ شکر بجالا رہا تھا۔

صبح کے وقت وہ نانا کے ساتھ گھر کے لان میں ہی واک کر رہی تھی۔ حمزہ اسپتال چلا گیا تھا۔ نئے اسپتال کی وجہ سے اس کی مصروفیات مزید بڑھ گئی تھیں۔ وہ فل جوش و خروش سے اسپتال کے لیے نیا سٹاف اور دیگر

تمام انتظامات دیکھ رہا تھا۔ جبرائیل بھی آج جلدی آنے کا وعدہ کر کے آفس گیا تھا۔ کسی فارن ڈیلی گیشن کے آنے کی وجہ سے جلدی جانا مجبوری تھی۔ پیچھے وہ اور نانا رہ گئے تھے۔ واک جاری تھی جب گیٹ پر کسی گاڑی نے ہارن دیا تھا۔

حمزہ اور جبرائیل کا تو اس وقت آنا ناممکن تھا۔ دونوں نے گیٹ کی جانب اچنبھے سے دیکھا تھا۔ یکے بعد دیگرے تین گاڑیاں اندر داخل ہوئی تھیں۔ پہلی گاڑی سے اسفندیار خان نکلا تھا تو اسے پتا چل گیا کہ یہ قافلہ حویلی سے یہاں آیا ہے۔ پچھلی گاڑیوں سے گھر کی خواتین نکل رہی تھیں۔ سب حویلی والوں نے ایک ہی وقت میں رونق بخشی تھی۔

"کیا ہوا فریز ہوں گئیں ہمیں دیکھ کے !!!" سب سے پہلے فرشتے اگے بڑھی تھی۔ تائی چچی، نور بھابھی، پریسہ اور بی جان سب ہی گھر والے تھے۔ اسے بہت خوشی ہوئی تھی انہیں یہاں دیکھ کر۔ سب بہت خوش ہو رہے تھے۔ داجان نانا جان سے مل رہے تھے۔ خمر خیریت دریافت کی جا رہی تھی۔ وہ انہیں لیے اندر ڈرائنگ روم میں لائی تھی۔ حسب روایت بڑوں کے ہاتھ چومنے کے بعد وہ سب کے درمیان بیٹھی تھی۔

"مجھے آپ سب کو ایک وقت میں یہاں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔" یہ خوشی اس کی آنکھوں سے عیاں تھیں۔

"خوشی تو ہمیں بھی ہو رہی ہے بلکہ ہماری خوشی تو سنبھالی نہیں جا رہی تھی۔ جب سے سنا ہے ہماری خوشی کی تو انتہاء ہی نہیں ہے۔ ہمیں بہت عرصے سے اس خوشی کا آپ کی طرف سے انتظار تھا جو اب پورا ہوا ہے۔۔ اللہ کا بہت شکر ہے۔۔" بی جان نے اسے محبت سے اپنے پاس بٹھایا تھا۔ اس کا ماتھا چومتے انہوں نے اپنی خوشی کا اظہار کیا تھا۔ یوں مردوں کے سامنے کھلم کھلا بات پر وہ حیا سے سمٹ کر رہ گئی تھی۔

"میں زرارانی کو چائے کا کہہ لوں۔۔" وہ اٹھ کر کچن کی جانب آگئی تھی جس کی تقلید فرشتے اور پریسہ نے بھی کی تھی۔

"اوہو بھابھی صحابہ بھی شرماتی ہیں۔۔۔" پریسہ کا ارادہ اسے تنگ کرنے کا تھا۔

"پری میری بیٹی کو تنگ مت کرو۔۔" تائی جان اس کی حمایت کی تھی۔ وہ رانی کو پہلے ہی اپنی نگرانی میں کچھ انتظام کرنے کا کہہ چکی تھیں۔ یوں فرشتے اور پریسہ کی چھیڑ چھاڑ کے ساتھ ہی اس نے اپنی نگرانی میں چائے کا اہتمام کروایا تھا۔ تائی جان اور چچی کے منع کرنے کے باوجود وہ خود ہی اس اہتمام میں پیش پیش تھی۔

"اس میں کوئی فرق نہیں کہ یہ آپ کا بھی گھر ہے لیکن آپ سب لوگ پہلی دفعہ اکٹھے ہوئے ہیں مجھے آپ کے لیے خود اہتمام کر کے اچھا لگے گا۔" چچی اور تائی اس کی محبت اور خلوص کے آگے چپ رہ گئیں تھیں۔

چائے پی جا رہی تھیں۔ گرما گرم بحث بھی جاری تھی۔ مسکراہٹیں اور قہقہے بھی بکھرے جا رہے تھے۔

"بچے!! جبرائیل کو اطلاع دے دی ہے۔" بی جان نے اسے ارتضیٰ کے ساتھ گم دیکھ کر پوچھا تھا۔ ان کے پوچھنے پر سب کی نظروں کا محور وہ تھی۔

"آں ہاں۔۔ نہیں۔۔ مجھے آپ سب کو دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی ہے کہ یاد ہی نہیں رہا۔۔" معصوم سی شکل بناتے اس نے جواب دیا تھا۔

"کوئی بات نہیں بچے۔۔" بی جان تو اس پر نثار جا رہی تھی۔

"میں ابھی انہیں بتاتی ہوں۔۔" وہ مصحف کو ساتھ ہی لیے اٹھی تھی۔

"مبارک ہو یار!! رات کے وقت مردوں کی الگ محفل جمی ہوئی تھی اور عورتوں کی الگ۔ اسفندیار خان آتے ہی آفس کی میٹنگ کے لیے چلا گیا تھا۔ ابھی واپس لوٹا تھا۔ آتے ہی جبرائیل سے بغلگیر ہوا تھا اور باواز بلند مبارکباد دی تھی۔ جس پر وہ سب کے سامنے مسکرا کر اسے بھی جواب دے دیا تھا۔ نانا جان بھی خوش ہو رہے تھے۔ ایک عرصے بعد اس گھر میں خوشیاں آئی تھیں۔ وہ شکر کر رہے تھے۔ اتنے دنوں میں پہلی دفعہ انہوں نے ماہ روش کو دل سے خوش ہوتے دیکھا تھا۔ آج اس کی مسکراہٹ آنکھوں تک پہنچ رہی تھی۔ مردوں کے بیچ بیٹھے وہ تین چار دفعہ نانا کی دوائی کے لیے آئی تھی اور باقی سب سے بھی کچھ ناکچھ پوچھ رہی تھی۔ بی جان اسے مکمل گھریلو حلیے میں دیکھ کر حیران ہو رہی تھیں۔ انہیں خوشی بھی ہو رہی تھی۔

"ماہ روش بچے!! بس کرو اب بیٹھ جاؤ۔ اگر کسی کو کچھ بھی لینا ہوا تو خود لے لے گا۔ کچھ آرام بھی کر لو۔ صبح سے گھن چکر بنی ہوئی ہو۔۔۔" "تائی جان اور اپنے درمیان اسے زبردستی بٹھایا تھا۔ وہ مسکرا کر رہ گئی تھی۔ یوں تو ملازم بھی تھے لیکن وہ زرا چوڑی قسم کی تھی اس لیے سب کچھ اپنی نگرانی میں کروانا چاہتی تھی۔

"ایکچولی بی جان مجھے سب کچھ اپنی نگرانی میں کروانا پسند ہے ورنہ میری تسلی نہیں ہوتی ہے۔ ماما کی طرح جب تک کام مکمل نہ کروالوں مجھے سکون نہیں ملتا ہے۔" ان کے درمیان بیٹھتے اس نے اپنی مجبوری بتائی تھی۔

"چھوڑیں ان گھریلو باتوں کو ہم جانتے ہیں کہ آپ بہت سگھڑ ہو گئی ہیں بلکہ یہ بتائیں آپ کیا چاہتی ہیں آپ کی پہلی بیٹی ہو یا بیٹا!!" یہ سوال پریسہ کی جانب سے آیا تھا۔

"میں اللہ کی رضا میں راضی ہوں۔ بیٹا ہو یا بیٹی کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔ مجھے دونوں کی ہی یکسر خوشی ہوگی۔۔۔" متانت سے اس نے جواب دیا تھا۔ تائی جان خوش ہوئی تھیں۔

"اور لالہ وہ کیا کہتے ہیں۔۔۔؟؟" اب کی بار فرشتے تھی۔

"وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمیں بیٹی دے۔ ہماری پہلی بیٹی ہو کیونکہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بھی پہلی بیٹی تھی اسی لیے ان کی خواہش ہے کہ ہماری پہلی بیٹی ہو۔۔۔۔" اس نے چند دن قبل کی باتوں کے پس منظر میں کہا تھا۔ جب اس نے اچانک اس سے پوچھا تھا۔

"جبرائیل!! آپ کیا چاہتے ہیں ہماری پہلی اولاد بیٹی ہو یا بیٹا" وہ دونوں ٹیس پر کھڑے تھے۔ جب ماہ روش نے اس سے پوچھا تھا۔

"میں چاہتا ہوں اللہ مجھے پہلی بیٹی دے۔ جیسے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیٹی تھی ویسے ہی ہماری پہلی اولاد بیٹی ہو جو بالکل آپ جیسی ہو۔۔۔" اپنا کافی کاگ اس نے منڈیر پر رکھتے ماہ روش کے ہاتھوں کو تھامتے کہا تھا۔ جو اس کے جواب سے خوش ہوئی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور آپ کی کیا خواہش ہے۔۔۔" ایک ساتھ آسمان کی جانب دیکھتے جبرائیل نے اس سے بھی یہی سوال کیا تھا۔

"مجھے دونوں سے یکساں خوشی ہوگی۔ بیٹا ہو یا بیٹی لیکن آپ جیسے ہوں۔۔۔" اس نے اپنی مسکراہٹ دباتے کہا تھا۔

"لیکن میں چاہتا ہوں بیمارے بچے آپ جیسے ہوں باوقار اور نڈر۔۔۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"آپ سیریس ہیں۔۔۔۔۔ مطلب آپ سنبھال لیں گے ضدی اولاد کو۔۔۔" اس کے بازو کو پیچھے کرتے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

"میں ڈیم سیریس ہوں۔۔۔ اگر ضدی بھی ہوئی تو مسئلہ نہیں ہے مل کے سنبھال لیں گے۔۔۔ ویسے مجھے امید ہے کہ وہ اپنی ماں کی طرح اصول پرست ہوں گے ضدی نہیں۔" اس کے بکھرے بالوں کو جوڑے کی شکل دیتے اپنے قول کا پاس رکھ رہا تھا۔

"میں آپ کو ضدی نہیں لگتی!!" وہ حیرانگی سے پوچھ رہی تھی کیونکہ سب اسے ضدی کہتے تھے اور دوسروں کی بات پر ایمان لاتی وہ خود کو ضدی ہی سمجھنے لگی تھی۔۔۔

"نہیں آپ مجھے کبھی ضدی نہیں لگی ہیں بلکہ ہمیشہ اصول پرست لگی ہیں۔ اور آپ کی یہ بات مجھے ہمیشہ سے بہت پسند ہے۔ یہ سمجھنا چھوڑ دیں ماہ روش کے آپ ضدی ہیں۔۔۔" اب اس کا رخ اپنی جانب موڑ چکا تھا۔ جو حیران نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی اور اس کی باتوں کی صداقت پر ایمان لانے کی کوشش میں تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE
"یقین کر لیں آپ میں بہت سی خوبیاں ہیں جنہیں آپ وقت کے ساتھ خامیاں سمجھ رہی ہیں لیکن آپ کی وہ خوبیاں ہیں جو آپ کو سب سے الگ اور باوقار بناتی ہیں۔ ان پر شرمندہ ہونا چھوڑ دیں۔ خود کو بدلنے کی کوشش بھی مت کریں کیونکہ آپ جیسی ہیں ویسی ہی اچھی ہیں کسی کے لیے خود کو بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ مجھے آپ ہمیشہ سے ایسی ہی اچھی لگتی ہیں۔ اسی لیے میں چاہتا ہوں ہماری ساری اولاد آپ جیسی ہو۔۔۔ کسی سے ناڈرنے والی۔ اپنی منوانے والی۔۔۔" آخر میں وہ شرارتی ہوا تھا۔

"تھینک یو مجھے سب کچھ باور کرانے کے لیے۔۔۔ لیکن اولاد کے معاملے میں میری رائے آپ سے مختلف ہے میں چاہتی ہوں وہ آپ جیسے ہوں محبت اور احساس کے ساتھ ساتھ احترام کرنے والے۔۔۔" اس کے ساتھ کھڑی وہ اپنی رائے میں بھی ڈٹی ہوئی تھی۔ جبرائیل مسکرا کر رہ گیا تھا۔

ابھی سب بے درمیان ان باتوں کو سوچتے اسے خوشی محسوس ہو رہی تھی۔

دو دن خوب گھوم پھر کر مزے کرنے کے بعد آج سب کی واپسی تھی۔ ماہ روش نے ان سب کو شاپنگ بھی کروائی تھی۔ اس نے ہر وہ جگہ وزٹ کروائی تھی جو حمزہ کی اور اس کی فیورٹ تھی۔ جانے کے لیے سب تیار تھے۔ تائی جان ادھر ہی رک رکی تھیں اور تایا جان بھی بزنس کے سلسلے میں پہلے ہی یہاں تھے۔ نور لہدی اور اسفندیار خان بھی چند دنوں کے لیے ادھر ہی تھے۔ نور نے آج اپنے ابا کی طرف چلے جانا تھا۔ اس لیے فلحال یہاں ہی قیام کیا ہوا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سب گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے۔ بس بی جان تھیں جو ابھی تک ماہ روش کے ساتھ کھڑی نا جانے کون سے راز و نیاز کیے جارہی تھیں۔ پریسہ گاڑی سے اتر کر ان کی جانب بڑھی تھی۔

"مجھے آپ کو خوش دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ مجھے اب یقین کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ میرے بیٹے اور آپ کی ماں کی تربیت بہت اعلیٰ ہے۔ میں غلط تھی، میرے اندازے بھی لیکن آپ کی تربیت جیت گئی۔ مجھے ساری زندگی افسوس رہے گا کہ میں اپنے بیٹے اور بہو کے سامنے اقرار نہیں کر سکی کہ ان کی تربیت لاجواب ہے۔ جن کے بچوں کو رشتے نبھانے آتے ہیں اور ان کی لاج رکھنی بھی آتی ہے۔ اسی

بدولت مجھے آپ سے اپنی غلطیوں پر شرمندہ ہونے کی وجہ سے معافی مانگنے میں بھی کوئی عار نہیں ہے۔۔۔ مجھے معاف کر دیں بچے بہت دفعہ آپ کا دل دکھانے کا باعث بنے ہیں۔۔۔ "بی جان کے ساتھ داجان بھی آکھڑے ہوئے تھے جبکہ پرسیمہ ان سے چند قدم کے فاصلے پر تھی۔ بی جان کی باتوں پر اس نے ان کے ہاتھ تھامے تھے انہیں چوماتا تھا۔ نرمی سے مسکرائی تھی۔

"مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ آپ معافی مت مانگیں۔" داجان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔
 "ہم چلتے ہیں بچے اپنا خیال رکھیے گا۔"

"نانا آپ کے لیے کھانے کو کچھ لاؤں!!" حویلی سے آئے لوگوں کی وجہ سے وہ آفس سے دودن کی چھٹی پر تھی لیکن آن لائن میٹنگز جاری تھیں۔ گھر کی جو بھی مصروفیت ہو وہ کسی ناکسی بہانے وقت نکال ہی لیتی تھی۔ اس کے لیے مشکل ہوتا تھا لیکن ناممکن کا لفظ ماہر روش کی ڈکشنری میں تھا ہی نہیں۔۔ ابھی انہی مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد وہ نانا کے کمرے میں لوٹی تھی جو کسی کتاب میں گم تھے۔ دروازے میں کھڑے ہی اس نے اپنا مدعا بیان کیا تھا۔

"مجھے کھانے کی نہیں ماہی کی ضرورت ہے۔ وہ مل سکتی ہے!!" کتاب بند کر کے سائیڈ پر رکھی تھی۔ اسے دیکھا تھا جو ان کی بات پر مسکرائی تھی۔ دروازے سے اندر داخل ہوتی وہ ان کے پاس آکر بیٹھ گئی تھی۔
 "نانا ماہی تو آپ کے پاس ہی ہے پھر کیوں کہہ رہے ہیں " انداز نا سمجھنے والا تھا۔

"مجھے میری پرانی ماہی چاہیے!! وہ مل سکتی ہے" اپنا مطالبہ دہرایا تھا۔ وہ پہلے سے بہت بہتر تھے۔ لیکن اکیلے چلنے پھرنے میں انہیں ابھی بھی چکر آتے تھے۔ اس لیے ماہ روش اکیلی ہی مہمانوں کو سی آف کرنے گئی تھی۔

"نانا!!! میں آپ کے لیے وہی ماہی ہوں۔۔۔" ان کے ہاتھوں پے اپنا ہاتھ رکھا تھا۔ نانا کی آنکھیں ماہ روش پر تھیں۔

"نہیں میری ماہی مجھ سے کچھ بھی نہیں چھپاتی تھی جبکہ یہ ماہی بہت کچھ چھپانے کا ہنر جانتی ہے۔۔۔ میری ماہی بہت معصوم تھی۔ مجھے میری وہی ماہی چاہیے یہ نہیں۔۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانک رہے تھے جس نے ایک بھی رنگ چہرے پے نہیں آنے دیا تھا۔ لیکن معصوم پے اس نے قہقہہ لگایا تھا۔

"نانا معصوم حمزہ ہے میں نہیں۔۔۔" وہ بات بدلنا چاہتی تھی۔ اپنی نظروں کا رخ ابھی بھی نہیں بدلاتھا۔ آنکھوں میں دیکھتی وہ یہی تاثر دے رہی تھی کہ میں بہت مضبوط بن چکی ہوں۔ لیکن وہ اس کے نانا تھے جنہوں نے اسے اس کی ماں سے زیادہ پرورش میں وقت دیا تھا وہ کیسے نا پہچانتے۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں میری ماہی بھی معصوم تھی جو اپنے دکھ نانا سے نہیں چھپاتی تھی۔ جو صرف اتنی ہی بہادر بننے کی کوشش کرتی تھی جتنی اس میں ہمت تھی۔ وہ اپنی ہمت سے زیادہ نہیں بہادر بنتی۔۔۔ جسے اپنے نانا کے سامنے رونے میں کوئی شرمندگی نہیں ہوتی تھی۔۔۔ مجھے میری وہی ماہی واپس چاہیے۔۔۔ دوگی ماہی۔۔۔!! نانا بڑی آس سے پوچھ رہے تھے۔ اب کی بار چہرے کا رنگ بدلاتھا۔ بہت سی تکلیف دہ یادوں نے بیک وقت حملہ کیا تھا۔ ماضی سے پیچھا چھڑانا آسان نہیں تھا۔ وہ بھی تب جب ماضی قریب میں برداشت سے زیادہ تکلیفیں سہی ہوں۔۔۔

"ایسی بات نہیں ہے نانا۔۔۔ میں ٹھیک ہوں " اس نے نظریں چرائی تھیں۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ایک رہا سہارشتہ بھی اس سے دور چلا جائے۔۔۔ ورنہ دل تو یہ ہی چاہ رہا تھا کہ ان کی گود میں سر رکھ کے وہ سارے دکھ بیان کر دے جو اس نے اکیلے سہے تھے۔

"ماہی!! تمہیں کیا لگتا ہے کہ تمہارا نانا بتانا مجھے تکلیف سے بچا رہا ہے۔ باخدا تمہارا مجھے اپنے دکھوں سے بے خبر رکھنا زیادہ تکلیف دے رہا ہے بہ نسبت بتانے کے۔۔۔ جو بھی دکھ ہیں مجھ سے کہہ دو میری بیٹی۔ تمہارے نانا کا سینہ ابھی برداشت کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔۔۔ " اس کے لرزتے ہاتھوں کو نانا نے اپنی کمزور گرفت میں لیا تھا اور انہیں طاقت پہنچائی تھی۔۔۔

"کوئی دکھ نہیں ہیں نانا۔۔۔ آپ کسی بھی باتے میں زیادہ مت سوچیں۔۔۔ ڈاکٹر نے آپ کو کسی بھی طرح کا سٹریس لینے سے منع کیا ہے۔ آپ کی طبیعت خراب ہو سکتی ہے۔۔۔ " بہت ساری نمی کو اندر دکھایا تھا۔ اب کی بار نانا بالکل چپ ہو گئے تھے۔ ہاتھوں کی گرفت بھی کمزور ہو گئی تھی۔ آنکھوں میں نمی آئی تھی جسے انہوں نے پیچھے دھکیلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"میں آپ کے لیے کھانے کو کچھ لاتی ہوں " بنانا کی جانب دیکھے وہ پاس سے اٹھتی دروازے کی طرف بڑھی تھی۔ لیکن اسے رکنا پڑا تھا۔

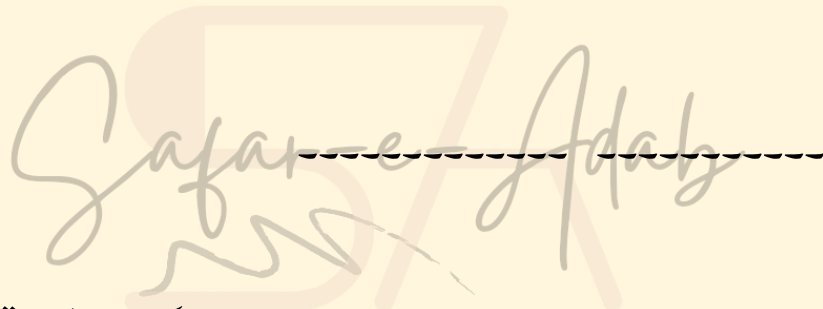
"ایک ماہ پندرہ دن اور ستائیس گھنٹوں سے میں دیکھ رہا ہوں کہ مجھ سے میری بیٹی اپنے والدین اور میرے بچوں کا دکھ بانٹے گی۔ ان کے آخری وقت میں کہے گئے الفاظ مجھ سے شیر کرے گی۔ اپنے اندر رکھے اس دکھ کو ایک بوڑھے باپ سے بانٹ کے دکھ کم کرے گی۔ اپنے عظیم دکھ کو مجھ سے بانٹ کے اپنا اور میرا درد کم کرے گی لیکن مجھے لگتا ہے کہ ایک بیٹی اللہ نے لے لی ہے اور دوسری کو مجھ سے ویسے ہی دور کر دیا

ہے۔ اس بیٹی کا دکھ بہت بڑا ہے جو مرتے دم تک ساتھ رہے گا لیکن تمہارا دکھ مجھے وقت سے پہلے ختم کر دے گا۔ "نانا کے الفاظ نے اس کے قدم جکڑ لیے تھے۔ ان کی آواز میں نمی تھی۔ نمی آنکھوں میں تھی جو چہرے پر پھیل گئی تھی۔ ان کے الفاظ پر وہ تڑپ کے پیچھے مڑی تھی۔ نمی اس کے بی چہرے کو گیلیا کیے ہوئے تھی۔ بھاگتی ان کے پاس صوفے کے پاس آئی تھی۔ گھٹنوں پر سر رکھے وہ بھی رو رہی تھی۔

"میں بہادر نہیں ہوں نانا۔۔۔ میں بالکل بھی نہیں ہوں۔۔۔ میں نے اس وقت آپ کو یاد کیا تھا جب بابا اسپتال میں تھے۔۔۔ آپ کو بہت سی کالز کی تھیں۔۔۔ میں نہیں روئی تھی ان کے مرنے پر بھی۔۔۔ کیونکہ میں آپ کے ساتھ رونا چاہتی تھی۔۔۔ میں اپنا دکھ صرف آپ سے بانٹنا چاہتی تھی۔۔۔ میں نے انتظار کیا تھا آپ کو بہت انتظار کیا تھا۔۔۔ ان پندرہ دنوں میں نے ہر لمحہ انتظار کیا تھا کہ نانا ابھی آئیں گے اور مجھے گلے سے لگائیں گے اور کہیں گے کہ ماہی میں ہوں نا کیا ہوا اگر تمہارے والدین چلے گئے ہیں۔۔۔۔۔ نانا آپ نہیں آئے تھے۔۔۔۔۔ ماہی تب نہیں ٹوٹی تھی۔۔۔ ٹوٹی بھی تھی تو آدھا لیکن آپ کے ایکسیڈینٹ کی خبر نے تو اسے پورا توڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ بھلا اپنوں کے ساتھ کون ایسا کرتا ہے نانا۔۔۔ آپ کو تو اس کے پاس رہنا چاہیے تھا نا۔۔۔ کوئی بھی غم ہوتا آپ کا ساتھ لازمی ہونا چاہیے تھا۔ آپ کو اللہ سے کہنا چاہیے تھا مجھے میری مقہمی کے پاس جانا ہے وہ دکھ میں ہے تکلیف میں۔۔۔۔۔ لیکن نانا آپ نہیں آئے۔۔۔۔۔ نانا آپ نہیں آئے۔۔۔۔۔ وہ تکلیف ماہ روش نے اکیلے گزاری تھی۔۔۔۔۔ جبرائیل بھی یرلمحہ آپ کے ساتھ تھے۔۔۔۔۔ حمزہ کا بھی اپنا غم تھا۔۔۔ نانا کوئی نہیں تھا آپ کی طرح غم بانٹنے والا۔۔۔ ہر کوئی اپنے غم میں تھا۔۔۔ لیکن ماہ روش کا آپ کی ماہی کا غم سب سے بڑا تھا۔۔۔۔۔ میں نے شدت سے۔۔۔ ہر لمحہ دعا کی تھی کہ نانا کہیں سے آجائیں۔۔۔ ہر لمحہ میری نظریں دروازے پر ٹکی رہتی تھیں کہ ابھی نانا آئیں گے اور کہیں گے۔۔۔۔۔ ماہی میں ہوں نا اپنی بیٹی کا ٹم بانٹنے کے لیے۔۔۔۔۔ نانا نہیں آئے۔۔۔۔۔ کیوں نانا۔۔۔۔۔ آپ کے تو

اللہ کے ساتھ اچھے تعلقات تھے نا۔۔۔ آپ اس کے بیت اچھے دوست تھے نا۔۔۔ آپ کو تو بھیجنا چاہیے تھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ لیکن نہیں آئے۔۔۔ میں نے اللہ سے بھی اپنا ناتا توڑ لیا تھا۔۔۔ پھر میں نے خود کو سنبھال لیا تھا۔۔۔ نانا۔۔۔ آپ کی ماہی نے اپنے دل کو سنبھال لیا تھا کہ۔۔۔ غم میں کوئی بھی آپ کا اپنا نہیں ہوتا ہے۔۔۔ غم صرف آپ کا اپنا ہوتا ہے۔۔۔ اسے آپ نے اکیلے ہی گزارنا ہوتا ہے۔۔۔ میں نے خود کو مضبوط کر لیا تھا۔۔۔ لیکن جبرائیل اور تائی جان کی آپ کے ایکسیڈینٹ کی خبر سن کے میں پھر ٹوٹ گئی تھی۔۔۔ مجھے اپنے اللہ سے ناتا توڑنے پے شرمندگی ہوئی تھی کہ۔۔۔ نانا تو اللہ کے دوست ہیں نا۔۔۔ تو وہ انہیں کیسے نا بھیجتے۔۔۔ میں نے تب نعانہ مانگی تھی اللہ سے۔۔۔ رو کے۔۔۔۔۔ شدت سے۔۔۔ پورے دل سے۔۔۔ اس یقین کے ساتھ کہ اللہ نانا کی میرے حق مانگی گئی دعائیں قبول کرتا ہے تو آج میری بھی نانا کے حق میں مانگی گئی دعائیں قبول کر لے۔۔۔ مجھے میرے نانا واپس کر دیں۔۔۔ چاہے کتنا بھی عرصہ لگ جائے لیکن نانا مجھے واپس کر دیں۔۔۔۔۔ میں پہلی دفعہ زندگی میں مایوس نہیں تھی۔۔۔ نانا میں بہت۔۔۔۔۔ پر امید تھی۔۔۔ کیونکہ میرے پیچھے آپ کی دعائیں تھیں۔۔۔ تو اللہ کیسے آپ کے سامنے شرمندہ ہوتا۔۔۔ اس نے آپ کی دعاؤں کی لاج رکھی اور مجھے بھٹکنے نہیں دیا۔۔۔ اس نے آپ کو ہمیں واپس لوٹا دیا۔۔۔ ایک صبر آزما وقت کے بعد لیکن اس عرصے میں آپ کی ماہی مایوس نہیں ہوئی تھی۔۔۔ حمزہ اور جبرائیل بھی ایک وقت میں آکر دل چھوڑ بیٹھے تھے لیکن آپ کی ماہی نے دل مضبوط کر لیا تھا کیونکہ وہ پہلے ہی آپ کے دوست سے شرمندہ تھی۔۔۔ اس لیے اس نے آپ کے دوڑتے سے ضد لگالی تھی کہ مجھے آپ چاہیے ہیں۔۔۔ اس لیے آپ واپس ہمیں مل گئے۔۔۔ لیکن اس عرصے میں مجھے آپ کے دوست نے مضبوط بنادیا تھا کہ حالات سے لڑنا سکھا دیا تھا۔۔۔ میں نے جبرائیل کو راتوں کو اٹھ کے آپ کے کمرے میں آ کے روتے دیکھا تھا۔۔۔ حمزہ کو ساری ساری رات گھر نا آتے دیکھا تھا۔۔۔ نانا میں نے اپنا گھر بکھرے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ مجھے اس کے لیے مضبوط بنانا تھا۔۔۔ اسی وجہ سے اللہ نے آپ کے دوست نے مجھے مضبوط بنایا۔۔۔

تاکہ میں حالات سے نمٹ سکوں۔۔۔ آپ کا دوست بہت اچھا ہے نانا۔۔۔ اس نے آپ کو ہمیں واپس دے دیا۔۔۔ "گھٹنوں پر سر دائیں جانب موڑ کے رکھے وہ رونے کے ساتھ ساتھ زکام زدہ آواز میں بولتی رہی تھی۔ کبھی شدت سے تو کبھی دھیمی مدھر آواز میں۔۔۔ ان سارے لمحوں کے درمیان نانا کی بھی سسکیاں بڑھتی گئی تھیں۔ ان کا ہاتھ اپنی بیٹی کے سر پر تھا۔ جو لرز رہا تھا۔۔۔ ان کا دل خوش بھی تھا کہ اللہ نے اسے بھٹکنے نہیں دیا۔ اللہ نے برے خوابوں کا اثر زائل کر دیا۔ اللہ نے اسے اندھیروں میں گم نہیں ہونے دیا۔۔۔ ان کی دعائیں قبول ہوئی تھیں۔۔۔ وہ کیسے نامطمئن ہوتے۔۔۔ دل اب سکون پا گیا تھا۔۔۔ وہ روتے روتے غنودگی میں چلی گئی تھی جبکہ نانا کا ہاتھ ابھی تک اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔۔۔



"آپ روئی ہیں؟؟؟" اپنا بیگ پکڑاتے ہی پہلی نظر اس کی سوچی روئی آنکھوں پر گئی تھی جن کی خمدار پلکیں ہمیشہ ہی اسے اپنی جانب متوجہ کرتی تھیں۔ آنکھوں کے پپوٹے سو جے ہوئے تھے۔

"زیادہ سونے کی وجہ سے آنکھیں ایسی لگ رہی ہیں۔۔۔" بیگ وہ لیے کمرے کی جانب آئی تھی۔ اپنی جگہ پر رکھنے کے بعد اس کے لیے آرام دہ لباس نکال کر اس کے حوالے کیا تھا۔ پھر نیچے سے پانی لانے گئی تھی۔ واپس آنے تک لباس تبدیل کر چکا تھا۔ جب وہ اندر داخل ہوئی تو کرتے کے بازوؤں کے کف فولڈ کر رہا تھا۔ اس کی عادت تھی ہمیشہ کف فولڈ کر کے رکھنے کی۔۔۔

"روئی کیوں ہیں۔۔۔" پانی وہ اس سے پکڑ کے ٹیبل پر رکھ چکا تھا۔ ہاتھ تھام کر اسے بیڈ کی پائنٹی والی سائیڈ پر بٹھایا تھا پھر خود بھی ساتھ بیٹھا تھا۔ نرمی سے دیکھتے وجہ پوچھی تھی۔

"نانا چاہتے تھے اسی لیے۔۔۔" مسکراہٹ سے جواب دیا تھا۔

اوو تو مطلب انہوں نے بلاخر اپنی پرانی ماہی سے بات کر ہی لی۔ گڈ ویری گڈ۔۔۔ ان کی پریشانی کم ہو گئی تھی۔ کیونکہ ماہ روش بہت سنجیدہ ہو گئی تھی پہلے سے۔ جو انہیں تکلیف دے رہی تھی۔ کومہ کی حالت میں جبرائیل ان سے ہر بات شیر کر تا تھا۔ سب کچھ جاننے کے باوجود وہ ماہ روش سے جاننا چاہتے تھے۔ کیونکہ انہیں پتا تھا جب تک وہ نانا کے سامنے نہیں روئے گی اس کی پریشانی ہنوز وہی رہے گی۔۔۔ اس لیے جبرائیل کے مشورے پر عمل کیا تھا جس کا نتیجہ سامنے تھا۔۔۔

"رویامت کریں آپ کی آنکھوں کی خوبصورتی متاثر ہوتی ہے۔۔۔" سو بچے پوٹوں کے اوپر اپنا انگوٹھا پھیرتے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا جبکہ نانا والی بات کے جواب کو وہ گول کر گیا تھا۔

"ٹھیک ہے آئندہ نہیں روؤں گی۔۔۔ پانی پی لیں" آسانی سے مان گئی تھی۔ اب پانی لا کر اسے دیا تھا جو وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ چکا تھا۔ آج اس نے میٹینگ کی وجہ سے لیٹ آنے کے بارے میں مطلع کر دیا تھا۔ سب سونے کے لیے چلے گئے تھے جبکہ وہ ابھی تک اس کے لیے جاگ رہی تھی۔

"کھانا کھایا آپ نے؟؟" گلاس وہ خود اٹھ کر ٹیبل پر رکھ آیا تھا۔ اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ بار بار اٹھ کر کام کرے۔۔۔

"ہم۔۔۔ سب کے ساتھ ہی کھایا تھا۔۔۔ اور آپ نے کھایا!!" اپنے جواب دینے کے بعد اس نے بھی سوالیہ انداز اپنایا تھا۔۔۔

"کھالیا تھا۔۔ کہیں باہر چلیں " اسے سوچی آنکھیں ڈسٹرب کر رہی تھیں۔۔

"اس وقت "!! اس کا رخ سامنے لگے وال کلاک کی جانب کروایا تھا جدھر گھڑی رات کے بارہ بج رہی تھی۔۔

"جی اس وقت ہی۔۔۔ کیا کوئی۔۔۔ اعتراض ہے "!! الماری سے بڑی شال نکالتے وہ بیڈ کی جانب آیا تھا۔ اس کے گرد اچھی طرح لپیٹتے ابرو اٹھاتے پوچھا تھا۔۔

"اعتراض ہوا بھی تو آپ کون سامان جائیں گے۔۔ " منہ بناتے جواب آیا تھا۔۔

"اسی لیے آپ اعتراض نہیں کرتی ہیں۔۔ اچھی بیویوں کی نشانی ہے۔۔ " دایاں بازو اس کے پیچھے کیے وہ اسے لیے گیٹ سے نکل رہا تھا جبکہ اپنے شوہر کے جواب پر وہ اسے گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم سو جاؤ میں اسے سنبھال لوں گا "!! رات کے بارہ بج گئے تھے لیکن مصحف صاحب سونے کے موڈ میں ہی نہیں تھے۔ اس لیے نور لہدی سے اسے لیتے وہ کھڑکی کے پاس آکھڑا ہوا تھا جدھر اس کی نظر گیٹ سے باہر نکلتے ماہ روش اور جبرائیل خان پر پڑی تھی۔

نیند سے نور لہدی کی آنکھیں بھری ہوئی تھیں۔ کل رات بھی مصحف نے اسے اچھا خاصا تنگ کیے رکھا تھا۔ آج بھی وہ یہ ہی روٹین بنائے بیٹھا تھا۔ کب سے سنانے کی کوشش میں تھی لیکن وہ تیار ہی نہیں تھا۔ ابھی

اسے لے کے بیٹھی ہی تھی کہ وہ پھر رونا شروع ہو گیا تھا۔ اس سے اب اسفندیار نے پکڑ کے اسے سونے کا کہا تھا۔ جس پر وہ حیرانگی سے سے دیکھ رہی تھی۔

"نہیں میں سلالوں گی۔۔" وہ متاثر تھی۔

"کم آن یار جب سے پیدا ہوا ہے تم ہی اپنی نیند قربان کیے اسے سنبھال رہی ہو۔۔ اگر آج میں سنبھال لوں گا یا آئینہ بھی کبھی بکھار اپنی نیند قربان کر لوں گا تو میری شان نہیں گھٹ جائے گی۔۔ اس لیے تم سو جاؤ۔۔ اس کے رونے پر فیڈر بھی بنادوں گا۔۔" کھڑکی کے پاس سے اپنی گود میں کھیلنے بیٹے کو دیکھتے وہ اسے جواب دے رہا تھا۔ جس کی بس نیند سے جھولنے کی کسر رہ گئی تھی۔ لے کر کھڑے رہو تو وہ چپ تھا جب وہ اسے لے کر بیٹھتے تھے تو وہ گلا پھاڑ کر رونا شروع وہ جاتا تھا۔ اس لیے ابھی بھی وہ کھڑا تھا۔ ان دنوں میں وہ باپ سے بھی مانوس ہو گیا تھا۔۔

"تمہیں زیادہ تنگ کرے گا۔۔!!" وہ ابھی بھی متاثر تھی۔۔

"تو کوئی بات نہیں۔۔۔ باپ ہوں تنگ کر سکتا ہے مجھے۔۔۔ باپ کو بھی تو پتا چلنا چاہیے ناکہ کیسے ماں ان کے لیے اپنی نیند قربان کرتی ہے۔ ہمارے ہاں مرد اکثر اولاد کی ساری ذمہ داری ماں پر ڈال دیتے ہیں کہ وہ اپنی نیند تک قربان کر کے اسے پالے جبکہ خود سکون سے اپنی نیندیں پوری کریں۔۔ میں ان مردوں جیسا نہیں بننا چاہتا ہوں۔۔۔ میں اپنی اولاد کو پالنے میں ففٹی پرسنٹ کا حصہ دار بننا چاہتا ہوں۔۔۔ اس لیے تم سکون سے سو جاؤ۔۔۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔" اپنے بیٹے کو جھلاتے ہوئے اس کی سنجیدگی میں فرق نہیں آیا تھا۔ جبکہ نیند کی حالت میں اس کی باتیں سنتی وہ شکر ادا کر رہی تھی کہ اللہ نے اسے عام مردوں جیسا مرد نہیں دیا تھا۔ خاموشی سے لیٹ کر کمفرٹر سر تک اوڑھ چکی تھی۔ لیٹتے ہی نیند کی آغوش

میں چلی گئی تھی کیونکہ دودن سے مصحف نے اسے بہت تھکایا تھا جس کی وجہ سے وہ ابا کے ہاں بھی نہیں جا سکے تھے۔۔۔

صبح کے وقت جب نماز کے لیے اٹھی تو اس کی نظر بلا ارادہ ہی دائیں جانب گئی تھی جدھر وہ ارتضیٰ کو سلاتی تھی۔ مصحف ادھر نہیں تھا۔ پریشانی سے نظریں گھمائیں تو سامنے صوفے پر دونوں باپ بیٹا محو استراحت تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ مصحف صاحب تو سکون سے سو رہے تھے البتہ اسفندیار خان بیٹھا ہوا تھا اور بیٹھے بیٹھے ہی وہ سو گیا تھا۔ غالب امکان یہی تھا کہ اسے جھلاتے جھلاتے وہ خود نیند کی وادیوں میں جھول گیا تھا۔ وہ بیڈ سے اترتی صوفے کی جانب بڑھی تھی۔ آہستگی سے اس کی گود سے مصحف کو نکالا تو اسفندیار خان کی آنکھ کھل گئی تھی۔

"اوو۔ سوری۔ تمہاری نیند خراب ہو گئی۔۔ میں بس اسے اٹھا رہی تھی تاکہ تم سیدھے یوکر بیڈ پے لیٹ جاتے۔" مصحف کو بیڈ پر وہ لٹا چکی تھی اور اسے کمفرٹر بھی اوڑھا دیا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔۔ میں ویسے بھی جاگنے ہی والا تھا۔ وقت کیا ہوا ہے۔۔" بیٹھے بیٹھے کمر اکڑ گئی تھی۔ کمر سیدھی کرتے وہ اٹھا تھا۔ پتا نہیں ماؤں کو کیا کیا قربان کرنا پڑتا ہے اپنی اولاد کے لیے۔ وہ آج معترف تھا کہ عورتیں سچ میں عظیم ہوتی ہیں جو اولاد کے لیے ہر تکلیف برداشت کر لیتی ہیں بغیر ماتھے پر سلوٹ ڈالے۔۔۔

"نماز کا وقت ہو گیا ہے۔۔" وہ اسے بتانے کے ساتھ ہی واشروم کی جانب بڑھی تھی تاکہ نماز ادا کر سکے جبکہ اسفندیار ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا تھا فریش ہونے کی نیت سے پھر اس کا ارادہ مسجد جانے کا تھا۔

"آج ناشتہ کس نے بنایا ہے" !!! ناشتے کے لوازمات کو دیکھتے ہی جبرائیل کو ادراک ہوا کہ یہ ناشتہ ماہ روش کے ہاتھ کا نہیں تھا۔ اسے صرف چند ایک چیزیں ہی بنانی آتی تھیں وہ سادہ سی۔ جبکہ ٹیبل تو سچی پڑی تھی اوپر سے قیمے کے پراٹھوں کی خوشبو۔۔ نہاری سے اٹھتا دھواں۔۔۔ بھئی واہ۔۔

"نور بھابی نے" ماہ روش ار تضحیٰ کو اٹھائے ہوئے تھی جبکہ نور لہدی ٹیبل لگا رہی تھی۔ اسفندیار نے چونک کے دیکھا تھا۔ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا۔۔

"امپوسیل۔۔۔" ایسا کہنے پر اس نے شرارت سے اسے بھی دیکھا تھا جو جس کا جگ ٹیبل پر رکھنے کے بعد خود بھی وہیں بیٹھ گئی تھی اور مصحف کو ماہ روش سے پکڑا تھا تا کہ وہ بھی بیٹھ جائے۔ ایک نظر اس پر ڈالی تھی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نانا اور جبرائیل حیرت سے انہیں دیکھ کر صورت حال سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"اسفی لالہ۔۔۔ اٹس ٹرو۔۔ آپ اتنے عرصے سے الو بنتے آئے ہیں۔۔ بھابی کو سب کچھ بنانا آتا ہے بشمول آپ کو الو بھی۔۔" لب کا کونادبا نے اس نے اطلاع پہنچائی تھی۔ جبرائیل کی مسکراہٹ ابھری تھی۔

"کوئی نہیں یار ہوتا رہتا ہے ایسا۔۔ اب کھانا شروع کرو۔۔" جبرائیل نے اس کا کندھا تھپتھپاتے مولڈ کرنا چاہا تھا۔ ورنہ جس طرح کے اس کے تاثرات تھے وہ جبرائیل کو بہت مزہ دے رہے تھے۔

اور وہ بے چارہ تو صدمے میں تھا کہ اتنا عرصہ وہ جان بوجھ کر اسے خراب کھانے بنا کر کھلاتی رہی تھی۔ ہر لقمے کے ساتھ اس کا دکھ بڑھتا جا رہا تھا۔ مطلب کے وہ اس کی محبت اور مروت میں کھالیا کرتا تھا لیکن اسے سب کچھ بنانا آتا تھا۔ جس کا ثبوت سامنے تھا۔

"تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا!!" ناشتے کے بعد آفس جانے سے قبل وہ اسے اس کے ابا کے ہاں چھوڑنے آیا تھا جب اترنے سے قبل وہ اسے کہہ رہا تھا۔

"کیا اچھا نہیں کیا میں!!" مصحف سوچکا تھا۔ پیسنجر سیٹ پر وہ بیٹھی اسے دیکھتے پوچھ رہی تھی۔ ساتھ ہی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔۔

"یار اپنے شوہر کے ساتھ ایسا کون کرتا ہے۔۔ تم نے اتنا عرصہ مجھے بد مزہ کھانے کے کھلائے ہیں تمہارے دل میں زرا بھی رحم نہیں آیا۔۔" اسے شرمندہ کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"میں کرتی ہوں ایسے۔۔ اور بد مزہ کھانے تمہاری سزا تھی۔۔ تم میرے پلاؤ کو خوشی خوشی کھا لیتے تو اتنا عرصہ تمہیں اچھے کھانوں سے محروم نارہنا پڑتا۔۔ خیر جاؤ تمہیں معاف کیا۔۔۔" کمال فیاضی سے وہ عام معافی کا اعلان کر رہی تھی۔۔۔

"بہت شکریہ آپ محترمہ کا۔۔ جو مجھ جیسے انسان کو معافی کا شرف بخشا۔" منہ بناتے وہ ابھی بھی صدمے میں تھا۔ اس کے معافی کے اعلان پر طنز کیا تھا جسے اس سے بھی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔

اس کے کہنے پر صرف وہ کھکھلا کر ہنسی تھی۔۔۔۔

"میں تمہیں معاف نہیں کروں گا اس سب کے لیے۔۔۔" اس کی ہنسی اسے چڑا رہی تھی۔

"معافی مانگی کس نے ہے صاحب۔۔" اسے فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔

"میں گاڑی واپس موڑ لوں گا۔۔۔" اسے دھمکی دی تھی۔ جس کا اثر تنکے برابر بھی نہیں ہوا تھا۔
 "تو پھر تمام عمر آپ کو بد مزہ کھانا ہی ملے گا۔۔۔ موڑ کے تو دکھاؤ زرا۔۔۔" اس نے باقاعدہ آنکھیں
 دکھائی تھیں۔

"بڑے افسوس کی بات ہے۔۔۔" شرمندہ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔۔
 "جو بھی کہو۔۔۔" اسے نظر انداز کیا تھا۔۔۔

"کب لینے آؤں؟؟" بات ہی بدل دی تھی کیونکہ دال گلی ہی نہیں تھی۔۔۔

"اس ہفتے بعد۔۔۔" آٹومیٹک ڈور لاک تھے۔ اس لیے فلحال باہر نکلنے سے وہ قاصر تھی۔

"ٹھیک ہے اپنا اور مصحف کا خیال رکھنا" جھک کر اس کی گود میں موجود بیٹے کی پیشانی چومتے وہ ڈور ان
 لاک کر چکا تھا۔

"ویسے رات کے کھانے پے آسکتے ہوں۔۔۔ بد مزہ کھانا نہیں ملے گا۔۔۔" گاڑی کی کھڑکی میں جھکتے وہ
 اسے مسکراتی نظروں سے دعوت دے رہی تھی۔۔۔ چڑانے کی ایک اور کوشش
 "بہت شکریہ" جل بھن ہی گیا تھا۔

"پتچ آپ اسے کیک کہتے ہیں !!!" دو گھنٹوں سے وہ کچن میں کیک بنانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا جو سچ میں ناکام ہو گئی تھی۔ اوون سے نکالتے ہی ماہ روش چینی تھی۔ اس نے جو بھی بنایا تھا وہ کم از کم کیک تو ہر گز نہیں تھا۔

"کہنا تو چاہیے !!! وہ خود بھی متاثر تھا۔

"کم از کم میں تو نہیں کہہ سکتی اس ملغوبے کو۔۔۔" اس نے پلیٹ کی جانب اشارہ کیا تھا جو جبرائیل ٹیبل پر رکھ چکا تھا اور پوسٹ مارٹم کر رہا تھا کہ کس چیز کی کمی اور زیادتی کی وجہ سے یہ کیک کی بجائے کچھ اور بن گیا تھا۔

"ایسا تو مت کہیں !!! اس ملغوبے کی قسمت کوڑا دان ہی ٹھہری تھی۔

"مان لیں سردار صاحب۔۔۔ یہ کیک بیک کرنا آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔" کچن میں موجود ڈائننگ چیئر پر بیٹھی وہ اپنے ارشادات بیان کر رہی تھی۔۔۔

"آپ مجھے انڈریسٹیمٹ کر رہی ہیں" وہ بھی ساتھ والی کرسی پر ٹکا تھا۔ چہرے پر کہیں بھی افسوس نہیں تھا۔

"سیرینسلی !!!" ابرو اٹھاتے پوچھا تھا۔

"جی بالکل مادام۔۔۔ نیکسٹ ٹائم آپ کا یہ بھی گلہ دھو دیں گے۔۔۔ آپ کو اگلی دفعہ آپ کا کیک مل جائے گا۔ اور وہ کیک آپ کے بیک کیے ہوئے سے زیادہ اچھا ہو گا۔۔۔" اسے باور کروا رہا تھا۔

"اس کیک کی طرح کا !!!" بازو لمبا کر کے بن کی جانب اشارہ کیا تھا۔ ایک بلینگ ہی تو اسے اچھے سے آتی تھی جس کا جبرائیل بھی معترف تھا اور بشمول حمزہ بھی۔

"اب ایسی بات بھی نہیں ہے۔۔۔" ساتھ ساتھ فون پے وہ کوئی لوکیشن دیکھ رہا تھا کھانے کی کسی نئی جگہ کی۔۔۔

"ٹھیک !!! ایسی بات نہیں ہے تو آپ اب کریں اپنی شرط پوری۔۔" ایک ہاتھ کی مٹھی بنا کے اس کے اوپر ٹھوڑی ٹکائے اسے دیکھتی وہ شرط یاد دلارہی تھی۔

"چلیں مادام !!! وہ بھی تیار بیٹھا تھا۔ فون فوراً جیب میں ڈالا تھا۔ اسے اٹھنے کا اشارہ کرتے ٹیبل سے کیز اٹھائی تھیں۔۔ جیسے اسے پتا تھا کہ آخر میں انہیں باہر جانا ہی پڑے گا۔

"میں آپ کو اس پر اجیکٹ کے سٹارٹ پے ہی آفر کرتی ہوں اگر آپ یہ پر اجیکٹ چھوڑنا چاہتے ہیں تو چھوڑ کے جاسکتے لیں۔ ہم میں سے کوئی بھی آپ سے باز پرس نہیں کرے گا۔ البتہ اگر آپ سب میں سے کسی نے بھی پر اجیکٹ کے درمیان میں کوئی بھی بہانہ تراشا اور اس سے فرار ہونے کی کوشش کی تو آپ کو اس کی بھاری ذمہ داری چکانی ہوگی۔ چونکہ آپ کانٹریکٹ سائن کرچکے ہیں تو غالباً اس کی شرائط بھی ذہن میں ہوں گیں۔۔ اس لیے ہمارے پاس آپ کے متعلق فری ہینڈ موجود ہے۔ تو پر اجیکٹ درمیان میں چھوڑنے کی صورت میں آپ کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے۔۔۔ اس لیے میں آپ کو ابھی آفر کر رہی ہوں۔۔۔ لیکن اگر آپ سرپے کفن باندھ کر نکلے ہیں تو ویری گڈ۔۔ میں آپ کی سپرٹ کی قدر کرتی ہوں۔ جیسا ہمارا پر اجیکٹ ہے اس کے لیے ہمیں پہلے سے زیادہ مضبوط ہونا پڑے گا۔ ہمیں بہت سی کالی بھیڑوں سے نمٹنا ہوگا۔ ہم نے جو شمع جلائی ہے اسے بجھنے نہیں دینا ہے۔۔۔ نوڈاؤٹ کے ہمیں سب سے

زیادہ پریشانیوں کا سامنا ان بچوں کے پیرینٹس کی طرف سے ہو گا لیکن آپ نے ان کی کاؤنسلنگ بہت تحمل اور برداشت سے کرنی ہے۔ آپ نے حتی الامکان صبر اور برداشت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا ہے۔۔۔ اسی صبر اور برداشت کا نتیجہ ہے کہ صحرائی علاقے میں والدین خود اپنے بچوں کو اب سکول بھیج رہے ہیں۔ اور یہ ایک دودن میں نہیں ہوا ہے اس کے لیے ہمیں پورا چھ ماہ ان کی گالیاں برداشت کرنی پڑی ہیں، تمیزی اور حتیٰ کہ ہمارے عملے کو مار تک کھانی پڑی ہے۔۔۔ لیکن ہم ناچھپے ہٹنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ ہم نے جس جوش و خروش سے اس کی شروعات کی ہے ہم اسی جوش کے ساتھ اسے آگے بڑھانا چاہتے ہیں اور یہ انفرادی طور پر نہیں ہو گا اس کے لیے اجتماعی طور پر مضبوط ہونے کی ضرورت ہے۔ پہلی سیڑھی کی طرف ہم بڑھ چکے ہیں آگے ہم تب ہی بڑھ سکتے ہیں جب ہمارا جوش مانند نہیں پڑے گا۔

آپ میں چند لوگ نئے بھی آئے ہیں ان کے لیے یہ باتیں ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہیں۔۔۔ تاکہ وہ اچھی طرح سوچ بچار کے بعد ہمیں جو اُن کرنے کا فیصلہ کریں۔۔۔ ہم آپ کو دودن کا وقت دیتے ہیں اچھی طرح سوچ بچار کر لیں۔۔۔ "میٹنگ روم میں سربراہی کرسی کے پیچھے تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ لڑکی اپنا پیغام ان لوگوں پر دو ٹوک انداز سے واضح کر رہی تھی۔

"میم ہم ابھی سے تیار ہیں آپ کو جو اُن کرنے کے لیے۔۔۔" ایک لڑکے حسن کی آواز گونجی تھی۔

"میں آپ کی سپرٹ کی قدر کرتی ہوں حسن!! لیکن میں نے آپ کو دودن کا وقت اس لیے دیا ہے تاکہ آپ ایک دفعہ پھر اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لیں کیونکہ یہ سفر آسان نہیں ہے۔ اس میں آپ کی فیملی کو بھی تکلیف اٹھانی پڑ سکتی ہے۔ آپ کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ دودن کا وقت اس لیے دیا ہے

تاکہ آپ اپنی فیملی کو مطلع کر دیں اور اپنا فیصلہ پوری دلی آمادگی سے کریں ان کی رائے کو اہم جانتے ہوئے۔۔۔۔۔ "جواب نے حسن اور اس کے ساتھیوں کی تسلی کروائی تھی۔ جس سے وہ قائل ہو گئے تھے۔

"او کے میم ہم انشاء اللہ آپ کو مثبت جواب ہی دیں گے۔۔۔" حسن کا جوش اب بھی عروج پر تھا۔

"مجھے یقیناً بہت خوشی ہوگی" ایک پروفیشنل مسکراہٹ سے اس نے جواب دیا تھا۔ میٹنگ بھی برخاست ہو چکی تھی۔ پہلے چھ لوگوں کے چہرے پر خوشی تھی جو اس تنظیم کے حصہ دار تھے۔ جنہوں نے اسے یہاں تک لانے کے لیے اہم کردار ادا کیا تھا۔ چھ ماہ کے عرصے میں نئے لوگ بھی شامل ہوئے تھے جن کا کردار بہت مثبت رہا تھا۔ جن کی وجہ سے کامیابی کی پہلی سیڑھی پر وہ قدم رکھ پائے تھے۔

"میرے خیال میں آپ کے لیے یہاں ترقی کے زیادہ مواقع ہوں گے" حمزہ نے پریسہ کو کورٹ سے پک کیا تھا۔ اب ان کی گاڑی کارخ گھر کی جانب تھا جہاں اس نے پیکنگ کرنی تھی واپسی کے لیے۔۔۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن۔۔۔۔۔" اس نے اپنا رخ حمزہ کی جانب کیا تھا۔ گاڑی کی سپیڈ آہستہ ہو گئی تھی۔ ساتھ گزرتی ٹریفک رواں دواں تھی جس کا شور گاڑی کے اندر بھی سنائی دے رہا تھا۔ اس نے گاڑی کے شیشے اوپر چڑھا دیئے تھے۔ حمزہ بھی اس کی جانب متوجہ تھا۔

"لیکن !!! ایک نظر اسے دیکھا تھا جس کا چہرہ پر سکون تھا۔ وہ اس سکون کی وجہ سے لاعلم تھا۔

"لیکن یہ کہ یہاں پر لوگوں کی میری اتنی ضرورت محسوس نہیں ہوگی جتنی میرے اپنے علاقے کے لوگوں کو ہوگی۔ وہاں پر جس شعور کی کمی ہے مجھے اس کو پورا کرنا ہے جو کہ یہاں رہ کر ناممکن سی بات ہے۔ اپنی لڑکیوں کے لیے مجھے یہاں سے جانا ہی ہے۔ یہاں پر رہ کر کے میں ظلم کے خلاف وہ کچھ نہیں کر سکتی

جو براہ راست اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ان کے خلاف ایکشن لے سکتی ہوں۔۔۔' الفاظ سادہ تھے لیکن اس میں اس کا عزم چھپا ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ سے نڈر تھی۔ آنکھوں میں چمک تھی جو ارادے کی پختگی کا غماز تھی۔

"میری دعا ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔۔۔" اپنا رخ اس کی جانب کرتے اسے کہہ کر واپس ڈرائیونگ کی جانب مبذول کر چکا تھا۔

وقت بدلا، سوچ بدلی، لوگ بدلے، ہم بدلے وقت کا تقاضا بدلہ جس سے جہان بدلا۔۔۔

بابا مجھے بلی لینی ہے!!! ہانی کی بلی سے زیادہ پیاری۔۔۔ "سڈی روم کا دروازہ کھولتے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی سفید رنگ کی فراک میں ملبوس چھوٹی سی تین سال کی بچی اپنے باپ کے پاس ٹیبل کے پاس آکر رکی تھی۔ ساتھ ہی اپنی فرمائش بھی بتائی تھی۔ باپ نے اپنی نظریں سامنے پھیلے صفحات سے ہٹا کر اسے دیکھا تھا جو اب منتظر نظروں سے باپ کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی نظروں میں زرا بھی یہ الجھن، ڈڈیا خوف نہیں تھا کہ باپ منع کر دے گا۔ پر امید نگاہیں باپ پر جمی تھیں کہ باپ ابھی کہے گا چلو چلتے ہیں لینے۔۔۔۔۔

"کیا لینا ہے فاطمہ کو"!!! دونوں ہاتھ بڑھا کر بیٹی کو اپنی گود میں بٹھایا تھا۔ پہلے وہ سن نہیں پایا تھا اس لیے مطالبہ دہرانے کی درخواست کی تھی۔۔۔

"بلی بابا!!! ہانی کی بلی سے زیادہ خوبصورت" اپنا مطالبہ دہرانے کے ساتھ ہی اپنی دوست کا حوالہ دیا تھا۔ انداز نڈر تھا۔ ڈر اور جھجک نام کی نہیں تھی۔

"فاطمہ آپ جانتی ہیں ناما منع کر چکی ہیں " اسے سامنے ٹیبل پر بٹھایا تھا۔ بکھرے صفحات ایک طرف اب سمٹے پڑے تھے۔ بیٹی کا رخ اپنی جانب کیا تھا جو ماں کی طرح ضد تھامے بیٹھی تھی۔

"بابا نے تو منع نہیں کیا نا !!!" جانتی تھی ماں انکار کر چکی ہے لیکن باپ کی مرضی بیٹی کے ساتھ تھی۔ ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتا تھا۔ بیوی کا ڈر بھی ختم ہو جائے اور بیٹی کا شوق بھی پورا ہو جائے۔۔۔

"یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ اگر آپ دونوں باپ بیٹی اس گھر میں بلی لے کر آئے تو گھر کے دروازے بند ملیں گے۔۔۔۔ آپ دونوں کو گھر سے بے دخل کر دیا جائے گا " اس سے پہلے کے وہ اپنی بیٹی کو جواب دیتا اس بچی کی ماں سٹڈی روم میں داخل ہوئی تھی اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی تھی۔ باپ نے بیٹی کی جانب دیکھا تھا کہ اب بتاؤ۔۔۔

"کوئی بات نہیں ہم نانا کے گھر چلے جائیں گے کیوں بابا " ماں کی دھمکی کو اس نے چٹکیوں میں اڑایا تھا۔ جبکہ باپ اپنی بیٹی کی حاضر جوابی پر مسکراہٹ دبا گیا تھا۔

"بیٹا آپ کوئی اور چیز لے لو !!!" ماں کو اسے گھورتے پا کر باپ نے معاملہ سنبھالنا چاہا تھا۔

"نہیں بابا!! مجھے بلی ہی چاہئے۔۔۔ بلکہ آپ ایسا کریں پھوپھو سے کال پر کہیں کہ جو بلی انہوں نے مجھے دکھائی تھی میں نے اسے ڈن کر دیا ہے۔۔۔ وہ مجھے گفٹ کر دیں میرے بابا انہیں پے کر دیں گے۔۔۔" اپنا ہوم ورک وہ مکمل کر کے آئی تھی۔ باپ کا فون اس کے حوالے کیا تھا۔ ساتھ ہی حکم بھی جاری تھا۔ اس نے ایک نظر بیوی پر ڈالی تھی جو غصے سے باپ بیٹی کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ چائے کا کپ پٹخنے کے انداز میں اس نے ٹیبل پر رکھا تھا۔ پھر غصے سے واک آؤٹ کرنے سے قبل دھمکی بھی دے گئی تھی اور لگتا تھا کہ اس دفعہ دھمکی اثر لازمی دکھائے گی۔۔۔

"اگر اس گھر میں آپ لوگ بلی لے کر آئے تو اس غلط فہمی میں مت رہیے گا کہ گھر کا دروازہ کھلا ملے گا"

"آپ کی مام ناراض ہو رہی ہیں فاطمہ!! وہ جیسے اسے قائل کرنا چاہتا تھا لیکن بیٹی بھی ماں کا پر تو تھی

"اٹس اوکے بابا ہم نانا کے ہاں چلے جائیں گے وہ خود ہی راضی کر لیں گے۔۔۔" اب بیٹی کی ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔۔۔

اس نے کہا سچ دکھایا تھا گھر میں داخل ہی نہیں ہونے دیا تھا۔ اب دونوں باپ بیٹی بلی کے ساتھ نانا کے گھر موجود تھے۔ اور نانا اپنی بیٹی کو کال پے ادھر آنے کی دعوت دے رہے تھے۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ یہاں موجود تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ نے میری نواسی کو اکیلے گھر سے نکال دیا!!!" نانا کے سامنے ماں کو جواب طلبی کے لیے کھڑا کیا تھا جبکہ باپ سرے سے ہی غائب تھا۔

"اکیلے کہاں نانا۔ اس کے باپ کے ساتھ نکالا ہے" اپنی بیٹی کو گھورتے اس نے ریلیکس انداز میں جواب دیا تھا جو نانا کی گود میں چھپی بیٹھی تھی۔۔۔

"آپ کو ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا ماہی" اپنی نواسی کے الفاظ دہرا رہے تھے جو وہ نانا کے کان میں کہہ رہی تھی۔

"حزکتیں دیکھی ہیں آپ نے ان باپ بیٹی کی "!!! غصے سے باپ کو بھی گھورا تھا جو کافی کے تین کپ اور بیٹی کا فیڈر لیے ادھر آیا تھا۔

"ماہی درگزر کرو۔ بچی ہے چار دن کا شوق ہے پھر بھول جائے گی " نانا مفاہمت کی راہ نکال رہے تھے۔۔۔

"آپ کی یہ بچی پہلے کبھی کسی چیز کو بھولی ہے جواب بھولے گی " کافی کا کپ وہ اس سے لے چکی تھی جو اب اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ بیٹی کو فیڈر وہ پہلے ہی دے چکا تھا۔ جو پینے کے ساتھ ساتھ ماں پر بھی التجائی نظریں ڈال رہی تھی جسے سراسر وہ انکور کر رہی تھی۔

"اچھا میرے کہنے پر چھوٹی اور بڑی بلی کو ساتھ لے جاؤ۔۔۔ " بڑے مان سے نانا نے کہا تھا۔

"بڑی بلی کو لے جانے میں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے البتہ چھوٹی بلی کو آپ رکھ سکتے ہیں۔۔۔ " عرصہ دراز ہو چکا تھا لیکن کچھ ڈر اس کا اب بھی برقرار تھا بلیوں کے معاملے میں۔۔۔ پہلے نام نہیں سنتی تھی لیکن اب خود بھی لینے میں مسئلہ نہیں ہوتا تھا جس کی بڑی وجہ اپنی ہی اولاد تھی۔ ایک وقت تھا اسے کتے بلیوں سے ڈر لگتا تھا لیکن اولاد اتنی ہی عاشق نکلی تھی کتے بلیوں کی۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے ماما۔۔۔ لیکن بابا بھی میرے ساتھ جائیں گے اور بلی کو میں ادھر ہی چھوڑ جاؤں گی۔۔۔ نانا اس کا خیال رکھ لیں گے۔۔۔"

اپنا فیڈر ختم کرتے ہی وہ فوراً اٹھ کے ماں اور باپ کے درمیان آکر بیٹھی تھی اور اگلا لائحہ عمل طے کرتے نانا کو دیکھتے آنکھ دبائی تھی جو ماں کی نظروں سے مخفی نہیں رہ سکی تھی۔۔۔ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا آیا تھا۔ دونوں باپ بیٹی نانا کو انوالو کر کے بچ نکلتے تھے۔ اب بھی ایسا ہی ہونا تھا یہاں سے بلی کے بغیر جانا تھا پھر ہر

روز یہاں بلی سے ملنے آنا تھا اور اگلے ہفتے جان بوجھ کے بلی لانے کے لیے بخار چڑھا لینا تھا اور بخار میں بلی کی ضد کرنی تھی جس کے آگے ماں نے ہار مان لینی تھی۔

"جیسی آپ کے بابا کی حرکتیں ہیں نا۔۔۔" جان بوجھ کر اس نے آہستہ الفاظ میں کہا تھا تاکہ ساتھ بیٹھا وہ سن لے۔ اب وہ فاطمہ کے بالوں کو ربن لگا رہی تھی جن کی لمبائی کافی زیادہ تھی کیونکہ جبرائیل اس کے بال نہیں کٹوانے دیتا تھا۔ یہاں آکر وہ نانا سے بالوں کے ڈیزائن بنوایا کرتی تھی ویسے ہی جیسے نانا ماہ روش کے بالوں کو بناتے تھے اور ساتھ میں نانا سے ماں کے بارے میں شکایات بھی لگاتی تھی۔۔۔۔

"کیک حاضر ہے"!! روٹھی ہوئی ماں کو منانے کے لیے وہ باپ کے ہاتھ کا بنا ہوا کیک لیے ماں کے سامنے حاضر تھی۔ جو لپ ٹاپ ٹانگوں پر اپنے کام میں محو تھی۔ لیکن محویت بیٹی نے آکر توڑ دی تھی۔۔۔۔

"بابا نے بنایا ہے؟؟" اسے بیٹھنے کے لیے جگہ دی تھی۔ لپ ٹاپ بند ہو چکا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"زور و شور سے سرہاں میں ہلایا تھا۔

"خود کدھر ہیں"!!! کیک درمیان میں موجود تھا لیکن کیک بیک کرنے والا درمیان میں نہیں تھا۔

"وہ آگئے"!!! دروازے سے باپ اندر آیا تھا۔ جس کے ہاتھ میں کریم کافی کے دو کپ تھے۔ بیوی کو منانے کے لیے کریم کافی۔۔۔

"کتنی ایفرٹس کے بعد کیک کامیاب ہوا؟؟" کپ تھام چکی تھی۔ بیٹی درمیان میں تھی اور وہ دونوں اطراف میں جبکہ کیک سامنے تھا۔

"فورون ماما!!" ماں نے باپ کو دیکھا تھا جس نے کافی پیتے کندھے اچکائے تھے۔

"کوئی بات نہیں باپ بیٹی کو شش جاری رکھیں کامیاب ہو جائیں گے کسی ناکسی دن" بیٹی اب باپ کا موبائل فون لیے یوٹیوب سے بلیوں کی ویڈیوز نکال رہی تھیں۔ اس نے قسم کھا رکھی تھی کہ جو کام ماں کو ناپسند ہیں وہ ہی کرنے ہیں۔

"اونلی ٹو فاطمہ!!" ماں کی افسوس بھری نظروں کو دیکھتے اس نے بیٹی کی روٹین بتائی تھی۔

"اوکے بابا!!" اسے اپنی مطلوبہ ویڈیو مل چکی تھی جس میں محو وہ ان سے لا تعلق ہو گئی تھی۔ اب تب تک وہ انہیں کوئی ریسپانس نہیں دے گی جب تک ویڈیو ختم نہیں ہو جاتی تھی۔ اور یہ تین منٹ کا دورانیہ ہونا تھا کیونکہ ویڈیو تین منٹ کی تھی۔

"ناراضگی ختم سمجھوں!!" ایک پلیٹ میں نکال کر اس کے سامنے کیا تھا جو کافی کا آخری سپ لے رہی تھی۔ نظریں بیٹی پر تھیں۔

"میں ناراض نہیں تھی بلکہ آپ دونوں کی حرکتوں سے عاجز آچکی ہوں" کافی ختم ہو چکی تھی۔ ذائقہ ابھی تک برقرار تھا۔ کیک کا ٹکڑا اٹھا لیا تھا۔ دو ٹکڑے پلیٹ میں تھے ایک وہ خود کھا رہا تھا۔ ایک بات اسے ہمیشہ مزے کی لگتی تھی کہ چارپانچ کوششوں کے بعد اس کا کیک اچھا بنتا تھا۔ اور کیک بھی وہ جو چائے یا کافی کے ساتھ انجوائے کر سکیں۔

"میں جانتا ہوں!!" انداز پر یقین تھا۔

وقت گزرا تھا اور اس نے بہت ہی محبت کرنے والا باپ اسے پایا تھا۔ بیٹی کے لیے اکثر بیوی کو ناراض کیا تھا۔۔۔ بلاشبہ اسے جبرائیل میں ابراہیم صاحب کا عکس نظر آتا تھا۔ وہ بھی ایسے ہی تھے بیٹی کے معاملے میں۔

بہت محبت کرنے والے تھے۔۔ جن کی محبت نے بیٹی کو فیری ٹیل نہیں بنایا تھا بلکہ نڈر اور بہادر بنایا تھا
--- جبرائیل کی اپنی اولاد کے لیے بھی محبت ایسی ہی تھی۔ شاید کہیں اس سے بھی بڑھ کے تھی۔
"آپ کے لاڈ اسے بگاڑ دیں گے۔۔" وہ بھی کبھی کبھی ٹیپیکل ماؤں والا رویہ اختیار کر لیتی تھی اور یہ وہ
ہی دن تھے جب اس پے ٹیپیکل ماؤں والا دورہ پر تا تھا۔ عموماً یہ تب ہوتا تھا جب اکثر فاطمہ کوئی جانور لینے
کی خواہش کرتی تھی۔ اسے ان چیزوں سے چڑھتی لیکن بیٹی کو ان سے شدید محبت۔۔۔
اب جبرائیل سے ایک اور کیک کا پیس لیا تھا۔ کیک ایک پاؤنڈ کا تھا۔ جو ان کے دونوں کے چار ٹکڑوں میں
ہی ختم ہو گیا تھا۔

"اونہوں!! ہمارے لاڈ ہماری بیٹی کو پر اعتماد بنائیں گے۔" اپنے پاس سے آخری ٹکڑے کو آدھا بیوی کے منہ میں ڈالا تھا اور باقی آدھا دونوں باپ بیٹی کے حصے میں آیا تھا۔

"یہ لیس بابا میری ویڈیوز کمپلیٹ ہو گئی ہیں۔" اپنی ماں کی طرح اصولوں کی پکی تھی۔ اگر باپ نے دو ویڈیوز کہی تھیں تو دو ہی دیکھی تھیں حالانکہ یوٹیوب پر ان دو ویڈیوز جیسی ہزاروں ویڈیوز سامنے آرہی تھیں۔ لیکن وہ سب اس کے لیے شجر ممنوعہ تھیں۔ دو کا مطلب اس کی بھی ڈکشنری میں دو ہی تھا۔

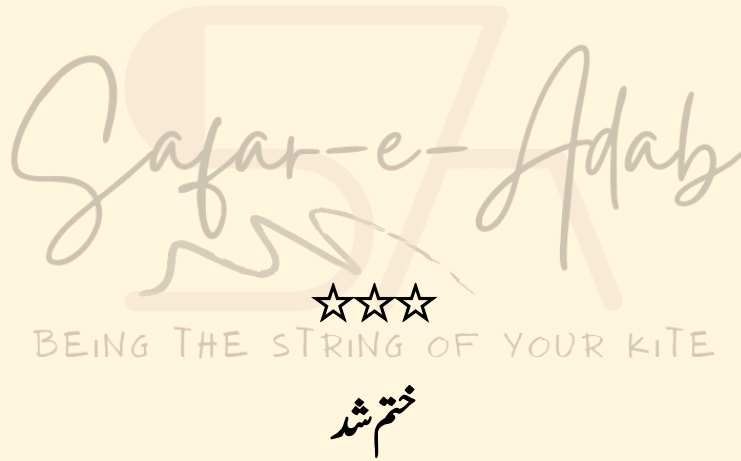
"گڈ!! اب فاطمہ برش کرنے چلے " بیٹی کے بہت سے کام وہ خود ہی کرتا تھا جن میں اسے رات میں باقاعدگی سے برش کروانا بھی تھا۔ اسے بیڈ سے اٹھایا تھا اور ساتھ لیے واشروم کی جانب آیا تھا۔ پانچ منٹ بعد دونوں باپ بیٹی واپس آئے تھے۔ فاطمہ کو بیڈ پر لٹانے کے بعد وہ اسے رات سونے سے قبل دعائیں پڑھنے کی یاد دہانی کروا رہا تھا۔ ہر دعا کے بعد باپ کی طرف ستائش سے دیکھتی تھی جو خوش ہوتا تھا۔ جبکہ میاں بیوی کی بات فلاح درمیان میں ہی اٹکی ہوئی تھی۔

بلاخرہ پندرہ منٹ بعد فاطمہ گہری نیند سوچکی تھی۔

"ماہ روش!!! پریشان مت ہو اکریں۔ ہماری بیٹی بہت ہمت والی ہوگی۔ ہمارا ان کی یہ چھوٹی چھوٹی خواہشات پوری کرنا انہیں با اعتماد بنائے گا۔ جس سے انہیں چیزوں کو خود ہینڈل کرنا آئے گا۔" نرمی سے اس کے ہاتھ کو گرفت میں لیتے باور کروایا تھا جس پر وہ سر ہلا گئی تھی۔ وہ خود بھی ایسی ہی تھی لیکن اب ماں تھی تو کبھی کبھی ڈر لگتا تھا۔

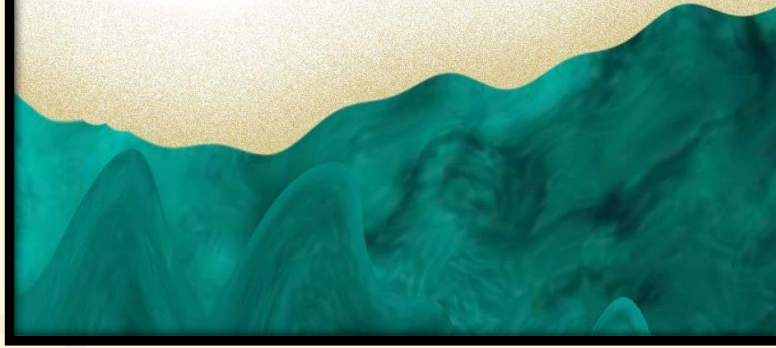
آج سنڈے تھا اور حمزہ بھی کچھ گھنٹوں کے لیے فری تھا اس لیے پریسہ کے ساتھ یہاں موجود تھا۔ نانا آج بڑی تھے لیکن فاطمہ انہیں ان کی مصروفیات سے نکال لائی تھی۔ جبرائیل، حمزہ اور نانا فاطمہ کے ساتھ لان میں کھیل رہے تھے۔ پریسہ ایک طرف اپنے چار ماہ کے بیٹے کے ساتھ بیٹھی ان کی بیٹیوں کے ساتھ اٹھکیلیاں دیکھ رہی تھی۔ لان کی کرسیوں کے درمیان میز پر لیپ ٹاپ پڑا تھا جس پر ویڈیو کال چل رہی تھی۔ جدھر چار سالہ ار ترضی اور اس کے والدین یہ محبت بھرے مظاہرے دیکھ رہے تھے جو ان دنوں سڈنی میں تھے۔ چند منٹ بعد وہ لیپ ٹاپ کے نزدیک آتی اور اسے بلی دکھاتی جسے جوش و خروش سے دیکھتے وہ خوش ہوتا بدلے میں اپنی چیزیں بھی دکھا رہا تھا، ساتھ ہی ویڈیو کال میں حویلی والوں کا بھی منظر نظر آرہا تھا۔ جدھر ارج کل فرشتے کی شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں۔ داجان اور بی جان کے بیٹھے انہیں محبت سے دیکھ رہے تھے۔ اور یہ سارا منظر گلاس وال سے دیکھتی ماہ روش خوش ہو رہی تھی۔ لیکن آنکھوں کی نمی کسی کی کمی کا باعث بن رہی تھی۔ ہر خوشی کے موقع پر اس کی آنکھیں نم ہو جاتی تھیں۔۔۔

چند لمحے بعد وہ ٹرے میں سنیکس لیے لان کی طرف جارہی تھی۔ سنیکس کے ساتھ وہ انہیں ایک خوشخبری بھی سنانے جارہی تھی جو ابھی ابھی میل کے ذریعے موصول ہوئی تھی۔ تھوڑی سی پریشانی تو ہوئی تھی لیکن دل مطمئن تھا کہ جبرائیل سنبھال لے گا۔۔۔۔۔



پل صراط

عنیزہ زاہد



"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہو نا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔' اس کے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

ایسین فتح



ابراہیم

"یہاں دستخط کرو غازہ ! " کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بڑی طرح کانپنے لگے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آدھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنا لیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی حسرت میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! " سیکم کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔ "بچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سیکم ! اور یہ نیا دھور رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہنے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمینڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو پیٹتے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

Click here

safareadab.com



دنوشہ آرزو

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ج جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔۔" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگ حب الہی تو اترتا نہیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکراتے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے توجھ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ناپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آخر۔۔۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ در اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا بیٹا؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ!!!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زور دار تھپڑ مار دیا۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے بلیٹی اور حسن خان وہیں دل تمام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے سہنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

Click here

safareadab.com

وراثت

فاطمہ ملک

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب